انوارِ غوثیہ

شرح

الشمائل النبویہ

المعروف:

شمائلِ ترمذی

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی (سجادہ نشین)

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انوارِ محمدیہ

شرح

الشّمائِل النّبویّہ

جس میں

"شمائِل النّبویہ لامام الھمام الحافظ المتقن ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی المشہور بشمائِل ترمذی" کا اُردو ترجمہ، حلِ لغت، تشریح اور اسماء الرجال بیان کیا گیا ہے۔

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی

(سجادہ نشین)

marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس کتاب کی طباعت کے تمام حقوق حضرت علامہ سید امیر شاہ قادری مدظلہ العالی (پشاور پاکستان) نے بنام ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی کر دیئے ہیں لہذا اس کتاب کو کسی ادارے یا پبلشر کو طباعت کی اجازت نہیں ہے۔

نام کتاب ——— **انوا رغوثیہ شرح شمائل النبویہ**

مصنف ——— امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف ومترجم ——— سید امیر شاہ قادری گیلانی

ناشر ——— ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی

ملنے کا پتہ

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کھارادر کراچی فون: 2203464

marfat.com

Marfat.com

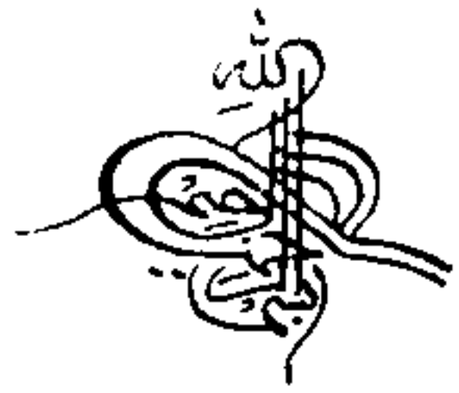

عرضِ حال

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِحَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَکَ یَا حَبِیْبَنَا یَاسَیِّدَنَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَی الْعَظِیْمِ یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الطَّاھِرُ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا ــــــ امابعد

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعزاسمہٗ نے اپنے پیارے حبیب کریم سرورِ عالم وعالمیان، خاتم النبیین والمرسلین، عالمِ علومِ اولین وآخرین، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی عظیم برکات کے طفیل ۱۵ شعبان ۱۳۸۹ھ سے لے کر ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ تک "شَمَائِلُ النَّبَوِیَہ" المشہور بہ شمائل ترمذی شریف کے درس دینے کا موقع مرحمت فرمایا۔ درس شریف کے دوران جو ترجمہ، حلِ لغت، تشریح اور اسماء الرجال یہ فقیر بیان کرتا اور جو حواشی ضروریہ بطور شرح کے قلم بند کرتا وہ مجتبیٰ محمد اصغر[1] صاحب قادری مرحوم جمع کرتا رہتا۔

تمام حلقۂ درس جناب صوفی محمد اسلم صاحب نقشبندی، شیخ غلام رسول صاحب قادری، جناب الحاج خواجہ محمد قاسم صاحب قادری، جناب الحاج محمود صاحب چشتی گولڑوی، جناب الحاج عبدالعزیز صاحب قادری، جناب خواجہ محمد نعیم صاحب قادری،

---

[1] مجتبیٰ محمد اصغر صاحب قادری مشرقی پنجاب سے پاکستان بننے کے وقت ہجرت کر آئے تھے، مختلف محکموں میں ملازمت کرتے رہے، آخر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا۔ اس فقیر سے دست گرفتہ ہوئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کے اسباق کی تکمیل کی، انتہائی پابند صوم وصلوٰۃ ہوئے اور آخری لمحہ تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ ۱۳۹۳ھ میں انتقال کیا، اور ابوالبرکات سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ آسودہ ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

جناب خواجہ فقیر صاحب قادری، جناب محمد امین صاحب قادری ایم اے، جناب عبدالواحد صاحب قادری، جناب تاج محمد صاحب قادری سریکوٹی، برخوردار سید محمد حسنین صاحب قادری گیلانی ایم کام، ملک محمد صادق جان قادری، ملک محمد عظیم چشتی صاحب، جناب غلام صاحب قادری، عبدالجلیل صاحب قادری، جناب نذر صاحب قادری اور جناب صابر حسین صاحب قادری ٹیلیفون سپروائیزر، کی انتہائی دلی خواہش تھی کہ اس شرح کو مکمل کر کے شائع کیا جائے تاکہ اس سے عامۃ المسلمین نفع حاصل کریں، اور حضور سراپا نور، دانائے غیوب، سرورِ کل، صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ پائے مبارک پر چل کر دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کریں۔

جناب علاؤالدین صاحب عدیم ایم۔اے نے نہایت ہی محنت اور کاوش سے تصحیح کی خدمت سرانجام دی فجزا اللہ احسن الجزاء۔ نیز یہ فقیر حضرت علامہ مفتی مولینا بالفضل اولینا جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم۔اے۔پی ایچ۔ڈی کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس فقیر کی عاجزانہ عرضداشت کو قبول فرماتے ہوئے نہایت ہی عارفانہ اور عالمانہ مقدمہ تحریر فرمایا۔

اللہ جل جلالہ، وعز اسمہ، وجل مجدہ، کا انتہائی کرم تھا کہ اس کتاب کی کتابت بھی صالح نوجوان محترم محمد اسلم تنویر چوہان ساکن گوجرانوالہ نے نہایت ہی پاکیزگی اور عقیدت کے ساتھ کی، اور فنِ کتابت کا مظاہرہ کئی ایک عنوانِ باب پر باب کی مناسبت سے بسم اللہ شریف کے تحریر کرنے میں کیا ہے جو کہ قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ تقریباً تمام کتاب باوضو کتابت کی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ، کے حضورِ عالیہ میں دعا ہے کہ حضور شفیع المذنبین خاتم النبیین، صاحبِ لواءِ حمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل اور جناب غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی السید الشیخ سیدنا و مرشدنا و مولینا سید عبدالقادر الگیلانی قدس سرہٗ کے صدقہ میں ہم سب کو نبی الانبیاء، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، صاحبِ قابَ قوسین اَو اَدنیٰ حاملِ لواءِ حمد، رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

◎

سگِ درگاہ عالیہ قادریہ حضرت ابوالبرکات سید حسن رحمۃ اللہ علیہ

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی

یکہ توت، پشاور شہر

۲۷، جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ

marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُورت مقدس اور حُلیہ پاک کے بیان میں ہے۔	۱
۲	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ یہ باب مُہر نبوت کے بیان میں ہے۔	۳۷
۳	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس کے بالوں کے بیان میں ہے۔	۵۲
۴	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُبارک بالوں میں کنگھی (یا کنگھا) کرنے کے بیان میں ہے۔	۵۹
۵	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ شَیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس اور ریش مُبارک میں سفید بالوں کے بیان میں ہے۔	۶۵
۶	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب کرنے کے بیان میں ہے۔	۷۴
۷	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کُحْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھوں میں سُرمہ لگانے کے بیان میں ہے۔	۸۱
۸	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مُبارک کے بیان میں ہے۔	۸۶
۹	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَیْشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زندگی بسر کرنے کے بیان میں ہے۔	۱۰۶
۱۰	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خُفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزہ کے بیان میں ہے۔	۱۱۱
۱۱	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ نَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاپوش مُبارک کے بیان میں ہے۔	۱۱۶
۱۲	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ذِکْرِ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری (انگوٹھی) کے بیان میں ہے۔	۱۲۸
۱۳	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ یہ باب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داہنے ہاتھ مُبارک میں انگوٹھی پہننے کے بیان میں ہے۔	۱۳۹
۱۴	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے بیان میں ہے۔	۱۴۷

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱۵	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ دِرْعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زِرہ کے بیان میں ہے۔	۱۵۲
۱۶	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود کے بیان میں ہے۔	۱۵۷
۱۷	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ عِمَامَةِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضُور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار (پگڑی) مُبارک کے بیان میں ہے۔	۱۶۱
۱۸	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اِزَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہمد (لُنگی) کے بیان میں ہے۔	۱۶۹
۱۹	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مَشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کے بیان میں ہے۔	۱۷۷
۲۰	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کپڑے کے بیان میں ہے جسے کہ آپ سرِ اقدس پر تیل لگانے کے بعد باندھتے تھے۔	۱۸۱
۲۱	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ جِلْسَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی ہیئت کے بیان میں ہے۔	۱۸۳
۲۲	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَکَاءَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تکیہ کے بیان میں ہے۔	۱۸۸
۲۳	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اِتِّکَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے صحابہ پر ٹیک لگانے کے بیان میں ہے۔	۱۹۳
۲۴	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اَکْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے بیان میں ہے۔	۱۹۶
۲۵	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روٹی کے بیان میں ہے۔	۲۰۳
۲۶	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالن کے بیان میں ہے۔	۲۱۵
۲۷	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ یہ باب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے وقت وضو کرنے کے بیان میں ہے۔	۲۴۸
۲۸	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالہ کے بیان میں ہے۔	۲۶۰

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۲۶	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ فَاکِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھل تناول فرمانے کے بیان میں ہے۔	۲۶۳
۳۰	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شَرَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پینے کی اشیاء کے بیان میں ہے۔	۲۷۱
۳۱	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شُرْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے بیان میں ہے۔	۲۷۴
۳۲	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَعَطُّرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطر لگانے کے بیان میں ہے	۲۸۴
۳۳	بَابُ کَیْفَ کَانَ کَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گفتگو فرمانے کے بیان میں ہے۔	۲۹۴
۳۴	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ضَحِکِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہنسنے کے بیان میں ہے۔	۳۰۱
۳۵	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِزَاحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل لگی کرنے کے بیان میں ہے۔	۳۱۲

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۳۶	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الشِّعْرِ یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات کے متعلق ہے جو اشعار کے بارے میں ہیں۔	۳۱۹
۳۷	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی السَّمَرِ یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات کے بیان میں ہے جو رات کو کہانیاں بیان کرنے کے بارے میں ہے۔	۳۳۱
۳۸	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ نَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیند فرمانے کے بیان میں ہے۔	۳۳۸
۳۹	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عِبَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کے بیان میں ہے۔	۳۴۵
۴۰	بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰی یہ باب چاشت کی نماز کے بیان میں ہے۔	۳۷۱
۴۱	بَابُ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں نفلی نماز پڑھنے کے بیان میں ہے۔	۳۸۰
۴۲	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے بیان میں ہے۔	۳۸۲

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۴۳	بَابُ مَاجَآءَ فِی قِرَأَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت قرآن مجید کے بیان میں ہے۔	۴۰۱
۴۴	بَابُ مَاجَآءَ فِی بُکَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو بہانے کے بیان میں ہے۔	۴۰۹
۴۵	بَابُ مَاجَآءَ فِی فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مُبارک کے بیان میں ہے۔	۴۲۰
۴۶	بَابُ مَاجَآءَ فِی تَوَاضُعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضُورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاجزی اور انکساری کے بیان میں ہے۔	۴۲۶
۴۷	بَابُ مَاجَآءَ فِی خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے بیان میں ہے۔	۴۶۳
۴۸	بَابُ مَاجَآءَ فِی حَیَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیاء کے بیان میں ہے۔	۵۰۵
۴۹	بَابُ مَاجَآءَ فِی حِجَامَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچھنے (سینگی) لگوانے کے بیان میں ہے۔	۵۱۰
۵۰	بَابُ مَاجَآءَ فِی اَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماءِ مُبارکہ کے بیان میں	۵۱۹
۵۱	بَابُ مَاجَآءَ فِی عَیْشِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضُورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گُذر اوقات کے بیان میں ہے۔	۵۲۷
۵۲	بَابُ مَاجَآءَ فِی سِنِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عُمر شریف کے بیان میں ہے۔	۵۴۵
۵۳	بَابُ مَاجَآءَ فِی وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بیان میں ہے۔	۵۵۱
۵۴	بَابُ مَاجَآءَ فِی رُؤْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضُور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بیان میں ہے۔	۵۹۱
	تتمہ	۶۰۲

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

marfat.com
Marfat.com

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى قال الشيخ الحافظ ابو عيسى محمد بن سورة الترمذي رحمة الله تعالى عليه

بَابُ مَا جَآءَ فِي خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم

یہ باب حضور پیغمبرِ اسلام حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ مقدس اور حلیہ پاک کے بیان سے متعلق ہے۔
(اس باب میں چودہ ۱۴ احادیث ہیں)

حل لغت خَلْق۔ خاء معجمہ کی زبر اور لام کے سکون کے ساتھ ہے جس کے معنیٰ ایجاد کے ہیں۔ یہ مصدر ہے اور مفعول کے معنی دیتا ہے یعنی "وہ دنیا میں ایجاد کی گئی ہے"۔ یہاں انسان کی ظاہری صورت مراد ہے اور خُلُق۔ خاء معجمہ کی پیش اور لام کی بھی پیش کے ساتھ جس کے معنی طبع اور خو کے ہیں۔ یہ معنی باطن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس عنوان سے کتاب میں الگ باب موجود ہے اس سے انسان کی باطنی صورت مُراد ہے۔

تشریح صاحبِ شمائل شریف نے ظاہری شکل و صورت اور حلیہ مبارک کو باطنی اوصافِ مقدسہ پر مقدم گردانا ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفاتِ کاملہ نبی نوعِ انسانی پر ظاہر ہو جائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیئت اور صورت ظاہری میں جلوہ فرما تھیں۔ حُسنِ ظاہر حُسنِ باطن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہوا کرتا ہے۔

حضرت علامہ اجل فقیہہ اعظم مولینا مولوی ملا علی القاری رحمۃ الباری جمع الوسائل ج ۱ ص ۹ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

والمعنى باب ما جاء من الاحاديث التى وردت فى بيان خلق الله تعالى صورة رسوله الاعظم ونبيه الاكرم صلى الله عليه وآله وسلم على الوجه الاتم ولذا قيل من تمام الايمان به اعتقاد انه لم يجتمع

"حقیقت یہ ہے کہ اپنے رسولِ معظم و نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارکہ کے پیدا کرنے کے بارے میں جو احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں وہ تخلیق کی سَاخت اور کمال کو مکمل طور پر ثابت کر رہی ہیں۔ اسی لئے ارشاد ہے کہ کسی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب

marfat.com
Marfat.com

ادمی من المحاسن الظاهرة الدالة على محاسنه الباطنة ما اجتمع فی بدنه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاریب حضور پُرنور شافع یوم النشور کے وجودِ گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات اس قدر خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جلال و کمال باطن کی عظمت و کمال کا آئینہ دار ہے کسی اور مخلوق میں اس قدر ظاہری اور باطنی خوبیوں کا اجتماع ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اور حضرت علامہ فرماتے ہیں :-

ومن ثم نقل القرطبی عن بعضهم انه لم یظهر تمام حسنه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا لما اطاقت اعین الصحابة النظر الیه۔

اور اسی طرح قرطبی نے بعض راویوں سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری محاسن اور جمالِ جہان آرا پُورے طور پر ظاہر نہیں ہوئے اور اگر ایسا ہو بھی جاتا تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکتے۔

اور فرماتے ہیں :-

واما الکفار فکانوا کما قال تعالیٰ وتراهم ینظرون الیک وهم لا یبصرون ۔

اور کفار کا تو یہ حال تھا کہ وہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نظر کرتے دکھائی دیتے تھے لیکن درحقیقت دیکھنے کی قوت سے محروم تھے۔

نیز فرمایا :-

وقال بعض الصوفیة اکثر الناس عرفوا اللہ عزوجل وما عرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لان حجاب البشریة غطی ابصارهم ۔

اور بعض صوفیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا ارشاد ہے کہ بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کو تو دیکھ لیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عارفانہ نظر سے نہیں دیکھا ہے کیونکہ ان کی اپنی بشریت کا حجاب ان کی آنکھوں کو ڈھانپے ہوئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حدیث ۱

اخبرنا ابو رجاء قتیبۃ[۱] بن سعید عن مالک[۲] بن انس عن ربیعۃ[۳] بن ابی عبد الرحمٰن عن انس[۴] بن مالک انہ سمعہ یقول کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْھَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَاَقَامَ بِمَکَّۃَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَبِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرَ سِنِیْنَ فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ سِتِّیْنَ سَنَۃً وَلَیْسَ فِیْ رَأْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَۃً بَیْضَاءَ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے ڈول لمبے قد کے تھے اور نہ ہی ٹھنگنے' اور آپ کا رنگ نہ تو چونے کی طرح سفید تھا اور نہ ہی مٹیالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بیحد پیچدار تھے اور نہ ہی سیدھے اکڑے ہوئے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس[۴۰] سال کی عمر شریف میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ آپ دس برس مکہ مکرمہ اور دس برس مدینہ منورہ میں تبلیغ اسلام کے لئے قیام فرما رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تریسٹھ برس کی عمر میں وصال عطا فرمایا۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس[۲۰] بال شریف بھی سفید نہ تھے۔

حل لغات طَوِیْل۔ لمبے' دراز۔ اَلْبَائِن۔ بے ڈول' بے ڈھنگے۔ طَوِیْلُ الْبَائِنِ' بے ڈول لمبے یعنی حدِ اعتدال سے زیادہ دراز قامت۔ قَصِیْر۔ پست قد' ٹھنگنا۔ اَبْیَض۔ سفید۔ اَمْھَق۔ اس کا مادہ مَھْقٌ ہے' چونے کی طرح سفید۔ اُدْم۔ گندم گون' مٹیالا۔ اُدْمَۃٌ۔ گندم گونی۔ الْجَعْد۔ گھنگریالے' پیچدار' جنگلہ موی۔ اَلْقَطَط۔ کثیر الشعر' بہت زیادہ بال' حبشیوں کی طرح۔ جَعْدُ الْقَطَط۔ بہت زیادہ گھنگریالے (پیچدار) بال۔ اَلسَّبْط۔ سیدھے بال' اکڑے یا کھڑے بال۔ یہ جَعْدُ الْقَطَط کا بالکل خلاف ہے۔ بَعَثَ۔ کھڑا کیا' مبعوث کیا' نبوت سے سرفراز فرمایا۔ رَأْس۔ ابتدا سر۔ اَرْبَعِیْن۔ چالیس[۴۰]۔ سَنَۃ۔ سال' برس۔ اَقَامَ۔ قیام فرمایا' ٹھہرے' تبلیغ کی۔ عَشْر۔ دس۔ سِنِیْن۔ سال۔ سَنَۃ کی جمع ہے۔ تُوُفِّیَ۔ وفات دی' وصال دیا۔ سِتِّیْن۔ ساٹھ۔ سَنَۃً۔ دو سے لے کر پانچ سال تک استعمال ہوتا ہے۔ لِحْیَۃ۔ داڑھی۔ عِشْرُوْن۔ بیس[۲۰]۔ شَعَر۔ بال۔ بَیْضَاء۔ سفید۔

تشریح صاحبِ شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو لفظ اخبرنا سے شروع کیا ہے لہٰذا جاننا چاہیئے کہ حدیث' سماع

marfat.com
Marfat.com

اور اخبار میں فرق ہے یا نہیں؟ حضرت علامہ شارح صحیح البخاری محدثِ جلیل مرشدنا و مولینا شاہ محمد غوث صاحب پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"نزد ابن عیینہ و امام بخاری و بعضی دیگر ہیچ فرق نیست درحدیث و اخبار و سماع و انباء یعنی لفظ حدثنا و اخبرنا و سمعت و انبانا یک است چنانچہ در متن بخاری بعد ازیں مذکور خواہد شد، و جمہور تفاوت کردہ اند، بآنکہ اعلاء درجات سماع است محمول است بر سماع از شیخ خاصتہ بعد آں اخبار، بعد آں انباء، و فرق کردہ اند در اخبار و انباء، بآنکہ اخبار محمول است، بر قرأت علی الشیخ و انباء بر اجازت محمول است پس ایں ادنیٰ است از ماقبل، و در مفرد و جمع نیز فرق است اگر بلفظ حدثنا و اخبرنا گوید اشارت بآں است کہ دیگراں ہم حاضراں بودند و ہمہ را اخبار شد از شیخ و اگر بلفظ مفرد باشد اشارت بآنکہ متکلم مفرد است در سماع از شیخ۔"

"ابن عیینہ، امام بخاری اور بعض دوسرے محدثین نے حدیث، اخبار، سماع اور انباء یعنی حدثنا، اخبرنا، سمعت، اور انبانا میں کوئی فرق نہیں فرمایا ہے چنانچہ متن بخاری میں بیان کیا جائے گا۔ اور جمہور محدثین نے ان اصطلاحات میں تفاوت کیا ہے ان میں اعلیٰ درجہ سماع کو حاصل ہے کیونکہ وہ خاص شیخ کے سماع پر محمول ہے اس کے بعد اخبار پھر انباء۔ نیز اخبار اور انباء میں بھی فرق کرتے ہیں۔ اخبار قرأت علی الشیخ پر محمول ہے اور انباء اجازت پر، لہٰذا انباء اخبار سے ادنیٰ ہے اور مفرد اور جمع میں بھی فرق فرماتے ہیں اگر حدثنا اور اخبرنا فرمایا تو اس بات کی طرف اشارہ ہوگا کہ اس مجلس میں اور حضرات بھی تھے اور ان سب کو شیخ سے اخبار ہوا اور اگر لفظ مفرد سے ذکر ہو تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ متکلم اپنے شیخ سے سماع میں اکیلا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے ڈول دراز قامت تھے اور نہ ہی پست قد یعنی ٹھنگنے، بلکہ اگر ایک جماعت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جماعت میں اُونچے اور نمایاں دکھائی دیتے۔ امام بیہقی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں :۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرام

marfat.com
Marfat.com

لا یمشی مع جماعۃ الا تمیز علیھم بقامتہ مھما کانوا طوالا ' وھذا معجزۃ لہ۔

میں چلتے تو سب سے بلند و بالا دکھائی دیتے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دراز قد نہ تھے۔ اور یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔

عربی میں "الامھق" ایسی بہت زیادہ سفیدی کو کہتے ہیں جس میں سُرخی کا شائبہ تک نہ ہو اور نہ ہی اس میں چمک ہو اور یہ مذموم ہے، اگر ایسی سفیدی جو کہ سُرخی سے مِلی ہوئی ہو اور اس میں نُور ہو تو وہ ممدوح ہے تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک چُونے کی طرح سفید نہیں تھا کہ لوگوں کو معیوب دکھائی دے جیسے برص زدہ۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک دونوں رنگوں کا متوازن اور حسین امتزاج تھا جیسا کہ علماء فرماتے ہیں اس دُنیا میں بہترین اور خوبصورت رنگ "سفید سُرخی مائل" ہے اور آخرت کا بہترین اور خوبصورت رنگ "سفید زردی مائل" ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں بہترین اور خوبصورت رنگوں کا مُرقع تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک نہ تو مٹیالا اور نہ ہی بالکل گندم گوں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مُبارک جبشیوں کی طرح انتہائی گھنگھریالے نہ تھے اور نہ ہی بالکل ایستادہ تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چالیس برس کی عُمر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کا اعلان فرمانے کی ہدایت کی۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دِن پیدا ہوئے اور پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اُتری۔ مدینہ منورہ پیر کے دن داخل ہوئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مُبارک بھی پیر کے دِن ہی ہوا۔ جناب انس بن مالک فرماتے ہیں کہ "مکہ مکرمہ میں دس برس تک قیام فرمایا" یعنی نبوت کے اعلان فرمانے کے بعد اور رسالت کے اعلان فرمانے کے بعد تیرہ برس تک قیام رہا۔ اس لئے تمام علماء اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہجرت فرمانے سے پہلے زمانہ نبوت و رسالت کا قیام مکہ مکرمہ میں تیرہ برس تھا۔ جناب علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کی تاویل یُوں ہی فرماتے ہیں۔

"ویحتمل ان الراوی اقتصر علی العقد وترک الکسر ولا خلاف فی قولہ"

"اور عرب کا یہ دستور ہے کہ وہ کسر کو چھوڑ دیتے ہیں"

یہ دور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مصائب و آلام کا دور تھا مگر اللہ اللہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عزم راسخ، مضبوط استقلال اور یقین محکم تھا جس نے ان تمام مصائب و آلام پر قابو پالیا۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی لازوال قربانیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے پناہ عزم و استقلال کی نظیر

ا کنز العمال، ج ۷، ص ۱۸۸

ب کتاب جمع الوسائل فی شرح شمائل مجلد اوّل

marfat.com
Marfat.com

دُنیا بھر کے پیروانِ مذاہب و مِل میں نہیں ملتی۔ انس بن مالک فرماتے ہیں" آپ نے دس برس مدینہ منورہ میں قیام فرمایا" یعنی ہجرت کے بعد آپ کا قیام مدینہ منورہ میں دس برس رہا۔ پیر یا جمعرات کے دن مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ پیر کے دِن مدینہ اوّل یعنی قباء میں تشریف فرما ہے۔ چوبیس دن یہاں قیام رہا۔ مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجدِ قباء کہتے ہیں۔ یہاں سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں جُمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ یہ مسجد آج تک مشہور ہے۔ مدینہ منورہ کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جُھرمٹ میں اُونٹنی پر سوار روانہ ہوئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ یہ نُورِ مجسم، صاحبِ خُلقِ عظیم، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے مہمان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معتقدین کا پُرخلوص اشتیاق دیکھ کر فرمایا کہ میری اُونٹنی جس جگہ بیٹھ جائے گی وہیں قیام پذیر ہُوں گا، چنانچہ اُونٹنی جناب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ابو ایوب انصاری کے کلبۂ احزان کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے بابرکت فرما کر قیام کا اعلان کر دیا۔ یہاں قیام کے دس برس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغِ اسلام اعلائے کلمۃ اللہ، غزوات و سرایا، امر بالمعروف نہی عن المنکر، بیرونی ممالک کے وفود سے ملاقات اور بیرونی ممالک کو وفود بھیجنا، تزکیۂ نفوس، تربیتِ صحابۂ کرام، تعلیم حکمت اور عام انسانیت کو راہِ ہدایت کی طرف دعوت دینے میں گذارے۔ اصح روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔ چالیس برس کی عمر شریف میں نبوت کا اعلان فرمایا۔ تیرہ برس بحیثیت نبی و رسول مکہ مکرمہ میں اور دس برس ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں قیام فرما کر واصلِ بحق ہوئے۔ بقول انس بن مالک "جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہُوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک اور سرِ اقدس میں بیس[۲۰] بال مبارک بھی سفید نہ تھے۔

حضرت علامہ شارح شمائل شریف مولینا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"باید دانست کہ حکمت در کم بودن سفیدی موی
حضرت آنست کہ اکثر اوقات زنان موی سفید را مکروہ
می دارند و اگر از رسُولِ خدا کسے چیزِ را مکروہ دارد کافر شود
نعوذ باللہ منہا۔ پس از برائے محافظت ازواجِ مطہرات

"یعنی[۱] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید بال کم ہونے
کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات عورتیں سفید بالوں کو
ناپسند کرتی ہیں اور اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی کسی بھی چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھا جائے تو کفر ہے۔

[۱] سلالۃ الحسین شرح شمائل ترمذی (قلمی)

marfat.com
Marfat.com

آنحضرت ایزد تعالیٰ اورا از کثرت سعیدی نگاہ داشت
واللہ اعلم"

نعوذ باللہ منہا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی محافظت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کو زیادہ سفید ہونے نہیں دیا۔

حدیث ۲ حدثنا حمیدؒ بن مسعد البصری حدثنا عبد الوہابؒ الثقفی عن حمیدؒ عن انسؓ بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربعۃً ولیس بالطویل ولا بالقصیر حسن الجسم وکان شعرہٗ لیس بجعد ولا سبط اسمر اللون اذا مشیٰ یتکفاء۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد درمیانہ تھا یعنی نہ تو دراز قامت تھے اور نہ ہی پست قد (ٹھنگنے) جسم مبارک انتہائی خوبصورت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ بہت گھنگھریالے تھے اور نہ ہی کھڑے، رنگ مبارک سنہری تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو بغیر رکاوٹ (آگے کو جھکے ہوئے) کے چلتے تھے۔

حل لغات ربعۃ۔ الوسط بین الطول والقصر، نہ لمبا اور نہ پست، درمیانہ، معتدل القامت اس کی جمع ربعات اور ربعات آتی ہے۔ الربعۃ۔ عطر فروش کا ڈبہ کہا جاتا ہے" فتح العطار ربعہ" عطر فروش نے اپنا ڈبہ کھولا۔ حسن۔ بہترین، خوبصورت، خوشنما، مناسب۔ اسمر۔ وہ رنگ جس میں سرخی اور سفیدی دونوں ملے ہوئے ہوں، یعنی سنہری رنگ۔ یتکفاء۔ بغیر رکاوٹ کے، آگے کو جھکا ہوا، قدم بقدم چلنا۔

تشریح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے، یعنی نہ ہی زیادہ لمبے اور نہ ہی پست بلکہ متوسط قد کے مالک تھے" ولیس بالطویل ولا بالقصیر" کا جملہ، کان کے لئے بیانیہ ہے اور عطف تفسیری ہے۔ اسی مناسبت کی وجہ سے "یعنی" کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے، جسم سے مراد جسد ہے، اور جسد بدن اور اعضاء کا نام ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک انتہائی متناسب الاعضاء تھا۔ نہ تو موٹے تھے اور نہ ہی کمزور و ناتواں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اطہر

اسماء الرجال وتشریح
۱ حمید۔ ۲۷۰ھ میں انتقال کیا۔ آپ کا پورا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔
۲ عبدالوہاب۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ بصرہ کے اشراف میں سے ایک ہیں۔ ثقہ اور جلیل القدر ہیں۔ ان سے امام شافعی، احمد بن حنبل، ابن راہویہ جیسے محدثین نے روایت کی ہے۔ وفات ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ آپ کا پورا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔
۳ حمید۔ ابو عبید الخزاعی البصری اس کا تذکرہ طول پکڑے گا۔ لہٰذا ان دونوں کا ایک ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ابو محمد عبدالوہاب بن عبدالمجید بن الصلت بن عبداللہ بن عبدالحکم بن ابی العاص، آپ رب کے مشہور تبع تابعین فقہاء میں سے ہیں۔
۴ انس۔ ابن عبید الخزاعی البصری اس کا تذکرہ طول پکڑے گا۔ لہٰذا ان دونوں کا ایک ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔ صاحب البجوری فرماتے ہیں، دمن ترکہ فاتحہا ترکہ لہ دخولہ فی عمل السلطان، ۱۹۳ھ میں بمقام نہاوند انتقال کیا۔
۵ حدیث ۱ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

نہایت ہی مناسب دیدہ زیب اور نظر فریب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ مبارک میں سُرخی اور سفیدی نمایاں تھی جس کی وجہ سے سنہرا پن دکھائی دیتا تھا۔ گویا صباحت اور ملاحت کا متناسب امتزاج تھا۔ صرف اس روایت میں اسمر اللون آیا ہے اور ایک روایت میں ازھر اللون آیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقریباً پندرہ صحابہ کرام نے آپ کو ابیض اللون سے موصوف کیا ہے۔ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"والتوفیق ان نقول: المراد بالسمرۃ الحمرۃ المخلوطۃ بالبیاض وھذا یدخل فیہ "ازھر اللون" وعلیٰ ذٰلک فلا تعارض ولا تناقض" [1]

"السمرۃ سے مُراد سرخی کے ساتھ سفیدی ملی ہوئی ہے ازھر اللون کے بھی یہی معنی ہیں لہٰذا کوئی تعارض یا تناقض نہیں ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت چلتے تو اس میں عزور یا تکبر کا شائبہ تک نہ ہوتا بلکہ ایسا دکھائی دیتا کہ آپ گویا اُوپر سے نیچے کی طرف آرہے ہیں۔ جناب علامہ مُلّا علی قاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں:۔

"ای یمیل الیٰ قدام کالسفینۃ فی جریھا"

"یعنی آگے کی طرف جُھکے ہُوئے جیسے چلنے میں کشتی نظر آتی ہے۔"

کشادہ کشادہ قدم اُٹھاتے یعنی سینہ تان کر اکڑ کر نہ چلتے۔ نہایت ہی باوقار، عزت مندانہ اور پسندیدہ چال سے چلتے۔

رفتار تر اگر ملک از عرش بنگرد
آید بزمین فرش کند بال و پر خود

حدیث ۳ حدثنا محمد بن بشار یعنی العبدی حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق قالت سمعت البراء بن عازب یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلاً مربوعاً بعید ما بین المنکبین عظیم الجمۃ الی شحمۃ اذنیہ علیہ حلۃ حمراء ما رایت شیئاً قط احسن منہ۔

ترجمہ براء بن عازب کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد آدمی تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان

---

[1] لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۱۱ ج ۱۱

اسماء الرجال حدیث ۳: محمد بن بشار بن عثمان بن ... العبدی ... شہر سے ... ہے۔ یعنی اس کی طرف منسوب ہے۔ ... ہے۔ ... ہے۔ ...

فاصلہ تھا آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سر اقدس کے بال مبارک دونوں کانوں کی لو تک لمبے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جوڑا سُرخ رنگ کا تھا۔ میں نے آپ (صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) ہی کو ہر چیز سے بڑھ چڑھ کر حسین پایا۔

حلِ لغات

مَرْبُوْعًا۔ میانہ قد۔ معتدل القامۃ۔ بُعَیْد اور بَعِیْد۔ بھی آیا ہے، فاصلہ، دُوری۔ مَنْکِبَیْن مَنْکِب کا تثنیہ ہے اور مَنَاکِب جمع ہے، کندھا شانہ، شانہ کی ہڈی۔ اَلْجُمَّۃ۔ کندھوں پر لٹکے ہوئے بال، زلف، اگر کانوں کی لو تک ہوں تو انہیں لِمَّۃ کہتے ہیں اور اگر اَلْجُمَّۃ سے کم ہوں تو ان کو وَفْرَۃ کہتے ہیں۔ شَحْمَۃ۔ کان کی لو، کان کا وہ مقام جہاں بالی پہننے کے لئے چھید کیا جاتا ہے۔ حُلَّۃ۔ جوڑا۔ کپڑوں کا جوڑا۔ تُنگی اور چادر۔ حُمْرَاء، سُرخ رنگ (دھاری والا)۔ قَطُّ۔ فقط، سوائے۔ ظرف زمان ہے اور استغراق ماضی کے لئے آتا ہے اور نفی کے ساتھ مختص ہے۔

تشریح

جناب براء بن عازب فرماتے ہیں کہ "آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا" یعنی سینہ مُبارک چوڑا تھا مونڈھے پر مونڈھا چڑھا ہوا نہ تھا کہ کبڑا پن نظر آئے اور فرمایا "آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سرِ اقدس کے بال مُبارک دونوں کانوں کی لو تک لمبے تھے" اگرچہ اَلْجُمَّۃ کے معنی کندھوں پر لٹکے ہوئے بال یعنی زلف کے ہیں مگر یہاں پر "اِلٰی شَحْمَۃِ اُذُنَیْہِ" کے قرینہ کی وجہ سے مندرجہ بالا ترجمہ کیا گیا اور فرمایا "آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جوڑا سُرخ رنگ کا تھا" شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ خالص سُرخ نہیں تھا بلکہ دھاریدار تھا، صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں "یہ خالص سُرخ نہ تھا بلکہ اس میں سُرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں (ج ۱۔ کتاب ص۱۲۶) سُرخ رنگ کا لباس مرد پہن سکتا ہے یا نہیں اس پر کافی بحث ہے۔ فقہاء نے مکروہ لکھا ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ سُرخ کپڑا دھاریدار ہو یا اس کا سوت رنگا ہوا ہو تو جائز ہے۔ ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ مطلقاً جائز ہے مگر شہرت اور مروت کے خلاف ہے اور براء بن عازب فرماتے ہیں، میں نے آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ہر ایک چیز سے بڑھ چڑھ کر حسین پایا" سبحان اللہ! آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ ستودہ صفات کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت، شیفتگی اور عشق کا کیا عالم ہے کہ کائناتِ خداوندی کے اندر اگر کسی کا حُسن اُن کی آنکھوں میں سما سکا تو وہ صرف اور صرف ذاتِ اقدس، مجسمۂ حُسن و جمال، صاحبِ قاب قوسین اَو اَدنیٰ، عالِم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن، خاتم النبیین، صاحبِ شفاعتِ کُبریٰ، رحمۃ اللعالمین، مومنوں کے رؤف و رحیم، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نورانی وجود مُبارک ہے۔

مولای صَلِّ وَسَلِّمْ دائما ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

marfat.com
Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اے حسن تو در شکل بشر خوش بشرے نیست
خوبی کہ تو داری صنما در دگرے نیست

المواہب اللدنیہ میں الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری ص۱۶۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

وقد صرحوا بان من کمال الایمان اعتقاد انہ لم یجتمع فی بدن انسان من المحاسن الظاھرۃ ما اجتمع فی بدنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مع ذالک فلم یظہر تمام حسنہ والا لما طاقت الاعین رؤیتہ "

"علماءِ محققین نے تصریح کر دی ہے کہ کمال ایمان کے معتقدات میں سے ایک اعتقاد یہ بھی ہے کہ جو کچھ حسن ظاہر، حضور سراپا حسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک میں جمع کر دیا گیا تھا وہ کسی انسانی وجود میں ہرگز مجتمع نہیں ہوا، باوجود اس اجتماع حسن ظاہری کے جو حسن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا پورا کا پورا ظاہر نہیں ہوا کیونکہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اتنی طاقت ہی نہیں تھی کہ وہ اس حسن کو جی بھر کے دیکھ سکتے۔

حدیث ۴

حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا وکیع[2] حدثنا سفیان[3] عن ابی اسحٰق[4] عن البراء[5] بن عازب قال ما رایت من ذی لمۃ فی حلۃ حمراء احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہ شعر یضرب منکبیہ بعید ما بین المنکبین لم یکن بالقصیر ولا بالطویل۔

ترجمہ

براء بن عازب نے فرمایا میں نے کبھی کو سرخ جوڑے میں ملبوس اور کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے بالوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں کو چومتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک نہ پست قامت تھا اور نہ دراز۔

حل لغات

لمۃ۔ کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے بال۔

اسماء الرجال

[1] محمود بن غیلان کنیت ابو احمد ہے ابو نصر سے سنا ہے ان سے ترمذی نے روایت کی ہے۔ ۲۳۹ھ میں انتقال کیا۔
[2] وکیع ابن الجراح کنیت ابو سفیان الکوفی ہے ان سے سماع کیا ہے ۱۹۷ھ میں انتقال کیا۔
[3] سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری دونوں حافظ الحدیث اور فقیہ ہیں ان سے ایک ہیں بنا پر ایک قریبے رہنے والے ابن ثوری اور ہیں ان سے سماع کیا ہے ۱۶۱ھ میں انتقال کیا۔
[4] ابو اسحٰق سبیعی کنیت ہے ان سے ثوری نے روایت کی ہے ۱۲۷ھ یا ۱۲۹ھ میں انتقال کیا۔
[5] براء ابن عازب نام اور کنیت ابو عمارہ ہے انصاری الاوسی ہیں مشاہد میں سے ایک میں جنگ خندق میں سے ایک میں ۷۲ھ میں سو برس سے زائد عمر پا کر حضرت امیر معاویہ کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

(نوٹ) اس حدیث شریف کے مشکل الفاظ حدیث ۳۲ میں حل کئے گئے ہیں۔

تشریح اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر شے سے زیادہ حُسن اور خوبصورتی عطا فرمائی تھی اس حُسن اور خوبصورتی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زُلفوں اور سُرخ دھاریدار حلّہ نے نورٌ علیٰ نور بنا دیا۔

صاحب حلاوۃ المتعلین جناب قاضی محمد عاقل ابن شیخ محمد خاکیؒ فرماتے ہیں :-

"اگر گویند کہ از حدیثِ بالا مفہوم شد کہ موئے مبارک آں سرور درود خدا برو، بمزمہ گوش رسیدہ، وازیں حدیث چناں فہمیدہ شد کہ از مزمہ گوش گذشتہ بہر دو دوش رسیدہ و در روایتے دیگر آمدہ کہ بود موئے او تا دو گوش او، در صحیحین واقع شدہ کہ بود موئے او تا انصاف ہر دو گوش او، بس رفع اختلاف روایات چہ باشد، جواب گوئیم، کہ اختلاف روایات بنا بر اختلاف اوقات است، وقتی کہ آں سرور قصر موئے مبارک می فرمود تا بگوش می بود یا بمزمہ گوش یا نیمہ گوش، و وقتے کہ ترک قصر می کرد دے دراز میشد تا بدوش پس چنانچہ دیدہ اند، خبر دادہ اند۔ واللہ اعلم۔

"اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے اُوپر والی حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر اقدس کے بال مُبارک کان کی لو تک پہنچتے تھے اور اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کانوں کی لو سے گذر کر دونوں کندھوں مُبارک تک پہنچتے تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ دونوں کانوں مبارک تک پہنچتے تھے اور صحیحین میں آیا ہے کہ دونوں کانوں مُبارک کے آخر تک پہنچتے تھے لہذا یہ اختلاف روایات کس طرح حل ہوگا۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلافِ روایات اختلافِ اوقات پر مبنی ہے جس وقت آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قصر فرماتے تو بال مبارک کانوں کی لو یا نصف کانوں تک پہنچتے اور جس وقت ترکِ قصر فرماتے تو بال مُبارک لمبے ہو جاتے، یہاں تک کہ کندھوں مُبارک تک پہنچتے۔ جس حالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا اسی کیفیت کو بیان کر دیا ہے۔ واللہ اعلم۔"

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۵ حدثنا محمد بن اسماعیل حدثنا ابو نعیم حدثنا المسعودی عن عثمان بن مسلم ھرمز عن نافع بن جبیر بن مطعم عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالطویل ولا بالقصیر شثن الکفین والقدمین ضخم الراس ضخم الکراديس طويل المسربة اذا مشى تكفأ تكفؤا كانما ينحط من صبب لم ار قبله ولا بعده مثله.

ترجمہ امیر المؤمنین جناب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قامت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پر گوشت تھے، سر اقدس موزوں بڑا تھا، جوڑوں کی ہڈیاں ڈلدار تھیں، سینہ مبارک سے لے کر ناف تک ایک لمبی لکیر تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تھے تو بلا رکاوٹ آگے کو جھکے ہوئے چلتے تھے گویا نشیب کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل حسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔

حلِ لغات مشثن۔ گوشت سے بھری ہوئی، پرگوشت، موٹا ہونا، مضبوط اور قوی ہونا۔ الکفین، دو ہتھیلیاں۔ القدمین۔ پاؤں کے تلوے۔ ضخم۔ موٹا، برابر، موزوں، ڈالدار ہونا۔ ضخامۃ بھی آتا ہے اور ضخم بھی ہے۔ کراديس، ہڈی کے جوڑ، ہر ہڈی جس پر گوشت ہو۔ کردوس کی جمع ہے کراديس، اور کراديس آتی ہے۔ مسربۃ سرب سے ماخوذ ہے جس کے معنی راہ کے ہیں، "محل خروج الخارج" یہاں پر طویل المسربۃ کے معنی سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ ھی الشعر الدقیق الذی یبدئ من الصدر وینتھی بالسرۃ۔ ینحط، قدم اٹھاتے تھے، چلتے تھے۔ حط کے معنی اوپر سے نیچے اترنا، معاف کر دینا، چھوڑ دینا، زخ گھٹ جانا (اپنے اپنے قرینہ کے لحاظ سے اپنا اپنا معنی ہوگا) انحطاط النزول واصلہ الانحدار من علو الی اسفل۔ صبب، نشیب، الصبب ما انحدر من الارض۔ صب، نیچے اترنا۔ من بمعنی فی ہے۔ کما فی بعض النسخ (البیجوری ص۱۱)

تشریح جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کے ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے" بعض علماء نے کہا ہے کہ شَثن کے معنی یہ ہیں کہ پوری انگلیاں موٹی مضبوط ہوں لیکن چھوٹی نہ ہوں اور مردوں میں یہ صفت عمدہ اور محمود ہے کیونکہ اس سے گرفت مضبوط ہوتی ہے لیکن عورتوں میں یہ صفت اچھی اور پسندیدہ نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ :-

"مَسَسْتُ خزا ولا حريرا الين من كف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم"

"میں نے دیبا اور حریر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے بڑھ کر نرم اور ملائم نہیں دیکھی۔"

علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف اس سے پہلی حدیث مبارک کے خلاف نہیں ہے اسلئے کہ جب انگلیاں اور ہتھیلیاں پُر گوشت ہوں گی، اس وقت نرم بھی ہوں گی، بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا، نرمی جلد میں تھی سختی اور مضبوطی ہڈیوں میں تھی، لہٰذا اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ دونوں عمدہ اور پسندیدہ خصلتیں رکھ دی تھیں یعنی جسم شریف نرم اور ملائم، اور اس کے ساتھ جوڑوں میں زور، مضبوطی اور قوت وطاقت فرمادی حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل ص۲۳ پر اصمعی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"فكان اذا عمل فى الجهاد او مهد اهله صار كفه خشنا للعارض المذكور واذا ترك ذالك صار كفه الى اصل جبلته من النعومة."

"یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جہاد میں مصروف ہوتے یا گھر میں کسی مشقت کے کام میں مشغول ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اس عارض کی وجہ سے سخت ہو جاتیں اور جب فارغ ہو جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اپنی اصلی کیفیت یعنی نرمی کی حالت میں لوٹ آتیں۔"

جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "سر اقدس موزوں بڑا تھا" کی شرح میں حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"وایں نشان کامل بودن قوی دماغ است کہ سبب زیادتی فہم وفراست است۔ دروے فائدہ ہائے

یہ دماغ کے قوی ہونے کی کامل ترین علامت ہے جو کہ فہم وفراست کی زیادتی کا سبب ہے اور اس

استاذ المحدثین
حضرت علامہ حاجی الحرمین الشریفین
شیخ محمد عابد صاحب فولفلی
رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف ہذا رسالہ ہٰذا

(۱) صحیح البخاری میں پانچ جگہ پر اس حدیث کو ترتیب دی، چھ لاکھ احادیث میں سے سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں چھانٹ لیں اور اگر کوئی حدیث رہ جائے تو باقی چار ہزار شریف میں مذکور ہیں۔

(۲) اسماء الرجال کی اس کتاب کو "التہذیب" لکھتے ہیں، اس کتاب کو ۱۲ محدثین نے اس کتاب (بخاری شریف) کی سند بالواسطہ آپ سے حاصل کی ہے اور ہر ایک نے اس میں تصنیف فرمائی ہے۔

(۳) محدثین اسحاق فرماتے ہیں:۔ ما رأيت تحت أديم السماء اعلم بالحديث من محمد بن اسماعيل البخاري

امام الحرمین جبل فرماتے ہیں۔ ما اخرجت خراسان مثل محمد بن اسماعيل۔

رواہ الحاکم ابو عبد اللہ فی تاریخہ عنہ وعن محمد بن حمدون قال حدثنا

بإسناده عن محمد بن حمدون قال حدثنا

مسلم بن الحجاج الى البخاري فقبل بين

عينيه وقال دعني اقبل رجليك

يا استاذ الاستاذين ويا سيد المحدثين

وياطبيب الحديث فى علله (نموذج)

صحیح البخاری ص۴ نور محمد اصح المطابع دہلی)

الاشعۃ فی اسماء رجال المشکوٰۃ ص۱۰ ایم الدین فی الحدیث۔

نور نظم الدرر البہیۃ شرح الفیۃ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ البجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بے شمار است۔"

علامہ ابراہیم البیجوری صـ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"وھو آیۃ النجابۃ"

میں بے شمار فائدے ہیں۔"

"اور یہ سردارِ قوم ہونے کی علامت ہے۔"

اور یہ ارشاد مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک سے لے کر ناف مبارک تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی" کا شارحین نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ "سوائے آں بر سینہ و شکم آں حضرت (درود و خدا بر او باد) موئے دیگر نہ بود" حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اور شکم پر سوائے ایک لمبی بالوں کی لکیر کے اور بال نہیں تھے۔

بیہقی فرماتے ہیں: "لہ شعرات من سرتہ تجری کالقضیب لیس علی صدرہ ولا علی بطنہ غیرھا"

جناب امام الاولیاء مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل (مانند) حسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔" جناب قاضی محمد عاقل ابن شیخ محمد خاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ایں کلام مبنی بر عرف عرب است کہ میگویند ندیدم پیش ازو، و نہ پس ازو مانند او، و مرادی دارند کہ کسے را در عمر خود مثل او ندیدہ ام، قطع نظر از معنی قبلیت و بعدیت، پس مراد حضرت امیر نادیدن مانند اوست در عمر خود۔"

"یعنی یہ کلام عرف عرب پر مبنی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے اور بعد میں اس کی مانند میں نے کسی ایک کو نہیں دیکھا اور مراد یہ لیتے ہیں کہ اپنی عمر میں میں نے کسی ایک کو نہیں دیکھا، قطع نظر قبلیت و بعدیت کے معنی کے۔ لہٰذا جناب امیر (علی علیہ السلام) کا اپنی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند کسی اور کو نہ دیکھنا کے معنی میں ہے۔"

اس ایک فقرہ کے اندر امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور سراپا نور، مجسمہ حسن و خوبصورتی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال حسن اور نہایت جمال کا ذکر فرمایا ہے۔

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۶

حدثنا سفیان[۱] بن وکیع حدثنا ابی عن المسعودی[۲] بھذا الاسناد نحوہ بمعناہ حدثنا احمد[۳] بن عمدۃ النصبی البصری وعلی[۴] ابن حجر وابوجعفر[۵] محمد بن الحسین وھو ابن ابی حلیمۃ والمعنی واحد قالوا حدثنا عیسیٰ[۶] بن یونس عن عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرۃ قال حدثنی ابراھیم بن محمد عن ولد علی بن ابی طالب قال کان علیؓ اِذَا وَصَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالطَّوِیْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَکَانَ رَبْعَۃً مِنَ الْقَوْمِ وَلَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ کَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ یَکُنْ بِالْمُطَھَّمِ وَلَا بِالْمُکَلْثَمِ وَکَانَ فِیْ وَجْھِہٖ تَدْوِیْرٌ اَبْیَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَیْنَیْنِ اَھْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِیْلُ الْمَشَاشِ وَالْکَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَۃٍ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ اِذَا مَشٰی تَقَلَّعَ کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَھْجَۃً وَاَلْیَنُھُمْ عَرِیْکَۃً وَاَکْرَمُھُمْ عَشِیْرَۃً مَنْ رَاٰہُ بَدِیْھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَعْرِفَۃً اَحَبَّہٗ یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ ۔

قال ابوعیسیٰ سمعت اباجعفر محمد بن الحسین یقول سمعت الاصمعی یقول فی تفسیر صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الممغط الذاھب طول قال وسمعت اعرابیًا یقول فی کلامہ تمغط فی نشاتہ ای مدھا مدًا شدیدًا والمتردد الداخل بعضہ فی بعض قصرًا واما لقطط نا الشدید الجعودۃ والرجل الذی فی شعرہ جعونۃ ای تَشَنُّنٌ قلیلًا واما المطھم فالبادن الکثیر اللحم والمکلثم المدور الوجہ والمشرب الذی فی بیاضہ حمرۃ والادعج الشدید سواد العین والاھدب الطویل الاشفار والکتد مجتمع الکتفین وھو الکاھل والمسربۃ ھو الشعر الدقیق الذی کان قضیب من الصدر الی السرۃ والشثن الغلیظ الاصابع من الکفین والقدمین والتقلع ای یمشی بقوۃ

ف۱ نام سفیان بن عیینہ بن میمون ہلالی کوفی ہے۔ ف۲ نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود الکوفی المسعودی ہے۔ ف۳ نام احمد بن عبدالرحمٰن بن عمدۃ النصبی البصری ہے۔ ف۴ نام علی بن حجر السعدی مروزی ہے۔ ف۵ نام محمد بن الحسین بن ابی حلیمۃ ہے۔ ف۶ نام عیسیٰ بن یونس ہمدانی کوفی ہے۔ ف۷ نام عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرۃ ہے۔ ف۸ نام ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب القرشی ہاشمی ہے۔ ف۹ نام ولد علی بن ابی طالب القرشی ہاشمی ہے۔ ف۱۰ نام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی الترمذی ہے۔ ف۱۱ نام ابوجعفر محمد بن الحسین بن ابی حلیمۃ ہے۔ ف۱۲ نام اصمعی عبدالملک بن قریب الباہلی ہے۔ ف۱۳ نام اعرابی کا معلوم نہیں۔ ف۱۴ نام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی الترمذی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

والصبب الحدور تقول الحدرنا فی صبوب وصبب وقول جلیل المشاش یرید رؤس المناکب والعشرۃ الصحبۃ والعشیر الصاحب والمدیھہ المناجاۃ یقال بدھتہ بامر ای فجئتہ۔

ترجمہ حضرت ابراہیم بن محمد (جو کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پوتے ہیں) جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت بھی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو ارشاد فرماتے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے ڈھب لمبے تھے اور نہ بدنما پست قد کہ ایک عضو دوسرے عضو میں گھسا ہوا ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مائل بہ درازی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بہت زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ ہی سیدھے کھڑے بلکہ خمیدہ اور کنڈل تھے۔ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس موٹا تھا اور نہ ہی چہرۂ انور بالکل گول (چپٹا) تھا بلکہ رُخ تاباں کتابی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ مبارک میں سفیدی اور سُرخی کا امتزاج تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارک کشادہ خوب سیاہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو مبارک لمبے لمبے اور انتہائی خوبصورت تھے، جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں اور دونوں شانوں کا درمیانی حصہ بھی مضبوط تھا، وجود اقدس پر بال نہ تھے مگر سینۂ مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو ایسے مضبوط قدم اٹھاتے جیسے فراز سے نشیب کی طرف گام فرسا ہوں۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایک کی طرف متوجہ ہوتے تو اچھی طرح متوجہ ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ از روئے قلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فیاض تھے، اور از روئے گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سچے تھے اور از روئے طبیعت مبارکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ نرم تھے اور از روئے قبیلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے قبیلوں میں سب سے زیادہ محترم و بزرگ تھے۔ جو شخص اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو ہیبت کھا جاتا اور جو شخص حصولِ معرفت کے لئے متواتر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا رہتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا محبوب بنا لیتا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا کہے گا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں:
وھو اول من الف فی ھذا الموضوع من المتکلمین فی "بعض الاقوال" اکثر کہتے ہیں کہ پندرہ برس اور بعض کے نزدیک سولہ برس اور بعض کے دس برس کی عمر شریف میں اظہار اسلام کیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرور مبارک میں پرورش پائی۔ سوائے غزوۂ تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ کو مدینہ منورہ میں شہر آرا رہنے کا حکم فرمایا تو ارشاد فرمایا "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" یعنی تو میرے لئے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ آپ علم معجزات نقیب انعام صاحب لولاک اور حامل رحمت الٰہی تھے۔ علم لدنی کے مالک اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں نبیک کے دین ارشاد فرمایا: لا معطین الرایۃ غدا الرجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔ یعنی ضرور بالضرور کل علم میں اس شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ہے اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبوب ہے

marfat.com
Marfat.com

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مثل حُسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔

حلِ لغات وَصْفٌ۔ تعریف کرنا، صفت بیان کرنا، حلیہ بیان کرنا۔ اَلْمُمَغِّط۔ اس کا مصدر مَغِطٌ ہے، زور سے کھینچنا، کھینچ کر لمبا کرنا؛ الممغط کے معنی "کھینچے ہوئے" ہے۔ اَلطَّوِیْلُ الْمُمَغَّط کے معنی بہت لمبے، بے ڈھنگے لمبے۔ الممغط، دوسری میم کی شد کے اور غین معجمہ کیساتھ اسم فاعل ہے، اصل امغاط ہے۔ امغاط دراصل المغاط تھا۔ نون کو از جہت مطاوعہ قلب کرکے میم بنا دیا، اور میم کو میم میں مدغم کر دیا تو امغاط بن گیا۔ بعضے حضرات نے مُمَغَّط پڑھا ہے (غین کی شد کے ساتھ) اور یہ تَمْغِیط سے اسم مفعول بنا ہے، معنی وہی ہیں۔ اَلْمُتَرَدِّد۔ ایک دوسرے میں گھسا ہوا ہونا، بدنما ہونا۔ اَلْقَصِیْرُ الْمُتَرَدِّدُ ایک عضو میں دوسرا عضو گھسڑا ہوا ہو۔ اَلْمُطَهَّمُ، موٹا، پھولا ہوا تَطْهِیْم سے اسم مفعول ہے۔ اَلْمُکَلْثَمُ، گول منہ ہونا، گال پھولے ہوئے ہونا، چپٹا منہ ہونا۔ یہ اسم مفعول ہے اس کا مصدر کَلْثَمَةٌ ہے۔ تَدْوِیْرٌ۔ گول اور لمبے کے درمیان، نہ بہت زیادہ گول اور نہ ہی لمبوترا، کتاب صورت۔ اَدْعَج۔ مصدر دَعَجٌ ہے، نہایت سیاہ، خوب کالا ہونا کشادگی کے ساتھ، صاحب قاموس فرماتے ہیں۔ اَلدَّعَجُ سوادالعین مع سعتِها۔ عَیْنَیْن۔ دو آنکھیں تثنیہ ہے۔ اَهْدَب۔ هَدَبٌ مصدر ہے۔ خوبصورت لمبے لمبے، پلکیں لمبی ہونا یا شاخیں لٹک آنا۔ اَشْفَار۔ شفر کی جمع ہے۔ ابرو، پلک کا وہ کنارہ جہاں بال اُگتے ہیں۔ اَهْدَبُ الْاَشْفَار، خوبصورت لمبے لمبے ابرو۔ جَلِیْل، قوی، مضبوط۔ اَلْمُشَاش، ہڈیوں کے کنارے۔ بدن کے جوڑوں کی ملنے والی ہڈیاں، جَلِیْلُ الْمُشَاش، ہڈیوں کے کنارے مضبوط تھے۔ اَلْکَتِد، دونوں شانوں کے درمیان کی جگہ، اس کی جمع اَکْتَادٌ اور کُتُوْدٌ ہے۔ اَجْرَد، بغیر بالوں کے، بن بال۔ تَقَلُّعٌ، مضبوط قدم لیتے۔ معاً، پورے اچھی طرح۔ اَجْوَدُ، سب سے زیادہ سخی، افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ لَهْجَةٌ، زبان مبارک، بولی جس کی عادت ہو۔ اَلْیَنُ، لِین سے ہے، بہت زیادہ نرم۔ عَرِیْکَةٌ، طبیعت، نرم خو۔ عَشِیْرَة، قبیلہ۔ بَدِیْهَة۔ اچانک، ناگہاں۔ هَابَهُ، ہیبت کھاجاتا تھا، ٹھٹک جاتا تھا۔ خَالَطَ۔ خَلْطٌ سے ہے۔ ساتھ رہنا، ملا ہونا۔ نَاعِتُهُ، ان کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا ان کی تعریف بیان کرنے والا۔ صاحب مصباح اللغات ص۸۷۵ پر فرماتے ہیں "اکثر نعت کا استعمال صفاتِ حسنہ کیلئے ہوتا ہے۔ صاحب لغات الحدیث ج۴ کتاب نون ص۹۸ پر فرماتے ہیں "نعت کے مقابلہ میں وصف ہے۔ وصف عمدہ اور مذموم دونوں کے

ان مبارک دانتوں کو اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے توڑا تھا اور "ذوالفقار" نامی تلوار بھی مرحمت فرمائی، اسی دن آپ کو لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار کا معزز لقب ملا، جو دنیا کے آپ میں کسی اور شخص کو نصیب نہیں ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مقام بلند اور درجات عالیہ کو اس طرح بیان فرمایا۔ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ" آپ ان دس بڑی مجلسوں کے ایک میں بھی شامل ہوئے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خبر کو شریعہ ان فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کے بعد افضل الخلق ہیں، کی بشارت دی۔ آپ خلفاء الراشدین المہدیین میں چوتھے خلیفہ تھے۔ آپ امیر المومنین، سید الاصفیا اور عمران نجمان تھے

آپ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پانچ سو سے زیادہ احادیث مروی ہیں جن میں بتول حضرت ابوالدرداء ذکرہ فی الجامع الصغیر، تسع وعشرین من حدیث، یعنی بخاری ترجمہ میں ایسی حدیثیں ہیں، آپ سے ائمہ دین کبیر اور ربیبۃ النبی فاطمۃ الزہرا، اور بہت سوں نے روایت کی ہے۔ قرآن مجید کو رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۸ رمضان سنہ ۳۵ھ میں فخر الرحمان بن ثم الدوری نے آپ پر جامع کوفہ میں محراب کے اندر نماز میں ماری ضرب لگائی تین رات

marfat.com
Marfat.com

لئے استعمال ہوتا ہے۔"

تشریح جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں مائل بہ درازی تھے" یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم تنہا ہوتے تو معتدل القامۃ نظر آتے، نہ لمبے اور نہ ہی پست قد تھے اور جس وقت حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تشریف فرما ہوتے تو سب سے بلند قامت دکھائی دیتے۔ یہ سب سے اُونچا نظر آنا قد مبارک کے لمبا ہونے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ معجزانہ طور پر تھا۔ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " وایں در معنی معجزہ آں سرور است " اور ارشاد ہے۔ "رنگ مبارک میں سفیدی اور سُرخی کا ظہور تھا۔ عربی الفاظ ہیں " اَبْیَضُ مُشْرَبٌ " یعنی سفید رنگ سُرخ آمیز تھا گویا سفیدی میں سُرخی ملی ہوئی تھی جیسے سچے گلاب کے پھول کا رنگ ہوتا ہے۔ یہاں پر خبر مبتداء محذوف ہے یعنی هُوَ اَبْیَضُ ہے اور لفظ مشرب اس کی صفت ہے۔ امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نبوت ختم ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے ' نہ ہی آسکتا ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ نے خاتم النبیین قرآن حکیم کو آخری وحی اور اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری اُمت بنا کر دینِ اسلام کی تکمیل فرمادی۔ حضور شفیع المذنبین سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ یعنی (حضرت) آدم (علیہ السلام) ابھی پانی اور مٹی میں تھے (پیدا بھی نہیں ہوئے تھے) کہ میں نبی تھا، دُوسرا ارشاد ہے۔ اَنَا الْعَاقِبُ میں عاقب ہوں۔ اور خود ہی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی تشریح میں فرمایا۔ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوتا' گویا تخلیق کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب سے پہلے نبی اور بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور خاتم النبیین' رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس مسئلہ کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ بیان فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے۔ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ لبنۃ وطاف بہ النظارۃ یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ ' فکنت انا سددت موضع اللبنۃ فختم بی البنیان وختم بی الرسل" اس مثال میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی ہے جس کی ساری عمارت مکمل ہو چکی ہے مگر صرف ایک اینٹ لگانی باقی رہتی ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ" میں ہی وہ اینٹ تھا جس کی جگہ قصرِ نبوت میں خالی تھی' میں آیا اور میں

کے بعد رمضان کو اکیس (۲۱) رمضان کو شہید ہوئے۔ امامین کریمین اور عبداللہ بن جعفر نے غسل دیا، امام حسن علیہ السلام نے نماز پڑھائی اور دفن کئے گئے۔

اسماء الرجال حدیث ۲ سفیان بن وکیع ہمارے شیخ ہیں ابو محمد الرواسی الکوفی ہے پورا نام سفیان بن وکیع بن الجراح بن مليح ہے اپنے باپ اور سلب بن زیاد سے روایت کرتا ہے ترمذی اور ابن ماجہ اس سے حدیث اخراج کرتے ہیں کہا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہے ابو السعودی اس کا تذکرہ حدیث ۱ میں گزر چکا ہے ۳ احمد بن عبدہ الضبی البصری ابو عمرو کے مکاتبہ میں ایک عرب کے ساتھ الایلی لکھتے ہیں۔ الضبی البصری ثقہ اور حجت ہیں ۲۴۵ھ میں انتقال کیا۔ ۴ علی بن حجر ہمارے شیخ ہیں۔ حافظ الحدیث اور ثقہ ہے۔ بخاری' مسلم' ترمذی اور نسائی نے اس سے تخریج کی ہے ۲۴۴ھ میں فوت ہوئے۔

لہ انشاء اللہ میرا نبوت کا مسئلہ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ میں بیان ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

نے آکر عمارت کو مکمل کر دیا۔" بلکہ ارشاد فرمادیا کہ عمارت کے مکمل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ "اب میرے ساتھ سلسلۂ رسالت (نبوت) کو ختم کر دیا گیا ہے" اور دُوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے " فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین" اور وہ اینٹ میں ہُوں' اور میں خاتم النبیین ہوں۔" اور نیز ختم بی الرسل فرما کر رسولوں کا سلسلہ بھی ختم کر دیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسُول ما رسالت ختم کرد

ارشاد ہے کہ "اندوئے دِل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ فیاض تھے" قلب سخاوت کے پاکیزہ خیالات کے پیدا ہونے کی جگہ ہے' لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت بقول علامہ محمد البجوری رحمۃ اللہ علیہ۔

"ان جودہ عن طیب قلب وانشراح صدر لا عن تکلف وتصنع" "قلبی انبساط اور انتہائی خوشی کے ساتھ ہوتی تھی نہ کہ تکلف اور بناوٹ کے ساتھ"

ارشاد ہے "از رُوئے گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سچے تھے" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مُبارک پر کبھی بھی کوئی جھوٹا کلمہ آیا ہی نہیں نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادائی کلام اور ادائی مخارج میں انتہائی صحیح اور موزوں تر لہجہ رکھتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا پاکیزہ اور مناسب لہجہ کسی دُوسرے کا نہ تھا، اسی لئے مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افصح تھے۔ جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَاَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَكَلَّمُوْنَ بِلُغَةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی "میں عرب میں فصیح تر ہوں اور یہ کہ اہلِ جنت جناب محمد مُصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی لغت میں گفتگو کرتے ہیں۔" امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ از رُوئے قبیلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے قبیلوں میں سب سے زیادہ محترم و بُزرگ تھے" یعنی قبائل عرب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی قبیلہ نہیں ہے۔ حضرت قاضی عیاض (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی مشہور کتاب شفا شریف میں تحریر کرتے ہیں کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منزلت' فضیلت' اعلیٰ مرتبہ اور وہ شان جو کہ دونوں جہانوں میں کسی فرد کو نہیں ملی بلکہ خاصۂ خواجۂ عالم و عالمیان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ وہ ابن عباس کی مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے۔ پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کر کے مجھے اعلیٰ قسم میں رکھا اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ اصحاب الیمین و اصحاب الشمال' دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے' پس میں دائیں طرف والوں میں سے ہوں' اور ان دائیں طرف والوں کے سب افراد سے بہتر ہوں' پھر اللہ تعالیٰ نے اِن کو قومیں بنائیں اور مجھے

---

۱۵ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن یونس السلمی الترمذی الضریر البوغی۔ مالک بن انس اور واقدی سے پڑھا۔ ابو داؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے اس سے روایت کی۔

۱۶ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری۔ صحیح بخاری کا مؤلف ہے۔ ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اس سے روایت کی ہے۔ ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے۔

۱۷ مسلم بن حجاج ابو الحسین القشیری النیشاپوری۔ صحیح مسلم کا مؤلف ہے۔ ترمذی نے ان سے روایت کی ہے۔ ۲۶۱ھ میں فوت ہوئے۔

۱۸ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن یونس السلمی الترمذی الضریر البوغی۔ صحیح ترمذی کا مؤلف ہے۔ مالک بن انس اور واقدی سے پڑھا۔ ابو داؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے اس سے روایت کی ہے۔ ۲۷۹ھ میں فوت ہوئے۔

۱۹ ابراہیم بن محمد آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے آپ کی والدہ کا نام منیعہ ہے آپ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو محمد عثمان الرقی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند ہیں۔

۲۰ علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ صدوق ہیں' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ جناب حضرت

۲۱ شیخ ابو سالم محمد بن طلحہ القرشی العدوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "کان علما فی العلم والعمل" تقویٰ اور زہد میں ایک بڑا مقام رکھتے تھے اور ایک بڑی جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔ ۶۵۲ھ میں انتقال کیا۔

۲۲ عمران عبد اللہ الرسالی ہے ترمذی نے ان سے روایت کیا ہے' کہا گیا ہے کہ ابن عباس کو پایا ہے اس اور سعید بن المسیب سے سنا ہے' ابن مسعود سے نقل کیا ہے' ابن ماجہ' نسائی اور ابن معین ضعیف بیان کیا ہے

۲۳ مبارک فیہ انقطاع لان ابراھیم ھذا

marfat.com
Marfat.com

سب سے بہتر قوم میں رکھا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ واصحاب الیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ واصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون اولئک المقربون، اور دائیں طرف والے اور کیسے دائیں طرف والے، اور بائیں طرف والے اور کیسے بائیں طرف والے اور سبقت لے جانے والے تو سب سے سبقت لے جانے والے تھے، وہی خاص مقرب ہیں، پس میں ان سبقت لے جانے والوں سے ہوں جو سب پر سبقت لے گئے اور پھر قوم کے تمام افراد سے بہتر ہوں، پھر ان اقوام سے قبائل بنائے اور مجھ کو اس قبیلہ میں رکھا جو سب سے بہتر تھا اور اس کی یہ آیت دلیل ہے۔ "وجعلناکم شعوبا وقبائل" اور ہم نے تم کو گروہ اور قبیلوں میں تقسیم کیا، پس مختصر یہ کہ اولادِ آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سب سے زیادہ مکرم ہوں (اور کوئی فخر نہیں ہے) پھر رب کریم نے قبیلوں میں سے گھر چن لئے اور آخری گھر جو سب سے بہتر تھا اس سے میرا ظہور ہوا ہے اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝"

"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔"

اور ارشاد ہے۔ از روئے حصولِ معرفت جو بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں متواتر حاضر ہوتا تو آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنا محبوب بنا لیتا۔ یعنی جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ مبارکہ میں مسلسل اور متواتر حاضر ہونے کا موقع پاتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُسنِ معاشرت، اخلاقِ حسنہ، پیار اور محبت سے ملنا اس شخص پر اتنا اثر کرتا کہ وہ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر خود بخود قربان ہو ہو جاتا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توجہاتِ عالیہ نیز صحبتِ مبارکہ کی وجہ سے معرفتِ الٰہی کے نور سے منور ہو کر انوار و تجلیاتِ الٰہی کا مرکز بن جاتا، یہی وجہ تھی کہ جو بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں آتا تو پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ مبارکہ سے غیر حاضر ہونے کا نام بھی نہ لیتا۔ نتیجۃً انسانیتِ کاملہ کی معراج اسے نصیب ہو جاتی۔

"واعلم انہ قد جرت عادۃ اصحاب الحدیث ان الحدیث اذا روی باسنادین او اکثر واساقوا باسنادا آخر یقولون فی آخرہ مثلہ او نحوہ اختصارًا او المثل یستعمل بحسب الاصطلاح فیما اذا کانت

یعنی خوب اچھی طرح جان لو کہ اصحابِ حدیث میں یہ عادت جاری ہے کہ جس وقت کوئی حدیث دو یا اکثر سندوں کے ساتھ روایت کی جائے اور پہلی اسناد کے ساتھ حدیث آگے لے جائیں پھر دوسری اسناد کے ساتھ لائیں تو اس کے آخر میں اختصار کرنے کے لئے مثلہ یا

لم یسمع من جدہ امیر المومنین علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وفی ھذا السند الاقناع لان ابراھیم ھذا لم یسمع من علی ولذا قال لم یسمع من جدہ بعد التوقف فی جامعہ بعد ایراد ھذا الحدیث بھذا السند "الاسناد دلیل اسناد متصل" علمِ عبادت اور شجاعت میں تمام عرب میں مشہور ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

الموافقه بين الحديثين فى اللفظ والمعنى، والنحو يستعمل اذا كانت الموافقة فى المعنى فقط، هذا هو المشهور بينهم وقد يستعمل كل واحد منهما مقام الآخر فعلى هذا قوله بمعناه لارادة ان النحو يستعمل فى هذا المقام للمعنى دون اللفظ مجازا۔

(جمع الوسائل صفحہ ۲۳، ۲۴)

نحوہ کہہ دیتے ہیں۔ بحسب اصطلاح مثل اس وقت استعمال کرتے ہیں جس وقت دو حدیثوں کے الفاظ و معنی میں موافقت ہو اور نحو اس وقت استعمال کرتے ہیں جس وقت صرف معنی میں موافقت ہو اور لفظ میں نہ ہو' یہ وہ تعریف ہے جو ان کے درمیان مشہور ہے۔ اور کبھی کبھی ہر ایک ان دونوں میں سے دوسرے کے مقام پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس بنا پر اس معنی کے ساتھ اس ارادہ کے لئے ہے کہ نحو اس مقام میں معنی کے لئے استعمال ہوا ہے سوائے لفظ کے' جو کہ از روئے مجاز کے بھی استعمال نہیں ہے۔

حدیث ۷ حدثنا سفين[1] بن وكيع قال حدثنا جميع[2] ابن عمير بن عبد الرحمن بن العجلى املاء علينا من كتابه قال حدثنى رجل[3] من بنى تميم من ولد ابى هالة زوج خديجة يكنى اباعبد الله عن ابن لابى[4] هالة عن الحسن[5] بن على قال سئلت خالى هند ابن ابى هالة وكان وصافا عن حلية النبى صلى الله عليه وآله وسلم وانا اشتهى ان يصف لى منها شيئا اتعلق به فقال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فخما مفخما يتلألأ لا وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر اطول من المربوع واقصر من المشذب عظيم الهامة رجل الشعر ان انفرقت عقيقته فرقها والا فلا يجاوز شعره شحمة اذنيه اذا هو وفره ازهر اللون واسع الجبين ازج الحواجب سوابغ من غير قرن بينهما عرق يدره الغضب اقنى العرنين له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله اشم كث اللحية سهل الخدين ضليع الفم مفلج الاسنان دقيق المسربة

ف۱ سفین بن وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی الرؤاسی الکوفی ہے' اور ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ اس کے باپ اور مطر سے روایت کرتے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ اس سے حدیث میں استشہاد کرتے ہیں' ابن نمیر نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

ف۲ جمیع بن عمیر بن عبد الرحمن بن عمیر بن عمرو بن حارث بن عمرو بن تیم بن مرہ ابو عبد اللہ تیمی عجلی کوفی قاضی طرطوس ہے' ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے' ابو داؤد نسائی ابن حبان ابن عدی ابن سکن ابن خزیمہ ابن ابی حاتم نے اس سے روایت کی ہے' ابن معین نے کہا ہے کہ یہ کذاب ہے' ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ ثقہ راویوں سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔ ابن سکن نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے' ابن عدی نے کہا ہے کہ یہ صالح ہے' ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ میں اس کی حدیث کو صحیح نہیں سمجھتا' ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ صالح ہے' میں نے کہا کہ اس سے حجت پکڑی جا سکتی ہے' انہوں نے کہا کہ نہیں۔ ابو زرعہ نے کہا ہے کہ یہ صدوق ہے' ابو احمد حاکم نے کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے' ابو نعیم نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے' ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے' ابن سعد

كَانَ عُنُقُهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ سَوَاءُ الْبَطْنِ وَ الصَّدْرِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِيْ كَالْخَطِّ عَارِيَ الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ اَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَاَعَالِي الصَّدْرِ طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلُ الْاَطْرَافِ اَوْ قَالَ شَائِلُ الْاَطْرَافِ خُمْصَانُ الْاَخْمَصَيْنِ مَسِيْحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْ عَنْهُمَا الْمَاءُ اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْ تَكَفِّيًا وَيَمْشِيْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ اِذَا مَشٰى كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظَرُهٗ اِلَى الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ نَظَرِهٖ اِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ وَيَبْدَؤُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلَامِ۔

ترجمہ جناب امام حسن بن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ھالہ سے پوچھا اور وہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت ہی زیادہ حلیہ مبارک بیان فرمایا کرتے تھے اور مجھے بڑا شوق تھا کہ وہ میرے لئے سید پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کریں تاکہ میں اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں، پس انہوں نے فرمایا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس عظیم و بزرگ تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے معظم اور محترم تھے، چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد سے ذرا بڑے تھے اور لمبے تڑنگے قد سے ذرا چھوٹے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس موزوں بھاری تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال (مبارک) کنڈل دار (خمیدہ) تھے، اگر سر اقدس کے بالوں کی مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک انتہائی سفید اور چمک دار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ پیشانی والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو، کمان کی طرح خمیدہ اور انتہائی باریک تھے جو کہ پورے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے، دونوں ابروؤں کے درمیان رگ تھی جو کہ غصہ کے وقت ابھر آتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک مبارک اونچی تھی جس سے نور پھوٹ پھوٹ پڑتا تھا، جو شخص غور سے دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند بینی والا خیال کرتا (حالانکہ ایسا نہیں تھا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک ہموار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ دہن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والے دانتوں میں کشادگی تھی، آپ صلی اللہ

کرم اللہ وجہہ
حضور پاک سید الکونین
رحمۃ للعالمین پیغمبر اسلام حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ
وسلم کے نواسے ہیں
۱۵ رمضان المبارک کو مدینہ میں
نور جو ان جنت کے سردار ہیں پیغمبر
اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پھول تھے، تیرہ احادیث حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں، اپنے باپ اور
ہند سے روایت کرتے ہیں، آپ
کے فرزند حسن بن حسن ابو ہریرۃ
اور جماعت کثیر نے آپ سے روایت
کی ہے، ۴۵ھ میں انتقال
ہوا، جنت بقیع میں دفن ہوئے
ملا علی قاری رحمۃ الباری جمع
الوسائل شرح شمائل میں لکھتے
ہیں ولقی سلسلہ من حسن
بن حسن وزید بن حسن حسن بن
یعنی آپ کی نسل حسن بن حسن
اور حسین بن حسن سے چلی ہے
چھ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں

marfat.com
Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک نہایت ہی خوبصورت اور چمکتی تھی جو کہ چاندی کی طرح صاف تھی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کا ہر عضو انتہائی متناسب تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء ایک دوسرے کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے (یہ نہیں کہ ڈھیلے اور لٹکے ہوئے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیٹ اور سینہ بالکل برابر تھا' سینہ مبارک کشادہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہڈیوں کے جوڑ مضبوط تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر نورٌ علیٰ نور تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقوم سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی' سوائے اس لکیر کے دونوں پستانوں اور پیٹ پر بال نہیں تھے' دونوں بازوؤں' دونوں مونڈھوں اور سینہ اقدس کے اوپر کے حصہ پر بال تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلائیاں لمبی تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں فراخ تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُرگوشت تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں خوبصورت لمبی تھیں' پاؤں کے تلوے گہرے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک ہموار تھے' جب ان پر پانی ڈالا جاتا تو بہہ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضبوط قدم اٹھاتے اور آہستہ آہستہ چلتے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز رفتار بھی تھے' جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ بلندی سے پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پوری توجہ فرماتے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچی نظر سے دیکھتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر اکثر زمین کی طرف ہوتی کبھی آسمان کی طرف بھی دیکھتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشۂ چشم سے ملاحظہ کیا کرتے تھے' آپ اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو چلتے وقت اپنے سے آگے کر دیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس سے بھی ملتے تو سلام میں پہل فرماتے۔

حل لغات

وَصَّافاً۔ بہت وضاحت سے بیان کرنے والے' وَصَفَ یَصِفُ وَصْفًا وصِفَۃً بیان کرنا' تعریف کرنا۔ اَشْتَھِیْ۔ میں بہت شوق رکھتا ہوں' میں بہت خواہش کرتا ہوں۔ اَتَعَلَّقُ۔ میں تعلق پیدا کروں' تصور کروں' میں جانوں۔ فَخْمًا۔ بزرگ' عظیم' شاندار' فَخْمٌ' عالی مرتبت' عالی شان' عظیما فی نفسہ۔ مُفَخَّمًا۔ دوسروں کی نظروں میں بھی عالی مرتبت' معظما فی صدور العصدور وعین العیون۔ یَتْلَالَأُ۔ التلالو' ھو الاضاءۃ والاشراق چمکتا تھا' واصل" متلالا "۔ ابیض۔ اَطْوَلَ۔ ذرا بڑا تھا' مائل بطول' اَلْمُرَبْوَعِ' درمیانہ قد' وھو ما بین الطویل والقصیر علی حد سواء یقال رجل ربعۃ مربوع (جمع الوسائل) اَلْمُشَذَّبِ' بہت لمبا' ترنگا' اصل میں مُشَذَّبَ" کھجور کا وہ درخت ہے جس کی ڈالیاں کاٹ ڈالی گئی ہوں' مصدر مُشَذَّبٌ ہے جس کا معنی چھیلنا' کاٹنا اور چھانٹنا

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ اَلْمُتَذَبَّب کا مصدر تَشْذِیْبٌ ہے۔ طویل مفرط۔ اَلْھَامَۃ، موزوں سر۔ سر عَظِیْمُ الْھَامَۃ، سر اقدس موزوں بڑا تھا۔ رَجِلٌ بالوں کا نہ بالکل سیدھا ہونا اور نہ ہی گھونگر دار ہونا بلکہ کنڈل دار یا خمیدہ بال ہونا۔ اِنْفَرَقَتْ، الگ ہوئے، جدا ہوئے۔ عَقِیْقَۃ، سر کے بال پھٹ جانا جس کو "مانگ" کہتے ہیں، اِنْعِقَاقٌ مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانا ہے۔ اَزْھَرُ اللَّوْن۔ سفید اور چمکدار رنگ والے، زَھَرَۃٌ اصل ہے جس کے معنی سفیدی، خوبصورتی، تازگی، حسن اور روشنی کے ہیں۔ اَزَجّ۔ لمبی خمیدہ، کمان کی طرح، زَجَجٌ سے نکلا ہے جس کے معنی نفیس باریکی کے ہیں۔ اَلْحَوَاجِب، ابرو، یہ جمع ہے اس کا واحد حَاجِبٌ آتا ہے۔ سَوَابِغ، بھرے ہوئے پورے پورے، قَرَن، ملے ہوئے، عِرْق، رگ، یُدِرُّہٗ، ابھر آتی تھی، سوج جاتی تھی۔ اَقْنٰی۔ اونچی، بلند۔ عِرْنِیْن۔ ناک۔ بینی۔ اَقْنَی الْعِرْنِیْن۔ ناک مبارک اونچی بلند تھی، نہایہ میں ہے قِنَا کہتے ہیں ناک لمبی ہونا اور درمیان میں انحناب ہونا اور نرم باریک ہونا اور محیط میں ہے "قِنَانِی الْاَنْف" یہ ہے کہ ناک کا اوپر کا حصہ بلند ہو اور درمیانی حصہ محرب ہو، مرد کو اَقْنَی الْاَنْف اور عورت کو قَنْوَآءُ کہتے ہیں۔ اَشْمَمُ، بلند بینی، شَمَمٌ کے معنی ناک کا بلند ہونا اور اوپر سے برابر ہونا اور نتھنوں کا ذرا باہر نکلنا۔ کَثُّ، گھنی داڑھی والا، نہایہ میں ہے کہ داڑھی کی کثافت یہ ہے کہ باریک اور لمبی نہ ہو بلکہ اس میں کثافت اور دلدار پنا ہو، مجمع البحرین میں ہے یعنی چھوٹی داڑھی اور گھنی ہوئی۔ سَھْل، ہموار، اَلْخَدَّیْن، رخسارے، ضَلِیْع، کشادہ، پورے اعضاء والے مضبوط آدمی کو بھی کہتے ہیں، یہاں پر فمہ "یعنی فم قرینہ سے کشادہ کا ہی معنی ہے۔ مُفَلَّج، فصل، جدائی، کشادگی، فَلَجٌ سے نکلا ہے۔ دَقِیْق، باریک، ہلکی۔ اَلْمَسْرُبَہ۔ ناف، جِیْدٌ۔ گردن یا گردن کا وہ مقام جہاں ہار پہنتے ہیں۔ دُمْیَۃٌ، پتلی، وہ پتلی جو منقش اور مزین ہو اور اس میں خون کی طرح سرخی ہو، بعضوں نے کہا کہ ہاتھی دانت کی پتلی، عرب لوگ کہتے ہیں اَحْسَنُ مِنَ الدُّمْیَۃِ، پتلی سے بھی زیادہ خوبصورت، اَلْخَلْق، اعضاء، بَادِنٌ مضبوط۔ اعضاء، مُتَمَاسِک، قوی۔ بَادِنٌ مُتَمَاسِکٌ، آپ کے اعضاء مبارکہ باقوت ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے تھے، یہ نہیں کہ ڈھیلے لٹکتے تھے۔ سَوَاءٌ، برابر، ہموار، ایک جیسے۔ اَنْوَرُ۔ نورانی، مُتَجَرَّدٌ جسم مبارک محیط میں ہے کہ مُتَجَرَّد بفتح را مصدر میمی ہے بمعنی برہنگی اور ننگا پن اور بکسر را جسم کو کہتے ہیں۔ اَللَّبَّہ۔ ذبح کرنے کی جگہ۔ حلقوم، وگدگی "المنہر" عَارِیُ، صاف خالی، اَلثَّنْدُوَتَیْن۔ دونوں پستان۔ رَحْب۔ کھلی، کشادہ، رَحْبُ الرَّاحَۃ، ہتھیلی، ہاتھ۔ اَطْرَاف، انگلیوں کے پورے، طرف کی جمع ہے۔ خَمْصَانُ الْاَخْمَصَیْن دونوں اخمصیں خالی تھے اَخْمَص پاؤں کا وہ مقام ہے جو ایڑی پنجہ کے بیچ میں ہوتا ہے۔ خَمْصٌ یا خُمُوْصٌ کے معنی ورم بیٹھ جانا، باریک متکلم ہونا، پیٹ خالی ہونا، یہاں مراد تلوے خالی ہونا ہے۔ مَسِیْحُ الْقَدَمَیْن، ہموار، سپاٹ تلوے والے یعنی چکنے نرم، جن میں بھٹن اور شگاف

marfat.com
Marfat.com

نہ ہو، یَنْبُوْ ، بہ جائے۔ زَالَ، چلتا۔ قَلْعًا، زور سے پاؤں اُٹھانا۔ خَدِیْعٌ۔ جلدی۔ تیز رفتار۔ خَافِضٌ۔ نیچی نظر سے دیکھنا۔
جُلّ۔ گوشۂ چشم سے دیکھنا، یَسُوْق۔ آگے چلاتے، یَبْدَاُ، ابتدا کرتے، شروع کرتے، پہل کرتے۔

تشریح جناب امیر المؤمنین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے کہ مجھے بڑا شوق تھا کہ وہ میرے سامنے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کریں تاکہ میں اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں، کمال محبت کا اظہار ہو رہا ہے حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری جمع الوسائل صـ۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اتشبث بذلك الوصف واجعله محفوظا فی خزانة خیالی"

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حلیہ مبارک کو لئے رہوں (اس پر عمل کرنا کافی ہے تاکہ میری نجات ہو جائے) اور اپنے تصور میں اسے محفوظ کر لوں۔

گویا اس نورانی حلیہ شریف کو یاد رکھوں، اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں اور اس مرکزِ انوار و تجلیات کے وجودِ مبارک کے ساتھ رابطہ پیدا کروں تاکہ فیوضات و برکات نبوت سے مستفیض ہو جاؤں، اتنی کم سنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت امام حسن علیہ السلام کا والہانہ عشق و محبت کا تعلق اہلبیت کرام کا ہی حصہ ہے، ہند بن ابی حالہ نے فرمایا "چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا" یَتَلَالَؤُ تجدد اور استمرار کے معنی پر دلالت کرتا ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ اور ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے اقدس چمکتا رہتا تھا۔ استاذِ گرامی قدر محدثِ جلیل حضرت مولینا مولوی صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو سورج سے تشبیہ نہیں دی بلکہ چودھویں رات کے چاند کے ساتھ دی ہے اس لئے کہ یہ بات مشہور ہے کہ چاند کی روشنی سورج سے مستفاد ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی روشنی اللہ تعالیٰ کے نورِ قدسی سے مستفاد تھی۔ گویا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روئے انور انوار و تجلیاتِ الٰہی کا مظہر تھا، اسی لئے ہر لمحہ ہر آن درخشندہ و تابندہ رہتا"

نیز استاذ گرامی منزلت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-

"آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوئے اقدس کے حُسن و جمال میں اتنی کشش اور جاذبیت تھی کہ دیکھتے ہی چلے جائیے، آنکھوں میں ٹھنڈک اور فرحت بڑھتی جاتی ہے اور جمال جہان آراء کو دیکھنے سے جی بھرتا ہی نہیں مگر سورج کو ایک بار دیکھنے سے ہی آنکھیں چُندھیا جاتی ہیں اور بصارت بھی کمزور ہو جاتی ہے" فافہم

marfat.com
Marfat.com

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک نہایت خوبصورت تھی اور چمکتی تھی" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پتلی کی گردن تھی صاف اور سفید، عرب کہتے ہیں اَحْسَنُ مِنَ الدُّمْیَۃِ۔ پتلی سے بھی زیادہ خوبصورت۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے تھے" جناب سید العرب والعجم، شفیع المذنبین، صاحب لواء حمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں کے بارے میں احادیث مبارکہ میں تین قسم کا ذکر آیا ہے۔ وفرہ، جُمّہ اور لِمّہ۔ علماء کرام فرماتے ہیں جب بال مبارک فی الجملہ بڑھ جاتے تو وفرہ یعنی گوش مبارک کی لو سے لمبے ہو جاتے، اور جب بہت بڑھ جاتے تو کندھوں پر پہنچ جاتے، اور جب اتنے زیادہ نہ بڑھاتے تو کانوں تک یا ان سے ذرا اوپر ہی ہوتے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ کیفیت اختلاف اوقات پر مبنی ہے تو ثابت ہوا کہ تینوں طرح بال رکھنا سنت ہے اور یہ جو بعض مرد عورتوں کی طرح بالکل ہی بال چھوڑ دیتے ہیں جو سینہ تک اور بسا اوقات پیٹ تک پہنچ جاتے ہیں، خلاف سنت ہے اور جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح بال رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ سر کے بعض حصہ پر (بناؤ سنگار کے لئے) بال رکھے جائیں اور بعض حصہ سے ترشوا دیئے جائیں، آج کل کی اصطلاح میں اسے فرنگی بال کہتے ہیں۔ اللھم احفظنا من ھذا۔ ارشاد ہے "اپنے صحابہ کو چلتے وقت اپنے سے آگے کر دیتے تھے" علماء فرماتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع تھی حضرت علامہ مولینا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب، صاحب شرح شمائل شریف میں فرماتے ہیں۔

"دمی فرمود بگذارید پشت مرا از برائے فرشتگان" "یعنی میرے پیچھے سے ہٹ جاؤ کہ فرشتے چل رہے ہیں"۔

واخرج الدارمی باسناد صحیح انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خلوا ظہری للملئکۃ، واخرج احمد عن جابر قال کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمشون امامہ ویدعون ظہرہ للملئکۃ۔ ارشاد ہے:۔

"آنحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک اکثر زمین کی طرف ہوتی کبھی آسمان کی طرف بھی دیکھتے"۔

یہ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تھی اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی عادت مبارکہ حکمت و معرفت سے خالی نہیں تھی اور ابوداؤد میں جو یہ حدیث آئی ہے:۔

"عن عبداللہ بن سلام قال کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا جلس یتحدث یکثر ان یرفع طرفہ الی السماء"

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرمانے کے لئے تشریف فرما ہوتے تو اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے۔"

لہ مجمع الرسائل از ملا علی قاری رحمہ الباری جزو اول صفحہ ۲۴

marfat.com
Marfat.com

توحضرت علامہ ملا علی قاری نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے :۔

مع انه قد يحتمل ان الرفع محمول على حال توقعه انتظار الوحي في امر ينزل عليه"

"باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان کی طرف نظر مبارک اٹھا کر دیکھنا کبھی تو اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ امر کے لئے وحی نازل ہوتی، اس کے انتظار کے لئے نظر مبارک اٹھا کر دیکھتے"

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشۂ چشم سے ملاحظہ کیا کرتے تھے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیکر شرم وحیا تھے، اسی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے، محدث جلیل الامام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"المراد بالنظر بلحاظ العين ان نظره الى الاشياء لم يكن كنظر اهل الحرص والشره بل كان ينظر اليها في الجملة وبقدر الحاجة لاسيما الى الدنيا وزخرفها"

ارشاد ہے "جس سے بھی ملتے تو سلام میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہل فرماتے" حضور صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ملنے والے کے ساتھ حتیٰ کہ وہ عورت یا بچہ ہی کیوں نہ ہوتا سلام میں پہل فرمانا کمال حسن اخلاق تھا اور تعلیم امت بھی ہے المواہب اللدنیہ حاشیۃ العلامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ میں ہے۔

"وفي هذه الافعال السابقة من تعليم امته كيفية المشي وعدم الالتفات وتقديم الصحبة والمبادرة بالسلام مالا يخفى على المومنين لفهم اسرار احواله"

حدیث ۸ حدثنا ابوموسى محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن سماك بن حرب قال سمعت جابر بن سمرة يقول كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ضليع الفم اشكل العين منهوس العقب قال شعبة قلت لسماك ما ضليع الفم قال عظيم الفم قلت ما اشكل العين قال طويل شق العين قلت ما منهوس العقب قال قليل لحم العقب۔

ترجمہ سماک بن حرب کہتا ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ضلیع الفم"

marfat.com
Marfat.com

"اشکل العین" اور "منھوس العقب" تھے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے سماک سے پوچھا "ضلیع الفم" کسے کہتے ہیں، انہوں نے کہا کشادہ دہن والے کو کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا "اشکل العین" کسے کہتے ہیں، انہوں نے کہا اس سیاہ آنکھ کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں لمبے سُرخ ڈورے ہوں، میں (شعبہ) نے پوچھا "منھوس العقب" کسے کہتے ہیں اس (سماک) نے جواب دیا کہ کم گوشت والی ایڑی کو کہتے ہیں۔

حل لغات ضَلِیع۔ عظیم، بڑا، چپٹا۔ فَم، منہ۔ ضَلِیع الفَم، کشادہ دہن، قوی چہرے والا۔ اَشکَل، سُرخی ملا ہوا۔ اَلعَین، آنکھ۔ اَشکَلُ العَین، دونوں آنکھوں کی سفیدی میں سُرخی ملی ہوئی۔ عرب لوگ جب پانی میں خون کی سُرخی ملی ہوئی ہو تو اس پانی کو مَاءٌ اَشکَل کہتے ہیں۔ شَقّ، ڈورے۔ مَنھُوس، کم۔ العَقِب، ایڑی۔ مَنھُوسُ العَقِب، کم گوشت ایڑی۔

تشریح اہل عرب کے نزدیک کشادہ دہن اور قوی چہرہ والا شخص محترم، بزرگ اور محمود سمجھا جاتا ہے، اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ صفت محمودہ بھی مرحمت فرمائی تھی۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں "آنکھوں کی سفیدی میں سُرخی ملی ہوئی تھی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارکہ بھی اس صفت حسنہ سے مزین تھیں جو کہ عرب میں ازروئے خوبصورتی و حُسن انتہائی محبوب اور محمود ہے۔

بیہقی میں حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم العینین اھدب الاشفار مشرب العین بحمرۃ"

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں مبارک میں سُرخ ڈورے تھے لمبے ابرو تھے سُرخی اور سفیدی ملا ہوا یعنی سنہری رنگ مبارک تھا۔"

علامہ محمد ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں:

"والصواب ما اتفق علیہ العلماء وجمیع اصحاب الغریب ان الشکلۃ حمرۃ فی بیاض العین واما الشھلۃ فھی حمرۃ فی سوادھا والشکلۃ احدی علامات النبوۃ" (المواہب اللدنیہ ج۱)

"اور صحیح بات یہ ہے جس پر علماء اور تمام اہل لغت نے اتفاق کیا ہے کہ آنکھوں کی سفیدی میں سُرخ ڈورے کو شکلہ کہتے ہیں اور اس کی سیاہی میں سرخ ڈورا ہو تو اس کو شھلہ کہتے ہیں اور یہ شکلہ نبوت کی علامات میں سے ایک ہے۔"

اسماء الرجال

ابو موسیٰ محمد بن المثنیٰ: ان کا پورا نام ابو موسیٰ محمد بن المثنیٰ العنزی ہے۔ دور میں معروف ثقہ اور صاحب ورع تھے، ابن عیینہ اور غندر سے روایت کرتے ہیں اور ایک سے روایت کرنے والی جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔

محمد بن جعفر: (حدیث ۱ کے سند میں دیکھئے)

شعبہ: محمد بن جعفر (حدیث ۱ کے سند میں دیکھئے)

سماک: سماک بن حرب بن اوس ہے علقمہ کی صحبت میں رہے ہیں سماک بن حرب کا شمار گروہ تابعین میں ہے سماک بن حرب بالاتفاق صدوق ہیں۔ علماء تابعین میں سے ہیں۔ ابو داؤد اور ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔ جابر بن سمرہ: ان کا نام جابر بن سمرہ بن جنادہ ہے۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ العامری ہے۔ کوفہ کے رہنے والے اور وہیں قیام پذیر رہے۔ ان کی بہن کا بیٹا ہے کوفہ میں ۷۴ھ میں فوت ہوئے، روی عنہ جماعۃ من التابعین کی ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۹

حدثنا هنّاد[1] بن السرے حدثنا عبثر[2] بن القاسم عن اشعث[3] یعنی ابن سوار عن ابی اسحٰق[4] عن جابر[5] بن سمرۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی لیلۃ اضحیان وعلیہ حلۃ حمراء فجعلت انظر الیہ والی القمر فلھو عندی احسن من القمر۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے روشن ترین راتوں میں سے ایک رات حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُرخ جوڑا زیب تن فرمائے دیکھا تو کبھی تو حضور سراپا حُسن وجمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا، پس میرے نزدیک حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے بدرجہا زیادہ خوبصورت تھے۔

حل لغات اَضْحِیَان، روشن تر رات۔

تشریح جناب جابر رضی اللہ عنہ کی نظر مُبارک اور اعتقاد پاک میں حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن وجمال چاند کی خوبصورتی سے بدرجہا دلکش تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورتی کے انوار کے آگے چاند کی نورانیت ماند پڑ رہی تھی۔ ابن جوزی اور بعض دوسرے راویوں کی روایت میں بجائے "عِنْدِی" (میرے نزدیک) کے عَیْنِی (میری نظر میں) آیا ہے حضرت العلامہ الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وفی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس لم یکن لہ ظل ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوؤہ علی ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوؤہ علی ضوء السراج"

"ابن مبارک اور ابن جوزی، حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور جس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو سورج کی روشنی پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت غالب ہوتی، اسی طرح جس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراغ کی روشنی میں تشریف فرما ہوتے تو چراغ کی روشنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت

اسماء الرجال

۱ ھناد بن السرے الکوفی التمیمی الدارمی ہے۔ زاہد اور صفوۃ الحدیث کہا جاتا تھا۔ صحاح کی چار نے ان سے تخریج کی ہے۔ ۲ عبثر بن القاسم الزبیری الکوفی ہے ثقہ ہے۔ صحاح ستہ کی ایک جماعت نے ان سے تخریج کی ہے۔ ۳ اشعث۔ بخاری کی ابی داؤد ترمذی اور نسائی نے تخریج کی ہے۔ ابی صحاح نے ان سے روایت کرتے ہیں، بعض نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے (مناوی) ۴ ابی اسحٰق (دیکھئے اسماء الرجال حدیث ۳) ۵ جابر بن سمرہ (دیکھئے اسماء الرجال حدیث ۳)

marfat.com
Marfat.com

کے سامنے ماند پڑ جاتی۔"

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمۃ الباری مجمع الوسائل جلد اول ص۲۷ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"فی ان نورہ ظاھر فی الآفاق والانفس مع زیادۃ الکمالات الصوروریۃ والمعنویۃ بل فی الحقیقۃ کل نور خلق فی نورہ وکذا قیل فی قولہ تعالیٰ اللہ نور السموٰۃ والارض مثل نورہ ای نور محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فنور وجہہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذاتی لاینفک عنہ واللیالی والایام ونور القمر مکتسب مستعار ینقص تارۃ و یخسف اخریٰ"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نورِ مبارک آفاق وانفس میں کمالاتِ صوریہ ومعنویہ کی زیادتی کے ساتھ ظاہر وباہر ہے، بلکہ درحقیقت تو تمام نور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ اللہ نور السموٰۃ والارض مثل نورہ سے مُراد نورِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے پس حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا نور ذاتی ہے دن اور رات میں ایک منٹ بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اور چاند کی چاندنی اکتسابی عارضی ہے کسی وقت کم ہو جاتی ہے اور کسی وقت گہنا جاتی ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حدیث ۱۰ حدثنا سفین[1] بن وکیع حدثنا حمید[2] بن عبد الرحمن الرؤاسی عن زھیر[3] عن ابی اسحٰق قال سال رجل البراء بن عازب اکان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مثل السیف قال لا بل مثل القمر۔

ترجمہ ابو اسحٰق نے کہا کہ ایک شخص نے براء بن عازب سے دریافت کیا کہ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رُخ انور تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

تشریح جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے "تلوار کی مانند" سے نفی کی ہے۔ کیونکہ آنحضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رُخِ انور میں نہ تو تلوار جیسی لمبائی تھی اور نہ ہی صرف سفیدی، نیز اس سے طول مفرط ہونے کی بھی نفی ہے درحقیقت

اسماء الرجال

[1] سفین بن وکیع دیکھئے حدیث ۱۰ کے اسماء الرجال میں

[2] حمید بن عبد الرحمن الرواسی علامہ علی قاری رحمۃ الباری کہتے ہیں ضعیف روایۃ وھو ضعیف فی ھذہ الروایۃ قال المعافی ھذہ النسبۃ الی بنی اوس مع ضعفہ (جمع الوسائل ج۲ ص۲۷۰)

[3] زھیر زہیر دو ہیں ایک زہیر بن حرب بن شداد ابو خیثمہ زہیر بن محمد التمیمی ابو المنذر النحرانی النسائی اور دوسرے زہیر بن محمد جناب علامہ قاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں وزھیر فی ھذا الحدیث التمیمی لان الاول لم یدرک ابا اسحٰق حتی عرف ذالک من الرجوع الی تاریخ وفاۃ ابی اسحٰق ضعف لعدم استقامۃ فی حفظہ ملخصاً من تھذیب التھذیب

(دیکھئے اسماء الرجال ص۳۰)

[4] ابو اسحٰق دیکھئے اسماء الرجال ص۳۰

[5] براء بن عازب دیکھئے اسماء الرجال ص۳۰

marfat.com
Marfat.com

کے سامنے ماند پڑ جاتی۔"

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمۃ الباری مجمع الوسائل جلد اول ص۲۷ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"فی ان نورہ ظاھر فی الآفاق والانفس مع زیادۃ الکمالات الصوروریۃ والمعنویۃ بل فی الحقیقۃ کل نور خلق فی نورہ وکذا قیل فی قولہ تعالیٰ اللہ نور السموٰۃ والارض مثل نورہ ای نور محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فنور وجہہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذاتی لاینفک عنہ واللیالی والایام ونور القمر مکتسب مستعار ینقص تارۃ و یخسف اخریٰ"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نورِ مبارک آفاق وانفس میں کمالاتِ صوریہ ومعنویہ کی زیادتی کے ساتھ ظاہر وباہر ہے، بلکہ درحقیقت تو تمام نور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ اللہ نور السموٰۃ والارض مثل نورہ سے مُراد نورِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے پس حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا نور ذاتی ہے دن اور رات میں ایک منٹ بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اور چاند کی چاندنی اکتسابی عارضی ہے کسی وقت کم ہو جاتی ہے اور کسی وقت گہنا جاتی ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حدیث ۱۰ حدثنا سفین[1] بن وکیع حدثنا حمید[2] بن عبد الرحمن الرؤاسی عن زھیر[3] عن ابی اسحٰق قال سال رجل البراء بن عازب اکان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مثل السیف قال لا بل مثل القمر۔

ترجمہ ابو اسحٰق نے کہا کہ ایک شخص نے براء بن عازب سے دریافت کیا کہ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رُخ انور تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

تشریح جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے "تلوار کی مانند" سے نفی کی ہے۔ کیونکہ آنحضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رُخِ انور میں نہ تو تلوار جیسی لمبائی تھی اور نہ ہی صرف سفیدی، نیز اس سے طول مفرط ہونے کی بھی نفی ہے درحقیقت

اسماء الرجال

[1] سفین بن وکیع دیکھئے حدیث ۱۰ کے اسماء الرجال میں

[2] حمید بن عبد الرحمن الرواسی علامہ علی قاری رحمۃ الباری کہتے ہیں ضعیف روایۃ وھو ضعیف فی ھذہ الروایۃ قال المعافی ھذہ النسبۃ الی بنی اوس مع ضعفہ (جمع الوسائل ج۲ ص۲۷۰)

[3] زھیر زہیر دو ہیں ایک زہیر بن حرب بن شداد ابو خیثمہ زہیر بن محمد التمیمی ابو المنذر النحرانی النسائی اور دوسرے زہیر بن محمد جناب علامہ قاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں وزھیر فی ھذا الحدیث التمیمی لان الاول لم یدرک ابا اسحٰق حتی عرف ذالک من الرجوع الی تاریخ وفاۃ ابی اسحٰق ضعف لعدم استقامۃ فی حفظہ ملخصاً من تھذیب التھذیب

(دیکھئے اسماء الرجال ص۳۰)

[4] ابو اسحٰق دیکھئے اسماء الرجال ص۳۰

[5] براء بن عازب دیکھئے اسماء الرجال ص۳۰

marfat.com
Marfat.com

سیّد الکونین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور بالکل گول بھی نہیں تھا بلکہ نہایت ہی خوبصورت انتہائی حسن و جمال لئے ہوئے کتاب نما تھا، صحیح مسلم میں ہے "لا بل مثل الشمس والقمر" یعنی "اشراق و اضاءت میں سورج کے مشابہ تھا اور حسن و ملاحت میں چاند کی مانند" یہ تمام تشبیہات تقریبی ہیں ایک چاند کیا ہزاروں چاند جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناخن پا کے ادنیٰ حسن و جمال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔

حدیث ۱۱ حدثنا ابو داؤد[1] المصاحفی سلیمان بن سلم حدثنا النضر[2] بن شمیل عن صالح[3] بن ابی الاخضر عن ابن[4] شہاب عن ابی سلمۃ[5] عن ابی ہریرۃ[6] قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابیض کانما صیغ من فضۃ رجل الشعر۔

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک اتنا حسین تھا جیسا کہ چاندی سے ڈھالا گیا ہو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کنڈل دار (خمیدہ) تھے۔

حلِ لغات صیغ۔ ڈھلی ہوئی، زیور۔ فضۃ۔ چاندی، عرب لوگ کہتے ہیں صیاغہ اللہ صیاغۃ حسنۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو بہترین شکل میں ڈھالا۔

تشریح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی روشنی میں حضور بنائے گئے تھے، پیدا کئے گئے تھے، ڈھالے گئے تھے چاندی کے زیور کی طرح، یہ تشبیہ اس کی نرمی، ملائمت اور چمک کی وجہ سے ہے، نہ خالص سفیدی کی وجہ سے، جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اعضاء مضبوط اور متناسب تھے۔ چہرۂ اقدس اور وجودِ مقدس کی نورانیت اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر تھی۔

حدیث ۱۲ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعد اخبرنا اللیث[2] بن سعد عن ابی الزبیر[3] عن جابر[4] بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال عرض علیّ الانبیاء فاذا موسیٰ علیہ السلام مضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فاذا اقرب من رایت بہ شبہا عروۃ بن مسعود و رایت ابراہیم علیہ السلام فاذا اقرب من رایت بہ شبہا صاحبکم یعنی نفسہ

---

[1] ابو داؤد المصاحفی۔ ان کا نام سلیمان ہے مصاحف لکھتے تھے یا فروخت کرتے تھے، ثقہ ہیں۔
[2] النضر بن شمیل۔ مروزی ثم بصری ثقہ ہیں، صاحب الف لام ہیں کہتے ہیں کہ ان کا لقب ہے (صاحب السنۃ) بصرہ میں وفات پائی، شمیل کا نام ابو الحسن المازنی النحوی البصری ہے ثقہ اور اثر ستر نے ان سے حدیث کی تخریج کی ہے۔
[3] صالح بن ابی الاخضر مولیٰ ہشام بن عبد الملک ہے امام زہری کا غلام تھا۔ المصنف نے ان کو ضعیف کہا ہے لیکن ذہبی نے صالح الحدیث کہا، خروج کے بعد۔
[4] ابن شہاب۔ یہ امام زہری ہیں۔ فقیہ، کبیر، علامہ، ثبت، حافظ الحدیث اور جلیل تابعی ہیں تقریباً دو سو احادیث مروی ہیں۔ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔
[5] ابو سلمہ۔ یہ امام ابو سلمہ زہری ہیں۔ فقیہ، کبیر، علامہ، ثبت، حافظ الحدیث اور جلیل تابعی ہیں تقریباً دو سو احادیث مروی ہیں۔ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔
[6] ابو ہریرہ۔ دوسی، حدیث کی دھن میں ابو ہریرہ مشہور ہوئے، نام میں اختلاف ہے، امام شافعی فرماتے ہیں "احفظ من ابی ہریرہ" اور بخاری کہتے ہیں "اصح ما فی ہذا الباب ابو ہریرہ" نام نہ لیا، فقیہا صاحب فضل وصلاح۔

marfat.com
Marfat.com

الْكَرِيْمَةُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ.

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رُوبرو انبیاء کرام کو پیش کیا گیا، پس جب موسیٰ علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو وہ ایسے پتلے کم گوشت والے آدمی تھے جیسا کہ شنوءہ (قبیلہ) کے افراد ہیں، اور میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ اِن سب لوگوں میں جو میری نظر میں ہیں از روئے حلیہ کے عروہ بن مسعود کے مشابہ ہیں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ میرے دیکھے ہوئے [illegible] (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مشابہ ہیں یعنی اپنے وجود مبارک کا ذکر کیا، اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو وہ میرے نزدیک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے از روئے حلیہ کے دحیہ (کلبی) کے مشابہ ہیں۔

حل لغات عُرِضَ، پیش کیا گیا، مصدر عَرْضٌ ہے جس کے معنی پیش کرنا، ظاہر ہونا، دکھانا، سامنے آنا وغیرہ ہیں ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، دُبلے پتلے، کم گوشت، چھریرے بدن کے، ایکہرا بدن، جب رجال کے ساتھ ضرب آئے تو اس کے معنی پتلے، دُبلے اور چھریرے بدن والے آدمی کے ہوتے ہیں۔ شَنُوْءَةُ، ایک قبیلہ کا نام ہے جس کے آدمی کم گوشت اور دُبلے پتلے ہوتے ہیں، یہ قبیلہ عبداللہ بن کعب ہے، یہ قبیلہ انتہائی پاکی، افعالِ حسنہ اور حسن کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ صَاحِبُكُمْ، تمہارا آقا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شَبَهًا، از روئے حلیہ۔ دِحْيَةُ، دحیہ کلبی ایک صحابی کا نام ہے۔

تشریح ارشاد ہے "میرے سامنے انبیاء (کرام) کو پیش کیا گیا" یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی ہیئت و صورت کے ساتھ جو زندگی میں ان کو حاصل تھی پیش کیا گیا۔

جناب قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

بدانکہ معروض بودن پیغمبراں بر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از ہمہ چراکہ معروف و مشہور است کہ عرض لشکر پیش سلطان محتشم می کنند"

جان لو کہ تمام پیغمبروں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا جانا ایسے ہی ہے جیسا کہ معروف و مشہور ہے کہ لشکر سلطان محتشم کے رُوبرو پیش کیا جاتا ہے۔

اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت ثابت ہو رہی ہے۔ ارشاد ہے "جیسا شَنُوْءَة قبیلہ کے افراد ہوتے ہیں"

marfat.com
Marfat.com

قبیلہ شنوءۃ یمن کے قبائل سے ایک قبیلہ ہے' عبداللہ بن کعب اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے' یہ قبیلہ انتہائی پاکیزگی و نظافت، حسن و خوبصورتی اور نیکی و افعال حسنہ کی وجہ سے بہت مشہور رہے۔ ارشاد ہے" اور میں نے جبرائیل کو دیکھا تو میرے نزدیک جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے از روئے حلیہ و خیہ کے مشابہ ہیں" آپ سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک مشہور و معروف صحابی حضرت دحیہ کلبی تھے' جو کہ قبیلہ بنی کلب سے تعلق رکھتے تھے' تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ جناب دحیہ کلبی کو اللہ جل جلالہ نے اتنا حسن و جمال بخشا تھا کہ جس شہر یا علاقہ میں آپ کا گذر ہوتا تو مرد تو مرد' عورتیں بھی ان کو دیکھنے کے لئے اژدھام کرتیں' حضرت جبریل علیہ السلام بسا اوقات انہی کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے۔

اس حدیث کا ترجمۃ الباب یہ ہوا کہ آپ سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی صورت مبارک کی مثل اور مشابہ تھی۔

حدیث ۱۳

حدثنا محمد بن بشار[1] سفین[2] ابن وکیع المعنی واحد قالا اخبرنا یزید[3] بن ھارون عن سعید[4] الجریری قال سمعت ابا الطفیل[5] یقول رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما بقی علی وجہ الارض احد رآہ غیری قلت صفہ لی قال کان ابیض ملیحا مقصدا۔

ترجمہ

سعید الجریری سے روایت ہے کہ میں نے ابوالطفیل سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (بہت اچھی طرح سے) دیکھا ہے' اور اس وقت روئے زمین پر بغیر میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے والوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ میں نے (ابوالفضل سے) عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ حلیہ مبارک میرے سامنے بیان کیجئے' انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملیح تھے' میانہ قد تھے۔

حل لغات

مَابَقِیَ، کوئی باقی نہیں' کوئی موجود نہیں' کوئی زندہ نہیں۔ وَجْہِ الْاَرْض، روئے زمین پر' زمانے میں، مَلِیْحًا، ملاحت والا، نمکین۔ مُقَصَّدًا، میانہ قد، قَصْدٌ مصدر ہے جس کے معنی میانہ روی کرنا، میل کرنا وغیرہ ہیں، ایسے وجود والے کو کہتے ہیں جو نہ لمبا ہو نہ ٹھنگنا، نہ موٹا ہو نہ دبلا۔

تشریح

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد "اور اس وقت روئے زمین پر بغیر میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال

[1] محمد بن بشار (دیکھو اسماء الرجال حدیث ۲)

[2] سفین بن وکیع (دیکھو اسماء الرجال حدیث ۳)

[3] یزید بن ہارون (دیکھو اسماء الرجال حدیث ۴)

[4] سعید الجریری ثقہ ہیں۔ ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں "ھو احدث اھل البصرۃ" الرشد ان سے روایت کرتے ہیں۔

[5] ابا الطفیل۔ ان کا نام عامر بن واثلہ ہے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہوں نے جناب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی آپ ان میں سے ایک ہیں آپ کی ولادت ۳ھ میں ہوئی اور ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔ (مرقات)

marfat.com
Marfat.com

کے دیکھنے والوں میں سے کوئی موجود نہیں ہے" کا یہ مطلب ہے کہ حضراتِ گرامی منزلت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے اس وقت کوئی سوائے میرے زندہ موجود نہیں ہے لہٰذا جناب سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مُبارک خصائل و اعمال شریف اور شمائل پاک مجھ سے پُوچھو تاکہ میں تمہیں بیان کروں اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال درجے کا عشق اور ذوق وشوق تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ مُبارک معلوم کرکے شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اور وجود اقدس کے ساتھ تعلق اور رابطہ قائم کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق ومحبت اپنے اندر پیدا کرتے تھے اور اپنے قلب ودماغ پر اس کا نقش جما دیتے تھے جو کہ نجات اخروی کا وسیلہ اور ذریعہ تھا۔

ارشاد ہے "میانہ قد تھے" یعنی مُقَصَّدًا کے معنی محدثین کرام نے یہ لکھے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اوصاف ظاہری وباطنی میں میانہ تھے، گویا وجود اقدس کے لحاظ سے نہ دراز قد تھے نہ ٹھنگنے، نہ موٹے تھے نہ کمزور، اسی طرح عقل شجاعت وغیرہ وغیرہ اوصاف باطنی میں بھی بدرجہ توسط اور معتدل تھے جو کہ محمود ہے نہ افراط تفریط والے جو کہ مذموم ہے الغرض کمال اعتدال کے مالک تھے۔

حدیث ۱۴ حدثنا عبدُ اللہ بن عبد الرحمن اخبرنا ابراھیمُ بن المنذر الحزامی اخبرنا عبد العزیز بن ثابت الزھری حدثنا اسماعیلُ بن ابراھیم بن اخی موسیٰ بن عقبہ عن کریبٍ عن ابنِ عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افلجَ الثنیتین اذا تکلم رُئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے دونوں دانتوں کے درمیان کشادگی تھی، جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو سامنے والے دانتوں سے نور دکھائی دیتا۔

حل لغات افلجَ۔ کشادگی، یہاں پر فلجٌ بمعنی فرقٌ ہے۔ الثنیتین، سامنے کے دونوں دانت۔ ثنایا سامنے والے دانت۔

marfat.com
Marfat.com

تشریح

حضرت ابن عباس کا ارشاد ہے "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو سامنے والے دانتوں سے نور دکھائی دیتا" اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ سامنے کے دانتوں سے دورانِ گفتگو نور ظاہر ہوتا تھا۔ حضرت علامہ شیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ کے ص۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"ویکون الخارج حینئذ نور حسیا معجزۃ لہ"

یعنی یہ نور مبارک جو اس وقت ظاہر ہوتا تھا آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔

اور فرماتے ہیں کہ :-

"ومن صار الی انہ معنوی زاعما ان المراد بہ لفظہ الشریف علی طریق التشبیہ فقد وھم وما فھم قولہ رؤی"

اور وہ لوگ جنہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ معنوی نور تھا اور اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ شریف بطریق تشبیہ ہیں، یہ ان کا وہم ہے کیونکہ انہوں نے لفظ رؤی (دیکھا گیا) کو نہیں سمجھا۔

حضور نور مجسم سردارِ انبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از فرق سر تا ناخن پا معجزہ ہی معجزہ تھے۔ جناب قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"حاصل باب آنست کہ ہمہ اعضاء مبارک در نہایت موزونی وکمال حسن وملاحت در حد اعتدال بودند"

"یعنی اس باب کا حاصل یہ ہے کہ جناب رحمۃ العالمین صاحب مقام محمود، حامل لواء احمد، صاحب شفاعت کبریٰ جناب سیدنا ومولینا وملجانا وھادی ناغوثنا وغیاثنا وعوننا ومعیننا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کے تمام اعضاء شریفہ کی موزونیت کمالِ حسن اور ملاحت کے اعتبار سے انتہائی اعتدال پر تھی"

نزہت علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں :-

"والحدیث وان کان فی سندہ ھنا مقال الا انہ اخرجہ الدارمی والطبرانی وغیرھما"

یعنی اگرچہ اس حدیث کی اس سند میں گفتگو ہے مگر دارمی طبرانی وغیرھما میں بھی یہ حدیث (ان کے طرق پر) موجود ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّد وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّد وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

صاحب قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

فَاقَ النَّبِیِّینَ فِیْ خَلْقٍ وَفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

باب مَاجَآءَ فِیْ خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پورا ہو گیا۔

○

marfat.com
Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِیۡ خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ

مُہرِ نبوت کے بیان میں یہ باب ہے۔

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں ۔)

تشریح اس باب میں اس مہرِ نبوت کی ہیئت، شکل، رنگ، مقدار اور صفات وغیرہ کا ذکر ہے جو کہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفٰے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دونوں مبارک مونڈھوں کے درمیان (ذرا دائیں مونڈھے کے قریب تھی) ہے۔

چونکہ اہل کتاب اس علامت اور نشانی کو دیکھ کر ایمان لاتے تھے (جیسا کہ ان کی کتابوں میں اس کا ذکر خیر موجود تھا) اس لئے یہ مہر نبوت حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری نبی موعود ہونے کی علامت اور نشانی ہے۔

چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور اب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی (کسی قسم کا نبی) آ نہیں سکتا اور نہ ہی آئے گا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسلم کے وجودِ اقدس پر بھی اس مہر کو ثبت کر کے بتلا دیا گیا اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کسی نبی کے وجود پر اس جگہ علامت نہ تھی۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وجود مبارک پر مہر نبوت ایک معجزہ ہے

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱/۱۵ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا حاتم بن اسماعیل عن الجعد بن عبدالرحمٰن قال سمعت السائب بن یزید یقول ذھبت بی خالتی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت یارسول اللہ ان ابن اختی وجع فمسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأسی ودعا لی بالبرکۃ وتوضأ فشربت من وضوءہ وقمت خلف ظھرہ فنظرت الی الخاتم الذی بین کتفیہ فاذا ھو مثل زر الحجلۃ۔

ترجمہ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لے کر حاضر ہوئی پس عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری بہن کا بیٹا درد میں مبتلا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا میرے لئے برکت کی دعا کی پھر وضو فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وضو کے پانی کو میں نے پیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر مبارک کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے مہر نبوت کو جو کہ دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی دیکھ لیا۔ پس وہ چھپر کھٹ کی گھنڈی کی طرح تھی۔

حل لغات وَجِعٌ، دردمند ہونا، بیمار ہونا۔ ظَھر، پشت، پیٹھ، کمر۔ زِرّ، گھنڈی، اس کی جمع اَزْرَار آتی ہے۔ الحَجَلۃ، چھپر کھٹ۔ زِرّ الحَجَلۃ، چھپر کھٹ کی گھنڈی کی طرح، بعضوں نے اس کے معنی کبک کے انڈے کی طرح کئے ہیں۔ کبک ایک مشہور پرندہ ہے جس کو دجاج البر کہتے ہیں اس کی چونچ سرخ ہوتی ہے اور وہ کبوتر کے برابر ہوتا ہے۔ حَجَلہ اس گھر کو کہتے ہیں جو دلہن کے لئے قبہ کی طرح بنایا جاتا ہے اس پر پردے وغیرہ لٹکا کر آراستہ کرتے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری بہن کا بیٹا درد میں مبتلا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا" یعنی یہ بیمار ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہے اس پر نظر کرم فرمائیں اس کے لئے دعا کیجئے تاکہ یہ صحت یاب ہو جائے، بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ سائب کے پاؤں میں تکلیف تھی، مگر یہاں سینہ در عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ سر کو مسح کیا اس لئے محدثین کرام نے سر کے درد والی روایت کو ترجیح دی ہے اور فرماتے ہیں کہ "اس میں کوئی مانع نہیں کہ دو بیماریاں ہوں" فی الوقت سر میں تکلیف تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر پر ہاتھ پھیرا شفا ہو گئی، بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے کا سائب کے سر پر یہ اثر ہوا کہ "لم یزل اسود مع شیب ما سوا رأسہ" سائب کا تمام سر سفید ہو گیا مگر جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا وہ سیاہ ہی رہا۔ جناب علامہ محمد ابراہیم بن محمد البیجوری لکھتے ہیں:

اسماء الرجال
آسماء الرجال ان کی
۱ قتیبہ بن سعید ان کی
کنیت ابو رجاء ہے
۲ حاتم بن اسماعیل الخ
۳ جعد بن عبدالرحمٰن الخ
حدیثہ الشیخان وغیرھما
۴ سائب بن یزید کنیت ابو یزید
۵ خالہ اس سے بچی مراد ہے
الکنیٰ ہے
احادیث مروی ہیں بخاری شریف
اور ایک بخاری شریف و مسلم شریف
میں ثقہ ہیں صحابی ہیں
میں فوت ہوئے
۶ خالتی ابن حجر فرماتے ہیں
میں نے اس کا نام نہیں پایا
میں نے اس کا اور الجعدی
حدیث میں ھی حدیث
فرماتے ہیں ھی حدیث
بنت قاسط الکندی
یا النمری بن تیم قاسط الکندی
کی لڑکی ہے

marfat.com
Marfat.com

"یوخذ منہ ان یسن للراقی ان یمسح محل الوجع من المریض"

یہاں سے یہ حکم اخذ کیا گیا ہے کہ دم کرنے والے کے لئے یہ طریقہ سنت ہے کہ بیمار کے درد کی جگہ پر ہاتھ پھیرے۔"

نیز اور بھی احادیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام جب اپنے بدن میں درد کی جگہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتاتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس جگہ کو مس فرما کر دعا فرماتے تو صحت یابی نصیب ہو جاتی۔

ارشاد ہے "میرے لئے برکت کی دعا کی" برکت کے معنی بڑھوتری اور زیادتی کے ہیں، یہاں پر مراد عمر اور صحت میں زیادتی ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ جناب سائب نے لمبی عمر پائی یعنی ۹۴ برس، اور آخری دم تک صحت اسی طرح برقرار رہی۔ چنانچہ روایت ہے کہ سائب نے فرمایا۔

"ما متعت بسمعی وبصری الا ببرکۃ دعائہ"

"یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا کی برکت ہے کہ میری سماعت اور بصارت درست اور صحیح ہے۔"

نیز جناب سائب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ جملہ مبارکہ میرے لئے اس وقت ارشاد فرمایا تھا۔ "بارک اللہ فیک" اللہ تعالےٰ تجھے برکت دے" بخاری اپنی تاریخ میں احمد ابن سعد ابو یعلیٰ بغوی، شفا شریف میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن خدیم رضی اللہ عنہ کے سر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پھیر کر فرمایا، بُوْرِکَ فِیْکَ، تجھ میں برکت دی گئی، حضرت ذیال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"فرایت حنظلہ یوتی بالشاۃ الوارم ضرعہا والبعیر والانسان بہ الوارم فیتفل فی یدہ ویمسح بصلعتہ ویقول بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فیمسحہ ثم یمسح موضع الورم فیذھب الورم"

تو میں نے حضرت حنظلہ کو دیکھا کہ جب کسی بکری کے تھنوں یا اونٹ یا انسان کو کسی جگہ ورم ہو جاتا تو اس کو جناب حنظلہ کی خدمت اقدس میں لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بِسْمِ اللہ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور پھر وہ ہاتھ اس (بکری یا اونٹ یا انسان) کی ورم کی جگہ پر ملتے تو وہ ورم فوراً اتر جاتا"

غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دستِ مبارک لگنے اور دعا کی برکت سے نکلی ہوئی آنکھ دوبارہ لگ گئی اور بینا ہو گئی گنجوں کے بال

marfat.com
Marfat.com

اُگ آئے، ٹوٹی ٹانگ جُڑ گئی، دُکھتی آنکھیں تندرست ہوگئیں، خشک سوتے چل پڑے، اور سر کے جس حصہ پر ہاتھ مُبارک پھیرا وہ حصہ سفید نہیں ہُوا۔ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یاحبیب اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یانبی اللہ۔

علامہ ابراہیم محمد بیجوری رحمۃ اللہ علیہ المواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں :۔

یوخذ منہ انہ یسن للراقی ان یدعو للمریض بالبرکۃ اذا کان ممن تبرک بہ

ارشاد ہے پھر وضو فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وضو کے پانی کو پیا۔"

یعنی وہ پانی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارکہ سے لگ کر گرا تھا پیا۔ علامہ البیجوری بھی فرماتے ہیں کہ یہی الصب ہے کیونکہ شارب کا قصد تبرک حاصل کرنا تھا' اکابرین دیوبند کے ایک عالم محدث سہارنپوری جناب محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں :۔

"اگر وضو کا وہ پانی مُراد ہے جو بدن سے دھو کر گرتا ہے جس کو ماء مستعمل کہتے ہیں تب بھی کوئی اشکال اس جگہ اس لئے نہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو فضلات تک بھی پاک ہیں پھر ماءِ مستعمل کا کیا ذکر[1]"

اکابرینِ قریش نے عروہ بن مسعود کو (جبکہ وہ کافر تھے) حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات معلوم کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ انہوں نے جا کر اکابرین قریش کو بتایا کہ اے میری قوم یقیناً میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں مگر جو تعظیم و تکریم (سیدنا و مولٰینا و شفیعنا حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور میں ان کے صحابہ کو ان کی کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ کسی دوسری جگہ نہیں دیکھی۔

"واللہ ان تنخم نخامۃ الاوقعت فی کف رجل منھم، فدلک بما وجھہ وجلدہ واذا امرھم ابتدروا امرہ واذا توضاء کادو یقتتلون علی وضوءہ، واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ، وما یحدون علیہ النظر تعظیما"

یعنی قسم بخدا جب وہ تھوکتے ہیں تو وہ تھوک کسی نہ کسی اصحاب کی ہتھیلی پر ہوتی ہے جس کو وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ کسی کام کے کرنے کا امر فرماتے ہیں تو سب کے سب اس کام کے کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں، اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ ان کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گرتے پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔ اور جب وہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گفتگو کیلئے لب کشائی

[1] فضائل نبوی شرح اردو شمائل ترمذی ص ۱۰۰

marfat.com
Marfat.com

فرماتے ہیں تو سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کے حضور میں چُپ ہو جاتے ہیں اور آپ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف تعظیماً نظر بھی اٹھا کر نہیں
دیکھتے[1]" الخ

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور پاک سید الکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔

"رایت بلالا اخذ وضوء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورایت الناس یبتدرون ذالک الوضوء فمن اصاب منہ شیئا تمسح بہ ومن لم یصب منہ شیئا اخذ من بلال ید صاحبہ"

تو میں نے بلال کو دیکھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے جس کو اس پانی سے کچھ مل جاتا تو وہ اسے مَل لیتا اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسروں کے ہاتھوں کی تری لے کر مَل لیتا۔

[1] بخاری شریف

ارشاد فرمایا "کہ میں کمر مبارک کے پیچھے کھڑا ہو گیا" یعنی جناب سائب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے ادباً و تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ اس وقت جناب سائب کی نظر سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں مبارک کندھوں کے درمیان پڑ گئی، تو جناب سائب مُہرِ نبوت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

مستدرک الحاکم میں وہب سے روایت ہے:۔

"لم یبعث اللہ نبیا الا وعلیہ شامۃ النبوۃ کانت فی یدہ الیمنی الا نبینا فان شامۃ النبوۃ کانت بین کتفیہ خصوصیہ لہ، وبہ جزم السیوطی فی خصائصہ"

اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس کے داہنے ہاتھ پر علامتِ نبوت تھی مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی نشانی دونوں مبارک کندھوں کے درمیان تھی، یہ خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہی تھی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر جزم فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ

marfat.com
Marfat.com

والہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ایک خصوصیت تھی۔

حدیث ۲/۱۶ حدثنا سعید[1] بن یعقوب الطالقانی اخبرنا ایوب[2] بن جابر عن سماک[3] بن حرب عن جابر[4] بن سمرۃ قال رأیت الخاتم بین کتفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غدۃ حمراء مثل بیضۃ الحمامۃ۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کی زیارت کی جو کہ سُرخ گلٹی جیسی تھی جس کا حجم کبوتر کے انڈے جتنا تھا۔

حل لغات غُدۃ۔ غدود، گلٹی، پتولی (رسولی) قاموس میں ہے انها کل عقدۃ فی الجسد، المصباح میں ہے الغدۃ لحم یحدث بین الجلد واللحم یتحرک بالتحریک، اس کی جمع "غدائد" ہے۔
بیضہ۔ انڈا۔ الحمامۃ۔ کبوتر۔

تشریح اس روایت میں جناب جابر بن سمرہ نے مہر نبوت کا حجم اور رنگ بتلایا ہے ارشاد ہے جو کہ سُرخ گلٹی جیسی تھی، جس کا حجم کبوتر کے انڈے جتنا تھا یعنی دونوں مبارک کندھوں کے درمیان جسم اطہر و مبارک و مقدس و منور کے اُوپر بڑھا ہُوا گوشت کا ٹکڑا جیسا تھا جو کہ اگر ہلایا جائے تو حرکت کرتا ہو اور یہ ٹکڑا اتنا ہوگا جتنا کبوتر کا انڈا۔

حدیث ۳/۱۷ حدثنا ابو مصعب[1] المدینی اخبرنا یوسف[2] ابن الماجشون عن ابیہ[3] عن عاصم[4] بن عمر بن قتادہ عن جدتہ رمیثۃ[5] قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولو اشاء ان اقبل الخاتم الذی بین کتفیہ من قربہ لفعلت یقول لسعد بن معاذ یوم مات اھتز لہ عرش الرحمٰن۔

ترجمہ رمیثہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ بات اس وقت سنی جبکہ مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اسقدر قرب حاصل تھا کہ اگر میں چاہتی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مہرِ نبوت کو چُوم لیتی، اور

marfat.com
Marfat.com

وہ بات یہ تھی کہ جب سعد بن معاذ فوت ہوئے تو اس دن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "سعد بن معاذ کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش بھی حرکت میں آگیا۔"

حل لغات اَقبَّل۔ میں چوم لیتی۔ اس کا مصدر تَقبِیل ہے، چُوم لینا، بوسہ لینا۔ اِھتَزَّ حرکت میں آگیا ہل گیا۔ ثلاثی مجرد ھَزَّ ہے جس کے معنی حرکت دینا، خوش کرنا، ٹوٹ جانا۔ اِھتَزَّ کا مصدر اِھتِزَاز ہے جس کے معنی حرکت کرنا۔ دل کا خوش ہونا جھومنا۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ قدس میں جس طرح مَردوں کو قرب خاص حاصل تھا اسی طرح بمقتضائے شان رحمۃ اللعالمینی عورتوں کو بھی یہ فخر حاصل تھا چنانچہ جنابہ رمیثہ کا یہ جملہ کہ "اگر میں چاہتی تو جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہرِ نبوت کا بوسہ لے لیتی") سید پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ان پر انتہائی شفقت، رأفت اور رحمت کا مظہر ہے۔

حضرت سعد بن معاذ نے حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھوں مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا، چونکہ آپ اپنے قبیلہ کے بزرگ تھے لہذا آپ کے خاندان نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، بڑے جلیل القدر اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جاں نثار صحابی تھے جنگ خندق میں آپ کو تیر لگا جس کی وجہ سے خون بند نہ ہوا اور ایک ماہ کے بعد فوت ہو گئے آپ کی عمر اس وقت ۳۷ برس تھی، جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو بہت ہلکا پھلکا تھا، کندھوں پر رکھا ہوا معلوم ہی نہیں ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان الملئکۃ تحملہ" یعنی بے شک اس کے جنازہ کو فرشتوں نے اُٹھا رکھا ہے" آپ کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شامل ہوئے، نیز پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے "کہ سعد بن معاذ کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش حرکت میں آگیا" یعنی آپ کی وفات پر اللہ جل جلالہ کا عرشِ عظیم بھی انکی روح کی آمد کی خوشی میں جھوم گیا۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری فرماتے ہیں۔ "ای استبشارا وسرورا بقدوم روحہ" جس وقت انتہائی سرور، لطف اور وجدانی کیفیت میں جسم اور رُوح جھوم جھوم اُٹھتی ہے تو اس وقت اس جھومنے کو بھی اِھتِزَاز کہتے ہیں جیسے حدیث میں آیا ہے۔ "اِھتَزُّوا فِی ذِکرِ اللہ" اللہ جل جلالہ کی یاد میں جھومے اور خوش ہوئے۔

ترجمۃ الباب یہ نکلا کہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں شانوں مبارک کے درمیان مُہرِ نبوت تھی۔

ع۱ اقبل میں چوم لیتی اس کا مصدر تقبیل ہے چوم لینا بوسہ لینا اھتز حرکت میں آگیا ہل گیا ثلاثی مجرد ھز ہے جس کے معنی حرکت دینا خوش کرنا ٹوٹ جانا اھتز کا مصدر اھتزاز ہے جس کے معنی حرکت کرنا دل کا خوش ہونا جھومنا

ع۲ ابو سعید بن الاعرابی نام ہے ابو سعید بن یعقوب بن ابی سلیمان الاعرابی کا یہ اپنے خاندان کو اعرابی کہتے ہیں اپنے باپ نہری اور مکی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے روایت کرتے ہیں ابن المصنف نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے فوت ۳۴۰ھ میں انتقال کیا۔

ع۳ ابن ابیہ یعنی یعقوب الاعرابی سے بعد میں ارسال روایت کرتے ہیں

ع۴ عاصم بن عمر بن قتادہ ذہبی کا قول ہے کہ ثقہ ہیں ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ۱۲۰ھ میں

ع۵ رمیثہ بنت عمرو بن بشام بن عبد المطلب بن

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۴/۱۸ حدثنا احمد[1] بن عبدۃ الضبی وعلی[2] بن حجر وغیر واحد قالوا انبأنا عیسیٰ[3] بن یونس عن عمر[4] بن عبد اللہ مولی غفرۃ قال حدثنی ابراھیم[5] بن محمد من ولد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان علیؓ اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکر الحدیث بطولہ وقال بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین.

ترجمہ حضرت امیر المومنین مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے (یعنی آپ کے پوتے) ابراہیم بن محمد فرماتے ہیں کہ جس وقت بھی حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب غالب علی کل غالب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صاحب شفاعت کبریٰ احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور فرمایا کہ دونوں مبارک شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کو ختم کرنے والے تھے۔

تشریح یہ حدیث مبارک باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گذر چکی ہے، یہاں پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ اس میں مُہرِ نبوت کا ذکر ہے۔ حدیث شریف کی تشریح اس باب میں لکھ دی گئی ہے۔

حدیث ۵/۱۹ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا ابو عاصم[2] حدثنا عزرۃ[3] بن ثابت حدثنا علباء[4] احمر الیشکری قال حدثنی ابو زید[5] عمرو بن اخطب الانصاری قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابازید ادن منی فامسح ظھری فمسحت ظھرہ فوقعت اصابعی علی الخاتم قلت وما الخاتم قال شعرات مجتمعات.

ترجمہ عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے زید کے والد! میرے نزدیک ہو جا اور میری پیٹھ کو مل، پس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُشت مُبارک کو ملنے لگا پس اچانک میری اُنگلیاں مُہر (نبوت) پر لگ گئیں، میں نے (یعنی علباء نے) کہا مہر (نبوت) کیا ہے (ابو زید نے) کہا کہ بالوں کا مجموعہ۔

اسماء الرجال

۱ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۴ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵ عبد الرحمٰن کی کنیت ابو زید ہے، صحابی ہے، اس کی صرف دو حدیثیں مروی ہیں ایک یہ اور دوسری صلاۃ ضحیٰ کے متعلق، ان کی نے اس سے روایت کی ہے اور عائشہ صدیقہ نے تخریج کی ہے۔

اسماء الرجال

۱ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۴ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال

۱ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ نام العضاک ہے، کنیت ابو عاصم ہے، البصری ہیں، امام بخاری کے شیخ ہیں، صاحب مناقب وفضائل ہیں، ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔

۳ عزرہ بن ثابت بن ابی زید الانصاری البصری ہے، اصحاب ستہ نے ان سے تخریج کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حل لغات اُدْنُ۔ نزدیک آ، قریب ہو، وَقَعَتْ، وَقْعٌ سے ہے۔ اچانک چھوجانا، اچانک پڑگئیں۔ شَعَرَاتٌ بال۔ شعر کی جمع ہے۔ مُجْتَمِعَات، مجموعہ۔

تشریح حضرت ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ مواہب اللدنیہ ص۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا یہ بھی معنی ہے کہ :-

"انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنور النبوۃ ان ابا زید یرید معرفۃ کیفیۃ الخاتم فامرہ ان یمسح ظہرہ"

کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نور نبوت سے جان لیا کہ ابا زید مُہر نبوت کی کیفیت معلوم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لہذا ان کو پشت مُبارک ملنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

اور ارشاد ہے کہ "بالوں کا مجموعہ تھا" چونکہ مہر نبوت کے اطراف میں بال تھے، اس لئے انہوں نے اس طرح ذکر کیا ورنہ حقیقتاً تو مہر نبوت گوشت کی گلٹی جیسی تھی۔

جامع المصنف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے لئے دُعا بھی فرمادی تھی کہ "اے میرے اللہ! اس کو زینت بخش دے" اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ۔ راوی کا بیان ہے کہ "ان کی عمر کچھ اوپر سو برس کی ہوئی مگر ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے مگر چند ایک"۔ بیہقی کی روایت ہے کہ "چہرہ پر ایک ذرہ بھر شکن نہ تھا، صاف اور روشن جیسے جوانوں کا چہرہ ہوتا ہے"۔

حدیث ۶/۲۰ حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث الخزاعی حدثنا علی بن حسین بن واقد حدثنی ابی حدثنی عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ یقول جاء سلمان الفارسی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حین قدم المدینۃ بما بدۃ علیھا رطب فوضعھا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا سلمان ما ھذا فقال صدقۃ علیک وعلی اصحابک فقال ارفعھا فانا لا نأکل الصدقۃ قال فرفعھا فجاء الغد بمثلہ فوضعہ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال ما ھذا یا سلمان فقال ھدیۃ لک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لاصحابہ ابسطوا ثم نظر الی الخاتم علی ظھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فامن بہ

ایک طائفے روایت کرتا ہے
عمرو بن دینار اور
ولید ابن ابی ہندی اور ابطبقہ نے
اس سے روایت کی ہے اور یہ ثقہ
ہیں۔
۲ علی ابن اقمر ابیشکری ابو جحیفہ
سے روایت کرتے ہیں۔ ابن واقد
وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔
یہ ثقہ اور صدوق ہیں۔ مصنف
مسلم، نسائی اور ابن ماجہ تخریج
کرتے ہیں۔
۳ ابو بردہ عمرو بن ابو موسیٰ
الاشعری البدری الکوفی ہیں
جلیل صحابی ہیں۔ مسلم اور جماعت
ابو بردہ ان سے تخریج کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَكَانَ لِلْيَهُوْدِ فَاشْتَرَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا عَلٰى اَنْ يَّغْرِسَ لَهُمْ نَخْلًا فَيَعْمَلَ سَلْمَانُ فِيْهِ حَتّٰى تُطْعِمَ فَغَرَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم النَّخْلَ اِلَّا نَخْلَةً وَاحِدَةً غَرَسَهَا عُمَرُ فَحَمَلَتِ النَّخْلُ مِنْ عَامِهَا وَلَمْ تَحْمِلِ النَّخْلَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَا شَاْنُ هٰذِهِ النَّخْلَةِ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم اَنَا غَرَسْتُهَا فَنَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَغَرَسَهَا فَحَمَلَتْ مِنْ عَامِهٖ.

ترجمہ عبداللہ بن بریدۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابی بریدہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو جناب سلمان فارسی ایک پتنوس لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے جو کہ تازہ کھجوروں سے بھرا ہوا تھا، حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یہ پتنوس رکھ دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان یہ کیا ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے لئے صدقہ لایا ہوں، حضور نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس پتنوس کو اٹھالے جا، ہم صدقہ نہیں کھاتے (راوی کہتا ہے) پس وہ پتنوس اٹھا دیا گیا۔ پھر دوسرے دن (سلمان فارسی) پہلے پتنوس کی مانند تازہ کھجوروں کا بھرا ہوا پتنوس لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے سلمان یہ کیا ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تحفہ ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو ارشاد فرمایا کہ ہاتھ پھیلاؤ، پھر سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر مُہرِ نبوت دیکھی اور ایمان لے آئے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کو اتنے اتنے درہموں میں خرید لیا (یعنی مکاتب بنا دیا) اور ساتھ ہی اس شرط پر کہ اس یہودی کے لئے کھجور کے درخت بوئے جائیں اور سلمان ان درختوں کی نگرانی کریں یہاں تک کہ وہ پھل لائیں اور پھل کھایا جائے، پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے وہ پودے بو دیئے سوائے ایک پودے کے جسے جناب عمر (رضی اللہ عنہ) نے بویا، تو تمام پودے ایک سال ہی میں پھل لے آئے سوائے اس ایک کے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت کو کیا ہوا ؟ جناب عمر نے جواب دیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کو میں نے بویا تھا۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پودے کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور

marfat.com
Marfat.com

پھر اپنے دستِ مبارک سے وہاں پودا لگا دیا' پس وہ اسی سال پھل لے آیا۔

حل لغات حِیْنَ۔ جس وقت ، قَدِمَ۔ آئے ،تشریف لائے۔ مَائِدَۃ ، خوان' پتنوس۔ رُطَبٌ ، تروتازہ کھجوریں۔ غَدٍ ، کل۔ دوسرے دن۔ اُبْسُطُوا ، پھیلاؤ ، ہاتھ بڑھاؤ' آگے بڑھو۔ یَغْرِسُ بوئے لگائے غَرْسٌ ، مصدر ہے۔ نَخِیْلٌ ، کھجور کا درخت۔ نَزَعَهَا ، اسے اکھیڑ پھینکا۔ نَزْعٌ مصدر ہے ،اکھیڑنا ، معزول کرنا ، مارنا' کھینچنا ' سینچنا ' مرنے کے قریب ہونا۔

تشریح جناب سلمان فارسی ' فارس کے رہنے والے تھے۔ فارس اصفہان کے علاقہ کو کہتے ہیں' آج کل یہ ایران ہے' آپ مجوسی آتش پرست تھے ' ابتداء ہی سے عبادت گذار' زاہد اور راہبانہ طبیعت رکھتے تھے' تحقیق مذاہب پر کافی محنت کی۔ صاحب علم تھے' اسی لئے تلاش حق میں مصروف رہے۔ آتش پرستی چھوڑ کر عیسائیت قبول کی' ایران سے عراق آئے ' پادریوں اور راہبوں کی خدمت میں رہ کر وہ علم حاصل کیا۔ بغداد سے موصل' موصل سے نصیبین' نصیبین سے عموریا مختلف عیسائی عالموں اور راہبوں کی خدمت کی۔ عموریا کا یہ پادری نہایت ہی خدا ترس' نرم دل اور کتب سماویہ کا بہترین عالم تھا جب وہ مرنے لگا تو جناب سلمان نے اس سے پوچھا کہ اب میں کس کے پاس جاؤں' اس نے جواب دیا کہ عیسائی علماء ختم ہو چکے ہیں۔ عرب میں دینِ ابراہیم کا داعی نبی آخر الزماں پیدا ہوگا اور مدینہ شریف کی تمام نشانیاں ان کو بتلا دیں اور کہا کہ اس پیغمبر کی یہ علامت ہے کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا' ہدیہ قبول کرے گا اور اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مُہرِ نبوت ہوگی' جناب سلمان عموریا سے نکل پڑے' اثنائے سفر میں چند تاجروں سے پالا پڑ گیا وہ ان کو مکہ مکرمہ لے آئے اور اپنا غلام ظاہر کر کے مدینہ منورہ کے بنی قریظہ قبیلہ کے ایک یہودی زمیندار پر فروخت کر دیا۔ اس یہودی کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ جناب سلمان فرماتے ہیں کہ جو نشانیاں عموریا کے پادری نے بتائی تھیں مدینہ پاک میں وہ سب کی سب بعینہٖ موجود تھیں۔ اب میرے دل میں وہی تلاش کا جذبہ اُمڈ آیا اور میں دریافت کرتا رہا کہ آیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو کہ حق کی معرفت عطا کرے اور ان علامتوں والی شخصیت مجھے مل جائے۔ جو اس پادری نے بتلائی تھیں' اس تلاش میں پتہ چلا کہ قبا میں ایک صاحب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں اور نبوت الٰہی کے داعی ہیں۔ میں اپنی شناخت کو پورا کرنے کے لئے ایک خوان میں تازہ کھجوریں لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھجوریں پیش کر کے عرض کیا کہ "یہ صدقہ ہے آپ لے لیں" تو آپ نے فرمایا "اسے اٹھا لے ہم صدقہ نہیں کھاتے" دوسرے دن پھر اسی طرح کھجوریں حاضر کیں اور عرض کیا کہ "یہ تحفہ ہے قبول کر لیں" ارشاد فرمایا "اے صحابہ ہاتھ بڑھاؤ" یعنی کھاؤ اور سب میں تقسیم فرما دیں' اب جناب سلمان کی دونوں شناختیں پوری ہو گئیں یعنی صدقہ نہیں لیا اور تحفہ قبول کر لیا۔ اب تیسری شناخت

marfat.com
Marfat.com

باقی تھی کہ مُہرِ نبوت کی زیارت سے مشرف ہوں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کے قبرستان میں ایک جنازہ پر تشریف لے گئے تھے اور بیٹھے ہوئے تھے جناب سلمان آپ کی پیٹھ مبارک کی طرف آتے ہیں اور جاتے ہیں، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نُورِ نبوت سے جناب سلمان کے قلبی ارادہ کو ملاحظہ فرمالیا اور ازراہِ شفقت و تلطف اپنی کمر مُبارک سے کپڑا اُٹھا لیا بس پھر کیا تھا، جناب سلمان کی کیفیت بدل گئی اور جیسا کہ مولوی محمد زکریا دیوبندی محدث سہارنپوری نے شرح شمائل میں صفحہ ۳ پر لکھا" میں جوش میں اس پر (مُہرِ نبوت) جُھکا اور اس کو چُوم رہا تھا اور رو رہا تھا" جب جناب سلمان کی تسلی ہوگئی تو "پس ایمان لے آئے" حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن گذر جانے کے بعد جناب سلمان سے فرمایا کہ اپنے آقا سے اس غلامی کا مکاتبت پر فیصلہ کرلو، چنانچہ جناب سلمان نے دو باتوں پر یہودی سے فیصلہ کرلیا۔ پہلی شرط یہ تھی کہ چالیس اوقیہ سونا ادا کرے، دوسری شرط یہ تھی کہ اس یہودی کے باغ میں تین سو درخت کھجور کے بوئے اور جب تک وہ پکا کھانے کا پھل نہ لائیں جناب سلمان ان کی چوکیداری کریں جب یہ دونوں شرطیں پوری ہوں تو پھر جناب سلمان غلامی سے آزاد ہو جائیں گے۔ جناب سلمان نے یہ دونوں شرطیں اپنے آقا و مولیٰ، ملجاء و ماویٰ، ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کردیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفسِ نفیس اس یہودی کے باغ میں تشریف لے گئے اور جناب سلمان ایک ایک پودا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بابرکت ہاتھوں سے وہ پودے لگاتے یہاں تک کہ سوائے ایک پودے کے تمام پودے لگا دیئے، وہ ایک پودا جناب عمر فاروق نے بویا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ ایک برس کے اندر اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لگایا ہوا باغ پھلا پھُولا اور پھل دینے لگا مگر وہ ایک پودا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا پھل نہ لایا" یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ تھا جس نے مدینہ طیبہ کے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈالدیا۔ ارشاد ہے کہ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اس درخت کو کیا ہوا" جناب سیدنا عمر فاروق نے عرض کیا" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو میں نے بویا تھا" سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پودے کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور پھر اپنے دستِ مبارک سے وہاں دوسرا پودا لگا دیا" فرماتے ہیں کہ" وہ اسی سال پھل لے آیا" سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہیں کہ بارانِ رحمت کی طرح برس رہے ہیں، اِدھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال مبارک میں کوئی بات آتی اُدھر معجزانہ طور پر وہ پوری ہو جاتی۔ اس واقعہ میں یہ دوسرا معجزہ تھا اور تیسرا معجزہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا آیا جو کہ تھوڑا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا جناب سلمان کو دے دیا کہ اس میں سے مالک کو چالیس اوقیہ دے دے (ایک اوقیہ بروزن چالیس درہم ہے اور

marfat.com
Marfat.com

ایک درہم ۵ ماشہ کا ہوتا ہے) جناب سلمان نے عرض کیا کہ "حضور یہ ناکافی ہے" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ اسی سے پورا فرمادے گا" جناب سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے اسی سے چالیس اوقیہ سونا وزن کرکے اپنے یہودی مالک کو دے دیا" گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی جناب سلمان رضی اللہ عنہ کی بدلِ کتابت خود ادا فرمائی۔

حدیث ۲۱ حدثنا محمدؒ بن بشار حدثنا بشرؒ بن الوضاح انبأنا ابوعقیلؒ الدرورقی عن ابی نضرۃؒ العوفی قال سالت اباسعیدؓ الخدری عن خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی خاتم النبوۃ فقال کان فی ظہرہ بضعۃ ناشزۃ۔

ترجمہ ابی نضرۃ العوفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی سعید خدری سے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر کے متعلق دریافت کیا یعنی مُہرِ نبوت کے بارے میں، اس نے جواب دیا کہ وہ (مُہرِ نبوت) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر مُبارک میں ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔

حل لغات بضعۃ۔ گوشت کا ٹکڑا۔
ناشزۃ۔ اُبھرا ہوا گوشت، گوشت کا نُچا اُٹھا ہوا۔

حدیث ۲۲ حدثنا ابوالاشعثؒ احمد بن المقدام العجلی البصری حدثنا حمادؒ بن زید اخبرنا عاصمؒ الاحول عن عبداللہؓ بن سرجس قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو فی ناس من اصحابہ فدرت ھکذا من خلفہ فعرف الذی ارید الفتی الرداء عن ظہرہ فرایت موضع الخاتم علی کتفیہ مثل الجمع حولھا خیلان کانھا ثآلیل فرجعت حتی استقبلتہ فقلت غفر اللہ لک یا رسول اللہ فقال ولک فقال القوم استغفر لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال نعم ولکم ثم تلا ھذہ الآیۃ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔

ترجمہ عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نورِ مجسم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر

اسماء الرجال
۱ محمد بن بشار (بندار) صحیح بخاری و صحیح مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ کے شیخ ہیں۔
۲ بشر بن الوضاح بصری۔ صدوق ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔ ابن خزیمہ نے صحیح میں اس سے روایت کی ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی اس کے بارے میں توثیق کی ہے۔
۳ ابوعقیل الدرورقی۔ اس کا نام بشیر ہے۔ قبر کا بیٹا ہے۔ درورق فارس میں ایک شہر ہے اس کی نسبت سے درورقی کہلاتا ہے۔ ثقہ ہے۔ بخاری اور اصحاب السنن نے تخریج کی ہے۔
۴ ابوالاشعث احمد بن المقدام العجلی البصری۔ ابوداؤد کے شیخ ہیں۔ ابن ابی حاتم نے ان سے روایت کی ہے اور ان کے بارے میں توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ مواہب اللدنیہ کے حاشیہ پر صحیح نے لکھا ہے کہ ان کا نام احمد بن مقدام بن ابی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عقبہ بن نافع بن عبدالحارث ہے۔ ابن عساکر نے بھی یہی کہا ہے۔
۵ حماد بن زید۔ ازدی ہے۔ ابن معین، ابن مدینی، ابن معاویہ بن عمار الفہری نے اس کی توثیق کی ہے۔ ثقہ ہے۔ ابن حبان نے اسے ائمہ میں شمار کیا ہے۔
۶ عاصم الاحول۔ ابن عبداللہ بن سلیمان البصری۔ ابوعبدالرحمٰن التمیمی ہے۔ ابن سعد، ابن معین، ابن مدینی، ابن خراش، ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔ ابن ابی نجیح نے اس سے تخریج کی ہے۔
۷ عبداللہ بن سرجس۔ ابن عبدالرحمٰن بن سرجس ہے۔ ابوالدرداء، ابوہریرہ، ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابن ابی اوفیٰ، ابوالطفیل، ابوالمتوکل اور العیزار سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابوالطفیل، ابوالمتوکل اور العیزار روایت کرتے ہیں۔ مواہب اللدنیہ کے حاشیہ پر صحیح نے لکھا ہے کہ اس کا نام عبداللہ بن عبد بن سرجس ہے۔ ابن عساکر نے بھی یہی کہا ہے۔ ابن حبان نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔ ابن ابی نجیح نے اس سے تخریج کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ہوا' اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے درمیان رونق افروز تھے پس میں ان کی پشت کی طرف سے گرد گھوما' میں جو چاہتا تھا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس ارادے کو پہچان گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پشت مبارک سے چادر ہٹالی' پس میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت کی جگہ دیکھی جو کہ بند مٹھی کے برابر تھی اور اس کے چاروں طرف تل تھے گویا پتوڑی کی طرح۔ پھر میں لوٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کی طرف آیا تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا تمہاری بھی مغفرت ہو' حاضرین نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ آپ کو مغفرت عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اور تم سب کو بھی مغفرت عطا فرمائے۔ پھر یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔ واستغفر لذنبك وللمومنين والمومنات۔

حل لغات

وَهُوَ فِي نَاسٍ۔ صحابہ میں۔ فَدُرْتُ۔ پس میں پھرا۔ میں گرد گھوما۔ الجَمْع۔ بند مٹھی۔ لحمۃ۔ مُشت۔ خِيلَان۔ خال' تل' جمع ہے۔ ثَآلِيل۔ پتوڑی کی طرح (چھوٹے چھوٹے دانے، گھنڈی سے)

تشریح

حضور سرورِ عالم وعالمیان دانائے رازہائے خفی وجلی جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نورِ نبوت سے جناب عبداللہ بن سرجس کے اس دلی ارادہ کو دریافت کرلیا کہ وہ مہرِ نبوت دیکھنا چاہتے ہیں لہٰذا ازراہ شفقت ومحبت اپنی کمر مبارک سے کپڑا اٹھالیا اور عبداللہ بن سرجس نے مہرِ نبوت کی زیارت کرلی۔ جناب عبداللہ بن سرجس نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس احسانِ عظیم اور کرم نوازی کا شکریہ اس طرح ادا کیا کہ دعا کی "اے اللہ تعالیٰ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات بلند فرما" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ اس میں تعلیم اُمت ہے کہ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو تم بھی اس کا شکریہ ادا کرو' اور جب کوئی تمہیں دُعا دے تو تم بھی اسی کی مانند یا اس سے بہتر دعا میں اسے جواب دو۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا۔

حضرت امام المحدثین شیخ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۳۱ھ جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص۲۷ (از ملا علی قاری رحمہ الباری) کے حاشیہ پر شرح میں لکھتے ہیں۔

"سئل ولی اللہ شیخ الاسلام الحافظ	ولی اللہ شیخ الاسلام حافظ ابوزرعہ عراقی سے پوچھا
ابوزرعہ العراقی، ھل خاتم النبوۃ	گیا' کیا مہرِ نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من خصائص المصطفی وھل ولد بہ	کے خصائص سے تھی اور کیا جب آپ پیدا ہوئے یہ

اسماء الرجال

ابوالاشعث احمد بن المقدام صدوق ہے۔

حماد بن زید ثقہ ہے۔ ابن معین نے تخریج کی ہے۔ ابن سماع نے "مارایت احد اتقن منہ" کا قول کہا ہے۔ ابن یحییٰ کا قول ہے "مارایت احد احفظ منہ" ابن المہدی کا قول ہے "اعلم منہ"

ابوعاصم الاحول، ابوعبدالرحمان ثقہ ثبت ہے۔ سفیان بصری کا شیخ ہے۔ سوائے ابن قطان کے ان کے بارے میں کسی نے جرح نہیں کی اور وہ بھی اس وجہ سے کہ یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک ضعیف ہے۔

عبدالرحمان بن سرجس صحابی ہیں بصرہ میں سکونت رکھی۔ ان سے تخریج کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وهل دفن معه ؛ فاجاب بانه من خصائصه دون بقية الانبياء ولم ينقل انه ولد به وورد ان جبريل عليه السلام ختمه به واما دفنه معه فلا شك فانه قطعة من جسده و الاشارة به الى انه خاتم الانبياء والله اعلم ۔

تھی اور جب دفن ہوئے تو ساتھ تھی' انہوں نے اثبات میں جواب دیا' سوائے آپ کے کسی دوسرے نبی کی یہ خصوصیت نہ تھی اور نہ ہی یہ محو ہوئی کیونکہ آپ کے ساتھ ہی پیدا ہوئی اور روایت ہے کہ جبریل نے آپ کو یہ مُہر لگائی اور آپ کے ساتھ دفن ہوئی کیونکہ آپ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا تھا اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

باب مَاجَاءَ فِیْ خَاتِمِ النُّبُوَّة پورا ہوگیا۔

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِی شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں سرورِ عالم دعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے بالوں کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

تشریح پیغمبرِ اسلام سراپا حُسن وجمال، نورِ مجسم احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراقدس پر مبارک بالوں کی اس کیفیت کا ذکر ہے کہ آیا وہ کتنے لمبے اور کتنے چھوٹے تھے، آیا وہ زیادہ تھے یا تھوڑے۔ نیز مبارک بالوں پر تیل لگانے اور مانگ نکالنے کی کیفیت کا بھی ذکر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُبارک بالوں کی کیفیت جس صحابی نے جیسے دیکھی ویسے بیان کردی اس لئے روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری متوفی ۱۲۷۶ھ مواہب اللدنیہ کے ص۳۶ پر لکھتے ہیں:۔

قال ابن العربی الشعر فی الرأس زینۃ وترکہ سنۃ وحلقہ بدعۃ۔

ابن عربی نے کہا ہے کہ سر پر بال رکھنا زینت ہے اور ان کا چھوڑنا سنت ہے اور ان کا مونڈنا بدعت ہے۔

اور لکھتے ہیں:۔

قال فی شرح المصابیح لم یحلق النبی راسہ فی منی الھجرۃ الا فی عام الحدیبیۃ وعمرۃ القضاء وحجۃ الوداع ولم یقصر شعر الا مرۃ واحدۃ کما فی الصحیحین۔

شرح المصابیح میں ہے کہ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے حدیبیہ، عمرۃ القضاء اور حجۃ الوداع کے سالوں کے بال نہیں منڈوائے اور سوائے ایک بار کے بال کم نہیں کٹے کما فی الصحیحین

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱/۲۳ حدثنا علیؑ بن حجر انبأنا اسمٰعیل بن ابراھیم عن حمیدؒ عن انسؓ بن مالك قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِلٰی نِصْفِ اُذُنَیْهِ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال آدھے کانوں تک لٹکتے تھے۔

حل لغات شَعْرٌ - بال۔
اُذُنَیْهِ - آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں کان مبارک۔

تشریح ارشاد ہے " حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک آدھے کانوں تک لٹکتے تھے " جس صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک کی صورت دیکھی، ویسے ہی وہ بیان کر دی، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نصف کانوں تک سر اقدس کے بال مبارک دیکھے تو ان کا ذکر کیا، حضرت علامہ عبدالروف مناوی شرح میں لکھتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خوارج کی شناخت یہ بتلائی کہ ففی الصحیح عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذکر قوما یکونون فی امتہ یخرجون فرقۃ سیماھم التحالق۔

حدیث ۲/۲۴ حدثنا ھنادؒ بن السری حدثنا عبد الرحمٰنؒ بن ابی الزناد عنؒ ھشام بن عروۃ عن ابیہؒ عن عائشۃؓ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ دُوْنَ الْوَفْرَةِ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس پر بال ہوتے جو کہ کندھوں کو چھوتے اور کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے۔

حل لغات اَلْجُمَّةِ - کندھوں تک پہنچے ہوئے بال، زلف۔ اَلْوَفْرَةِ - الجمہ سے کم بال، اور کانوں کی لو سے

marfat.com
Marfat.com

ذرا نیچے بال۔ اُلمّہ : اگر کانوں کی لو تک ہوں تو لُمّہ کہتے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "میں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے تھے" یعنی پانی ایک ہی برتن میں ہوتا' اسی برتن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہا لیتے اور پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اسی برتن سے باقی ماندہ پانی سے غسل کر لیتیں۔ آج کل کے بعض معتزلی فکر رکھنے والے اس حدیث کو نہایت ہی غلط معنی پہناتے ہیں جن سے ایک مومن کا دل دُکھ جاتا ہے' حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجسمہ شرم و حیا تھے' اللہ تعالیٰ ایسے بے ہودہ ، غلط عقیدوں اور باتوں کے کرنے سے اپنی امان میں رکھے آمین ثم آمین۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے مبارک بال کندھوں کو چھُوتے اور کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں کی صُورت مختلف اوقات میں مختلف ہوتی' چنانچہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مندرجہ بالا صُورت دیکھ کر بیان فرما دی۔

حدیث ۳/۲۵ حدثنا احمد بن منیع حدثنا ابو قطن حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق عن البراء بن عازب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مربوعا بعید ما بین المنکبین وکانت جمتہ تضرب شحمۃ اذنیہ۔

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مُبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زُلف مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک کانوں کی لو کو بوسہ دیتی تھیں۔

حل لغات مَرْبُوْعًا۔ میانہ قد ، معتدل القامۃ ، متوسط القامۃ۔
بَعِیْدَ۔ فاصلہ ، کشادہ۔

تشریح اس حدیث مُبارک کی تشریح حدیث ۲/۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گذر چکی ہے۔ ترجمۃ الباب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے مبارک بالوں کا ذکر خیر ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۴/۲۶ حدثنا محمدؒ بن بشار حدثنا وھبؒ بن جریر بن حازم حدثنی ابیؒ عن قتادۃؒ قال قلت لانسؓ کیف کان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لم یکن بالجعد ولا بالسبط کان یبلغ شعرہ شحمۃ اذنیہ۔

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب انس سے پوچھا کہ حضور پاک سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہ پیچدار تھے اور نہ ہی سیدھے اکڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زلفیں کانوں کی لو تک پہنچتی تھیں۔

حل لغات حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشکل الفاظ کے معنی ملاحظہ کرلیں۔

تشریح باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی تشریح گذر چکی ہے۔

حدیث ۵/۲۷ حدثنا محمدؒ بن یحییٰ بن ابی عمر المکی حدثنا سفیانؒ بن عیینۃ عن ابن ابی نجیحؒ عن مجاھدؒ عن ام ھانیؓ بنت ابی طالب قالت قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علینا مکۃ قدمۃ ولہ اربع غدائر۔

ترجمہ جناب ام ھانی بنت ابی طالب سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کے لئے مکہ معظمہ قدم رنجہ فرمایا تو ہمارے ہاں بھی تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس میں چار زلفیں تھیں۔

حل لغات قدم۔ قدم رنجہ فرمایا، آئے، تشریف لائے۔ قدمۃ۔ عمرہ۔ غدائر۔ غدیرہ کی جمع ہے، بالوں کی لٹیں، زلفیں، چوٹی، مینڈھی۔

تشریح سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول صاحب جمع الوسائل ص۷۸ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری چار بار مکہ مکرمہ میں قدم رنجہ فرمایا۔

---

۲ ابو قتیلہ کا نام ہرمز بن الھیثم الزبیدی ہے۔ صدوق اور فقیہ ہے۔ اصحاب ستہ نے اس سے روایت کی ہے۔

۳ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۴ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۵ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال

۱ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۲ وھب بن جریر بن حازم، الازدی البصری ہیں۔ ابن معین اور ابوحاتم نے کہا ہے کہ ثقہ ہے۔ النسائی نے کہا ہے "لیس بہ وتکلم فیہ عفان" ہشام بن حسان سے روایت کرتے ہیں۔ عفان نے ان سے روایت کی ہے۔ ابوداؤد نے کہا ہے "ثقہ" ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

۳ ابی یعنی اپنے باپ سے۔ ابن المدینی نے کہا ہے "لم یکن بالحافظ" قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ یحییٰ نے کہا ہے "لیس بشیء" ابوحاتم نے کہا ہے "لیس بالقوی" ۱۵۴ھ میں فوت ہوئے۔

۴ قتادہ بن دعامہ بن قتادہ السدوسی ابوالخطاب البصری ہیں۔ ثقہ ہیں۔ ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے۔

۵ ابن ابی نجیح یعنی عبداللہ بن یسار المکی ہیں۔ ثقہ ہیں۔ ۱۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

۶ مجاہد بن جبر ابوالحجاج المکی ہیں۔ ثقہ ہیں۔ ۱۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

۷ ام ھانی بنت ابی طالب ہاشمیہ ہیں۔ ان کی روایت کردہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ ۵۰ھ میں فوت ہوئیں۔

۸ سفیان بن عیینہ بن میمون الھلالی ابومحمد الکوفی ہیں۔ ثقہ ہیں۔ ۱۹۸ھ میں فوت ہوئے۔

۹ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر العدنی ثم المکی ہیں۔ ثقہ ہیں۔ ۲۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

"کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قد ومات اربعة لمکة' عمرة القضاء وفتح مکة وعمرة الجعرانة ولحجة الوداع ۔"

یعنی عمرۃ القضاء جو کہ ۷ھ میں ہوا ، فتح مکہ جو کہ ۸ھ میں ہوئی ، عمرۃ الجعرانۃ ایسی سفر میں ہوا ۔ اور حجۃ الوداع جو کہ ۱۰ھ میں ہوا ۔

نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ام ھانی کے گھر تشریف فرما ہونا بقول صاحب جمع الوسائل فتح مکہ کے موقع کا ارشاد ہے " کہ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں کی چار زلفیں بنی ہوئی تھیں " یعنی بال مبارک چار لٹوں میں منقسم تھے ۔ معلوم ہوا کہ مبارک بالوں کی جو صورت جناب ام ھانی نے دیکھی وہ بیان فرما دی ۔

حدیث ۶/۲۸ | حدثنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن المبارک عن معمر عن ثابت البنانی عن انس ان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان اذا انصاف اذنیہ ۔

ترجمہ | جناب انس سے روایت ہے یہ کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نصف (مبارک) کانوں تک ہوتے تھے ۔

حل لغات | اِنصاف ۔ آدھے تک پہنچنا ۔

تشریح | ارشاد ہے " کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نصف (مبارک) کانوں تک ہوتے تھے " جناب انس رضی اللہ عنہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بالوں کی اس صورت کو دیکھا تو ویسے ہی ذکر کر دیا ' لہذا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بالوں کی مختلف صورتیں تھیں جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ذکر ہو رہا ہے ۔

اسماء الرجال ۲۵

۱ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر مکی ۔ فی الاصل العدنی ہے ضعیف ہے ۲ ابو حاتم نے کہا کان فیہ غفلة ۔ مسلم نے اپنی صحیح میں اس سے روایتیں لی ہیں ۳ ترمذی ، نسائی اور مسلم نے اس سے روایتیں لی ہیں ۴ بخاری نے اس سے تعلیقاً روایت کی ہے ۵ ثابت البنانی ۔ ثقہ ہے ، جلیل تابعی ہیں ۶ انس بن مالک ۔ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲۵ ۷ عبد اللہ بن المبارک ۔ ثقہ ، ثبت ، عالم ، زاہد ، عابد ہیں ۸ معمر بن راشد ۔ ثقہ ، ثبت ہیں ۹ عبد الرزاق نے اس سے روایت کی ہے ۱۰ سوید بن نصر ۔ ابو حاتم نے کہا لیس فی حدیثہ بالقوی ۔ ابن دینار نے اس سے حدیث بیان کی ہے ۱۱ ابن ابی حاتم نے اس سے روایت کی ہے ۱۲ ابو داؤد نے اس سے روایت کی ہے ۱۳ ابن ماجہ نے اس سے روایت کی ہے ۱۴ ابو عوانہ نے اس سے روایت کی ہے ۱۵ ابو بکر بن ابی عاصم ۔ ابن حبان نے اس کا ذکر ثقات میں کیا ہے ۱۶ ابو عوانہ ۔ الوضاح ہے ۔ کنیت ابو الوضاح ہے ۱۷ عبد اللہ بن ابی السفر ۔ ابن دینار سے حدیث بیان کرتے ہیں ۱۸ عامر بن شراحیل الشعبی ۔ ابن دینار سے روایت کرتے ہیں ۱۹ عبد اللہ بن دینار ۔ ثقہ ، عالم ، زاہد ہیں ۲۰ ابن ابی السفر ۔ اس سے روایت کرتے ہیں ۲۱ ابن ابی عمر ۔ ابن دینار سے روایت کرتے ہیں ۲۲ ابن ابی السفر ۔ ابن دینار سے روایت کرتے ہیں ۲۳ ابن ابی السفر ۔ ابن دینار سے روایت کرتے ہیں ۲۴ ابن ابی السفر ۔ ابن دینار سے روایت کرتے ہیں ۲۵ ابن ابی السفر ۔ ابن دینار سے روایت کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۲۹ حدثنا سوید[1] بن نصر حدثنا عبد[2] اللہ بن المبارک عن یونس[3] بن زید عن الزہری[4] حدثنا عبید[5] اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَسْدِلُ شَعْرَہٗ وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرِقُوْنَ رُؤُسَھُمْ وَکَانَ اَھْلُ الْکِتٰبِ یَسْدِلُوْنَ رُءُوْسَھُمْ وَکَانَ یُحِبُّ مُوَافَقَۃَ اَھْلِ الْکِتٰبِ فِیْ مَالَمْ یُؤْمَرْ فِیْہِ بِشَیْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَأْسَہٗ.

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر اقدس کے بال مبارک یونہی چھوڑ دیتے تھے درآنحالیکہ مشرکین اپنے سروں کے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے. نیز اہل کتاب بھی سر کے بال یونہی چھوڑ دیتے تھے اور جب تک اس بارے میں کوئی حکم نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مشرکین کے مقابلہ میں) اہل کتاب کی موافقت کو اچھا سمجھتے تھے. پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر اقدس کے بالوں میں مانگ نکالا کرتے.

حل لغات یَسْدِلُ، مصدر سَدْلٌ ہے. وہ یونہی چھوڑ دیتے. یونہی لٹکے رہتے، یَفْرِقُوْنَ، مانگ نکالتے تھے. سر کے بال وسط سے دو حصوں میں کرتے تھے.

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر جب تک حکم الٰہی نہ ہوتا اس بات کو اچھا جانتے کہ اہل کتاب کی موافقت کی جائے. اس لئے اہل کتاب کے کام پر ان کے پیغمبر کی کوئی سند تو ہوگی، برخلاف مشرکین کے کہ ان کے ہاں تو کوئی سند ہی نہیں اور جب احکام الٰہی آجاتے تھے تو آپ یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں کام کرتے.

حدیث ۳۰ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مہدی عن ابراھیم[3] بن نافع المکی عن ابن[4] ابی نجیح عن مجاھد[5] عن ام ھانی[6] قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذا ضفائر اربع.

ترجمہ ام ھانی سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار گیسو تھے.

حل لغات ضَفَائِرُ. گیسو، زلف، ضَفِیْرَۃٌ کی جمع ہے. ذَا. صاحب، والا.

اسماء الرجال ۱ سوید بن نصر، المروزی ثقہ ہے. ۲ عبد اللہ بن مبارک ابن یمین سے روایت کرتے ہیں. ۳ ابراہیم بن نافع المکی ابن ابی نجیح سے روایت کرتے ہیں. ۴ ابن ابی نجیح عبد اللہ بن ابی نجیح یسار المکی ثقہ ہے. ۵ مجاہد بن جبر ابو الحجاج المکی ثقہ ہے. ۶ ام ھانی فاختہ بنت ابی طالب کی کنیت ہے. ۷ محمد بن بشار بندار البصری ثقہ ہے. ۸ عبد الرحمٰن بن مہدی البصری ثقہ ہے.

marfat.com
Marfat.com

تشریح اس باب میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے مبارک بالوں کی مختلف صورتیں بیان ہوئی ہیں ان تمام صورتوں کی تطبیق حضرت مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری اپنی کتاب علاوۃ المتعلمین میں اس طرح فرماتے ہیں :-

"اگر گویند کہ از حدیث بالا مفہوم شد کہ موئے مُبارک آنسرور درود خدا بر و، بنرمہ گوش رسیدہ و ازیں حدیث چناں فہمیدہ شد کہ از نرمہ گوش گذشتہ بر دو دوش رسیدہ، و در روایتے دیگر آمدہ بود کہ موئے او تا دو گوش او، در صحیحین واقع شدہ کہ بود موئے او تا انصاف ہر دو گوش او،

پس رفع اختلافات روایات چہ باشد، جواب گویم کہ اختلاف روایات بنا بر اختلاف اوقات است، وقتے کہ آنسرور قصر موئے مبارک می فرمود، تا بگوش می بود یا نرمہ گوش یا نیمہ گوش، وقتے کہ ترک قصری کردے دراز می شدے تا بہ دوش، پس چنانچہ دیدند خبر دادہ اند، واللہ اعلم"

"اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے اوپر والی حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کانوں کی لو سے گذر کر دونوں مُبارک کندھوں تک پہنچتے تھے اور صحیحین میں آیا ہے، کہ دونوں کانوں مبارک کے آخر تک پہنچتے تھے لہٰذا یہ اختلاف روایات کس طرح حل ہوگا، اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف روایات، اختلافِ اوقات پر مبنی ہے جس وقت آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر فرماتے تو بال مبارک کانوں کی لو یا نصف کانوں تک پہنچتے اور جس وقت ترکِ قصر فرماتے تو بال مبارک لمبے ہو جاتے یہاں تک کہ کندھوں مبارک تک پہنچ جاتے جس حالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا اسی کیفیت کو بیان فرمادیا۔ واللہ اعلم۔"

باب مَا جَآءَ فِی شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں کنگھی (یا کنگھا) کرنے کا بیان ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

تشریح حضور پاک شفیع المذنبین، صاحبِ قاب قوسین او ادنیٰ، محبوب رب العالمین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مانگ نکالنا، کنگھی کرنا، تیل لگانا، سرِ اقدس کے مبارک بالوں کو پاک صاف اور آراستہ کرنا وغیرہ کیفیات کا ذکرِ خیر اس باب میں کیا گیا ہے۔

الترجل والترجیل 'هو تحسین الشعر وتنظیفه وتسریحه

ابن حجر فرماتے ہیں۔ والترجیل من باب النظافة ۔ بالوں کو آراستہ کرنا، صاف ستھرا رکھنا، درست کرنا اور کنگھی کرنا، پاکیزگی اور ستھرائی سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے یہ مندوب ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ، پاکیزگی ایمان سے ہے۔ دوسرا ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ۔ اللہ تعالیٰ پاک صاف ستھرا ہے پاکی اور صفائی کو پسند فرماتا ہے۔

○

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱/۳۱ حدثنا اسحٰق[1] بن موسی الانصاری حدثنا معنؒ[2] بن عیسیٰ حدثنا مالکؒ[3] بن انس عن هشامؒ[4] بن عروۃ عن ابیہؒ[5] عن عائشۃؓ[6] رضی اللہ عنہا قالت کنت ارجل رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانا حائضؒ[7]۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اس حال میں کہ میں ایام ماہواری میں ہوتی۔

حل لغات ارجل۔ میں کنگھی کرتی تھی، واحد متکلم ہے۔ حائضؒ یا حائضہ، وہ عورت جس کو حیض آتا ہو۔ یہ اسی طرح ہے جیسے مرضعؒ اور مرضعۃ" دودھ پلانے والی عورت' یا اور طالقؒ اور طالقۃ طلاق والی عورت۔

تشریح ارشاد ہے" میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اس حال میں کہ میں ایام ماہواری میں ہوتی" ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد گرامی سے ثابت ہوا کہ حائضہ عورت کے ساتھ مخالطت جائز ہے سوائے ہم بستری کے، حائضہ عورت کے ہاتھ اور تمام بدن کو سوائے اس جگہ کے جہاں پلید خون لگا ہو چھونا بلا کراہیت جائز ہے۔ جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"دریں حدیث دلیل است بر آنکہ مخالطت زن حائضہ جائز است بلا کراہیت، دستہا و سائر بدن او پاک است مادامی کہ خون آلودہ نشدہ باشد۔"

حدیث ۲/۳۲ حدثنا یوسفؒ[1] بن عیسیٰ حدثنا وکیعؒ[2] حدثنا الربیع بن صبیح عن یزیدؒ[3] بن ابان هو الرقاشی عن انسؓ[4] بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یکثر دھن راسہ وتسریح لحیتہ ویکثر القناع حتی کان ثوبہ ثوب زیات۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر سر اقدس میں تیل ڈالا کرتے تھے اور لمبا اوقات داڑھی مبارک میں کنگھی کیا کرتے تھے اور اکثر سر بند باندھتے تھے یہاں تک سر مبارک پر باندھنے

۱ اسحٰق بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن یزید الانصاری رحمہ اللہ ابن عیینہ الہجمی ابن وہب اور حنبری وغیرہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن کبیر مسلم، مصنف اور انصاری روایت کرتے ہیں۔ صدوق ہے ثقہ ہے متقی ہے

۲ معن بن عیسیٰ الاشجعی ابن وہب سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن مبارک اور قتیبہ روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہے

۳ مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ۱

۴ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۱

۵ ہم باب ما جاء فی شہر رمضان

۶ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ دیکھو حدیث ۱

۷ حائض۔ دیکھو حدیث ۱

۱ یوسف بن عیسیٰ، اسی کی کنیت ابو یعقوب ہے

۲ وکیع بن الجراح سلیمان بن ابی سلیمان کی کنیت ابو سفیان ہے ۱۲۳ھ میں انتقال کیا

۳ یزید بن ابان الرقاشی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۵ الربیع بن صبیح السعدی ابو فضل بصری صدوق ہے

marfat.com
Marfat.com

کا کپڑا اور سر بند تیل کے کپڑے کی طرح چکنا ہو جاتا تھا۔

حل لغات یُکْثِرُ۔ کثرت سے۔ لبا اوقات۔ دَهَنَ۔ تیل لگاتے۔ دُهْن بمعنی تیل۔ تَسْرِیح۔ چرانا، چھوڑ دینا رخصت کرنا، طلاق دینا، آسان کرنا، کھول دینا۔ جب بالوں کے ساتھ آئے تو کنگھی کرنا مراد ہوتا ہے۔ قِنَاع۔ نقاب، گھونگھٹ، اوڑھنی، دوپٹہ، سربند، اس کی جمع اِقْنَاعٌ اور اِقْنِعَةٌ آتی ہے۔ ثَوْبٌ، کپڑا۔ پارچہ زَیْتٌ۔ تیل، زَیَاتٌ۔ تیلی۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر سر اقدس میں تیل ڈالا کرتے تھے" معلوم ہوا کہ سر مبارک کو تیل سے تر فرمایا کرتے تھے اور داڑھی مبارک میں کنگھی کرتے تھے اور سر اقدس پر عمامہ شریف کے نیچے رومال کی طرح کا کپڑا باندھ لیتے تاکہ عمامہ مبارک تیل کی چکناہٹ سے میلا نہ ہو، چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مزاج شریف اور طبیعت شریف انتہائی نظافت پسند تھی اس لئے عمامہ مبارک کو بھی تیل کی چکناہٹ سے بچانے کے لئے اور پاک صاف رکھنے کے لئے یہ کپڑا استعمال فرماتے۔

حدیث ۳۳ حدثنا هنادٌ بن السری حدثنا ابو الاحوص عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لَیُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ طُهُوْرِہٖ اِذَا تَطَهَّرَ وَفِیْ تَرَجُّلِہٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِیْ اِنْتِعَالِہٖ اِذَا انْتَعَلَ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم وضو کرتے وقت داہنی جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے تھے اور اسی طرح جب کنگھی فرماتے تھے تو داہنی جانب سے کرتے تھے نیز جس وقت جوتی مبارک پہنتے تھے تو داہنی جوتی پہنتے۔

حل لغات اَلتَّیَمُّن۔ داہنی طرف۔
اِنْتَعَلَ۔ جوتی پہننا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وضو کرتے وقت داہنی جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے تھے" یعنی

اور بخاری نے اپنی تاریخ میں تخریج کیا ہے۔
ع۲ یزید۔ ابن ابی زیاد منعوفہ فاطمہ سے معلول، ضعیف ہے حدیث معلول ہے
ع۳ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۳ ع۲ دیکھو حدیث ۱ باب ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
ع۲ ابو الاحوص۔ اس کا نام سلام بن سلیم ہے۔ چار ہزار احادیث اس کے ہیں۔ ابن معین اور نسائی نے ثقہ کہا ہے۔
ع۳ اشعث بن ابی الشعثاء اپنے باپ اور الاسود سے روایت کرتا ہے اور اس سے ثوری روایت کرتا ہے۔ ثقہ ہے۔ خرجہ النسائی۔
ع۴ ابیہ۔ اس کا نام یسیر بن الاسود ہے۔ عمرو بن مسعود اور ابی ذر سے روایت کرتا ہے۔ ثقہ ہے۔ خرجہ الجماعۃ۔ یجیء
ع۵ مسروق۔ ثقہ ہے، امام ہے، عابد زاہد اور عالم ہے۔ قتدوۃ من یحتج بہ اہل الاسلام الکبار۔
ع۶ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com
Marfat.com

وضو کرتے وقت پہلے داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھوتے۔ اسی طرح پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں پاؤں دھوتے۔ ارشاد ہے "اسی طرح جب کنگھی فرماتے تو داہنی جانب سے کرتے" یعنی سر اقدس اور داڑھی مبارک کی کنگھی داہنی طرف پہلے کرتے تھے۔ ارشاد ہے، "نیز جس وقت جوتی مبارک پہنتے تھے تو داہنی جوتی پہلے پہنتے" یعنی داہنے پاؤں میں پہلے جوتی پہنتے پھر بائیں پاؤں میں جوتی پہنتے۔ صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں ہے بلکہ جتنے بھی تکریم کے کام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو داہنی جانب سے کرتے تھے چنانچہ کسی چیز کا دینا، کسی چیز کا لینا، کسی کپڑے کا پہننا، مسجد میں داخل ہونا، سر اور لب کے بال کٹوانا، مسواک کرنا، آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، ناخن کٹوانا۔ غرضیکہ تمام امورِ حسنہ داہنی جانب سے شروع کرنا انسب اور بہتر ہے۔

ناخن کٹوانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کی سبابہ (شہادت کی انگلی)، انگلی سے شروع کرے، پھر وسطیٰ انگلی (درمیانی بڑی)، پھر بنصر (درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی) پھر خنصر (سب سے چھوٹی انگلی)، پھر ابہام (انگوٹھہ)، پھر بائیں ہاتھ کی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) انگلی سے شروع کرے۔ پھر بنصر (درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی)، پھر سبابہ (شہادت کی انگلی)، پھر ابہام (انگوٹھہ) پر ختم کرے اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن داہنے پاؤں کے خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) انگلی سے شروع کرکے بائیں پاؤں کی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) پر بالترتیب ختم کرے۔ اور کراہیت کے اعتبار سے بایاں طرف استعمال کرنا چاہیئے جیسے پاخانہ جائے، تو پہلے بایاں پاؤں داخل کرے۔ مگر مسجد میں داخل ہو تو شرافت کی وجہ سے پہلے دایاں پاؤں داخل کرے۔ مواہب اللدنیہ میں علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"ولذالك قال النووی قاعدة الشرع المستمرة استحباب البداءة بالیمین فی کل ماکان من باب التکریم وماکان بضدہ فاستحب فیہ التیاسر"

ابوداؤد میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:۔

"کانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیمنی لطھورہ وطعامہ وکانت الیسری لخلائہ وما کان من اذیٰ"

کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو کے لئے اور کھانے کے لئے تھا اور بایاں ہاتھ بیت خلاء کے لئے اور دیگر اسی قسم کے کاموں کے لئے تھا۔"

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۳۴/۴۷ حدثنا محمد بن بشار حدثنا یحییٰ بن سعید عن ہشام بن حسان عن الحسن البصری عن عبد اللہ بن مغفل قال نہیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الترجل الا غبا۔

ترجمہ عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے مگر ایک دن چھوڑ کر۔

حل لغات نہیٰ۔ منع کیا۔ غبا۔ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن، ایک دن آنا اور دوسرے دن نہ آنا۔ غبّ اور غُبُوبٌ مصدر ہے، ایک دن جانوروں کا پانی پینا اور ایک دن پیاسا رہنا، اور جب طعام کے لئے آئے تو طعام کا باسی ہونا یا بدبودار ہونا ہوتا ہے۔ جب بخار کے ساتھ آئے تو دار کا بخار ہوتا ہے جسے حمی الغب کہتے ہیں۔ جب الامور کے ساتھ آئے تو کاموں کا انتہا کو پہنچ جانا مراد ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے مگر ایک دن چھوڑ کر" یعنی یہ منع کرنا مداومت کا ہے نہ کہ مطلقاً۔ جمع الوسائل میں حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری نقل فرماتے ہیں۔

"قال القاضی والمراد النہی عن المواظبۃ علیہ والاہتمام بہ لانہ مبالغۃ فی التزین ومنہا ذلک بہم"

چونکہ یہ عورتوں کی عادت ہے کہ ہر وقت اپنے بالوں کی کنگھی پٹی کرتی رہتی ہیں اس لئے مردوں کو ہر وقت اس شغل سے منع فرمایا بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ کراہیت تنزیہی ہے۔ علامہ ابن العربی فرماتے ہیں "موالاتہ تصنع وترکہ تدنس واغبابہ سنۃ"

حدیث ۳۵/۵ حدثنا الحسن بن عرفۃ قال حدثنا عبد السلام بن حرب عن یزید بن ابی خالد عن ابی العلاء الاودی عن حمید بن عبد الرحمٰن عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یترجل غبا۔

اسماء الرجال حسن بن عرفہ ۔۔۔ دیکھو حدیث ۲۴/۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبد السلام بن حرب ۔۔۔ ابو الصہباء بصری، ثقہ ہے۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔ چالیس ہزار کی کتاب دن بھر میں ایک ختم قرآن کرتے تھے۔ حضرت علامہ الجوری لکھتے ہیں۔ "وبشر قبل موتہ بعشرین سنۃ بامان من اللہ یوم القیامۃ"

یزید بن ابی خالد ۔۔۔ الامام، حافظ، زاہد اور صاحب ورع ہے۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔ چالیس ہزار کی کتاب دن بھر میں ایک ختم قرآن کرتے تھے۔ حضرت علامہ الجوری لکھتے ہیں۔ "وبشر قبل موتہ بعشرین سنۃ بامان من اللہ یوم القیامۃ"

ابو العلاء الاودی ۔۔۔ ابو العلاء بن الشخیر، الامام، ثقات سے ایک ہیں، عظیم ترین امام ہیں۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔ کہا "قال الذہبی واحد علماء شیعۃ فی تصنیفہ" ابو العلاء البصری، افضل التابعین ہیں۔ الذہبی نے اور ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔ امام ہیں۔ اہل طریقت و تصوف کے امام الاولیاء وامیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعد امام ہیں

علامہ الجوری فرماتے ہیں "ادرک مائۃ وخمسین صحابیا" ایک سو پچاس (۱۵۰) صحابہ کو دیکھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام المومنین ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرتی تھیں ایک دفعہ آپ دودھ پی رہے تھے کہ ام المومنین نے آپ کو اپنا دودھ پلا دیا۔ بس پھر کیا تھا کہ دودھ اور علوم و فیوض اور برکات کی دودھ کی نہریں بہہ نکلیں علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ وہ سے تھا علامہ مناوی لکھتے ہیں فیہ دلیل فیہ حتی علی علو مقامہ وانہ لیس بمعصوم ولا ناقص فقیہا

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ حمید بن عبدالرحمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک دن چھوڑ کر دوسرے روز کنگھی کیا کرتے تھے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک دن چھوڑ کر دوسرے روز کنگھی کیا کرتے تھے۔ یعنی صاحب مناوی جناب محدث جلیل عبدالرؤف صاحب المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں :-

"ای کانت عادتہ انہ لا یبالغ فی الترجل بل یفعلون یومًا ویترکہ یومًا"

"یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ عادت نہیں تھی کہ کنگھی زیادہ کرتے ہوں بلکہ ایک دن کرتے تھے اور دوسرے روز نہیں کرتے تھے۔"

اسی طرح حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری نے فرمایا کہ ایک دن کنگھی کرو اور دوسرے روز نہ کرو " ان یفعل یومًا ویترک یومًا " بلکہ جناب امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہفتے میں ایک بار کنگھی کرے۔ "وفی کل اسبوع" جناب حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "شانہ کردن و آراستہ موئی بروقت گاہ گاہ زیرا کہ در مواظبت آں تقیید و اشتغال بزینت و آرائش است و آں مناسب بزنان است نہ مردان"[1]

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پورا ہو گیا۔

فصیحا
راجع الربا میں حضرت کے حاشیہ پر
۱ عبداللہ بن مغفل مشہور صحابی
ہیں بیعت رضوان میں شامل
تھے۔ فتح مکہ کے دن پہنچے
پہلے داخل ہوئے اور بلند آواز
سے تکبیر کہی بصرہ میں ۵۹ھ
میں فوت ہوئے۔

اسماء الرجال حدیث ۵ حمید
بن عبدالرحمان بن عوف۔ ترمذی نسائی
اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔
صدوق و ثبت من الطبقۃ السادسۃ
۶ عبداللہ بن عمر بن خطاب۔ ثقہ
شافعی کبار صحابہ سے ہے۔ بعضرت
عائشہ سے بہت روایت کرتا ہے ایک جماعت
ضعیف ٹھہرایا ہے ایک جماعت
نے تخریج کی ہے ۷۳ھ میں
انتقال کیا۔
۷ یزید بن ابی عبید۔ ثقہ ہے
عابد ہے ۲۴ ہزار احادیث کا
حافظ ہے۔ ابوداؤد مصنف
نے تخریج کی ہے
ابن ماجہ نے تخریج کی ہے
ابی الیث۔ ابن ماجہ۔ ربیع
ابی داؤد ذریاب اور تیسیر روایت کرتے ہیں
اور ضعف سے روایت کرتا ہے اور اس سے
۸ ابوالعلاء الازدی اس کا نام داؤد
بن عبداللہ ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں لباس
اور دوسرے مصنفین فرماتے ہیں ثقہ ہے
مصنف ابوداؤد اور ابن ماجہ تخریج کرتے ہیں
الازدی اسد بن موسیٰ کی طرف نسبت
کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔
۹ سیرین عبدالرحمن ابی بکرہ
روایت کرتے ہیں ابی بکرہ سے اور اس سے
ابی زرعہ تخریج کرتے ہیں
۱۰ من محل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ
کہا جاتا ہے کہ یہ عمر بن عمرو ہیں یا عبداللہ بن عمرو
کہا گیا ہے کہ یہ بکر بن عبداللہ بن مغفل ہیں علمائے محدثین کا اختلاف ہے
میں انتقال ہوا۔
۱۱ علاقۃ التحسین از عفت موصوف
بجائے سنے اس سے تخریج کی ہے۔
روایت کرتے ہیں ایک

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ شَیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور ریش مبارک میں سفید بالوں کی موجودگی کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں۔)

حل لغات شَیْبٌ کا معنی بڑھاپا اور بالوں کی سفیدی ہے۔ شَیْبَۃٌ اور مُشَیْبٌ بھی اس معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اگر شَ کی زیر کے ساتھ پڑھا جائے جیسے شِیْبٌ، تو اس کے معنی بھیڑیئے کا بچہ ہے۔ شَیْبَانَ، عرب کا ایک قبیلہ ہے اس میں محمد بن حسن شیبانی (جو کہ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) تھے۔

تشریح حضور اکرم سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس اور ریش مبارک میں کس کس جگہ سفید بال تھے کتنے تھے اور کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خضاب کیا تھا اور ان مبارک بالوں کی سفیدی خوفِ الٰہی کی وجہ سے تھی۔ اس باب میں ان باتوں کا ذکر ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں مبارک کو بطور تبرک اور حصولِ برکات کے لئے امہات المؤمنین و صحابہ کرام اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور اس بال مبارک سے شفا حاصل کرتے۔ بخاری شریف اور مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو پانی کا پیالہ دے کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک تھا۔

فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ — یعنی جو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا تو وہ اس

marfat.com
Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ فخفنخفۃً لہ فشرب منہ "

کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر پلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اس کو شفا ہو جاتی۔

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں :۔

"رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وآلہ وسلم والحلاق یحلقہ وطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل "

کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

بخاری شریف پارہ اوّل صـ۲۹ نور محمد اصح المطابع دہلی میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

"قلت لعبیدہ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصبناہ من من قبل انس او من قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا ومافیھا "

میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہلِ انس سے پہنچے ہیں تو عبیدہ نے فرمایا میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱/۳۶ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو داؤد حدثنا ہمام عن قتادہ قال قلت لانس بن مالک ہل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لم یبلغ ذلک انما کان شیبا فی صدغیہ ولکن ابو بکر خضب بالحناء والکتم۔

ترجمہ جناب قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے دریافت کیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کی سفیدی اس حد تک پہنچی ہی نہیں تھی کہ انہیں خضاب کی ضرورت پڑتی، صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنپٹیوں پر چند بال سفید تھے مگر جناب ابوبکر (رضی اللہ عنہ) حنا اور کتم سے خضاب کیا کرتے تھے۔

حل لغات خَضَبَ، خضاب کیا۔ شَیْبٌ بڑھاپا، سفید بالوں کا آنا۔ صُدْغَیْہِ۔ دونوں کنپٹیاں، وہ مقام جو آنکھ اور کان کے درمیان ہے اسے صُدْغ کہتے ہیں۔ الحِنَّاء، مہندی۔ الکَتَم ایک قسم کا گھاس ہے جو سیاہ رنگت پیدا کرتا ہے۔

تشریح مسئلہ خضاب کی تحقیق آنے والے باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھئے گا۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں کنپٹیوں کے چند بال سفید تھے" حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس میں پیشانی مبارک اور کنپٹیوں پر نیز روئے انور پر ٹھوڑی اور نچلے ہونٹ کے درمیان چند بال مبارک سفید تھے، علماء امت نے فرمایا فی مفرق راسہ وفی الصدغین وفی العنفقۃ، اور عنفقۃ کے معنی بیان فرمائے، وھی ما بین الذقن والشفۃ السفلیٰ، علامہ زرقانی، مواہب شریف میں فرماتے ہیں "بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں کل سترہ یا اٹھارہ ہی سفید بال تھے۔

حدیث ۲/۳۷ حدثنا اسحٰق بن منصور ویحییٰ بن موسیٰ قالا حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن ثابت عن انس قال ما عددت فی راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولحیتہ الا اربع عشرۃ شعرۃ بیضاء۔

ترجمہ حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں گنے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور ریش مبارک

marfat.com
Marfat.com

میں مگر چودہ سفید بال۔

حل لغات مَاعَدَدْتُ۔ میں نے نہیں گنے، میں نے نہیں شمار کئے۔

تشریح اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چودہ[۱۴] بال سفید ہونے کا ذکر ہے اور ایک دوسری حدیث شریف میں سترہ[۱۷] بال کے سفید ہونے کا ذکر آیا ہے، اور مسلم شریف کی ایک حدیث میں دس[۱۰] بال کے سفید ہونے کا ذکر آیا ہے، نیز ایک حدیث شریف میں گیارہ[۱۱] بال کے سفید ہونے کا بیان ہے مگر اس آخری حدیث کو علماء کرام نے شاذ اور منکر لکھا ہے۔ صاحب حلاوۃ المتعلمین جناب علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"وجہ جمع درمیان احادیث آنست کہ اختلافِ اخبار بحسب اختلاف اوقات است یعنی انس در اوائل دیدہ بود و در اواخر بعد موئے سفید دید"

یعنی ان احادیث کی تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ مختلف اوقات میں دیکھنے والے نے مختلف خبر دی ہے یعنی جناب انس نے پہلے پہل جتنے بال مبارک دیکھے تھے ان کا ذکر کر دیا اور جب آخر میں کچھ زیادہ یعنی سترہ کے قریب دیکھے تو انہیں ذکر کر دیا"

بہرحال بال مبارک اٹھارہ تک سفید تھے، واللہ اعلم۔

حدیث ۳/۳۸ حدثنا محمد بن المثنی حدثنا ابوداؤد انبانا شعبۃ عن سماک بن حرب قال سمعت جابر بن سمرۃ یسئل عن شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال اذا دھن راسہ لم یر منہ شیب فاذا لم یدھن رئی منہ۔

ترجمہ سماک بن حرب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرہ سے سنا، ان (جابر) سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق پوچھا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں میں تیل لگاتے تھے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو بعض بال سفید دکھائی دیتے تھے۔

تشریح جناب جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کے سر اقدس کے بال مبارک تیل سے تر ہوتے تو چمک اُٹھتے' پھر وہ چند بال جو سفیدی مائل ہوتے تو دکھائی نہ دیتے یا تیل لگنے کے بعد کنگھی کرنے سے بالوں کی تہوں میں وہ سفید بال چھپ جاتے اس لئے کہ وہ بہت ہی کم تھے۔

حدیث ۳۹

حدثنا محمدؒ بن عمر بن الولید الکندی الکوفی انبأنا یحییٰؒ بن آدم عن شریکؒ عن عبید اللہ بن عمرؒ عن نافعؒ عن ابن عمرؓ قال اِنَّمَا کَانَ شَیْبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَحْوًا مِّنْ عِشْرِیْنَ شَعْرَۃً بَیْضَآءَ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک تقریباً بیس ہی سفید تھے۔

تشریح اسی طرح کی حدیث مبارک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں " ولیس فی راسہ ولحیتہ عشرون شعرۃ بیضآء " اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال (مبارک) بھی سفید نہ تھے۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف تحریر فرماتے ہیں۔

"حکمت در کم بودن سفیدی موی آنحضرت آنست کہ اکثر اوقات زنان موئی سفید را مکروہ می دارند و اگر از رسولِ خدا کسے چیزِ را مکروہ دارد کافر شود' نعوذ باللہ منہا' پس از برائے محافظت ازواج مطہرات آنحضرت ایزد تعالیٰ اورا از کثرت سفیدی نگاہ داشت' واللہ اعلم"

یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید بال کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات عورتیں سفید بالوں کو ناپسند کرتی ہیں اور اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھا جائے تو کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ لہٰذا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی محافظت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کو زیادہ سفید نہیں ہونے دیا۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۵/۴۰ حدثنا ابوکریب[1] محمد بن العلاء حدثنا معاویۃ[2] بن ھشام عن شیبان[3] عن ابی اسحٰق[4] عن عکرمۃ[5] عن ابن عباس قال قال ابوبکر یا رسول اللہ قد شبت قال شیبتنی ھود والواقعۃ والمرسلات وعم یتساءلون واذا الشمس کورت۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ھود، واقعہ، مرسلات عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت کی سورت کی تلاوتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

حل لغات شِبْتَ۔ واحد مذکر حاضر ہے، تو بوڑھا ہوگیا ہے۔

تشریح سورۂ ھود پارہ گیارہ اور بارہ میں، الواقعہ پارہ ستائیس میں، المرسلات پارہ انتیس میں اور عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ اور اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ تیسویں پارہ میں ہے۔

حدیث ۶/۴۱ حدثنا سفین[1] بن وکیع حدثنا محمد[2] بن بشر عن علی بن صالح عن ابی اسحٰق[3] عن ابی جحیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ نراک قد شبت قال شیبتنی ھود واخواتھا۔

ترجمہ جناب ابی جحیفہ نے فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم بوڑھے نظر آرہے ہیں، جناب سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے سورۂ ھود اور اسی طرح کی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

تشریح دوسری احادیث میں سورہ الحاقہ اور القارعۃ اور الغاشیہ کا ذکر بھی آیا ہے۔ ابن سعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:۔

قال بینا ابوبکر وعمر جالسان نحو المنبر — کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مسجد نبوی (مبارک) میں

اسماء الرجال

۱ ابوکریب محمد بن العلاء۔ کوفی ہے ثقہ ہے بہت حدیث بیان کرنے والا تھا اصحاب ستہ نے اس سے تخریج کی ہے ۲۴۸ھ میں انتقال کیا۔

۲ معاویہ بن ہشام۔ کوفی ہے ابوحاتم نے کہا کہ صدوق ہے، ابوداؤد نے کہا ہے کہ ثقہ ہے، الادب المفرد میں بخاری نے اور اصحاب ستہ نے تخریج کی۔

۳ شیبان۔ اخرج حدیثہ الترمذی والنسائی۔

۴ ابی اسحٰق السبیعی ہے، دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

۵ عکرمہ بن عبداللہ مولی ابن عباس ہے، علامہ قاری فرماتے ہیں: ثبت جمیع الرسائل کے مترجم کہتے ہیں: ثبت عالم ولم یثبت تکذیبہ عن ابن عمر وھو من کبار التابعین۔

۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۶/۴۱

۱ سفین بن وکیع۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com
Marfat.com

اذ طلع علیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بعض بیوت نسائہ یمسح لحیتہ ویرفعھا فینظر الیھا قال انس وکان ابوبکر رجلا رقیقا وکان عمر رجلا شدیدا فقال ابوبکر بابی وامی لقد اسرع فیک الشیب فرفع لحیتہ بیدہ فنظر الیھا وذرفت عینا ابی بکر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجل شیبتنی ھود واخواتھا قال ابوبکر بابی وامی ما اخواتھا قال الواقعۃ والقارعۃ وسأل سائل واذا الشمس کورت۔

منبر شریف کے قریب تشریف فرما تھے، اچانک حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اپنے دولت کدے سے باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ داڑھی مبارک پر دستِ پاک پھیر رہے تھے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر انتہائی نرم دل تھے اور جناب عمر سخت طبیعت تھے۔ جناب ابوبکر نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر قربان! آپ تو بہت جلد بوڑھے ہو گئے اور جناب ابوبکر کی آنکھوں سے سیلاب کی طرح آنسو اُمڈ آئے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں سورہ ھود اور اسی طرح کی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ جناب ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! اسی طرح کی سورتیں اور کونسی ہیں؟ حضور پاک نے ارشاد فرمایا۔ "الواقعۃ" "القارعۃ" "ساءل سائل" اور "اذا الشمس کورت"

حدیث ۴۲ حدثنا علی[1] بن حجر قال انبأنا شعیب[2] بن صفوان عن عبد الملک[3] بن عمیر عن ایاد[4] بن لقیط العجلی عن ابی رمثۃ[5] التیمی تیم الرباب قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعی ابن لی قال فاریتہ فقلت لما رأیتہ ھذا نبی اللہ وعلیہ ثوبان اخضران ولہ شعر قد علاہ الشیب وشیبہ احمر۔

ترجمہ ابی رمثہ تیمی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا اور

دیکھو حدیث ۴۲ باب ملجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۱۲

ع۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۲۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۱۲

ع۲ شعیب بن صفوان۔ ثقہ ہے۔ انھا تفرد بہ کما فی التقریب۔ وکان راسا فی العلم والعمل والقرأت" ایضاً۔ بخاری نے ان سے تعلیقاً روایت کی ہے۔ ۱۵۳ھ میں انتقال کیا۔

ع۳ عبد الملک۔ دیکھو حدیث ۲۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۱۲

ع۴ ایاد بن لقیط۔ مشہور تابعی ہے۔ آپ پچاس احادیث کے راوی ہیں دو حدیثیں بخاری و مسلم میں مشترک ہیں۔ دو حدیثیں بخاری میں اور تین احادیث مسلم میں ہیں۔ حضرت اسد اللہ الغالب غالب بن علی الکاظمی الرفاعی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب "الکواکب الدریہ فی مفاخر البرکیہ" میں آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ع۵ ابی رمثہ۔ مشہور صحابی ہیں، آپ کا نام رفاعہ یا حبیب یا ثابت ہے۔ آپ بیت المال کے نگران تھے ۵۸ھ میں انتقال کیا۔

اسماء الرجال حدیث ۴۲

marfat.com
Marfat.com

میرا لڑکا بھی میرے ساتھ تھا۔ ابی رمثہ نے کہا کہ مجھے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شناخت کروائی گئی۔ پس جس وقت میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تو فوراً کہہ اُٹھا، کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس وقت دو سبز رنگ کے کپڑے زیب تن فرمائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند موئے مبارک پر بڑھاپے کے آثار کا غلبہ تھا اور بڑھاپے کی علامت سُرخ بال مبارک تھے۔

تشریح ابی رمثہ کا ارشاد ہے "مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شناخت کروائی گئی، گویا ابی رمثہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہلے سے نہیں پہچانتے تھے۔ جب ابی رمثہ نے حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عظمت وشان والا نورانی چہرۂ اقدس دیکھا تو فوراً پکار اُٹھے "یہی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں"۔ جناب علامہ ملا علی قاری نحمہ الباری۔ جمع الوسائل جلد اوّل ص۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "ومعناہ علمت یقینا انہ نبی اللہ من نور جمالہ العلی وظہورہ کمالہ الجلی حیث لایحتاج الی اظہار معجزۃ واتیان برہان وحجۃ" ارشاد ہے۔ "اس وقت دو سبز کپڑے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زیبِ تن فرماتے" ایک تو لنگی تھی اور دوسری چادر۔ جناب حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ فرماتے ہیں:۔

"واللباس الاخضر ھو لباس اھل الجنۃ کما فی الخبر"

"یعنی سبز لباس جنتیوں کا لباس ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے"

اور نیز ارشادِ خداوندی بھی ہے "وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا" "اور اہلِ جنت سبز کپڑے پہنے ہونگے" ارشاد ہے آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند موئے مبارک پر بڑھاپے کا غلبہ تھا "شعر" پر جو تنوین ہے یہ تقلیل کے لئے ہے، اردو محاورے معنی میں "چند موئے مبارک" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے "بڑھاپے کی علامت سُرخ بال مبارک تھے" یعنی چند بال مبارک سُرخی مائل تھے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ جو بال سفید ہونے لگیں وہ پہلے سیاہی سے سنہرا پن اختیار کرتے ہیں، پھر سفید ہو جاتے ہیں، جمع الوسائل میں حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری لکھتے ہیں "لان العادۃ اول مایشیب اصول الشعر وان الشعر اذا قرب مشیبہ صار احمر ثم ابیض" جناب شارح شمائل شریف علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں:۔

"سفیدی او مائل بسرخی بود نہ از سبب خضاب"

یعنی ان بالوں کی سفیدی مائل بسُرخی تھی اور یہ

marfat.com
Marfat.com

بلکہ عادت آنست چوں موی بسفیدی نزدیک می شود اوّل سُرخی می گردد و بعدازاں سفید خالص می شود، واللہ اعلم "

سُرخی خضاب کی نہیں تھی بلکہ بالوں کے رنگ تبدیل کرنے کی عادت ہی ایسی ہے کہ جب سفید ہونے لگتے ہیں تو پہلے سُرخی مائل ہوتے ہیں پھر سفید ہو جاتے ہیں "

حدیث ۴۳ حدثنا احمدؒ بن منیع حدثنا سریجؒ بن النعمان حدثنا حمادؒ بن سلمۃ عن سماکؒ بن حرب قال قیل لجابرؓ بن سمرۃ امّا کان فی رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شیبٌ قال لم یکن فی رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شیبٌ الا شعرات فی مفرق رأسہ اذا ادّھن وارّاھنّ الدّھن۔

ترجمہ سماک بن حرب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جابر بن سمرۃ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس میں سفید بال تھے؟ جابر بن سمرۃ نے فرمایا جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک میں سفید بال نہیں تھے۔ بجز چند بالوں کے جو کہ مانگ میں تھے۔ جب آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سرِ اقدس پر تیل لگاتے تھے تو وہ بھی نظروں سے اوجھل ہو جاتے تھے۔

تشریح چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس میں سفید بال بہت کم تھے اس لئے تیل لگانے کے بعد جب کنگھی فرماتے تو وہ چند سپید بال سیاہ بالوں کی تہوں میں چھپ جاتے اور دکھائی نہ دیتے، نیز اس حدیث مبارک میں سوال چونکہ صرف سر اقدس کے بالوں کے بارے میں تھا اس لئے جناب جابر بن سمرہ نے جواب میں بھی صرف سرِ مبارک کا ذکر کیا داڑھی مبارک کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ سفید بالوں کو اکھیڑنا اکثر علماء نے مکروہ فرمایا ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث ہے۔ لاتنتفوا الشیب فانہ نور المسلم رواہ الاربعۃ وقالوا حسن، یعنی سفید بالوں کو نہ اکھیڑو کیونکہ یہ نور مسلم ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شَیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پورا ہو گیا۔

اسماء الرجال جلد ۲ ص ۴۳
ع۱ احمد بن منیع دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۱
ع۲ سریج بن النعمان ابن المثنیٰ ع۳ حدیث اخرجہ بخاری۔ بخاری اور ابوداؤد کے سوا اس کے تمام راوی ابوداؤد نے بھی اپنی اپنی کتاب میں تخریج کی ہے۔ بخاری نے بھی اپنی کتاب میں تخریج کی ہے۔ قال ابن حجر اثبت الناس لکن تغیر آخرا۔ اصلا لا علام ج ۱ ص ۲۱۶ میں وفات ۲۱۲ھ میں انتقال کیا۔
ع۴ حمادؒ بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۴
ع۵ جابر بن سمرۃ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۵

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِی خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خضاب فرمانے کا بیان ہے۔

(اس باب میں چار احادیث ہیں)

حلِ لغات خِضَاب کے معنی بالوں کا رنگ تبدیل کرنا ہے۔ خَضْبٌ، بالوں کا رنگنا۔

تشریح علماء کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضور سرورِ عالم وعالمیان، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خضاب فرمایا تھا یا نہیں؛ حضرت علامہ شارح شمائل شریف جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اکثر علماء بر آنند کہ مہتر عالم درود خدا بر و سلامتی خضاب ہرگز نکردہ، و بعضے بر آنند کہ خضاب کردہ واللہ اعلم."

یعنی "اکثر علماء کا نظریہ ہے کہ حضور بہترین عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہرگز خضاب نہیں کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ خضاب کیا ہے واللہ اعلم."

درحقیقت سید پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک جو سُرخی مائل تھے یا تو قدرتی تھے جیسا کہ سفیدی پر آنے سے پہلے ہوا کرتے ہیں یا حضورِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مہندی لگانے کی وجہ سے سُرخ تھے، واللہ اعلم۔

حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق۔ حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق۔ حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان غنی۔ حضرت سیدنا امیر المومنین امام حسن اور امام ہمام مظلوم کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خضاب کیا۔ سُرخ خضاب پر علماءِ احناف کا اتفاق ہے کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب سوائے موقع جہاد کے مکروہ ہے۔ الخضاب بالسواد قال عامۃ المشائخ انہ مکروہ (محیط) یعنی محیط میں ہے کہ سیاہ خضاب عام مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سُرخ خضاب شافعیہ کے نزدیک سنّت ہے اور سیاہ حرام ہے۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وعندنا معاشر الشافعیہ بغیر السود سنة وبا السود حرام یدل لنا ما فی الصحیحین لما جئ بابی قحافة یوم الفتح للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولحیته ورأسه کالثغامة بیاضا فقال غیروا هذا بشئ واجتنبوا السواد۔

یعنی ہم علماء شافعیہ کے نزدیک سیاہ خضاب حرام ہے اور غیر از سیاہ سنت ہے اس پر ہمارے نزدیک وہ حدیث جو صحیحین میں دلیل ہے جس میں ارشاد ہے، فتح مکہ کے دن ابی قحافہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لایا گیا جبکہ ان کی داڑھی اور سر مبارک بالکل سفید تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سفیدی کو کسی شئ کے ساتھ بدل دو اور سیاہ کرنے سے بچو۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱/۴۴ حدثنا احمد[۱] بن منیع حدثنا ھشیم[۲] حدثنا عبد الملک[۳] بن عمیر عن ایاد[۴] بن لقیط قال اخبرنی ابو رمثہ[۵] قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع ابن لی فقال ابنک ھذا فقلت نعم اشھد بہ قال لا یجنی علیک ولا تجنی علیہ قال ورایت الشیب احمر قال ابو عیسیٰ ھذا احسن شیئ روی فی ھذا الباب واقسر لان الروایات الصحیحۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یبلغ الشیب وابو رمثۃ اسمہ رفاعۃ ابن یثربی التیمی :

ترجمہ ابو رمثہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے لڑکے کے ہمراہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یہ تیرا بیٹا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور یہ میرا بیٹا ہے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کے گواہ ہیں۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرے بیٹے کے قصور کا تجھ سے اور تیرے قصور کا تیرے بیٹے سے مواخذہ نہ ہوگا' ابو رمثہ فرماتے ہیں اس وقت میں نے حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند بالوں کو مائل بسرخ دیکھا۔ ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ اس باب میں یہ سب سے صحیح روایت کی گئی ہے اور واضح ہے روایات صحیحہ ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھاپے کو نہیں پہنچے تھے اور ابو رمثہ کا نام رفاعہ بن یثربی التیمی ہے۔

حل لغات یَجْنِیْ - جِنَایَۃٌ سے ہے جس کے معنی قصور کرنا یا جرم کرنا ہے۔
اَقْسَرُ ، تفسیر ، واضح۔

تشریح ارشاد ہے کہ "کیا یہ تیرا بیٹا ہے اور ابو رمثہ کا جواباً عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب گواہ رہیں کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے" جاہلی دور میں عربوں کا عام طریقہ تھا کہ اگر باپ کوئی قصور یا جرم کا مرتکب ہوتا تو اس کا بیٹا اس کے بدلے میں پکڑ لیا جاتا' اور اسی طرح اگر بیٹا قصور یا جرم کا مرتکب ہوتا تو اس کا باپ اس کے بدلے میں پکڑ لیا جاتا' لہذا ابو رمثہ نے یہ بات اسی نکتہ نظر سے عرض کی کہ یہ میرا اپنا صلبی بیٹا ہے' اگر مجھ سے کوئی جرم یا قصور ہو جائے تو عربوں کے عام طریقہ کے مطابق میرے اس لڑکے سے ہی بدلہ پورا ہو' سید المرسلین' شفیقِ اُمت' صاحب عدل و انصاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربوں کے اس طریق جاہلیت کو کلیتاً رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "تیرے بیٹے کے قصور کا تجھ سے اور تیرے قصور کا تیرے بیٹے سے مواخذہ نہ ہوگا" یعنی دینِ اسلام جو کہ دینِ فطرت ہے اب اس میں دورِ جاہلیت کا کوئی ظلم یا کسی قسم کی

اسماء الرجال حدیث ۱/۴۴
۱ احمد بن منیع دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی تعظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۲ ھشیم امام ثقہ حافظ الحدیث ۳ بغداد شریف کا رہنے والا ہے
۳ عبد الملک بن عمیر دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ ایاد بن لقیط دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵ ابو رمثہ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com
Marfat.com

زیادتی کا طریقہ جاری نہیں رکھا جا سکتا اور نہ ہی رہ سکتا ہے۔ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ نہیں کہ قصور یا جرم تو ایک شخص کرے اور سزا دوسرا بھگتے۔ بلکہ جو جرم یا قصور کرے گا وہی قابلِ سزا ہے، اسلام کے طریقہ میں لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (کوئی شخص دُوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں) کا حکم ہے۔ جناب ابورمثہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند بالوں کو مائل بسُرخی دیکھا" حضرت علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حلاوۃ المتعلمین شرح شمائل شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

"در ابتدا شیب اوّل موی سرخ می شود و بعد ازاں سفید خالص و ایں مبنی بر آنست کہ موی سفید مُبارک مخضوب نہ بود، واللہ اعلم"

یعنی "بڑھاپے کی ابتدا میں بال سُرخی مائل ہوتے ہیں اور اس کے بعد سفید ہو جاتے ہیں اور یہ اس پر مبنی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مُبارک خضاب والے نہ تھے واللہ اعلم"

حدیث ۲/۴۵ حدثنا سفیان بن وکیع قال اخبرنا ابی عن شریک عن عثمان بن موھب قال سُئِلَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ ھَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْعِیْسٰی وَرَوٰی اَبُوْعَوَانَۃَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ فَقَالَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ۔

ترجمہ عثمان بن موہب فرماتے ہیں کہ جناب ابوہریرہ سے کسی صاحب نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب کیا تھا تو ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں۔

تشریح حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری اپنی کتاب حلاوۃ المتعلمین میں لکھتے ہیں۔

ابا انکہ ایں حدیث در ظاہر مخالف می نماید حدیث قتادہ کہ بالا گذشت، چرا کہ در وے نفی خضاب صریح است و در ایں جا اثبات آں پس بعضے علماء توفیق دادہ اند بایں وجہ کہ رسول خدا در دو وقت

یعنی "ہاں لیکن کہ یہ حدیث ظاہر طور پر قتادہ کی حدیث کے مخالف نظر آرہی ہے جو کہ پیچھے گذر چکی ہے کیونکہ اس میں ہمیشہ خضاب نہ کرنے کی نفی ہے اور اس حدیث میں اثبات ہے بعض علماء نے

marfat.com
Marfat.com

بروسلامتے در بعضے اوقات صداع، خضاب سر مبارک خود می مالید، بنا بر آں موی مبارک او ملون می شد و مردم گماں می بردند کہ حضرت کردہ است، و در حقیقت خضاب متعارف نبود، و احتمال است کہ نفی و اثبات بر اختلاف اوقات باشد، یک وقتے کردہ باشد و اکثر اوقات نکردہ پس رعایت ہر یکے بر وفق معاینہ اوست واللہ اعلم۔"

نے دونوں میں اس طرح توفیق کی ہے کہ بعض وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سر اقدس میں درد کی وجہ سے مہندی لگاتے اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں مبارک کا رنگ بدل جاتا تو دیکھنے والے گمان کرتے کہ خضاب فرمایا ہے، در حقیقت خضاب متعارف نہ تھا۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اختلاف اوقات کی بنا پر نفی و اثبات ہے کسی ایک وقت کیا ہو اور اکثر اوقات نہیں کیا لہذا جس نے دیکھا ویسے ہی بتایا، واللہ اعلم"

حدیث ۳/۴۶ حدثنا ابراهيم[1] بن هرون قال انبأنا النضر[2] بن زرارة عن ابی جناب[3] عن ایاد[4] بن لقیط عن الجهذمة امرأة بشیر[5] بن الخصاصیة قالت انا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخرج من بیته ینفض راسه وقد اغتسل وبراسه ردع او قال ردغ من حناء شک فی هذا الشیخ۔

ترجمہ جہذمہ جو کہ بشیر بن الخصاصیہ کی بیوی ہے روایت کرتی ہے فرماتی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر (مبارک) سے تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ سر اقدس جھاڑ رہے تھے اور غسل کیا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر حنا کا داغ تھا۔ صاحب ترمذی کے شیخ ابراہیم بن ہارون نے ردع کہا یا ردغ کہا اس میں صاحب ترمذی کو شک ہے۔

حل لغات ینفض وہ جھاڑتے تھے، نفض ماضی ہے ینفض مضارع ہے اور نفض مصدر ہے جس کے معنی جھاڑنا، ہلانا اور لرزنا کے ہیں۔ ردغ اصل میں زعفران کو کہتے ہیں جس کپڑے میں لتھڑی ہوئی ہو، اس کو مردغ کہتے ہیں۔
ردغ۔ کیچڑ۔

---

[1] ابراہیم بن ہارون، بلخی ہے، امام الرجال حدیث ہیں، علامہ ذہبی نے کہا کہ یہ مستور ہیں، عابد زاہد صدوق اور ثقہ ہے، ابن حجر نے کہا کہ یہ مستور ہیں، عابد زاہد صدوق اور ثقہ ہے، عاصم بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں، ابن ماجہ نے ان سے تخریج کی، ترمذی وغیرہ اس سے تخریج کرتے ہیں۔

[2] النضر بن زرارہ۔ اور سدہ الذہبی فی الضعفاء والمتروکین اور کہا انہ مجہول الحال، اور ابن حجر نے کہا کہ یہ مستور ہیں، عرف نہیں میں المصنف نے تخریج کی۔

[3] ابی جناب۔ ان کا نام یحییٰ ہے، مشہور بن ابی حیۃ الکلبی ہے، معروف ہے۔ ربما ضعفوہ۔

[4] ایاد بن لقیط، دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

[5] الجہذمۃ، صحابیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام تبدیل کر لیا تھا، اس نے اس کا نام زعفا رکھا، بشیر بن الخصاصیہ، اس کا اصلی نام زحم تھا، بشیر بن الخصاصیہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام تبدیل کر لیا، بشیر رکھا۔ الخصاصیہ خصاصہ بن محرود بن کعب بن الخطیف الاکبر کی طرف نسبت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تشریح حضرت شارح شمائل شریف مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمت اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"پس باید دانست کہ علماء محققین اتفاق کردہ اند کہ رَدْغٌ بغین معجمہ غلط است، وصحیح رَدْغٌ بعین مہملہ است وگفتہ اند کہ اہل لغت اتفاق دارند برآنکہ رَدْغٌ بعین مہملہ لمعہ وقطعہ است از زعفران یا حنا و رَدْغٌ بغین معجمہ طین است، پس معنی ثانی مناسب ندارد، واللہ اعلم"

یعنی "خوب اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ علماء محققین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ رَدْغٌ غین معجمہ کے ساتھ غلط ہے اور صحیح رَدْغٌ عین مہملہ کے ساتھ ہے، اور علماء محققین نے فرمایا ہے کہ اہل لغت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ رَدْغٌ عین مہملہ کے ساتھ کے معنی لمعہ ہے یا قطعہ ہے جو کہ زعفران یا حنا کا ہوتا ہے اور رَدْغٌ غین معجمہ کے ساتھ کے معنی طین یعنی کیچڑ ہے لہذا یہ دوسرا معنی یعنی کیچڑ قطعاً مناسب نہیں ہے واللہ اعلم"

حدیث ۴/۴۷ حدثنا عبد اللہ[۱] بن عبد الرحمٰن انبأنا عمرو[۲] بن عاصم حدثنا حماد[۳] بن سلمۃ انبانا حمید[۴] عن انس[۵] قال رأیت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخضوبا قال حماد وأخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عقیل قال رأیت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند انس بن مالک مخضوبا۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک خضاب کئے ہوئے دیکھے۔ نیز حماد نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب انس بن مالک کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خضاب شدہ بال مبارک دیکھا۔

تشریح جناب محدث کبیر احمد عبد الجواد الدومی، الاتحاف الربانیہ بشرح الشمایل المحمدیہ میں صـ۸۶ پر لکھتے ہیں:۔

اسماء الرجال
۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، حافظ الحدیث علامہ ہے فرماتے ہیں کہ میں نے تم کو اوپر دس ہزار احادیث حفاظ بن کے لکھ کے لکھی ہیں۔ ابن حجر نے کہا ہے صدوق ہے۔ ان سے کافی لوگوں نے روایت کی ہے۔ ومنھم ضجۃ وعنہ البخاری ابو حاتم نے ان کے بارے میں کہا ہے۔
۲ عمرو بن عاصم۔ حافظ الحدیث ہے فرماتے ہیں کہ میں نے تم کو اوپر دس ہزار احادیث حفاظ بن کے لکھ کے لکھی ہیں۔ ابن حجر نے کہا ہے صدوق ہے۔ ان سے کافی لوگوں نے روایت کی ہے۔ ومنھم ضجۃ وعنہ البخاری ابو حاتم نے ان کے بارے میں کہا ہے۔
۳ حماد بن سلمہ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۵ انس۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۱ عبد اللہ بن محمد بن عقیل۔ کان احمد وابن راھویہ یحتجان بہ ثقہ۔ ابو حاتم نے کہا ہے لا احتج بہ۔ بخاری ابو داؤد اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

"فی هذا الحدیث دلیل ایضاً علی الخضاب، ولکن هذا الحدیث لایقاوم ماجاء فی الصحیحین انه لم یخضب"

اس حدیث میں خضاب کرنے کی دلیل پائی جاتی ہے اور صحیحین کی وہ حدیث جس میں خضاب نہ کرنے کا بیان ہے۔ اس حدیث کی مقاومت نہیں کرتی۔

والروایة الثانیه التی تفید ان شعر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم رئی عند انس محضوبا، یحتمل انه من فعل انس لحفظ شعر رسول الله صلی علیه وآله وسلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِی کُحْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں مبارک میں سُرمہ کرنے کا بیان ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود بنفس نفیس اپنی مبارک آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا، سُرمہ ڈالنے کے متعلق ارشادات گرامی، سُرمہ ڈالنے کا طریقہ اور سرمہ ڈالنے کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا مستحب ہے، چاہیئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباعِ سنت کرتے ہوئے ہم سُرمہ کا استعمال کریں تاکہ اُخروی ثواب کے مستحق ہوں اور جو فوائد ظاہری اس کے استعمال سے آنکھوں کو حاصل ہوتے ہیں ان سے بھی بہرہ مند ہوں۔ مواہب اللدنیہ شرح شمائل النبویہ میں حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

والاکتحال عندنا معاشر الشافعیہ سنۃ للاحادیث الواردۃ فیہ۔

اور ہم شافعیہ کے نزدیک وہ احادیث جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا سُنت ہے۔

علامہ البیجوری فرماتے ہیں:۔

" کان لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربعۃ اسکندرانیہ مراۃ ومشط ومکحلۃ ومقراض ومسواک وکانت لہ مراۃ اسمہا المدلۃ "

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اسکندرانی کی ڈبیہ تھی جس میں شیشہ، کنگھی، سُرمہ دانی، قینچی، اور مسواک ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شیشہ تھا اس کا نام المدلۃ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱/۴۸ حدثنا محمدؒ[1] بن حمید الرازی انبأنا ابوداؤدؒ[2] الطیالسی عن عبادؒ[3] بن منصور عن عکرمہؒ[4] عن ابن عباسؓ[5] رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اکْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّہٗ یَجْلُو الْبَصَرَ وَیُنْبِتُ الشَّعَرَ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَتْ لَہٗ مُکْحُلَۃٌ یَکْتَحِلُ مِنْھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ ثَلٰثَۃً فِیْ ھٰذِہٖ وَثَلَاثَۃً فِیْ ھٰذِہٖ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اثمد کا سُرمہ ڈالا کرو کیونکہ وہ بینائی کو جلا دیتا ہے اور پلکیں اُگاتا ہے، جناب ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سُرمہ دانی تھی، جس سے ہر رات تین سلائی ایک آنکھ مُبارک میں اور تین سلائی دوسری آنکھ میں ڈالتے۔

حل لغات اِکْتَحِلُوْا۔ تم سُرمہ ڈالو، تم سُرمہ لگاؤ، کحل، سرمہ، الکحل بالضم کل مایوضع فی العین للاستشفاء الکحل ضم کے ساتھ ہر وہ شے آنکھوں میں شفا طلب کرنے کے لئے استعمال کی جائے۔ اِثْمِد۔ سنگ سیاہ سرمہ کا پتھر، بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سُرمہ کا پتھر اصفہان میں ہوتا ہے۔ تھوڑے پانی کو بھی ثَمَدٌ کہتے ہیں۔ حدیث مبارک میں ہے وَاَفْجَرَ لَھُمُ الثَّمَدَ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک تھوڑے سے پانی کو رواں کر دیا۔ یَجْلُو الْبَصَرَ۔ بینائی کو جلا دیتا ہے، بینائی کو زیادہ کرتا ہے۔ یُنْبِتُ الشَّعَرَ، بال اُگاتا ہے۔ مصدر نَبْتٌ ہے جس کے معنی اُگنا، سرسبز ہونا ہے۔ زَعَمَ۔ یہ لغت اضداد میں سے ہے جس کے معنی گمان یا خیال کے ہیں۔ اسی طرح اس کے معنی سچی بات کہنے کے بھی ہیں۔ اسی لئے یہاں شارحین نے زَعَمَ کے معنی "القول المحقق" کے کئے ہیں۔ مُکْحُلَۃ" سُرمہ دانی۔

تشریح ارشاد ہے "اثمد کا سُرمہ ڈالا کرو" اس سُرمہ کے استعمال کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ سُرمہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی استعمال فرمایا اور استعمال کرنے کا ارشاد فرمایا اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خیر کا امر ہی فرمایا کرتے تھے، ترمذی کی روایت میں ہے "اکتحلو بالاثمد المروح" اور سُنن ابی داؤد میں ہے۔ "امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاثمد المروح عند النوم" ارشاد ہے "بینائی کو جلا دیتا ہے" یعنی آنکھوں کی نورانیت زیادہ کرتا ہے اور دماغ سے جو خراب مادہ آنکھوں کے ذریعے خارج ہوتا ہے اس کو زائل کرتا ہے اور آنکھوں کو صاف ستھرا رکھتا ہے، ابن ماجہ میں روایت آئی ہے کہ "تمام سُرموں میں بہتر سُرمہ اثمد ہے کہ روشن کرتا ہے

اسماء الرجال ص ۴۸
۱ محمد بن حمید الرازی، حافظ الحدیث اور ثقہ ہے، ابن حجر نے کہا کہ ضعیف ہے، امام بخاری نے فرمایا فیہ نظر، ابوداؤد الضعف اور ابن ماجہ اس سے تخریج کرتے ہیں۔ ابن حجر نے کہا کہ ۲۴۸ھ میں فوت ہوئے۔
۲ ابوداؤد الطیالسی دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ عباد بن منصور، ابی سعید ناجی ہیں۔ الکاشف میں ہے ضعیف ہے۔ الخ نسائی نے کہا لیس بالقوی خرج لہ البخاری فی التعلیق والاربعۃ۔
۴ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۵ ابن عباس دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com
Marfat.com

ہے نگاہ کو اور اُگاتا ہے پلکوں کو"

حدیث ۲/۴۹ حدثنا عبدُ اللہ بن الصباح الھاشمی البصری اخبرنا عبیدُ اللہ بن موسیٰ اخبرنا اسرائیل بن یونس عن عبّاد بن منصور ح وحدثنا علیُّ بن حجر حدثنا یزیدُ بن ھارون انبأنا عبادُ بن منصور عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کان النبیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یَکْتَحِلُ قبلَ اَنْ یَّنَامَ بِالْاِثْمِدِ ثَلٰثًا فِیْ کُلِّ عَیْنٍ وقال یزید بن ھارون فی حدیثہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَانَتْ لَہٗ مُکْحُلَۃٌ یَکْتَحِلُ مِنْھَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلٰثًا فِیْ کُلِّ عَیْنٍ۔

ترجمہ جناب ابن عباس فرماتے ہیں کہ سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نیند فرمانے سے پہلے ہر ایک آنکھ مُبارک میں اثمد کے سُرمہ کی تین سلائی لگایا کرتے تھے اور یزید بن ہارون نے فرمایا کہ ایک حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے نیند فرمانے کے وقت حضُورِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر آنکھ مبارک میں تین بار سُرمہ لگاتے تھے۔

تشریح ارشاد ہے "ہر آنکھ مُبارک میں تین بار سُرمہ لگاتے تھے" یعنی داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں آنکھ میں تین سلائی سُرمہ استعمال فرماتے۔ بعض احادیثِ مبارکہ میں ذکر ہے کہ "جو شخص سُرمہ لگائے تو طاق لگائے" حضرات علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سُرمہ استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں' ایک یہ کہ تین سلائی داہنی آنکھ میں اور دو سلائی بائیں آنکھ میں' اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تین تین سلائی ہر ایک آنکھ میں لگائے' نیز داہنی جانب سے شروع کرے کیونکہ تکریم کے جتنے بھی کام ہوتے ان کو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم داہنی جانب سے ہی کیا کرتے تھے۔ اس حدیث پاک کی دو سندیں ذکر کی گئی ہیں اور ان دو اسناد کے درمیان ح ذکر کی گئی ہے' اس ح کے متعلق حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل میں کافی بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"قال شیخ مشائخنا المعظمین شیخ القراء والمحدثین محمد بن محمد بن محمد الجزری

یعنی ہمارے بزرگ ترین شیخ المشائخ شیخ القراء والمحدثین محمد بن محمد بن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ

اسماء الرجال ۲/۴۹
ع۱ عبداللہ بن الصباح الہاشمی البصری، تقریب۔ بخاری ابوداؤد النسائی نے تخریج کی ہے۔ ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔
ع۲ عبید اللہ بن موسیٰ العبسی ہے۔ ع۳ اسرائیل بن یونس ابن ابی اسحٰق السبیعی ہے۔
ع۴ اور ع۵ عباد بن منصور، دیکھو حدیث ۱ باب ۱ فائدہ ۲
ع۶ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
ع۷ یزید بن ہارون دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
ع۸ عکرمہ، دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی نشیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱۰
ع۹ ابن عباس، دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۶

marfat.com
Marfat.com

رحمہ اللہ تعالیٰ فی البدایہ' اذا کان للحدیث اسنادان او اکثر کتبوا "ح" عند الانتقال من اسنادٍ اشارہ الی التحویل من اسنادٍ الی اسنادٍ فیتلفظ بھا بھا الحدیث عند الوصول الیھا فیقول حاویمد فی القرأۃ وعلیہ عمل اصحابنا"

نے بدایہ میں فرمایا' جب ایک حدیث کی دو سندیں ہوں یا زیادہ' تو جس وقت ایک سند سے دوسری سند کی طرف لوٹنے کا وقت آئے تو ح لکھا جائے یہ ایک سند سے دوسری سند کی طرف لوٹنے کا اشارہ ہے اور حدیث مبارک پڑھنے والا جب اس جگہ پہنچے تو حا کا تلفظ کرے اور قرأۃ میں ح کو لمبا کر کے یعنی حا پڑھے اور ہمارے اصحاب کا اسی پر عمل ہے۔

حضرت قطب الاقطاب شیخ المحدثین سید شاہ محمد غوث صاحب پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

"ح بجائے مہملہ اشارت است بتحویل اسناد یعنی انتقال از یک اسناد باسناد دیگر می گویند چوں خوف التباس می باشد کہ مبادا ظن کردہ شود ہر دو سند را یک سند' لہٰذا درمیان کلمہ حا می آرند"

یعنی "ح (حائے مہملہ) یہ اشارہ ہے اسناد کی تبدیلی کا یعنی ایک اسناد سے دوسری اسناد کی طرف لوٹنا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ ایک دوسرے کے مشابہ ہو جانے کا خوف پیدا ہو کہ دونوں سندوں کو ایک ہی سند سمجھا جائے اس لئے دونوں سندوں کے درمیان کلمہ حا لے آتے ہیں"

حدیث ۳/۵۰ حدثنا احمد[1] بن منیع انبأنا محمد[2] بن یزید عن محمد[3] بن اسحٰق عن محمد[4] بن المنکدر عن جابر[5] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم بالاثمد عند النوم فانہ یجلو البصر ویُنبت الشعر۔

ترجمہ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سوتے وقت اثمد کا سرمہ ضرور آنکھوں میں ڈال لیا کرو' پس بیشک یہ آنکھوں کی بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے۔

---

[1] احمد بن منیع، وکبیر حدیث
[2] یزید بن ہارون، ابراہیم
[3] محمد بن اسحٰق، عابد ہے
[4] محمد بن المنکدر، ابی ہریرہ
[5] جابر بن عبداللہ، یہ جابر بن عبداللہ انصاری صحابی ہیں۔ ان شاء اللہ

اسماء الرجال حدیث ثلاثہ
شمار کی گئی ہے۔ ابوداؤد الطیالسی نے تخریج کی ہے ۱۹۰ھ میں فوت ہوئے۔
اور سیر کا امام ہے عطا اور اس طبقہ کے علماء سے روایت کرتے ہیں ان سے شعبہ اور سفیان روایت کرتے ہیں کان یحرس
رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہما
ہیں جو کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ جابر بن عبداللہ اور اس کے بعد ہونے والے جہادوں میں شرکت فرمائی۔ شام اور مصر بھی گئے ۱۵۴۰ احادیث ان سے مروی ہیں۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے ۹۴ برس کی عمر میں ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سب سے آخری صحابی تھے جو کہ مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے

marfat.com
Marfat.com

تشریح اس حدیث مبارک کی تشریح گذری ہوئی احادیث میں دیکھئے۔

حدیث ۴/۵۱ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید قال اخبرنا بشر[2] بن المفضل عن عبد[3] اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید[4] بن جبیر عن ابن[5] عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ خَیْرَ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدُ یَجْلُوا الْبَصَرَ وَیُنْبِتُ الشَّعَرَ۔

ترجمہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' تمہارے سب سُرموں سے اچھا سُرمہ اثمد کا سُرمہ ہے' بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اُگاتا ہے۔

حل لغات اَکْحَال۔ سرمے، کحل کی جمع ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح بھی گذر چکی ہے' وہاں دیکھ لیجئے گا۔

حدیث ۵/۵۲ حدثنا ابراھیم[1] بن المستمر البصری حدثنا ابو عاصم[2] عن عثمان[3] بن عبد الملک عن سالم[4] عن ابن[5] عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَیْکُمْ بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّہٗ یَجْلُو الْبَصَرَ وَیُنْبِتُ الشَّعَرَ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اثمد کا سُرمہ ڈال لیا کرو' یہ آنکھوں کی بینائی کو جلا دیتا ہے اور بال اُگاتا ہے۔

تشریح ان تمام احادیث مبارکہ میں اصفہانی سُرمہ کرنے کی ترغیب ہے اور ان کے فوائد کا ارشاد ہے۔ حضرات علماءِ محققین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن پُرحکمت ارشادات کی روشنی میں فرمایا ہے کہ سرمہ لگانا مستحب ہے اور ہر قسم کا سُرمہ جو آنکھوں کو فائدہ پہنچائے اور پلکیں اُگائے اس کا استعمال بلاشبہ جائز ہے اور اثمد کا سُرمہ استعمال کرنا افضل ہے۔

باب ما جاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مبارک کا بیان ہے

(اس باب میں سولہ احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں حضور شفیع المذنبین، صاحب شفاعتِ کبریٰ، ملجا و ماوا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں کا، جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفید لباس اور کرتہ پسند پسند فرمانا، کرتے کی ہیئت کا، چادر مبارک اوڑھنے کا، نیا کپڑا پہنتے وقت دعا کرنے کا اور مختلف رنگوں کے لباس پہننے کا ذکر ہے۔ علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ کے صفحہ ۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں:

"واللباس تعتریہ الاحکام الخمسۃ فیکون واجبا کاللباس الذی یستر العورۃ عن العیون ومندوبا کالثوب الحسن للعیدین والثوب الابیض للجمعۃ، ومحرما کالحریر للرجال ومکروھا کلبس الخلق دائما للغنی، ومباحا وھو ما عدا ذلک"

یعنی لباس کے پہننے میں پانچ قسم کے احکام ہیں، جس لباس سے لوگوں کی نظروں سے ستر عورت کو چھپا دیا جائے ایسا لباس پہننا واجب ہے دونوں عیدوں کے ایام میں جو اچھا کپڑا اور جمعہ کے دن جو سفید کپڑا پہنا جائے وہ مندوب ہے، اور ریشمی لباس کا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے، مالدار آدمی کو ہمیشہ کے لئے پھٹے پرانے کپڑے پہننا مکروہ ہے اور اس کے برعکس مباح ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جناب علامہ احمد عبدالجواد الدومی صاحب الاتحافات الربانیہ بشرح الشمایل المحمدیہ صـ۹۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبس من لباس قومہ، ولا یحب ان تمیز علیٰ واحد منھم"

حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا قومی لباس پہنا کرتے تھے، اور لباس کے پہننے میں کسی ایک پر فوقیت پسند نہیں فرماتے تھے۔

حدیث ۱/۵۳ حدثنا محمدؒ بن حمید الرازی انبأنا الفضلؒ بن موسیٰ وابو تمیلةؒ وزیدؒ بن حبابؒ عن عبدؒ المؤمن ابن خالد عن عبدؒ اللہ بن بریدۃ عن ام سلمةؒ قالت کان احبّ الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القمیص۔

ترجمہ ام المؤمنین اُمِ سلمہ فرماتی ہیں کہ کپڑوں میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمیص (کُرتہ) بہت پسند تھی۔

حل لغات قمیصٌ۔ کُرتہ، والقمیص اسم لما یلبس من المخیط الذی لہ کمان و جیب یلبس تحت الثیاب ولا یکون من صوف کذا فی القاموس۔

تشریح اس حدیث کی تشریح اسی باب میں تیسری حدیث کی شرح میں دیکھئے۔

حدیث ۲/۵۴ حدثنا علی بنؒ حجر حدثنا الفضلؒ بن موسیٰ عن عبدؒ المؤمن بن خالد عن عبدؒ اللہ بن بریدۃ عن امؒ سلمة قالت کان احبّ الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القمیص۔

ترجمہ ام المؤمنین اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کپڑوں میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمیص (کُرتہ) بہت پسند تھی۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۵۳
۱ محمد بن حمید الرازی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی کمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ الفضل بن دکین۔ کنیت ابو نعیم الملائی ہے، الکوفی ہے، ثقہ ثبت ہے، فاضل ہے، حافظ الحدیث ہے، ۱۸۰ھ میں انتقال کیا۔
۳ ابو تمیلة۔ اسی کا نام یحییٰ بن واضح ہے، المروزی الانصاری ہے۔ اخرج حدیثہ الستة
۴ زید بن حباب۔ اصحاب سنن نے تخریج کی ہے۔
۵ عبدالمؤمن بن خالد۔ یہ عبدالمؤمن بن عبداللہ بن خالد بن بریدۃ ہے، المروزی ہے۔ اخرج حدیثہ ابوداؤد والترمذی والنسائی، ابن حبان نے ان کو ثقات میں لکھا ہے۔ زین الدین العراقی نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک یہ اسی حدیث کے راوی ضعیف ہیں۔
۶ عبداللہ بن بریدۃ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۲
۷ ام سلمہ۔ ان کا نام ہند ہے، ابوسلمہ کے مرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کیا، ۶۲ھ میں انتقال کیا۔
۸ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۹ عبدالرحمن بن خالد الفہمی۔ یہ عبدالرحمن بن خالد بن مسافر الفہمی ابن سعید ابوالحکم المصری ہے، اصحاب سنن نے ان سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

تشریح اس حدیث کی تشریح بھی اسی باب میں تیسری حدیث کی شرح میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

حدیث ۳/۵۵ حدثنا زیاد[1] بن ایوب البغدادی حدثنا ابو تمیلة[2] عن عبد المؤمن[3] بن خالد[4] عن عبد اللہ[5] بن بریدة عن امہ[6] عن ام سلمة[7] قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبسہ القمیص۔ قال ابو عیسیٰ ھکذا زیاد بن ایوب فی حدیثہ عن عبد اللہ بن بریدة عن امہ عن ام سلمة وھکذا روی غیر واحد عن ابی تمیلة مثل روایة زیاد بن ایوب وابو تمیلة یزید فی ھذا الحدیث عن امہ وھو اصح۔

ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہننے کے کپڑوں میں قمیص (کرتہ) کے پہننے کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تشریح ان ہر سہ احادیث کا متن ایک ہی ہے سوائے اس کے کہ اس حدیث میں "یلبسہ" آیا ہے مگر چونکہ اسناد قدرے مختلف تھے اس لئے ایک ہی متن کو علیحدہ علیحدہ سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کرتہ کے ساتھ تمام بدن (تقریباً) ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ بدن پر کرتہ ہلکا بھی محسوس ہوتا ہے۔ اس کے استعمال میں تکبر اور فخر بھی نہیں پایا جاتا ہے اور اس سے بدن اچھا ستھرا اور خوبصورت نظر آتا ہے لہذا علماءِ کرام نے فرمایا کہ غالباً اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتہ پہننا مرغوب خاطر تھا جناب سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس کے استعمال کے متعلق بھی انتہائی زہد و درویشانہ زندگی کو محبوب رکھا۔ جناب علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ کے صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

"لم یکن لہ سوی قمیص واحد"

یعنی جناب سرورِ عالم و عالمیان صاحب شفاعت کبریٰ، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کے سوا دوسری قمیص بھی نہ تھی۔"

اسماء الرجال حدیث ۳/۵۵

[1] زیاد بن ایوب البغدادی ۔ دیکھو حدیث ۱ کے حاشیہ ۱

[2] ابو تمیلة یحییٰ بن واضح ۔ دیکھو حدیث ۱ کے حاشیہ ۲

[3] عبد المؤمن بن خالد ۔ دیکھو حدیث ۱ کے حاشیہ ۳

[4] عبد اللہ بن بریدة ۔ دیکھو حدیث ۱ کے حاشیہ ۴

[5] عبد اللہ بن بریدة ۔ دیکھو حدیث ۱ کے حاشیہ ۵

[6] ام سلمة ۔ دیکھو حدیث ۱ کے حاشیہ ۶

[7] ام سلمة ۔ دیکھو حدیث ۱ کے حاشیہ ۷

---

۲۸۷ احادیث ان سے مروی ہیں۔ تیرہ احادیث پر متفق علیہ ہیں۔ انفرد البخاری بثلثہا، وانفرد مسلم بمثلثہا، ۵۹ میں انتقال کیا۔

Marfat.com

نیز اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

"فنی الوفاء عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ما رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قط غداء ہ عشاء ولا عشاء ہ غداء ولا اتخذ من شیئ زوجین لا قمیصین ولا ردائین ولا ازارین ولا زوجین من النعال"

"اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے کھانے میں سے شام کیلئے' اور شام کے کھانے میں سے صبح کے لئے کچھ بھی بچا نہیں رکھتے تھے (یعنی ایک سے دوسرے وقت کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑتے سب کچھ تقسیم فرما دیتے) اور بیک وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی چیز کے دو جوڑے نہیں ہوتے تھے' نہ دو قمیص' نہ دو چادریں' نہ دو لنگیاں اور نہ ہی جوتوں کے دو جوڑے"

حدیث ۵۶ حدثنا عبد اللہ[1] بن محمد بن الحجاج حدثنا معاذ[2] بن ہشام حدثنی ابی[3] عن بدیل[4] العقیلی عن شہر[5] بن حوشب عن اسماء[6] بنت یزید قالت کان کم قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الرسغ۔

ترجمہ اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ حضور سید الانس والجان پیغمبر اسلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص کی آستین کلائی تک ہوتی تھی۔

حل لغات کم - آستینِ قمیص۔ رسغ - یہ بجائے س کے صاد کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے رُصغ وہ جوڑ جو کلائی اور بازو' یا ہتھیلی اور کلائی یا پنڈلی اور ران کے درمیان واقع ہو' پہنچا۔ اس حدیث شریف میں س (الوسغ) کے ساتھ ہے اور ایک دوسری حدیث شریف میں ص (الرصغ) کے ساتھ اس طرح آیا ہے "اِنَّ کُمَّہٗ کَانَ اِلٰی رُصغِہٖ" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آستین پہنچے تک تھی۔ وھو مفصل ما بین الکف والساعد من الانسان۔

تشریح جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

العراق ویطلع تعالیٰ الی معرفتہا وعلم ازمن ترجمہا" وہ ام کلثوم دیکھو حدیث ۱ کی باب کے آخر میں

اسماء الرجال حدیث ۵۶

۱ ابو عبد اللہ بن محمد بن الحجاج۔ ابن خزیمہ وغیرہ نے اس سے علم حدیث اخذ کیا ہے۔ عرف (ترمذی ہی) اس کی قرین کرتے ہیں

۲ معاذ بن ہشام۔ امام بخاری اس کی احادیث کی قرین کرتے ہیں

۳ ابی۔ یعنی ہشام بن عبد اللہ ابو بکر الدستوائی۔ ابو داؤد طیالسی نے کہا کہ "کان ہشام امیر المومنین فی الحدیث"

۴ بدیل العقیلی۔ عقد جماعۃ

۵ شہر بن حوشب۔ ابن عباس اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اس سے ثابت و فرقد اور کثیر نے روایت کی ہے۔ ابن معین اور امام احمد نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ قال ابن حجر صدوق کثیر الارسال والاوہام ورمی بالنصب۔ قال ابن عدی "ارجو انہ لا بأس بہ" وقال ابن معین "لیس بذاک" وقال ابن ہارون ضعیف"

۶ اسماء بنت یزید۔ انصاری صحابیہ ہے اسی کی کنیت ام سلمہ ہے اس سے ۸ احادیث مروی ہیں

۷ بدیل۔ ذکر فی منتہا الاربعۃ۔ علامہ ابراہیم بن محمد الباجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "قتلت یوم الیرموک تسعۃ عشر شیخۃ وقتلت الیوم جماعۃ من الروم کما فی التقریب"

Marfat.com

"شیخ جزری می فرماید کہ دریں حدیث دلالت است بر آنکہ سنت آنست کہ آستین پیراہن از بند دست دراز نباشد و در سواء پیراہن سنت آنست کہ از انگشتان تجاوز نہ کند"

یعنی "شیخ جزری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف دلالت کر رہی ہے کہ کُرتہ کی آستین کا کلائی تک رکھنا سُنّت ہے، پہنچے سے آستین دراز نہ ہو اور بغیر کُرتہ کے یہ سُنّت ہے کہ اُنگلیوں سے آستین تجاوز نہ کرے۔"

حدیث ۵/۵۷ حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث حدثنا ابو نعیم حدثنا زہیر عن عروۃ بن عبد اللہ بن قشیر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی رہط من مزینۃ لنبایعہ وان قمیصہ لمطلق او قال زر قمیصہ مطلق قال فادخلت یدی فی جیب قمیصہ فمسست الخاتم

ترجمہ قرۃ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں قبیلہ مُزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تاکہ ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کریں اس وقت حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُرتہ مبارک (کا گریبان) کھلا ہوا تھا، یا (قرہ نے یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک کا تکمہ (بٹن) کھلا ہُوا تھا، (قرہ نے) فرمایا کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتہ مبارک کے گریبان کے اندر داخل کر کے مہرِ نبوت کو چھُوا۔

حل لغات رَھْطٍ۔ قوم اور قبیلہ تین اشخاص سے لے کر سات یا دس یا چالیس اشخاص تک کی جماعت کو کہتے ہیں اور یہ ایک ایسی جماعت ہوتی ہے جس میں عورتیں شامل نہیں ہوتیں، گروہ، رَھْطٌ کے معنی بڑے بڑے لقمے کھانا بھی ہیں۔ مُزَیْنَۃَ۔ مُضر کے قبیلہ ہے۔ واصلہ اسم امرأۃ۔ لِنُبَایِعَہٗ۔ تاکہ ہم بیعت کریں اس کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مُطْلَقٌ۔ کھلی ہوئی۔ طَلْقٌ سے ہے جس کے معنی رسی کھل جانا، بند سے چھٹ جانا کے ہیں۔ زِرُّ قَمِیْصِہٖ، گھنڈی، تکمہ، بٹن، اس کی جمع اَزْرَارٌ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "میں قبیلہ مُزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس

Marfat.com

میں حاضر ہوا تاکہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کریں" یہ بیعت جیسا کہ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ نے تحریر فرمایا "عَلَی الْاِسْلَام" اسلام لانے کی بیعت تھی۔ قبیلہ مزینہ، مُضر قوم کا ایک قبیلہ ہے، اس قبیلہ سے ایک جماعت بیعت اسلام کے لئے آئی اور جناب قرۃ بن ایاس بھی ان کے ہمراہ آئے اور بیعت اسلام سے مشرف ہوئے، ارشاد ہے کہ "اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُرتہ مُبارک (کا گریبان) کھُلا ہوا تھا" یا قرۃ نے یہ فرمایا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص کا تکمہ کھُلا ہوا تھا" یعنی جس وقت یہ جماعت بیعت اسلام کے لئے حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریبان کھلا ہوا تھا، چونکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ عادت تھی کہ جس طرح وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے، اسی طرح کا طریقہ اختیار کرتے، چاہے وہ لباس کی کسی ہیئت کا ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ جمع الوسائل میں جناب محدثِ کبیر حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

"قال عروة فلما رأيت معاوية ولا اباه الا مطلقي الازرار في شتاء ولا خريف ولا يزران ازرارها"

"عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہ اور اس کے باپ کو کبھی نہیں دیکھا مگر دیکھا تو ایسی حالت میں کہ ان کے گریبان کی گھنڈی (تکمہ) لگی ہوئی نہیں ہوتی تھی اگرچہ گرمی ہو یا سردی، ہمیشہ ان کی گھنڈیاں کھلی رہتی تھیں۔"

یہی اطاعت فرمانبرداری اور محبت کا وہ مقدس اور پاک جذبہ تھا جس کی بدولت آج امتِ محمدیہ کے پاس حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک سنت، ایک ایک عمل اور ایک ایک ادا موجود اور محفوظ ہے۔ ارشاد ہے "میں نے اپنا ہاتھ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُرتہ مبارک کے گریبان کے اندر داخل کر کے مُہرِ نبوت کو چھُوا" جَیب کا اطلاق اس کپڑے پر ہوتا ہے جو کہ قمیص کے سینہ پر علیحدہ لگایا جاتا ہے تاکہ اس میں کچھ شے رکھی جا سکے مگر جناب محدثِ کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"ولكن المراد من الجيب في هذا الحديث طوقه الذي يحيط بالعنق"

"اور لیکن اس حدیث میں جیب سے مراد وہ گریبان ہے جو گردن کو گھیرے ہوئے ہو"

ایک صحابی کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اتنا والہانہ عشق تھا اور اتنی غائت درجہ کی محبت تھی کہ انہوں نے جب

marfat.com

Marfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا گریبان کھلا دیکھا تو بے صبری اور وارفتگی کے عالم میں ہر قسم کے آداب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے گریبان مبارک کے اندر ہاتھ داخل کرکے مُہرِ نبوت چھُونے کی سعادت حاصل کرلی اور اس کی برکت اور نورانیت سے اپنے وجُود کو بابرکت اور منور بنالیا اور حضور سراپا برکت و نُور، شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ کمال شفقت، عنایت اور مہربانی تھی کہ ان کو مہرِ نبوت چھُونے سے منع نہیں کیا، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجودِ اطہر کے ساتھ انتہائی محبت و عقیدت تھی کہ حضور سراپا نُور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجودِ بابرکت کو ہاتھ لگانا بھی اپنے لئے ہزارہا برکات اور سعادت کا باعث اور ذریعہ سمجھتے تھے، حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ شارح شمایل شریف فرماتے ہیں :-

"پس سودم مُہرِ نبوت را بدست خود از برائے تبرک و تیمن او، وایں از سبب کمال شفقت و برامت خود، وگرنہ کرا مجال است کہ ایں قدر جرأت نماید"

یعنی "پس میں نے اپنے ہاتھ سے مُہرِ نبوت کو چھُوا تاکہ اس کی برکت اور تیمن مجھے حاصل ہو اور یہ حضور شفیقِ اُمت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اپنی اُمت پر کمال شفقت ہے ورنہ کسی کی کیا مجال ہے کہ یہ جرأت کرسکے"

حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں۔

"وانما قصد التبرك" یعنی اس صحابی رضی اللہ عنہ کا ارادہ (مہرِ نبوت کے چھُونے سے) تبرک حاصل کرنا تھا۔

حدیث ۶/۵۸ حدثنا عبدُ بن حمید حدثنا محمدُ بن الفضل اخبرنا حمادُ بن سلمة عن حبیبِ بن الشہید عن الحسن عن انسِ بن مالك اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خَرَجَ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰی اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ عَلَیْهِ ثَوْبٌ قِطْرِیٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰی بِهِمْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ سَاَلَنِیْ یَحْیٰی بْنُ مُعِیْنٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَوَّلَ مَا جَلَسَ اِلَیَّ فَقُلْتُ حدثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ فَقَالَ لَوْ كَانَ مِنْ كِتَابِكَ فَقُمْتُ لِاُخْرِجَ كِتَابِیْ فَقَبَضَ عَلٰی ثَوْبِیْ ثُمَّ قَالَ اَمْلِلْهُ عَلَیَّ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ لَا اَلْقَاكَ فَقَالَ

Marfat.com

فَاَمْلَیْتُہٗ عَلَیْہِ ثُمَّ اَخْرَجْتُ کِتَابِیْ فَقَرَأْتُ عَلَیْہِ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے کاشانۂ اقدس) تشریف لائے اس حالت میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لئے ہوئے تھے، آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدیمنی چادر تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لپٹے ہوئے تھے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسی حالت میں) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھائی اور عبد بن حمید نے کہا محمد بن الفضل فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے میرے پاس بیٹھتے ہی مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا۔ میں نے اس طریق سے حدیث بیان کرنی شروع کردی کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد بن سلمہ نے، تو اس (یحییٰ بن معین) نے کہا کہ اگر تو اپنی کتاب سے (یہ حدیث) پڑھتا (تو بہتر تھا) میں (محمد بن فضل) کتاب لانے کے لئے اُٹھا تو انہوں (یحییٰ بن معین) نے میرا دامن پکڑ لیا اور فرمایا مجھے لکھا دے مجھے ڈر ہے کہ تم سے ملاقات نہ ہو سکے۔ (محمد بن فضل نے) کہا میں نے اس (یحییٰ بن معین) کو زبانی (یہ حدیث) لکھا دی، پھر میں وہ کتاب لے کر آیا اور اسے پڑھ کر (یہ حدیث) سنائی۔

حلِ لغات مُتَّکِئٌ۔ وہ بھروسہ کئے ہوئے تھے۔ وہ سہارا لئے ہوئے تھے، وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ قَطِرِیَّۃٌ یعنی چادر، جامہ غلیظ از قطن۔ تَوَشَّحَ بِہٖ۔ ڈالی ہوئی تھی، گرائی ہوئی تھی، مجمع البحار میں ہے کہ تَوْشِیْحٌ یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارا بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر داہنے کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔ اِمْلَالٌ۔ املا کرادے اسکو، لکھا اس کو۔

تشریح ارشاد ہے "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے، اس حالت میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پر سہارا لئے ہوئے تھے" یا تو یہ وہ بیماری کا زمانہ تھا جس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا، یا کسی دوسری بیماری کے دوران ایسا کیا گیا ہوگا مگر جناب محدثِ کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ پہلی بات صحیح نظر آتی ہے اور حضرت علامہ اجل شیخ الدرس حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ یہی فرماتے تھے۔ جمع الوسائل میں جناب محدثِ کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

ففی روایۃ الدارقطنی انہ خرج بین — دارقطنی کی روایت ہے کہ جناب سیدِ دو عالم

Marfat.com

اسامة ابن زید والفضل ابن عباس الی الصلوٰة فی مرضه الذی مات فیه فصلی باصحابه۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسامہ بن زید اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سہارا لئے اپنے کاشانۂ اقدس سے نماز کے لئے اس بیماری میں تشریف لائے جس میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہوا' اور اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھائی۔

ارشاد ہے " آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یمنی چادر تھی جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لپٹے ہوئے تھے " جناب محدث کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری ۔جمع الوسائل میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"والمراد ههنا انه صلی الله علیه وآله وسلم ادخل الثوب تحت یده الیمنی القاه علیٰ منکبه الایسر کما یفعله المحرم"

یعنی یہاں پر یہ مراد ہے کہ " حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مبارک داہنے بازو کے نیچے لے کر بائیں کندھے پر ڈال رکھی تھی جیسا کہ محرم احرام باندھتا ہے۔"

امام بخاری ابن عباس سے روایت فرماتے ہیں :۔

"قال خرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی مرضه الذی مات فیه وعلیه ملحفة متغطیا بها"

ابن عباس نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر اس بیماری میں تشریف لائے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا' اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔

یمنی چادر ایک قسم کا خوبصورت موٹا رضائی جیسا کپڑا ہوتا ہے جو کہ بحرین کی طرف سے آتا ہے۔ ازھری لکھتے ہیں کہ بحرین میں ایک قریہ ہے جس کا نام قطرہ ہے۔ اس کپڑے کی نسبت اسی قریہ کی طرف ہے' اسی لئے اس کپڑے کو قطری کہا گیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۵۹

حدثنا سوید[1] بن نصر حدثنا عبد[2] اللہ بن المبارک عن سعید[3] بن ایاس الجریری عن ابی[4] نضرۃ عن ابی سعید[5] الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا استجد ثوبا سماہ باسمہ عمامۃ او قمیصا او ردآء ثم یقول اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسالک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ۔

ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کو اس نام سے موسوم فرماتے جیسے عمامہ یا کرتہ یا چادر، پھر فرماتے اے اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قسم کی تعریف، ہر زمانے میں، ہر طریقہ پر، ہر ایک سے، خاص تیرے ہی لئے ہے جیسے کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا اس پر میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے اللہ! تجھ ہی سے اس کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں اور جس کام کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے لئے بھی بھلائی چاہتا ہوں۔ اس کپڑے کے شر سے تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں اور جس شرارت والے کام کیلئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

حل لغات اِستَجَدَّ۔ موجود پائے، پہنے۔

تشریح ارشاد ہے "نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کو اس کے نام سے موسوم فرماتے جیسے عمامہ یا کرتہ یا چادر" یعنی اس کپڑے کا نام رکھتے جیسے حدیث میں آیا "کان لہ عمامۃ تسمی السحاب" آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک تھا جس کا نام سحاب تھا۔ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ معنی بھی لکھے ہیں کہ جس وقت آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اظہار حمد اور تحدیث نعمت کے طور پر اس طرح ارشاد فرماتے۔ رَزَقَنِیَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْعِمَامَۃَ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عمامہ عطا فرمایا، یا یہ قمیص، یا یہ چادر مرحمت کی ہے اور پھر یہ دعا فرماتے، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ۔ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی دعا منقول نہیں بلکہ ایسے مواقع پر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دعائیں بھی ماثور ہیں حضرت عمر کی حدیث جو کہ مرفوع ہے اور جسے ابن حبان اور الحاکم نے تخریج کیا ہے فرمایا کہ جس نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

اسماء الرجال ورقم ۵۹
۱ سوید بن نصر دیکھو حدیث ۲۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عبد اللہ بن المبارک۔ دیکھو حدیث ۲۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سعید بن ایاس ابن معین نے کہا ثقہ ہے ابو حاتم الرازی نے کہا ھو صالح الحدیث۔
۴ ابی نضرۃ۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۴
۵ ابی سعید الخدری۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۵

Marfat.com

كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي. ثم عمد الى الثوب الذى اخلق فتصدق به كان هفظا الله وفى كنف الله وفى ستر الله حيا وميتا. حضرت معاذ بن انس کی حدیث ہے جو کہ مرفوع ہے اور جسے امام احمد نے تخریج کیا ہے، فرمایا جس شخص نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ وَلَا قُوَّةٍ غفر الله له ما تقدم من ذنبه، اور ابوداؤد نے اپنی ایک روایت میں 'وما تاخر' کو زیادہ بیان کیا ہے۔

حدیث ۸/۶۰ حدثنا هشام[1] بن يونس الكوفى انبانا القاسم[2] بن مالك المزنى عن الجريرى[3] عن ابى نضرة[4] عن ابى سعيد[5] الخدرى عن النبى صلى الله عليه واله وسلم نحوه حدثنا محمد[6] بن بشار انبانا معاذ[7] بن هشام حدثنى ابى[8] عن قتادة[9] عن انس[10] بن مالك قَالَ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم يَلْبَسُهُ الْحِبَرَةَ.

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سب کپڑوں میں پہننے کے لئے یمن کی سبز رنگ کی چادر بہت پسند تھی۔

حل لغات اَلْحِبَرَةَ۔ یمنی سبز رنگ کی چادر، حَبَّرَ اچھا کرنا، رنگین کرنا۔ بَرْدٍ حَبِيْر اور بُرُوْدٍ حِبَرَة نفیس بیلدار چادریں یمن میں بنا کرتی ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہننے کے سب کپڑوں میں سے یمن کی سبز رنگ کی چادر بہت پسند تھی" یہ چادر پنبہ یا کتان سے بنتی ہے، یہ کپڑا عربوں کے نزدیک اشرف اور اعلیٰ کپڑوں میں شمار ہوتا ہے۔ نیز علماء کرام نے فرمایا ہے کہ چونکہ جنتیوں کا لباس سبز رنگ کا ہوگا اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس رنگ کا کپڑا بہت پسند تھا۔

یہاں پر اس شک کو کہ گذشتہ احادیث میں کرتہ کی پسندیدگی کا ذکر ہے اور اس حدیث شریف میں یمنی سبز رنگ کی چادر کا ذکر آیا ہے، جناب علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف نے نہایت احسن طور پر رفع کر دیا ہے، فرماتے ہیں:-

"مراد احب آنکہ ساتر بود وحبرۃ احب از برائے "احب الثیاب سے مراد یہ ہے کہ چونکہ کرتہ تقریباً

---

[1] ہشام بن یونس الکوفی، ثقہ ہے، ابوداؤد اور النسائی اس سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھو حدیث ۲۵۲ [2] القاسم بن مالک المزنی الکوفی ہے، احمد ابن عروہ اور دیگر کئی محدثین ان سے روایت کرتے ہیں، خرج له الشيخان والنسائى واصحاب السنن الاربعة، ان سب کے بعد وفات پائے۔ دیکھو حدیث ۲۵۲ [3] الجریری، دیکھو حدیث ۱۰ اسی باب میں۔ [4] ابی نضرۃ، دیکھو حدیث ۱۰ اسی باب ما جاء فی تعاهد النعل [5] ابی سعید الخدری، دیکھو حدیث ۱۰ اسی باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ [6] محمد بن بشار، دیکھو حدیث ۱۰ اسی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم [7] معاذ بن ہشام، دیکھو حدیث ۱۰ اسی باب میں۔ [8] ابی، دیکھو حدیث ۱۰ اسی باب میں۔ [9] قتادہ، دیکھو حدیث ۱۰ اسی باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ [10] انس بن مالک، دیکھو حدیث ۱۰ اسی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ

Marfat.com

رنگ بود یا آنکہ جا ہا دوختہ احب پیرا ہن بود
واز جامۂ نا دوختہ احب حِبَرَۃ بود، واللہ اعلم"

وجود کو بڑی خوبصورتی سے ڈھانپ لیتا ہے اسلئے
وہ پسندیدہ تھا اور چادر از روئے رنگ کے پسند
تھی اور بغیر سلے کپڑوں میں یمنی سبز رنگ کی چادر
پسندیدہ تھی۔ واللہ اعلم"

حضور سرورِ عالم وعالمیان صاحب شفاعت کبریٰ احمد مجتبےٰ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب وصال فرمایا تو سُبِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی تھی یعنی آنجناب سراپا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود اطہر کو اسمیں چھپا دیا گیا تھا۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا الْخَمِیْرَ وَاَلْبَسَنَا الْحَبِیْرَ" شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم خمیر کھلایا اور الحبیر پہنایا۔

بعض نسخوں میں "یَلْبَسُہَا" کی جگہ "یَلْبَسُہَا" بھی آیا ہے جیسے "کَانَ اَحَبَّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَنْ یَّلْبَسَہَا الْحِبَرَۃَ"

حدیث ۹/۶۱ حدثنا محمود بن غیلان انبانا عبد الرزاق انبانا سفین عن عون بن جحیفة عن ابیه قال رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه والہ وسلم وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَرِیْقِ سَاقَیْهِ قَالَ سُفْیٰنُ اَرَاهَا حِبَرَةً۔

ترجمہ ابی جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سُرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے، گویا اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دونوں مبارک پنڈلیوں کی نورانیت کو دیکھ رہا ہوں، سفیان فرماتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ حلہ حمرا بردیمانی تھا۔

حل لغات حُلَّةٌ، ایک قسم کے دو کپڑے، ایک لنگی اور ایک چادر۔ بَرِیْقٌ۔ سفید، نورانیت، درخشندگی، چمک۔ سَاقٌ، پنڈلی۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سُرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے" شارحین فرماتے ہیں کہ اس سُرخ جوڑے میں دھاریاں تھیں، خالص

اسماء الرجال ۱ دیکھو حدیث ۱۰ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲ دیکھو حدیث ۲۵ باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۴ عون بن ابی جحیفہ۔ شعبہ سفیان اور زہیر کی توثیق اس سے روایت کرتے ہیں انتقال خروج الستہ ۱۱۶ھ کی وفات ہوئی ۵ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

Marfat.com

سُرخ نہیں تھا۔ صاحب لغات الحدیث جلد اول کتاب ح صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں "یہ خالص سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سُرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں" سُرخ لباس مرد پہن سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر کافی بحث ہے، فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر دھاریدار ہو یا اس کا سوت رنگا ہوا ہو تو جائز ہے۔ ابن جریر طبری نے کہا کہ مطلقاً جائز ہے مگر نقاہت اور مرض کے خلاف ہے۔ جناب محدثِ کبیر فقیہہ اعظم جناب مُلا علی قاری رحمہ الباری اپنی شرح جمع الوسائل جلد اوّل صـ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"والمراد بالحلة الحمراء بردان يمانيان منسوجان بخطوط حمر مع سود كسائر البرود اليمنية"

یعنی "حلّہ حمرا سے مراد یمنی دو منقش چادریں ہیں جو سیاہی پر سُرخ دھاریوں والی ہوتی ہیں جیسے کہ عام طور پر یمنی چادریں ہوا کرتی ہیں۔"

نیز فرمایا کہ سُرخ لباس تو منھی عنہ ہے اور مکروہ لبسہ، یعنی اس کا پہننا مکروہ ہے۔ ارشاد ہے "گویا میں اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں مُبارک پنڈلیوں کی نورانیت کو دیکھ رہا ہوں" معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہمد نصف پنڈلی مبارک تک تھی، تہمد یا پاجامہ ٹخنوں تک ہونا مستحب ہے اور ٹخنوں سے نیچے کرنا اگر از روئے تکبر ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والاصفات سے کتنا عظیم عشق تھا، کتنا گہرا پیار تھا اور کتنی والہانہ محبت تھی کہ جس وقت بھی حضور اقدس سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ مُبارک کا ذکرِ خیر فرماتے تو اپنی محبت کا انتہائی ذوق، شوق اور جذب و کیف کے عالم میں فرماتے جیسے کہ جناب ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ کے اس جذبۂ صادقہ کا اظہار اس فقرہ سے ہو رہا ہے "کہ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں مبارک کی چمک اور درخشندگی اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے" ایسے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تصورِ مبارک سے اسی طرح ان کا قلب و دماغ منور و معطر ہو رہا ہے، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک یا حبیب اللہ۔

Marfat.com

حدیث ۱۰/۹۲ حدثنا علی۱ بن خشرم حدثنا عیسیٰ۲ بن یونس عن اسرائیل۳ عن ابی اسحٰق۴ عن البراء۵ بن عازب قال مارایت احدًا من الناس احسن فی حلۃ حمراء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کانت جمتہ لتضرب قریبا من منکبیہ۔

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انسانوں میں سے کسی ایک کو بھی سُرخ جوڑے میں ملبوس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا' آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلف مبارک کندھوں کے قریب تھیں (یعنی کندھوں کو چومتی تھیں۔

تشریح اس حدیث مبارک کی تشریح اور حل لغات حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھئے گا۔

حدیث ۱۱/۹۳ حدثنا محمد بن۱ بشار حدثنا عبد الرحمٰن۲ بن مھدی انبانا عبید اللہ۳ بن ایاد عن ابیہ۴ عن ابی رمثۃ۵ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہ بردان اخضران۔

ترجمہ ابی رمثہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔

حل لغات
بُردَان۔ دو چادریں۔
اَخضَران۔ سبز رنگ کی

تشریح تشریح حدیث ۵/۹۳ اسی باب میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

---

۱ اسماء الرجال حدیث ۱۱/۹۳ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ حدیث ۲
۳ عبید اللہ بن ایاد۔ سرائے ابرزاز کے باقی افسر تھے انہوں نے اس کے تعزیہ کی کہ لیکن ابن ماجہ نے اس کی بیان نہیں کیا۔
۴ ابیہ یعنی ایاد۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۵ ابی رمثہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱۲/۶۴ حدثنا عبد[1] بن حمید حدثنا عفان[2] بن مسلم قال انبانا عبد[3] اللہ بن حسان العنبری عن جدتیہ دحیبۃ[4] وعلیبۃ[5] عن قیلۃ[6] بنت مخرمۃ قالت رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعَلَیْہِ اَسْمَالُ مُلَیَّتَیْنِ کَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ وَقَدْ نَفَضَتْہُ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ طَوِیْلَۃٌ۔

ترجمہ قیلہ بنت مخرمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو پرانی چادریں جن میں زعفران لگائی گئی تھی اور زعفران کو جھاڑ چکی تھیں زیب تن کئے ہوئے تھے اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

حل لغات اِسْمَالٌ۔ سَمَلٌ کی جمع ہے، سَمَالٌ اور سُمُوْلٌ بھی اس کی جمع آتی ہے جس کے معنی کہنہ یا بوسیدہ کپڑا ہے کہا جاتا ہے کہ سَمَلُ الثَّوْب۔ یا ثَوْبٌ سَمِیْلٌ کپڑا پرانا ہوگیا یا پرانا کپڑا۔ مُلَیَّتَیْن یہ تثنیہ ہے واحد مُلَیَّتہ ہے جو کہ تصغیر ہے اس کے معنی دو چادریں ہیں، صاحب مہذب فرماتے ہیں۔ مَلَاءَۃ چادر کے معنی میں ہے اور اسمال مافوق الواحد ہے اور اضافۃ بیانیہ ہے یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسمال تھیں کہ وہ دو چادریں ہوتی ہیں۔ قَدْ نَفَضَ ہٹ گیا تھا، دُور ہوگیا تھا اثر زائل ہوگیا تھا، جھاڑ چکا تھا۔

تشریح ایک حدیث شریف میں ہے کہ "نَھٰی عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ" آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو زعفرانی رنگ سے منع فرمایا" یعنی ہاتھ، پاؤں یا کپڑے زعفران سے رنگنا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو زعفران پر قیاس کرکے مردوں کیلئے حرام قرار دیا، امام بغوی فرماتے ہیں "نھی عن التزعفر للرجال" سے مُراد یہ ہے کہ مَردوں کو بہت زیادہ زعفران استعمال کرنے سے منع کیا اس لئے کہ تھوڑے زعفران کے استعمال کی رخصت عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث سے نکلتی ہے (لغات الحدیث کتاب تر ص۱۹)

اس حدیث کی توفیق میں حضرت استاذ گرامی محدث جلیل حافظ گل فقیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ حدیث مندرجہ بالا اور متن کی حدیث میں علماء کرام نے یوں تطبیق کی ہے کہ اس حدیث میں زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے کی مخالفت آئی ہے، اور متن حدیث میں اس طرف رہنمائی کردی ہے کہ زعفران کا اثر باقی نہیں رہا تھا لہٰذا دونوں احادیث میں اختلاف نہیں بلکہ توفیق ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲/۶۴

۱ عبد بن حمید، یکھو حدیث ۲

باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ عفان بن مسلم، انبا بھا ثقہ ہے خرج لہ الستۃ، ۲۲۰ھ میں انتقال کیا۔

۳ عبداللہ بن حسان العنبری، ثقہ ہے اور تبع تابعین سے ہے اور روایت کرتا ہے اور روایت کرتا ہے اس سے روایت کرتا ہے اشرس ثقہ وفی قال فی الکاشف ثقۃ وفی التقریب مقبول من السابعۃ بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد نے اپنی صحیح میں ان سے تخریج کی ہے۔

۴ دحیبۃ، العنبری ہے متبوعۃ من الثالثۃ ابوداؤد نے اپنی صحیح اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اس سے تخریج کی ہے۔ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ مذکر و مؤنث ہر دو صیغہ ہر دو خواہر بودند و ہر دو عبدہ حقیقی او اند کہ مادری بچہ پیری و علیبہ مادر آنہا است پس علیبہ عبدہ عبداللہ است بواسطہ حبیبہ و عبداللہ سماع حدیث ازاں ہر دو کردہ اند چنانچہ از شرح علامہ ظاہری شود و روی بحث است واللہ اعلم

۵ علیبۃ بنت مخرمۃ، صحابیہ ہے

Marfat.com

پُرانی چادریں زیب تن فرمانا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع کی کیفیت پر دلالت کر رہا ہے، اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقراء اور درویش حضور فخرِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سُنّتِ مبارکہ کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

ارشاد ہے اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے" شارحین فرماتے ہیں کہ تقریباً دو صفحات پر یہ قصہ پھیلا ہوا ہے مگر مختصر طور پر یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا" السلام علیک ورحمت اللہ یارسول اللہ " آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا " علیک السلام ورحمۃ اللہ " اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو پُرانی چادریں جن میں زعفران لگی ہوئی تھی اور اس کا اثر زائل ہو چکا تھا زیب تن فرمائے ہوئے تھے اور دست مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاؤں پر تشریف فرما تھے یعنی دونوں رانوں کو پنڈلیوں سے ملایا ہوا تھا (یہ بیٹھنے کا فقیرانہ انداز ہے) جناب قیلہ فرماتی ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیئت میں ایسا رعب اور جلال تھا کہ مجھ پر ہیبت اور خوف طاری ہو گیا۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نظرِ رحمت سے دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا " تجھ پر سکینت یعنی آرام ہو" پس سید الکونین کے اس ارشاد اور توجہ کاملہ کی بدولت فوراً میری کیفیت بدل گئی اور مجھ پر سے خوف جاتا رہا۔ استاذ گرامی منزلت حضرت علامہ مولانا مولوی الحافظ گل فقیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا چونکہ متن حدیث کے ساتھ اس واقعہ کا تعلق نہیں تھا اس لئے صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو بیان کرنا ترک کر دیا ہو گا۔

حدیث ۱۳/۶۵ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا بشر بن المفضل عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم بالبیاض من الثیاب لیلبسہا احیاؤکم وکفنوا فیہا موتاکم فانہا من خیار ثیابکم .

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاہیئے کہ تم سفید لباس پہنو، تمہارے زندہ لوگ سفید کپڑے پہنیں اور اپنے مُردوں کو سفید کپڑے کا ہی کفن دو، کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہترین (عمدہ) کپڑا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حل لغات

خِیَار ۔ عمدہ ، بہترین ، موزون ،

تشریح ارشاد ہے "چاہیئے کہ تم سفید لباس پہنو" "عَلَیْکُمْ" اسم فعل ہے جس کے معنی "الزموا" کے ہیں، یعنی "چاہیئے" لازم کرلو" "اختیار کرو" حضرت علامہ مُلا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں "ای خذوا معشر الامۃ" اے گروہ امت خوب اس پر عمل کرو۔" ارشاد ہے "تمہارے زندہ لوگ سفید کپڑے پہنیں" حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس حدیث شریف میں سفید کپڑوں کے پہننے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ نیز حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے "قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض" فرمایا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سفید کپڑے زیب تن فرمائے تھے" صلحاءِ اُمت اور علماءِ کرام کے نزدیک بالکل سفید کپڑے پہن کر جمعہ کے دن مساجد میں آنا اور ان مجالس میں حاضر ہونا جن میں ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے یعنی قرات قرآن اور ذکرِ الٰہی وغیرہ بہت بہتر ہے۔ عید کے دن اعلیٰ اور قیمتی لباس پہننا اگرچہ وہ سفید نہ بھی ہو انسب ہے۔

حدیث ۱۴/۶۶ حدثنا محمدُ بن بشار انباءنا عبدُ الرحمٰن بن مہدی حدثنا سفیٰن عن حبیبٍ بن ابی ثابت عن میمونٍ بن ابی شبیب عن سمرۃ بن جندب قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِلْبَسُوا الْبَیَاضَ فَاِنَّھَا اَطْھَرُ وَاَطْیَبُ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتٰکُمْ ۔

ترجمہ سمرۃ بن جندب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سیدالکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ ستھرے اور پاک رہتے ہیں اور اسی سے اپنے مُردوں کو کفن پہنایا کرو۔

حل لغات اَطْھَر ۔ بہت ستھرا ۔
اَطْیَبُ ۔ بہت پاک ، صاف ، نفیس ۔

تشریح ارشاد ہے "کیونکہ یہ زیادہ صاف ستھرے اور پاک رہتے ہیں" جس قدر بھی دوسرے رنگ کے کپڑے ہیں

Marfat.com

ان میں سفید رنگ صاف، ستھرا اور عمدہ ہوتا ہے، نیز بنسبت دوسرے رنگدار کپڑوں کے اگر سفید کپڑے پر داغ یا دھبہ لگ جائے تو وہ بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ سفید کپڑوں کے اِستعمال میں تکبر اور غرور طبیعت میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ تواضع اور کسرِ نفسی کا اظہار ہو جاتا ہے۔

حدیث ۱۵/۶۷ حدثنا احمدؒ بن منیع انبانا یحییٰؒ بن زکریا بن ابی زائدۃ حدثنا ابیؒ عن مصعبؒ بن شیبۃ عن صفیۃؒ بنت شیبۃ عن عائشۃؓ قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات غداۃٍ وعلیہ مرطٌ من شعرٍ اسود۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سیّد عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں والی کملی اوڑھے ہوئے تھے۔

حل لغات ذات غداۃٍ۔ صبح کے وقت۔ مرطٌ۔ کملی بالوں کی یا ریشم کی۔
شعرٍ اسود۔ سیاہ بال۔

تشریح ارشاد ہے "اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں والی کملی اوڑھے ہوئے تھے" مرط یا تو خز یا صوف یا کتان یا سیاہ بالوں سے بنائی جاتی ہے، یہ طویل اور کھلی ہوتی ہے۔ اس حدیث اور دوسری احادیث مبارکہ سے بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کملی اوڑھنا ثابت ہے۔ اسی لئے اکثر فقراء اسلام سیاہ کملی اوڑھ کر اپنے پیارے حبیب لبیب رسول کریم، سید الفقراء والغرباء والمساکین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّتِ مطہرہ کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک شاعر نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

؎ شہنشاہِ عالم کا بستر تو دیکھو
چٹائی کھجوروں کی کالی کملی

حدیث ۱۶/۶۸ حدثنا یوسفؒ بن عیسیٰ حدثنا وکیعؒ حدثنا یونسؒ بن ابی اسحٰق عن ابیہؒ عن الشعبیؒ عن عروۃؒ بن المغیرۃ بن شعبۃ عن ابیہؓ انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبس جبّۃً رومیّۃً ضیّقۃَ الکمّین۔

اسماء الرجال ویڈیو ۱۵ عمران بن منیع، دیکھو ویڈیو ۲۰ باب ماجاء فی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدۃ، ابو السائب الکوفی ہے۔ کبار تبع تابعین اور ثقہ میں سے ہے، ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔
۳ ابی یحییٰ زکریا صدوق ہے حافظہ میں کچھ ہے، امام احمد نے توثیق بیان کی۔ ابوحاتم نے کہا لین ہے ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔
۴ مصعب بن شیبۃ، ابو خزرۃ الجوزی الی ہے قال ابوحاتم لا یحتج بہ مسلم والدارقطنی لین واحمد لہ مناکیر وابوداؤد ضعیف۔
۵ صفیہ بنت شیبۃ، ان سے ایک ہی حدیث روایت ہے، صغار الصحابیات ہے۔
۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو ویڈیو ۲۲ باب ماجاء فی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ پہنا ہوا تھا، جس کی آستین تنگ تھیں۔

حل لغات جُبَّة۔ چُغہ ۔ ضَيِّقَة ۔تنگ ۔
الكُمَّيْن ۔ آستین ، اس کا واحد کُمّ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "رومی جبہ پہنا" شارحین نے لکھا ہے کہ یہ رومی جبہ پہننا سفر میں تھا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ سفر غزوۂ تبوک کا تھا، اور رومی اس لئے کہا کہ یہ جُبہ مُلک روم کا بنا ہوا تھا اور اکثر روایات میں جیسا کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "یہ (جُبہ) شامی تھا" یعنی شام کا بنا ہوا تھا۔ حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ولا تناقض لان الشام كانت يومئذ مساكن الروم"

"اس میں کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ شام ان ایام میں روم کا علاقہ تھا"

علمائے کرام فرماتے ہیں :۔

وهذا يدل على ان الاصل فى الثياب الطهارة وان كانت من نسج الكفار لانه صلى الله عليه وآله وسلم لم يمتنع من لبسها الخ (المواہب علامہ البیجوری ص۵۶)

یہ حدیث شریف اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ کپڑا فی الحقیقت پاک ہوتا ہے، اگرچہ کفار نے ہی کیوں نہ بنایا ہو اس لئے کہ سید الکونین عالم ماکان ومایکون حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پہننے سے منع نہیں فرمایا" الخ

حضرت علامہ فقیہہ اجل ملا علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۳ پر بحوالہ میرک تحریر فرماتے ہیں :۔

"ومن فوائد الحديث الانتفاع بثياب الكفار حتى يتحقق نجاستها لانه صلى الله عليه وآله وسلم لبس الجبة الرومية"

یعنی حدیث شریف کے فوائد سے ہے کہ جب تک نجاست ثابت نہ ہو جائے کفار کے بُنے ہوئے کپڑوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روم کا بنا ہوا جُبہ پہنا"

ارشاد ہے "جس کی آستین تنگ تھیں" چونکہ آستین مُبارک تنگ تھیں لہذا بازوؤں کو وضو کرنے کے وقت آستین سے نکالنے میں دشواری

Marfat.com

پیش آتی' اور یہ کیفیت سفر میں تھی۔ المواہب میں الشیخ علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

"ویوخذ منہ کما قالہ العلماء ان ضیق الکمین مستحب فی السفر لا فی الحضر والا فکانت اکمام الصحب بطحاء ای واسعۃ"

"اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ سفر میں تو تنگ آستین کا استعمال مستحب ہے مگر حضر میں نہیں' اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آستین تو کشادہ ہوا کرتی تھیں۔"

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَیْشِ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مُبارک بسر کرنے کا ذِکر ہے۔

(اِس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات عَیْش۔ قاموس میں ہے کہ عیش عبارت ہے حیات اور طعام سے' اس کے معنی عمدہ طریق سے رہنا' زندگی بسر کرنا' ایک خاص طریقہ پر زندگی گذارنا' اس کا مصدر عَیْشٌ ، مَعَاشًا اور مَعِیْشًا آتا ہے۔

تشریح صاحب شمائل شریف (یعنی اس کتاب) نے اس عنوان کے تحت دوبار یہ باب باندھا ہے۔ ایک تو اِس مقام پر اور دوسری جگہ "باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے بعد ذِکر کیا ہے' اُس باب میں نو احادیث بیان فرمائی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غذا تناول فرمانے کا بیان ہے اور اِس مقام پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی گذارنے کا مختصر سا تذکرہ ہے جو کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریاضت اور فقر اختیاری پر مشتمل ہے۔ نیز اس باب میں دو احادیث کا ذکر ہے۔

Marfat.com

حدیث ۱/۶۹ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا حمادٌ بن زید عن ایوبؑ عن محمدؒ بن سیرین قال کنا عند ابی ھریرۃؓ وعلیہ ثوبان ممشقان من کتان فیتمخط فی احدھما فقال بخ بخ یتمخط ابو ھریرۃ فی الکتان لقد رایتنی وانی لاخر فیما بین منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحجرۃ عائشۃ مغشیا علیّ فیجیئ الجائی فیضع رجلہ علی عنقی یری ان بی جنونا وما بی جنون وما ھو الا الجوع

ترجمہ محمد بن سیرین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان پر دو گیروے رنگ کے پھولدار کپڑے تھے، یہ دونوں کپڑے کتان یعنی سلکی تھے۔ انہوں نے ان دونوں کپڑوں میں سے ایک کے ساتھ اپنے ناک کو صاف کیا۔ پس فرمایا زہے زہے ابوہریرہ آج کتان کے کپڑے سے ناک صاف کر رہا ہے۔ البتہ قسم ہے کہ مجھ پر ایسی حالت گذری ہے کہ میں منبرِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور (ام المومنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ (مبارکہ) کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا تھا پس جب گذرنے والا مجھ پر گذرتا تو یہ سمجھ کر کہ میں مجنون ہوں میری گردن پاؤں سے دباتا حالانکہ مجھے کسی قسم کا جنون نہ تھا، بلکہ میری یہ کیفیت تو انتہائی بھوک کی وجہ سے ہوگئی تھی۔

حل لغات ثوبان۔ کپڑے، تثنیہ ہے اس کی جمع ثیاب اور واحد ثوب ہے۔ ممشقان۔ سُرخ پھول والے۔ مادہ مشق ہے جس کے معنی گل سُرخ کے ہیں۔ باب تفعیل سے مفعول ہے۔ منقش بھی اس کے معنی آتے ہیں۔ کتان۔ سلکی کپڑا۔ السی کا پودا۔ الکتان، سبز کاہی۔ تمخط۔ ناک جھاڑنا، ناک صاف کرنا۔ بخ بخ۔ زہے زہے، یہ جملہ فرحیہ ہے۔ لقد۔ لام قسمیہ ہے یعنی اللہ جل جلالہٗ کی قسم ہے۔ اُخِرُّ۔ صیغہ واحد متکلم ہے، میں گرا پڑا تھا۔ اس کا مصدر خَرًّا ہے خَرور بھی آتا ہے۔ جُنُون پاگل پن، اندرونی تکلیف، اس کے معنی مرگی کے بھی آتے ہیں۔

تشریح مندرجہ بالا حدیث میں جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس عسرت اور تنگی رزق کے زمانہ کا تذکرہ کیا ہے اور پھر اپنے اس فراخی رزق اور آسودگی کا ذکر کیا کہ مجھ پر بھوک کی شدت کی وجہ سے بے ہوشی اور بے حسی کی کیفیت طاری ہو جاتی اور مجھ پر گذرنے والے یوں سمجھتے کہ گویا مجھے مرگی کا مرض لاحق ہو گیا ہے اور اب آسودگی اور فراخی کا یہ حال ہے کہ کتان کے قیمتی کپڑوں سے میں ناک صاف کرتا ہوں۔ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا کہ "میں منبر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور (ام المومنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ (مبارکہ) کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا تھا" شارحین نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی آمد و رفت اسی مقام پر تھی اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کمال درجے کی رحمت اور شفقت فرماتے تھے لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ حضور مومنوں پر رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارکہ اور منبر شریف کے درمیان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں بھوکا پڑا ہوا دیکھتے، مگر واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود بنفس نفیس زندگی مبارک اسی طرح عسرت کی تھی۔ اگر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فراخی ہوتی تو کبھی بھی جناب ابوہریرہ کو اس حالت میں نہ رہنے دیتے۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"وانما ذکر ھذا الحدیث فی باب عیشہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانہ دل علی ضیق عیشہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بواسطۃ ان کمال کرمہ ورافتہ یوجب انہ لو کان عندہ شیئ لما ترک ابا ھریرۃ جائعا حتی وصل بہ الحال الی سقوطہ من شدۃ الجوع" (المواہب اللدنیہ ص ۵۸)

جناب شارح شمائل قاضی محمد عاقل بن شیخ محمد خاکی صاحب شرح حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں :-

"تعلق ایں حدیث بعنوان باب آنست کہ افتادن ابوہریرہ از سبب گرسنگی پیش در خانہ حضرت و پیش منبر دائما آمد و رفت حضرت در انجا بود، دلالت دارد بر ضیق و تنگی معاش حضرت، زیرا کہ مقتضی کمال کرم و شفقت او بر صحابہ آں بود کہ اگر آں سرور را وسعت معاش بودے ابوہریرہ را بایں حال نگذاشتے البتہ بروئے انفاق و ایثار می کردے"

حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :-

"وقد جمع اللہ لحبیبہ بین مقام الفقیر الصابر والغنی الشاکر علی اتم الوجوہ فکان سید الفقراء الصابرین و الاغنیاء الشاکرین."

اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مقام رفیع انتہائی کمال وجوہ کے ساتھ عطا فرمایا تھا جو کہ ایک صبر کرنے والے فقیر اور شکر ادا کرنے والے غنی کو نصیب ہوتا ہے اسی لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الفقراء الصابرین اور سید الاغنیاء الشاکرین تھے۔

نیز فرمایا :-

Marfat.com

"فحصل له من الصبر على لفقر مالم يحصل لاحد سواه ومن الشكر على الغنى مالم يقدر عليه غيره" الخ

"اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مقام حاصل ہوگیا جو حالت فقر میں صبر کرتے ہوئے دوسرا کوئی بھی حاصل نہ کر سکا اور حالت غنا میں شکر ادا کرنے والے کی حیثیت سے سوائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی دوسرا قدرت نہ پا سکا۔"

ارشاد ہے۔ بخ بخ یعنی زہے زہے۔ یہ جملہ فرح اور خوشحالی کے وقت کہا جاتا ہے اور تکرار 'نشاط یعنی خوشی کے لئے ہے۔ اس میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے 'یعنی واہ واہ' سبحان اللہ!

ارشاد ہے "میری گردن پاؤں سے دباتا" عرب میں یہ بات کہی جاتی کہ جب کسی مرگی والے کو مرگی کا دورہ پڑتا تو اس کی گردن کے اعصاب کو زور زور سے دباتے تو اسے آرام آجاتا' چنانچہ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

حدیث ۲ حدثنا قتيبة[1] حدثنا جعفر[2] بن سليمان الضبعي عن مالك[3] بن دينار قال ما شبع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من خبز قط ولا لحم إلا على ضفف قال مالك سألت رجلا من أهل البادية ما الضفف فقال أن يتناول مع الناس۔

ترجمہ مالک بن دینار سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ہرگز) روٹی اور نہ ہی گوشت شکم سیر ہو کر اکیلے (نہیں) کھایا مگر لوگوں کے ساتھ' مالک نے کہا کہ میں نے ایک دیہاتی سے ضفف کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کے ساتھ مل کر تناول کرنا۔

حل لغات شبع۔ سیر ہونا' پیٹ بھر کر کھانا۔ قط۔ ہرگز۔ خبز۔ روٹی۔ ضفف۔ لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا۔ بعض نے کہا ضفف یہ ہے کھانا کھانے والوں کے برابر ہو۔

تشریح اس حدیث میں صحابی کا ذکر نہیں ہے اور مالک بن دینار تابعی ہے جو کہ روایت کر رہا ہے لہذا یہ حدیث "مرسل" ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ جہاں پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ بھر کر کھانے کا ذکر ہے اس سے مراد اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو تہائی پیٹ بھر کر کھانا تناول فرماتے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری

اسماء الرجال
۱ قتیبہ۔ یہ بھی بیشتر واسطوں سے امام بخاری اور امام مسلم کے شیخ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ جعفر بن سلیمان الضبعی۔ ضبعی قبیلہ کی طرف نسبت ہے۔ بعض نسخوں میں ضبعی بھی آیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ الباری ان کے بارے میں فرماتے ہیں جعفر صدوق زاہد لکنہ یتشیع۔ اگرچہ جعفر صدوق زاہد ہے لیکن شیعہ ہونے کی نسبت رکھتا ہے۔ امام احمد نے فرمایا کہ وہ عباد میں سے تھا۔
۳ مالک بن دینار۔ بصرہ کے علماء اور زہاد میں سے ایک تھا۔ نسائی اور ابن حبان نے توثیق فرمایا ہے۔ اثر اربعہ سے تخریج کی ہے اور بخاری نے ادب میں تخریج کی اور یہ تابعین سے ہیں۔ راوی مجہول متوسط ہے اس لئے یہ حدیث مرسل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تحریر فرماتے ہیں :۔

"المراد بالشبع لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکلہ ملئ ثلثی بطنہ فانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یاکل ملئ البطن قط "

حضرت محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں :۔

"حاصل آنست کہ طعام تنہا نمی خورد بلکہ با مردم می خورد "

یعنی اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کھانا تناول نہیں فرماتے تھے بلکہ تمام حضرات کے ساتھ کھانا نوش فرماتے ۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَیْشِ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا ۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خُفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے موزہ کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات خُفّ کے معروف معنی وھو ما یستر الرجل الی الکعبین یعنی ٹخنوں سمیت پاؤں کو ڈھانپنا ہیں اور اس کی جمع خفاف آتی ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سراپا نور، شفیع الامم، رحمۃ اللعالمین، احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا و مولینا و ملجانا و ماوینا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے موزے پہننا، موزہ پہننے کے بعد ان پر مسح کرنا اور پہننے سے پہلے ان کو جھاڑنے کا بیان ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معجزات کے ذکر میں طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک دن حاجت کیلئے جنگل تشریف لے گئے اور وضو کیا۔

ولبس خفہ فجاء طائر اخضر فاخذ الخف الآخر فارتفع بہ ثم القاہ فخرج منہ اسود سالخ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ھذہ کرامۃ اکرمنی اللہ بھا اللھم انی اعوذبک من شر من یمشی علیٰ بطنہ ومن شر علیٰ

اور وضو کرنے کے بعد ایک موزہ پہنا، اسی اثنا میں ایک سبز پرندہ آیا اور دوسرے موزے کو اٹھا کر بلند کیا اور الٹ دیا تو اس سے ایک سیاہ سانپ نکلا، پس سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اس سے نوازا ہے، اے اللہ جل جلالہ،

marfat.com

Marfat.com

رجليه ومن شر من يمشي على اربع۔

میں اس کاٹنے والے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو پیٹ کے بل چلتا ہے اور اس کے شر سے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور اس کے شر سے بھی جو چار پاؤں پر چلتا ہے۔

ایک دوسری روایت ہے جس میں ابی امامہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے موزے منگوائے، ان میں سے ایک پہنا، اسی اثنا میں ایک کوا آیا دوسرا موزہ اُٹھا کر لے گیا اور پھر اسے اُلٹ دیا تو اس میں سے سانپ نکلا۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیئے کہ جب تک دونوں موزوں کو جھاڑ نہ لے نہ پہنے۔

حدیث ۱/۱۷ حدثنا هناد[۱] بن السری حدثنا وکیع[۲] عن دلهم[۳] بن صالح عن حجیر[۴] بن عبدالله عن ابن بریدة[۵] عن ابیه[۶] اَنَّ النَّجَاشِیَّ اَهْدٰی لِلنَّبِیِّ صلی الله علیه والہ وسلم خُفَّیْنِ اَسْوَدَیْنِ سَاذَجَیْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَیْهِمَا۔

ترجمہ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نجاشی نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں تحفۃً دو موزے سیاہ رنگ کے بھیجے تھے جو کہ صرف سیاہ رنگ کے ہی تھے۔ پھر ان دونوں کو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پہن کر وضو فرمایا اور ان پر مسح کیا۔

حل لغات سَاذَجَیْنِ۔ بالکل سادہ سیاہ رنگ کے، یہ تثنیہ ہے اس کا واحد سَاذَج آتا ہے جس کے معنی "بغیر نقش ونگار" "سادہ" "ایک ہی رنگ والا" کے ہیں۔ علامہ البجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "ولم اجدها فی کتب اللغة ولا رایت المصنفین فی غریب الحدیث ذکروها"

تشریح "نجاشی" ان دنوں حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی، فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، روم کے بادشاہ کو قیصر، مصر کے بادشاہ کو عزیز، ترک کے بادشاہ کو خاقان، یمن کے بادشاہ کو تبع کہتے تھے۔ نجاشی کا نام اصحمۃ تھا۔ جن بادشاہوں کو حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بذریعہ خطوط اسلام کی دعوت دی تھی یہ بھی ان میں سے ایک تھے، ان کی طرف عمرو بن امیۃ الضمری مکتوب مبارک لے کر گئے تھے۔ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی مصری اپنی تالیف الاتحافات الربانیہ بشرح الشمائل المحمدیہ کے ص۱۱۹

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۷

۱ هناد بن السری، دیکھو باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۲

۲ وکیع، دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

۳ دلہم بن صالح، جعفر کے وزن پر ہے ابوداؤد نے کہا لا باس بہ ابن معین نے کہا کہ ضعیف ہے شعبی وغیرہ سے روایت کرتا ہے، خزرج

۴ حجیر

۵ ابن بریدہ، دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

۶ اخرجہ حدیثہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ (جمع الوسائل لملا علی قاری)

Marfat.com

پر تحریر فرماتے ہیں :۔

فاسلم سنة ست على قول الاكثر ومات سنة تسع من الهجرة على ما صرح به العسقلانی "

یعنی اکثر علماء کے ارشادات کے مطابق نجاشی سنہ ۶ھ میں مسلمان ہوا اور سنہ ۹ھ میں فوت ہوا جیسا کہ علامہ عسقلانی نے تصریح کی ہے۔

حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد الیجوری المتوفی سنہ ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ ص۵۹ پر رقمطراز ہیں :۔

"ولما مات اخبرهم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموته یوم موته وخرج بهم وصلی علیه وصلوا معه "

یعنی "اور جس دن نجاشی فوت ہوئے تو حضور سراپا نور مخبرِ صادق عالمِ ماکان ومایکون حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی دن اس کی موت کی صحابہ کرام کو خبر دی اور مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاکر صحابہ کرام کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی "

یہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبِ علم غیب ہونے کا عظیم معجزہ ہے۔ ذٰلك فضل اللہ یوتیه من یشاء۔

علماء احناف کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ پڑھنی اور پڑھانا حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے اور کسی کے لئے بھی جائز نہیں جیسا کہ کتب فقہ حنفی میں مذکور ہے۔ نجاشی نے یہ موزے ہدیۃً بھیجے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از روئے تالیف قلب وتلطف فی المعاملہ کے قبول فرمائے۔

ارشاد ہے" پھر ان دونوں کو پہن کر وضو فرمایا اور ان پر مسح کیا" موزوں پر مسح کے متعلق تقریباً تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی احادیث وارد ہیں' ائمہ اربعہ کے نزدیک موزوں پر مسح جائز ہے۔ امام ہمام امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو مسح خفین علامت اہل سنت میں داخل ہے، فرماتے ہیں" ومنسح علی الخفین فی السفر والحضر" اور ہم تو موزوں پر سفر وحضر میں مسح کرتے ہیں' مقیم کے لئے مسح کی مدت حدث کے وقت سے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کو تین دن اور تین رات' یعنی اگر ایک شخص نے ظہر کو وضو کر کے موزے پہنے' اس کے بعد اس کو عصر کے وقت حدث ہوا تو اب مدتِ مسح عصر کے وقت سے لی جائے گی۔ جو چیز وضو کو توڑنے کا باعث ہے وہی مسح کو بھی توڑتی ہے' نیز موزے سے ایک پیر کا نکال لینا بھی مسح کو توڑ دیتا ہے۔ ہاتھ کی تین انگلی کے برابر موزے پر مسح کرنا فرض ہے اس سے زیادہ فرض نہیں' مسح میں نیت وغیرہ نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اگر موزہ چھوٹی تین اُنگلی کے برابر پھٹ جائے اور چلتے وقت یہ تین انگلیاں موزہ سے باہر نکل آئیں تو مسح جائز نہیں، سوت وغیرہ کی جراب پر مسح جائز نہیں۔

حدیث ۲/۷۲ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید حدثنا یحییٰ[۲] بن زکریا بن ابی زائدہ عن الحسن[۳] بن عیاش عن ابی اسحٰق[۴] عن الشعبی[۵] قال قال المغیرۃ[۶] بن شعبۃ اَھدیٰ دِحیۃُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خُفَّیْنِ فَلَبِسَھُمَا وَقَالَ اِسْرَائِیْلُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ وَجُبَّۃً فَلَبِسَھُمَا حَتّٰی تَخَرَّقَا لَایَدْرِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَذَکِیٌّ ھُمَا اَمْ لَا قال ابوعیسیٰ ھٰذا ھو ابو اسحٰق الشیبانی واسمہ سلیمان۔

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ دحیہ (کلبی) نے سید دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں دو موزے تحفۃً پیش کئے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں کو پہنا، نیز اسرائیل جابر سے اور جابر عامر سے روایت کرتے ہیں کہ موزوں کے علاوہ جُبّہ بھی تھا۔ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو پہنا، یہانتک کہ وہ دونوں پھٹ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دونوں موزے مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح کے، ابوعیسےٰ نے کہا کہ یہ ابواسحٰق شیبانی ہے اور اس کا نام سلیمان ہے۔

حل لغات تَخَرَّقَا۔ وہ دونوں موزے پھٹ گئے۔ خَرَّقَ مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانا کے ہیں۔

تشریح جناب دحیہ کلبی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مشہور ومعروف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک معروف بزرگ صحابی ہیں، آپ بنی کلب سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاریخ اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جناب دحیہ کلبی کو اللہ تعالیٰ نے بہت حسن وجمال عطا فرمایا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بسا اوقات انہی کی شکل میں حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے، سوائے غزوۂ بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، ارشاد ہے "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دونوں موزے مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح کے" علماء احناف کے نزدیک دباغت کے بعد مذبوح یا غیر مذبوح جانور کی کھال کا استعمال جائز ہو جاتا

---

۱ قتیبۃ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۲ یحییٰ بن زکریا۔ دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۳ الحسن بن عیاش الاسدی الکوفی ہے۔ ابن معین نے ثقہ کہا ہے۔ مسدد اس سے تخریج کرتے ہیں۔ الحافظ زین العراقی فرماتے ہیں شریک حسن بن عیاش کے نزدیک حسن کے اور کسی سوائے اس ایک حدیث کے اور کوئی حدیث نہیں ہے ولیس للحسن بن عیاش عند المؤلف الا ھذا الحدیث الواحد۔ الاجوبۃ الحدیثیۃ از علامہ البیجوری

۴ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۱۶ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۵ الشعبی۔ دیکھو حدیث ۱۶ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

۶ المغیرۃ بن شعبہ۔ دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۶

Marfat.com

ہے' یہ مسئلہ کافی احادیث سے ثابت ہے۔ ان میں سے ایک یہ روایت ہے۔ ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس سے اور انہوں نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک آزاد کردہ لونڈی کو کسی نے بکری صدقہ میں دی' وہ بکری مرگئی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر گذرے تو ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کو کیوں دباغت نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول علیک الصلوٰۃ والسلام وہ مُردہ ہے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا تو کھانا حرام کیا گیا ہے نہ کہ کھال کا دباغت کرنا (نورالہدایہ شرح وقایہ ص۴۸)

صاحبِ ترمذی ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ "ابواسحاق الشیبانی ہے اور اس کا نام سلیمان ہے" یعنی یہ صاحب ابواسحاق السبیعی نہیں ہیں۔

بَاب مَاجَآءَ فِیْ نُعْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُورا ہوگیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَاب مَا جَآءَ فِیْ نَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاپوش مبارک کے ذکر میں ہے ۔

(اس باب میں گیارہ احادیث ہیں)

حل لغات نَعْل۔ جوتا، کفش، پاپوش۔ ماوقیت بہ القدم عن الارض، وہ چیز جس سے قدم کو زمین پر لگنے سے بچایا جائے۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، احمد مجتبیٰ جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پاپوش مبارک کا ذکر ہے کہ وہ نیچ سے باریک اور پتلی ایڑی دار، اور زبان کی شکل کی طرح تھی۔ داہنی جانب سے جوتا مبارک پہنتے، دونوں جوتے پہنتے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آنحضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جوتے مبارک محفوظ تھے جن کی زیارت صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور دیگر اصحاب کرتے۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک خاص قسم کا جوتا بھی پہنا جسے تاسومہ کہا جاتا تھا۔"

Marfat.com

حدیث ۱۳ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابوداؤد حدثنا ہمام عن قتادۃ قلت لِاَنَسِ بنِ مَالِکٍ کَیْفَ کَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لَہُمَا قِبَالَانِ.

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاپوش مبارک کیسے تھا' تو انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک کفش مبارک میں دو تسمے تھے۔

حل لغات نَعْلٌ۔ جوتا دینا۔ جانور کے پاؤں کو نعل لگانا۔ نَعْلٌ۔ جوتا۔ اِلقِبَال۔ تسمہ، جب نعل کے ساتھ آئے تو جوتے کا تسمہ مراد ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اَقْبَلَ نَعْلَہٗ یا قَابَلَ نَعْلَہٗ 'اپنی جوتی میں تسمہ لگایا۔

تشریح اس فقرہ سے کہ "حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاپوش مبارک کیسے تھے" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا نبی کریم' رسول عظیم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت فرمان برداری' محبت اور عشق کا کتنا پیارا والہانہ جذبہ کارفرما نظر آرہا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے کسی بھی چلن میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے' دنیا اور آخرت کی کامیابی اور سرخروئی کا راز اسی میں مضمر سمجھتے تھے اور اسی ایک بات پر یقین کامل رکھتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے نیچے اور انہی مقدس جوتوں کے صدقہ ہی میں نجات اور بخشش ہے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ آمین بحرمت وبجاہ نبی رؤف رحیم' "ہر ایک کفش مبارک" کا ترجمہ شیخ المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق کیا گیا ہے' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں "ان نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان لھا قبالان بالافراد" یعنی یہ کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک پاپوش مبارک کے دو تسمے تھے (جمع الوسائل ص۱۲۹)

ارشاد ہے "ہر کفش مبارک میں دو تسمے تھے" یعنی ایک تسمہ انگوٹھ اور اس کے ساتھ والی انگلی میں تھا اور دوسرا تسمہ درمیان کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں ہوتا تھا۔ حضرت علامہ البجوری المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں "وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع احد القبالین بین الابہام والتی تلیھا والاخر بین الوسطی والتی تلیھا"

اسماء الرجال صفحہ ۱۲۱
۱ محمد بن بشار دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۲
۲ ابوداؤد دیکھو حدیث ۴
باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۲
۳ ہمام دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۲
۴ قتادہ دیکھو حدیث ۲۹
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۲
۵ انس بن مالک دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۲

Marfat.com

حدیث ۲/۴۷ حدثنا ابوکریب محمد[1] بن العلاء حدثنا وکیع[2] عن سفیان[3] عن خالد[4] الحذاء عن عبد[5] اللہ بن الحارث عن ابن[6] عباس قال کان لِنَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبالان مُثْنیً شِرَاکُھُمَا۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کفش مبارک کے وہ تسمے جو پشت قدم پر پڑتے تھے دوہرے تھے۔

حل لغات مثنیٰ۔ دوہرے۔
شراک۔ بالکسر۔ جوتے کا تسمہ جو پشت قدم پر پڑتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "وہ تسمے جو پشت قدم پر پڑتے تھے دوہرے تھے" یعنی یہ تسمے مضبوط اور تنگ تھے تاکہ پاپوش مبارک پاؤں میں مضبوط جما رہے اور پاؤں جوتے سے باہر نہ نکل سکے۔ یہاں پر مُثنیٰ مفعول واقع ہے یعنی ہر ہر تسمہ میں دو دو تسمے تھے۔ گویا ہر تسمہ دوہرا تھا۔

حدیث ۳/۷۵ حدثنا احمد[1] بن منیع و یعقوب[2] بن ابراھیم حدثنا ابو احمد[3] الزبیری حدثنا عیسیٰ[4] بن طھمان قال اَخْرَجَ اِلَیْنَا اَنَسُ[5] بْنُ مَالِكٍ نَعْلَیْنِ جَرْدَاوَیْنِ لَھُمَا قِبَالَانِ قَالَ فَحَدَّثَنِیْ ثَابِتٌ بَعْدُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّھُمَا کَانَتَا نَعْلَیِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دو پاپوش مبارک جن پر بال نہ تھے ہمارے لئے نکالیں۔ ہر ایک پر دو دو تسمے تھے، فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ثابت نے مجھے بتایا کہ یہ دونوں نعلین پاک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تھے۔

حل لغات جَرْدَاوَیْن۔ وہ جوتے جن پر بال نہ رہے ہوں۔
الجرد۔ بغیر نباتات والی جگہ

تشریح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۲/۴۷
۱ ابوکریب محمد بن العلاء کتاب صفت نبی ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۱۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۴ خالد الحذاء۔ امام ثقہ اور حافظ الحدیث ہے، جلیل القدر تابعی ہے۔ کثیر الحدیث اور واسع العلم ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ الحذاء کے معنی پاپوش دوز یعنی موچی کے ہیں مگر خالد موچی نہیں تھے بلکہ وہ جوتیوں کے موچی میں موچیوں کے ساتھ ان کی نشست و برخاست تھی لہٰذا یہ مشہور ہو گئے
۵ عبد اللہ بن الحارث ان
۶ عبد اللہ بن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

Marfat.com

کے لباس اور دیگر پہناوے کو محفوظ رکھتے' ان کی زیارت کرواتے' اور ان سے تیمن و تبرک اور شفاء حاصل کرتے. ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند ملبوسات تھے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ کِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فِیْ هٰذَیْنِ۔ جناب عائشہ صدیقہ نے ایک کملی جس پر بہت زیادہ پیوند لگے ہوئے تھے اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں بتایا اور فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں میں وصال فرمایا تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک عورت حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے، آپ خود بنفس نفیس اسے پہنیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے لے لیا اور پھر اس کی تہبند باندھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لائے۔ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے پہنا دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا' آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کچھ دیر مجلس میں تشریف فرما ہونے کے بعد چلے گئے اور پھر اس چادر کو لپیٹ کر واپس آئے اور اس صحابی کو بھیج دی جس نے وہ مانگی تھی. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس صحابی کو کہا کہ تو نے یہ چادر مانگ کر کچھ اچھا کام نہیں کیا حالانکہ تجھے علم ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی ایک کا بھی سوال رد نہیں فرماتے، اس صحابی نے ان کو جواب دیا۔ وَاللّٰہِ مَا سَئَلْتُهَا اِلَّا لِتَکُوْنَ کَفَنِیْ یَوْمَ اَمُوْتُ مجھے اللہ جل جلالہ کی قسم! کہ یہ سوال تو میں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ میرے مرنے پر یہ چادر جو کہ حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جسم انور اطہر اور مقدس کے ساتھ لگ چکی ہے میرا کفن بنے. جناب سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہی بردۂ پاک اس کا کفن بنا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تین بال مبارک ملے تھے. جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وصیت فرمائی کہ ایک موئے مبارک میری داہنی آنکھ پر' دوسرا موئے مبارک میری بائیں آنکھ پر اور تیسرا موئے مبارک میرے منہ پر میرے مرنے کے بعد رکھ دینا' جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو کہا کہ آپ اپنے بدن مبارک کی وہ جگہ مجھے بتائیں جس جگہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چوما تھا' حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی ناف مبارک ان کو بتائی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تبرکاً وہاں بوسہ دیا۔ جناب ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ اس کو بوسہ نہ دے لیتے اور فرماتے:۔

اسماء الرجال
۱ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دیکھو حدیث ۲۵ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۲ یعقوب بن ابراہیم. تقدمہ مکرر.
۳ ابوالمظفر الزہری. خود اپنے اجداد سے اور اس کی جد زہیر ہے ابی نسبت سے زہری کہلاتا ہے
۴ یحییٰ بن ابی عثمان. تقریبی ہے اصدوقہ ہے اپنے والد سے روایت کرتا ہے اور اس سے یحییٰ بن آدم اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں. ثقہ ہے حرہ
۵ انس بن مالک. دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

Marfat.com

"یدمست رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم"

"یہ وہ ہاتھ ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے چھوا ہے۔"

حضرت ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا لحاف تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے میرے والد کو کہلا بھیجا کہ مجھے اس لحاف کی زیارت کروائیں چنانچہ میرے دادا اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کر لائے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس لحاف کو اپنے چہرے پر خوب ملا۔ (تاریخ صغیر امام بخاری)

جنابہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سید دوعالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا جُبّہ مُبارک تھا۔ مُسلم شریف میں ہے:۔

"قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا"

فرماتی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جُبہ مبارک کو پہنا کرتے تھے ہم اس کو دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

شفا شریف میں ہے کہ امام ابنِ مامون فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ ہمارے پاس تھا۔

"فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيْهَا الْمَآءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا"

ہم اس پیالے میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو اس پانی سے بیمار صحت یاب ہو جاتے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

حدیث ۴/۷۶ حدثنا اسحٰق[1] بن موسی الانصاری قال حدثنا معن[2] قال حدثنا مالک[3] حدثنا سعید[4] بن ابی سعید المقبری عن عبید[5] بن جریج انہ قال لابن عمر رأیتک تلبس النعال السبتیۃ قال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم یلبس النعال التی لیس فیہا شعر ویتوضأ فیہا فانا احب ان البسہا۔

ترجمہ عبید بن جریج سے روایت ہے یہ کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ گائے کے چمڑہ کا وہ جُوتہ پہنتے ہیں جو کہ دباغت شدہ بغیر بالوں کے ہوتا ہے' انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یقیناً میں نے حضور اکرم

اسماء الرجال حدیث ۴/۷۶

۱ اسحٰق بن موسی الانصاری۔ ۲ معن۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی تنزیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱ ۳ مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی تنزیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲ ۴ سعید بن سعید المقبری ان کا نام کیسان ہے مقبری کی نسبت اس لئے کی جاتی ہے کہ آپ نہایت ہی زاہد اور مقابر کی زیارت کرنے والے تھے۔ کثیر الحدیث ہے۔ امام احمد نے فرمایا: لا باس بہ لکنہ اختلط قبل موتہ بثلاث سنین ۵ عبید بن جریج۔ اخرج حدیثہ الشیخان وغیرہما۔ مدنی ہے تابعی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسے جُوتے پہنے دیکھا ہے جس پر بال نہ تھے اور ان میں وضو فرماتے، لہذا میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ اس طرح کے جُوتے پہنوں۔

حل لغات اَلسَّبْتِیَّۃَ۔ اَلسِّبت سے ہے جس کے معنی پکائی ہوئی کھال، رنگی یا دباغت دی ہوئی کھال کے ہیں صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں "بکسرہ سین" گائے کی کھال جو دباغت کی گئی ہو جس سے جُوتے بناتے ہیں، اس کو سبت اس وجہ سے کہا کہ اس کے بال دور کئے جاتے ہیں، بعض نے کہا کہ اس وجہ سے کہ وہ دباغت کی وجہ سے نرم ہو جاتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ گائے کے چمڑہ کا وہ جُوتا پہنتے ہیں جو دباغت شدہ بغیر بالوں کے ہوتا ہے" حضرت علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب بن محمد خاکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر گفتہ است بکسر سین، عبارت است از پوست گاؤ کہ دباغت کردہ شود اور ا مطلقا خواہ قرط و خواہ بغیر قرط، و قرط عبارت است از برگ خاردار، پس حاصل آنست کہ می پوشی تو نعلہا بے موئے و ایں عادت تو انگران است، تو موافقت ایشاں چرا می کنی حکمت آں چیست"

یعنی "شیخ ابن حجر نے کہا کہ (سبت) بکسر سین۔ گائے کے اس پوست کو کہتے ہیں جو کہ دباغت کیا گیا ہو صرف قرط کے ساتھ یا بغیر قرط کے، اور قرط اس پتے کو کہتے ہیں جس پر کانٹے ہوں، پس اس فقرہ کا یہ مطلب ہوا کہ اے ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ بغیر بالوں کے جُوتا پہنتے ہیں، حالانکہ یہ مالدار لوگوں کی عادت ہے آپ ان کی موافقت کیوں کرتے ہیں، اس میں کیا حکمت ہے؟"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا "میں اس لئے اس قسم کا جُوتہ پہنتا ہوں کہ یقیناً میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسے جُوتے پہنتے دیکھا ہے جن پر بال نہ تھے، لہذا میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ اسی طرح کے جُوتے پہنوں"

سبحان اللہ! حضرات گرامی منزلت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اطاعت، اتباع اور محبت نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عالم ہے جس صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جس لباس میں دیکھا وہی پہننا شروع کر دیا

marfat.com
Marfat.com

چونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر بالوں کے جوتا پہنتے دیکھا تو ویسے ہی جوتا حضور نبی کریم رسولِ امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں نہ خواہش نفس کی اتباع میں پہنا اگر کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے بالوں والا جوتا پہنتے دیکھا تو انہوں نے وہ جوتا پہنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کفش برداران حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت' اتباع اور محبت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ شارحین نے "اور ان میں وضو فرما لیتے" کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک وضو کے پانی سے تر بتر ہوتے اور جوتا مبارک پہن لیتے۔ جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یعنی پائے تر دراں نعلہا می انداخت" "یعنی گیلے پاؤں ہی ان جوتیوں میں ڈال لیتے"

علامہ النووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"معناہ انہ یتوضاء ویلبسہا بعد ورجلان رطبان" "اس کا یہ معنی ہے کہ وضو فرما لیتے پھر جوتے پہنتے اس حال میں کہ پاؤں تر ہوتے"

محدثِ کبیر حضرت استاذ محترم صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جوتا ضرور پہننا چاہیئے سوائے مقبرہ اور مسجد کے' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مقبرہ میں جوتا پہن کر پھرنا مکروہ ہے" "وقال احمد یکرہ لبسہا فی المقابر" (جمع الوسائل) حضرت علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:۔ "ومن صریح الایمان محبۃ ماکان المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یحبہ واتباع ماکان یفعلہ حتی المأکول والمشروب والملبوس"

حدیث ۵ حدثنا اسحٰق[۱] بن منصور[۲] حدثنا عبد الرزاق[۳] عن معمر[۴] عن ابی ذئب[۵] عن صالح[۶] مولی التوأمۃ عن ابی ہریرۃ[۷] قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبالان۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک کفش مبارک میں دو تسمے تھے۔

دیکھئے حدیث شریف ۱/۲ باب ہذا کی تشریح وحل لغات

Marfat.com

حدیث ۶/۷۸ حدثنا احمد بن[1] منیع حدثنا ابو احمد[2] حدثنا سفیان[3] عن السدی[4] حدثنی من سمع[5] عمرو بن حریث[6] یقول رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی فی نعلین مخصوفتین.

ترجمہ عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی جوتیوں میں نماز پڑھ رہے تھے جن کو پیوند لگے ہوئے تھے۔

حلِ لغات مخصوفتین، خصف سے ہے جس کے معنی جوتے پر اور چمڑا چڑھانا سینا، ٹانکنا اور جمانا ہے۔ صاحب الاتحافات الربانیہ الشیخ احمد عبدالجواد الدومی مصری فرماتے ہیں کہ المخصوفتان کے معنی المخرزتان ہے یعنی "سوال (آر) سے سیئے ہوئے" نیز فرماتے ہیں کہ المخصوفتان کے معنی المرقعتان بھی ہیں جس کے معنی "پیوند لگے ہوئے" کے ہیں۔

تشریح اگرچہ یہ سند حدیث مجہول ہے مگر دوسری اسی قسم کی روایات موجود ہیں جو اس کی تصحیح کا باعث ہیں، جناب عروۃ روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یخیط ثوبہ ویخصف نعلہ، اپنے کپڑے خود سی لیتے اور اپنے جوتے کو خود پیوند لگا لیتے اور شرح میں ہے کہ خصف سے مراد پیوند لگانا ہے وفی شرح ان المراد بہ المرتقعہ، اخرجہ ابن حبان والحاکم۔ ارشاد ہے "جوتیوں میں نماز پڑھ رہے تھے" شارحین فرماتے ہیں یا تو اس نماز سے نماز جنازہ مراد ہے یا پنجگانہ نماز ہے۔ مگر وہ بھی ایسی صورت میں کہ جوتیاں نجاست سے پاک ہوں ورنہ نہیں۔ علامہ البجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ویوخذ من الحدیث جواز الصلوۃ فی النعلین لکن ان کانا طاھرتین"

"اس حدیث شریف سے جوتیوں میں نماز پڑھنے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ جوتیاں طاہر ہوں یعنی نجاست سے پاک ہوں"

اسماء الرجال

[1] احمد بن منیع ... دیکھو حدیث ۲۵

باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱

[2] ابو احمد۔ دیکھو حدیث ۲۵

باب ہذا حدیث ۲

[3] سفیان۔ دیکھو حدیث ۲

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

[4] السدی۔ یہ السدی الکبیر ہیں اور دوسرے السدی الصغیر ہیں جن کا نام محمد السدی ہے۔ السدی الکبیر ثقہ ہیں۔ خرج لہ الجماعۃ الا البخاری۔

[5] من سمع۔ اس سے مراد ہارون قطعی کے مطابق "ولم ار فی روایۃ التصریح باسم من حدث السدی واظنہ عطاء بن سائب، فانہ اختلط آخرا" (البجوری ص ۱۲)

[6] عمرو بن حریث۔ القرشی ہے، صحابی ہے۔ (البجاعۃ)

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۷۹ حدثنا اسحٰق[1] بن موسی الانصاری حدثنا معن[2] حدثنا مالک[3] عن ابی الزناد[4] عن الاعرج[5] عن ابی ھریرۃ[6] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَ لَا یَمْشِیْنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدٍ لِیُنْعِلْھُمَا جَمِیْعًا اَوْ لِیُحْفِھِمَا جَمِیْعًا۔

حدثنا قتیبۃ عن مالک عن ابی الزناد نحوہ

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں یہ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ پھرے۔ چاہیئے کہ دونوں جُوتے پہنے یا دونوں اُتار دے۔

حل لغات لِیُحْفِھِمَا۔ چاہیئے کہ ننگے پاؤں ہو۔
حَفِیَ سے ہے جس کا معنی ننگے پاؤں چلنا کے ہیں۔

تشریح اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صاحب اخلاقِ عظیم حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جوتی پہننے کے بھی طریقے اپنی اُمت کو بتائے۔ ارشاد فرمایا کہ ایک پاؤں ننگا اور ایک میں جُوتا ایسے نہ چلا پھرا کرو۔
استادگرامی منزلت صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ

"ایسا پھرنا وقار کے منافی ہے استہزا کا باعث ہے' پاؤں میں موچ پڑ جانے کا اندیشہ ہے، پھسلنے کا خطرہ اور سب سے بڑی اہم بات یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی بدتمیزی ہے۔ ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے وقتی طور پر ایسا کرنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں"!

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں:۔

"نہی برائے کراہیت است' و آں وقتی است کہ ضرورت نباشد و اما اگر ضرورت باشد پس کراہیت نیست"

یعنی "یہ نہی کراہیت کے لئے ہے جبکہ بغیر کسی وجہ اور ضرورت کے ایسا کرے اور اگر کسی عذر اور ضرورت کے وقت کرتا ہے تو پھر کراہیت نہیں ہے۔"

اسماء الرجال حدیث ۷۹

۱ اسحٰق بن موسی الانصاری ۲ باب ما جاء فی الرجل یمشی فی نعل واحدۃ

۲ معن۔ دیکھو حدیث ۲ ۳ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۳

۳ مالک۔ دیکھو حدیث ۲ ۴ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۴

۴ ابی الزناد۔ دیکھو حدیث ۲ ۵ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۵

۵ الاعرج۔ ابن عبدالرحمٰن ہے ابوداؤد الزنی کے لقب سے مشہور ہیں۔ اخرج حدیثہ

الستۃ۔ ۶ ابوہریرۃ۔ دیکھو حدیث ۱ ۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۶

Marfat.com

حدیث ۸/۸۰ حدثنا اسحٰق[1] ابن موسیٰ حدثنا معنٌ[2] حدثنا مالکٌ[3] عن ابی الزبیرؒ[4] عن جابرؓ[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نَھٰی اَنْ یَّاْکُلَ یَعْنِی الرَّجُلَ بِشِمَالِہٖ اَوْ یَمْشِیَ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَۃٍ۔

ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا صرف ایک جوتا پہن کر چلے۔

حل لغات شِمَال۔ بائیں۔ طرفِ چپ، بایاں۔

تشریح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے اور حنابلہ و مالکیہ کے نزدیک تحریمہ ہے۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مراد از کراہیت تنزیہی است" "یعنی اس کراہیت سے مُراد کراہیت تنزیہی ہے"

بہرحال شارح علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے کھانا اور ایک پاؤں میں جوتی پہننے سے منع کیا ہے۔ مسلم شریف میں ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا ہے، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا داہنے ہاتھ سے کھا، اس نے یونہی کہہ دیا کہ میں طاقت نہیں رکھتا ہوں" آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا" تو طاقت نہ رکھے" بس پھر کیا تھا اُس شخص کا داہنا ہاتھ اس کے بعد مُنہ تک نہ پہنچ سکا۔ اس حدیث میں الرجل یعنی مرد کا ذکر آیا ہے، یہ شرافت کی وجہ سے ہے نہ عورتوں کے احتراز کی وجہ سے، اسی لئے ترجمہ میں "کوئی شخص" استعمال کیا ہے خواہ مرد ہو یا عورت، نیز اس حدیث شریف میں لفظ "اَوْ" تقسیم کے لئے ہے، شک کے لئے نہیں ہے۔

حدیث ۹/۸۱ حدثنا قتیبۃ[1] عن مالکٌ[2] ح وحدثنا اسحٰق[3] بن موسیٰ حدثنا معنٌ[4] حدثنا مالکٌ[5] عن ابی الزنادؒ[6] عن الاعرجؒ عن ابی ھریرۃؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَاْ بِالْیَمِیْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْیَبْدَاْ بِالشِّمَالِ فَلْتَکُنِ الْیُمْنٰی اَوَّلَھُمَا وَاٰخِرُھُمَا تُنْزَعُ۔

Marfat.com

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک جوتا پہنے تو چاہیئے کہ داہنے جانب سے پہلے جوتا پہنے، اور جب کوئی جوتا اتارے تو بائیں جانب سے اُتارنا چاہیئے دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہو اور اُتارنے میں موخر۔

حل لغات فَلْيَبْدَأْ۔ پس چاہیئے کہ پہل کرے، ابتدا کرے، شروع کرے۔
نَزْعٌ۔ نکالنا۔ اُتارنا۔

تشریح جتنے کام بھی تکریم کے متعلق ہیں ان کے شرف کی وجہ سے آداب طریقہ محمدیہ یہ ہے کہ انہیں داہنی جانب سے شروع کرے اسی لئے ارشاد فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی ایک جوتا پہنے تو چاہیئے کہ داہنے جانب سے پہلے جوتا پہنے" کیونکہ یہ زینت کا کام ہے اور اس کی شرافت کا تقاضا ہے کہ اس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ تمام تکریم کے امور میں حضور کے اس ارشاد گرامی کی تعمیل کی جائے۔

حدیث ۸۲ حدثنا ابوموسیٰ محمد بن المثنی حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ حدثنا اشعث وھو ابن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یحب التیمن ما استطاع فی ترجلہ وتنعلہ وطھورہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی المقدور کنگھی فرمانے میں، جوتا پہننے میں اور وضو کرنے میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو بہت پسند رکھتے تھے۔

حل لغات استطاع۔ حتی المقدور، حتی الوسع، ضرورت۔

تشریح ارشاد ہے "حتی المقدور" یعنی اس وقت تک کوئی ضرورت مانع نہ ہو، بغیر کسی وجہ یا عذر کے ترک نہ فرماتے۔ استاد محترم حضرت مولینا مولوی الحافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ "اس میں "یعنی" حتی المقدور" سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے یا کسی خاص ضرورت کے تحت تکریم کے امور میں سے کسی کام کو بائیں

Marfat.com

جانب سے کرنے کی حاجت ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے" اور جیسا کہ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:۔

"ولیس المراد التخصیص بھذہ الثلاثۃ بدلیل روایۃ وفی شانہ کلہ کما تقدم"

ان تین امور کی تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر ایک امر تکریم کا یہی حکم ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

حدیث ۱۱/۸۳ حدثنا محمد بن مرزوق ابوعبداللہ حدثنا عبدالرحمٰن بن قیس ابومعاویۃ انبانا ھشام عن محمد عن ابی ھریرۃ قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبالان وابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما واول من عقد عقدا واحدا عثمان رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک کفش مبارک کے دو تسمے تھے اور جناب ابوبکر و جناب عمر رضی اللہ عنہما کے (کفش) بھی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے صاحب ہیں جنہوں نے ایک تسمے والی جوتی پہنی۔

حل لغات عقد عقدا۔ بنالیا۔

تشریح اس حدیث شریف میں ایک تسمے کا جوتا پہننے کا جواز ہے۔ جیسا کہ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے جمع الوسائل میں تحریر فرمایا' لکھتے ہیں۔" اشارۃ الی بیان الجواز" صاحب اتحافات الربانیہ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی لکھتے ہیں:۔ " لعل الخلیفۃ الثالث افادنا باتخاذ القبال الواحد جواز ذلک"۔

باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہو گیا۔

اسماء الرجال

۱ محمد بن مرزوق ابوعبداللہ العسکری البصری۔ دوسرے صاحب ہیں۔ امام بخاری نے بھی ان دوسرے صاحب سے روایت نہیں کی ہے کما فی التقریب۔ اور ان سے بخاری و مسلم یعنی ابوعبداللہ البجلی الکوفی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ روایت کرتے ہیں۔

۲ عبدالرحمٰن بن قیس ابومعاویۃ الضبی الزعفرانی ہے کذا فیہ ابوزرعۃ وغیرہ کذا ذکرہ ابن حجر فی التقریب۔

۳ ہشام۔ دیکھو حدیث ۴۲/۳۴ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شعرہ

۴ محمد۔ دیکھو حدیث ۱۱/۹۴ باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شعرہ

۵ ابوہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شعرہ

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ذِکْرِ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یہ باب سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری (انگوٹھی) کے بیان میں ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات الخَاتَمُ والخَاتِمُ۔ انگوٹھی، مہر، انجام، گدی کا گڑھا، ٹانگوں کی تھوڑی سی سفیدی۔
اَلْخَتَمُ۔ انگوٹھی۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی پہنی، کس قسم کی انگوٹھی پہنی، اس انگوٹھی پر نقش تھا جو کہ بطور مہر کے استعمال فرمایا جاتا، بیت الخلاء میں جانے کے وقت اس انگشتری کو نکال لیتے۔ یہ نقش مبارک والی انگشتری سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت خلیفۂ اوّل سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ ان سے حضرت خلیفۂ ثانی سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ ان سے حضرت خلیفۂ ثالث سیدنا امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور اریس کے کنویں میں گر گئی وغیرہ کا ذکر ہے۔

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۱/۸۴ حدثنا قتیبۃ بن سعید وغیر واحد عن عبداللہ بن وھب عن یونس عن ابن شھاب عن انس بن مالک قال کان خاتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ورق وکان فصہ حبشیا۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا۔

حل لغات الخاتم والخاتم۔ انگشتری، انگوٹھی، مہر۔ الفص نگینہ، الفصاص۔ نگینہ لگانے والا۔ قاموس میں ہے الفص للخاتم مثلثۃ۔

تشریح نبی کریم، مومنوں پر رؤف ورحیم، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔ مرد کے لئے سونا، چاندی، لوہا، پیتل وغیرہ کے زیورات کی قسم کی چیزیں استعمال کرنا قطعاً منع اور ناجائز ہیں۔ ہاں مُہر کے لئے چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم ہو اس شخص کے لئے جسے مہر کی ضرورت ہو جائز ہے، اور بغیر ضرورت مُہر اسی وزن کی انگشتری پہننا اس سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے، یعنی اس کے پہننے سے بچے۔ اور علماء احناف فرماتے ہیں کہ اس انگوٹھی کی ہیئت بھی عورتوں کی انگشتری کی طرح نہ ہو جیسے ایک نگ سے زیادہ نگ کا انگشتری میں ہونا کہ یہ عورتوں کی زینت کا باعث ہے۔ ارشاد ہے "اس کا نگینہ حبش کا تھا" یعنی حبشی رنگ کا تھا یا جیسا کہ بعض شارحین نے فرمایا کہ ملک حبش کی طرف سے آیا تھا، اور یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ اس نگینہ کا بنانے والا حبشی ہو۔ حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔ "والمراد بالفص هنا ما ينقش عليه اسم صاحبه"

حدیث ۲/۸۵ حدثنا قتیبۃ حدثنا ابوعوانۃ عن ابی بشر عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتخذ خاتما من فضۃ فکان یختم بہ ولا یلبسہ۔ قال ابوعیسیٰ اسمہ جعفر بن ابی وحشیہ۔

ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انگشتری چاندی کی بنوائی تھی جس کے ساتھ مُہر لگاتے اور اسے پہنتے نہیں تھے۔

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

۵ ابن عمر دیکھو حدیث ۲۰۴ باب ما جاء فی تشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

حل لغات یَخْتِمُ بِہٖ۔ اس سے خطوط، فرامین وغیرہ پر مہر فرماتے۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی مہر وغیرہ لگانے کی خاطر بنوائی اور اکثر اسے پہنا بھی نہیں کرتے تھے۔ یہ انگوٹھی ہجرت کے ساتویں برس بنوائی۔ اسی لئے کہ انہیں سنین میں بادشاہوں کے نام اپنے مُہر شدہ مکتوبات بھیجے۔ علامہ البجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"قال ابن العربی وکان قبل ذلک اذا کتب کتابا ختمہ بظفرہ"

اس سے پیشتر جب کوئی خط لکھتے تو ناخن مبارک سے مہر فرما دیتے۔

جمع الوسائل میں حضرت محدثِ کبیر مولانا مولوی علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

"والمراد انہ لا یلبسہ علی سبیل الاستمرار والدوام بل فی بعض الاوقات ضرورت الاحتیاج الیہ للختم بہ کما ھو مصرح بہ فی بعض الاحادیث"

اس سے مراد یہ ہے کہ انگوٹھی ہمیشہ اور مداومت کے طور پر نہیں پہنتے تھے مگر بعض اوقات مُہر کرنے کی ضرورت کی وجہ سے پہنتے، جیسا کہ بعض احادیث شریف میں تصریح ہوئی ہے۔

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ گرامی اُمتِ مرحومہ کیلئے ایک مکمل نمونہ ہے۔ مردوں کے لئے انگشتریاں یا اس قسم کی کوئی اور چیز سونے یا چاندی کی پہننا تکبر، ریا، رعونت اور فخر کا سبب ہیں۔ لہٰذا ان افعالِ ذمیمہ سے بچنے کے لئے ان اشیاء کے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ شرح وقایہ میں ہے "مرد کو زیور چاندی اور سونے کا پہننا حرام ہے" (کتب الکراہیہ) ابو داؤد میں ہے کہ حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ "حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے داہنے ہاتھ میں سونا لیا اور بائیں ہاتھ میں حریر" اور فرمایا کہ "میری اُمت کے مردوں پر یہ دونوں چیزیں حرام ہیں" علامہ یوسف نبہانی المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں نقل فرماتے ہیں "نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اس نے پتھر کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، اس زمانے میں اس پتھر سے بت بنائے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے مجھے تیرے اندر سے بتوں کی بو آرہی ہے۔ اس شخص نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی، کچھ روز بعد پھر آیا اس وقت اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، یہ تو

marfat.com

Marfat.com

اہل دوزخ کا زیور ہے' اس نے اس انگوٹھی کو بھی اتار کر پھینک دیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی پہنوں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاندی کی مگر ایک مثقال سے زیادہ وزنی نہ ہو۔"

حدیث ۳/۸۶ حدثنا محمودؒ بن غیلان حدثنا حفصؒ بن عمر بن عبید ھوا الطنافسی حدثنا زھیرؒ عن حمیدؒ عن انسؓ قال کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من فضۃ فصہ منہ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگشتری چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

حل لغات منہ للتبعیض۔ والضمیر للخاتم۔

تشریح ارشاد ہے "اس کا نگینہ بھی اسی کا تھا" یعنی اس انگوٹھی میں پتھر کا نگینہ نہ تھا بلکہ اسی چاندی سے اس کا نگینہ بنا ہوا تھا۔ علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔ "ای فصہ من بعضہ لانہ حجر منفصل عنہ مجاور لہ" ایک دوسری روایت میں بھی بطریق زھیر' ابوداؤد میں ہے کہ "من فضۃ کلہ" یعنی پوری کی پوری انگوٹھی چاندی کی تھی' علماء کرام فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں ایک حبشی نگینہ والی جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی نقش تھا' اس سے مُہر کا کام لیا جاتا تھا اور یہ معیقیب رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتی تھی۔ دوسری انگشتری یہ تھی جو کہ صرف چاندی کی تھی' آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسے بھی کبھی کبھار استعمال فرماتے ہمیشہ نہ پہنتے۔ حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جعل خاتمہ فی یمینہ ثم انہ نظر الیہ وھو یصلی ویدہ علی فخذہ فنزعہ ولم یلبسہ" یہ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے داہنے ہاتھ میں انگشتری پہن رکھی تھی' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نگاہ مبارک نماز کے دوران اس پر پڑی جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قعدہ میں تشریف فرما تھے' نماز کے بعد اسے اتار دیا اور پھر نہیں پہنی۔

اصل الرجال حصہ چہارم
ملا فوزان غیلان دیکھو حدیث ۸۶
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حدیث ۱
۲ حفص بن عمر بن عبید الطنافسی کا لقب مروی ہے، الطنافس البسط والحصیر من السعف والنسبۃ للعمل والبیع۔
۳ زہیر۔ دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حدیث ۲
۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حدیث ۴
۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حدیث ۵

marfat.com
Marfat.com

جمع الوسائل میں حضرت علامہ مولینا ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔

"واما ماروی بالتختم بالعقیق من انہ ینفی الفقر وانہ مبارك وان من تختم بہ لم یزل فی خیر، فکلھا غیر ثابتۃ علی ما ذکر الحفاظ"

"اور جو کہ روایت کیا گیا ہے عقیق کی انگوٹھی پہننے سے غریبی جاتی رہتی ہے اور اس کی انگوٹھی مبارک ہے اور جو یہ انگوٹھی پہنتا ہے وہ ہمیشہ بھلائی پاتا ہے' (وغیرہ وغیرہ) پس اس طرح کی تمام روایات ثابت نہیں ہیں جیسا کہ حفاظ حدیث نے ذکر کیا ہے۔"

اور فرماتے ہیں :۔

"وفی خبر ضعیف ان التختم بالیاقوت الاصفر یمنع الطاعون"

"اور ایک ضعیف روایت میں ہے کہ زرد یاقوت کی انگوٹھی طاعون کو روکتی ہے۔"

حدیث ۱۸۴ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا معاذ[2] بن ھشام حدثنی ابی[3] عن قتادہ عن انس[4] بن مالك قال لما اراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یکتب الی العجم قیل لہ ان العجم لا یقبلون الا کتابا علیہ خاتم فاصطنع خاتما فکانی انظر الی بیاضہ فی کفہ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سیّد دو عالم رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمراءِ عجم کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کیا گیا کہ امراء عجم ان خطوط کو قبول نہیں کرتے جن پر مُہر لگی ہوئی نہ ہو، تو سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی، گویا کہ اس کی سفیدی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔

حل لغات اِصْطَنَعَ۔ بنوائی، بنوایا۔ جیسے کہ اِکْتَتَبَ ہے یعنی لکھوایا۔

تشریح ارشاد ہے" جب سیّدِ دو عالم رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمراءِ عجم کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا" یعنی جب

اسماء الرجال حدیث ۱۸۴

۱ اسحٰق بن منصور رکھو حدیث ۱۸۴

باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۲

۲ معاذ بن ہشام رکھو حدیث ۱۸۴

باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۳

۳ ابی قتادہ۔ رکھو حدیث ۱۸۴

باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۴

۴ انس بن مالک۔ رکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۵

marfat.com

Marfat.com

سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو رؤساء اور امراءِ عجم کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط تحریر فرمائے ملک فارس کے حکمران المقلب بہ کسریٰ کے نام جناب عبداللہ بن حذافہ سہمی خط لے کر گئے۔ روم کے حکمران ہرقل المقلب بہ قیصر کے نام حضرت دحیہ کلبی خط لے کر گئے۔ حبشہ کے حکمران اصحمہ المقلب بہ نجاشی کے نام عمرو بن امیہ ضمیری خط لے کر گئے۔

ارشاد ہے" ان خطوط کو قبول نہیں کرتے" یعنی ان خطوط پر جو کہ بغیر مُہر کے ہوں' اعتبار اور اعتماد نہیں کرتے ان کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے لہذا ان پر عمل دخل نہیں کرتے' نیز جس کی طرف خط لکھا جاتا ہے جب اس پر مُہر ہو تو اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ وہ قابلِ احترام ہے۔ ارشاد ہے" تو سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی" یعنی سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کا مشورہ قبول فرماتے ہوئے اپنے نام نامی واسم گرامی کی انگوٹھی بنوائی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ انگوٹھی جناب یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ دارقطنی میں ہے کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :-

"انا صنعت للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتما لم یشرکنی فیہ احد نقشت فیہ محمد رسول اللہ"

کہ" میں نے بغیر کسی کے اشتراک کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے انگوٹھی بنائی اس میں میں نے محمد رسول اللہ کا نقش بنایا"

ارشاد ہے" گویا کہ اس سفیدی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں" یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے دل و دماغ پر اتنا ایقان و استحضار حاصل تھا کہ گویا اس وقت بھی وہ سفیدی ان کی آنکھوں میں جلوہ آرا ہے حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"وفی ھذا اشارۃ الی کمال اتقانہ واستحضارہ لھذا الخبر حال الحکایۃ کانہ یخبر عن مشاھدۃ"

حلاوۃ المتعلین میں علامہ محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں :-

"دریں اشارت است بآنکہ فص نیز از یسم بود"

یعنی" اس میں اشارہ ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا"

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۸۸ حدثنا محمدؒ بن یحییٰ حدثنا محمدؒ بن عبد اللہ الانصاری حدثنی ابی عن ثمامۃؒ عن انسؓ بن مالک قال کان نقش خاتم النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم محمدؐ سطر ورسول سطر واللہ سطر۔

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا، ایک سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ تھا۔

حل لغات نقش۔ کندہ۔

تشریح ارشاد ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگوٹھی (مبارک) کا نقش تین سطر میں تھا" اتحافات الربانیہ میں مصر کے مشہور محدث احمد عبد الجواد الدومی لکھتے ہیں:۔

"ظاھر روایۃ البخاری ان محمدا فی السطر الاول ورسول فی سطر الثانی، ولفظ الجلالۃ فی السطر الثالث۔

یعنی یہ کہ پہلی سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ تھا"

بایں طور
محمد
رسول
اللہ

ہندوستان و پاکستان کے مشہور و معروف محدث جناب محمد زکریا صاحب اپنی کتاب خصائل نبوی ص۶۹ پر لکھتے ہیں:۔

"علماء نے لکھا ہے کہ اس صورت (محمد رسول اللہ) تھی کہ اللہ پاک کا نام سب سے اوپر تھا، یہ مہر گول تھی اور نیچے سے پڑھی جاتی تھی۔ مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ظاہر الفاظ سے (محمد / رسول / اللہ) معلوم ہوتا ہے"

المواہب اللدنیہ کے صفحہ ۶۵ پر حضرت العلامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ لکھتے ہیں: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر "کفی بالموت واعظا" حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی انگوٹھی پر "اللہ الملک" جناب حذیفہ و ابن الجراح رضی اللہ عنہما کی انگوٹھی پر "الحمد للہ" حضرت ابی جعفر الباقر علیہ السلام کی انگوٹھی پر "العزۃ للہ" ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی

اسماء الرجال حدیث ۸۸

۱ محمد بن یحییٰ۔ دیکھو حدیث ۱۰

باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۱

۲ محمد بن عبد اللہ الانصاری۔ محمد بن عبد اللہ بن انس بن مالک ہے اس نام کے تین افراد ہیں بیان میں سے بعد میں دو ہیں کے والد کا نام محض ہے اور تیسرے کے والد کا نام زیادہ ہے اخرج حدیثہ الستۃ۔

۳ ابی یعنی عبد اللہ الثمنی صدوق ہے، بخاری ترمذی اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے کثیر الغلط ہے

۴ ثمامۃ۔ ابن عبد اللہ بن انس بن مالک انصاری بصری اخرج حدیثہ الستۃ۔

۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۲

Marfat.com

انگوٹھی پر "الثقۃ باللہ" اور جناب مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی پر "بسم اللہ" کندہ تھا" نیز لکھتے ہیں۔

"وقد قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتخذ آدم خاتما ونقش فیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی انگوٹھی پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا نقش تھا۔"

نوادر الاصول سے نقل کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی انگوٹھی پر "کل اجل کتاب" کا نقش تھا۔ معجم طبرانی میں مرفوعاً آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمان سے ان کی طرف گرا اور انہوں نے اسے اپنی انگوٹھی میں لگوایا اس پر "انا اللہ لا الہ الا انا محمد عبدی ورسولی" کندہ تھا۔"

حدیث ۶/۸۹ حدثنا نصر[۱] بن علی الجھضمی ابو عمرو وانبانا نوح[۲] بن قیس عن خالد[۳] بن قیس عن قتادہ[۴] عن انس[۵] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَتَبَ اِلٰی کِسْرٰی وَقَیْصَرَ وَالنَّجَاشِیِّ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّھُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ کِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمًا خَلْقَتُہٗ فِضَّۃٌ وَنَقَشَ فِیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خطوط تحریر فرمائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ بلاریب وہ لوگ بغیر مہر شدہ خطوط قبول نہیں کرتے۔ نتیجۃً رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

حل لغات صَاغَ۔ صُوْغٌ، مصدر ہے جس کے معنی ڈھالنا، تیار کرنا، ہضم ہو جانا، زمین میں جذب ہو جانا کے ہیں۔ اِنْصَاغَ۔ ڈھلنا۔ تیار ہونا، فَصَاغَ۔ تیار کروائی۔ بنوائی۔ ڈھلوائی۔

تشریح "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خطوط تحریر فرمائے" ان خطوط میں دین اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ جب کسریٰ کو یہ خط مبارک ملا تو اس بدبخت نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قیصر کو خط مبارک ملا مگر وہ ایمان نہ لایا، نجاشی کو خط ملا تو اس نے قبول کر لیا۔

اسماء الرجال حدیث ۶/۸۹
۱ نصر بن علی الجھضمی ابو عمرو۔ ثقہ ہے۔ بخاری میں ایک روایت ہے۔ ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ میں ایک ایک روایت ہے۔ ۲۵۰ھ میں وفات پائی۔ ۲ نوح بن قیس۔ الحرانی ہے۔ ابو داؤد، نسائی کا راوی ہے۔ بخاری میں ایک روایت ہے۔ ۳ خالد بن قیس۔ البصری ہے۔ صدوق ہے لیکن معصوم نہیں۔ بخاری میں ایک روایت ہے۔ اخرج حدیثہ مسلم والاربعہ۔ امام بخاری فرماتے ہیں لا یصح حدیثہ۔ ۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۲۹ ۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۹۰ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور انبانا[2] سعید[3] بن عامر والحجاج[4] بن منہال عن همام[5] عن ابن جریج[6] عن الزہری[7] عن انس[8] بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار لیتے۔

حل لغات الخلاء۔ قضائے حاجت کی جگہ۔
نزع۔ نکال لیتے۔

تشریح اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری میں اللہ جل جلالہ کا اسم گرامی آتا تھا' اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نام معظم کی حرمت' عظمت' احترام اور ادب کی وجہ سے اس انگشتری کو بیت الخلاء میں جانے سے پہلے اتار لیتے۔ اس سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایسی انگوٹھی پہن کر جس پر کوئی متبرک نام لکھا ہو بیت الخلاء میں جانا مکروہ لکھا ہے۔ بعض تو فرماتے ہیں کہ یہ مکروہ تحریمہ ہے۔

حدیث ۹۱ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا عبداللہ[2] بن نمیر حدثنا عبیداللہ[3] بن عمر عن نافع[4] عن ابن عمر[5] قال اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتماً من ورق فکان فی یدہ ثم کان فی ید ابی بکر وعمر ثم کان فی ید عثمان رضی اللہ عنہم حتی وقع فی بئر اریس نقشہ محمد رسول اللہ۔

ترجمہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تھی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوتی تھی' یہاں تک کہ اریس کے کنویں میں گر گئی۔ اس کا نگینہ محمد رسول اللہ کے نقش کا تھا۔

حل لغات بئر۔ کنواں۔ اریس۔ کنویں کا نام ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۹۰
۱ اسحٰق بن منصور وبعد حدیث ۲ دیکھو حدیث ۱ باب ۲ باب ما جاء فی شیوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ سعید بن عامر الضبعی ۴ ابو محمد کنیت ہے البصری ہے اخرج لہ الستۃ۔
۴ الحجاج بن منہال اسلمی ہے البصری ہے۔ اخرج لہ الستۃ
۵ ہمام دیکھو حدیث ۱ باب ۲ باب ما جاء فی شیوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ ابن جریج المکی ہے ۷ الزہری دیکھو حدیث ۱ باب ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۸ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۹۱
۱ اسحٰق بن منصور وبعد حدیث ۲ دیکھو حدیث ۱ باب ۲ باب ما جاء فی شیوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ عبیداللہ بن عمر ۴ ابن جریج المکی ہے یہ پہلا حدیث ہے ۵ عبداللہ بن عمر علامہ وقت ہے یہ پہلا حدیث ہے جس نے اسلام کے دور میں تصنیف کی ہے قال یحیی صواب من مالک۔ سنہ ۷۳ھ میں فوت ہوا۔

Marfat.com

اسماء الرجال ص ۱۵۱
ر۱ الکبیٰ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
ر۲ عبداللہ بن عمر۔ نقریب۔ اخرجہ الجماعۃ۔ اخرجہ حدیثہ الستۃ۔
ر۳ عبیداللہ بن عمر۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
ر۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
ر۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

تشریح ارشاد ہے' یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تھی" یعنی یہ انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ اور تصرف میں تھی۔ پھر حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں یعنی تقریباً دو سال چند ماہ اور حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں یعنی دس سال اور چند ماہ قبضہ و تصرف میں رہی پھر زمانۂ امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جو کہ تقریباً بارہ سال رہا میں سے چھ سال تک آپ کے قبضہ اور تصرف میں رہی۔ جمع الوسائل میں حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ یہ تینوں بزرگ" ای للختم به او للتبرك" اس سے مُہر فرماتے یا تبرک کیلئے اپنے پاس رکھتے"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

" فی الحدیث التبرك بآثار الصالحین ولبس ملابسهم والتیمن بها "

ارشاد ہے" یہاں تک کہ اریس کے کنویں میں گر گئی" مسجد قباء (جو کہ مدینہ اوّل ہے) کے قریب اریس کا کنواں ہے۔ سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت کو چھ برس گذرے تھے کہ یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے اس کنویں میں گر گئی۔ معیقیب جو کہ سعید بن العاص کا آزاد کردہ تھا' یہ انگوٹھی اس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلی آ رہی تھی۔ وہ اس کا امین تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے لی اور اتفاقاً اس کنویں میں گر گئی۔ امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے تین دن تک اس کنویں سے پانی نکلوایا' اور بالکل تہہ تک صاف کروایا مگر انگوٹھی نہ ملی۔ حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"باجوری کہتے ہیں اس انگوٹھی کے کنویں میں گرنے سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ خلافتِ راشدہ کا سلسلہ اب ختم ہو گیا اور فتنوں کا دروازہ کھلا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس انگوٹھی کے کنویں میں گرنے کے بعد مسلمانوں میں باہمی اختلاف شروع ہو گیا' ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی' یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں جو اتحاد اور یکجہتی قائم کی تھی وہ پارہ پارہ ہو گئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نبی علیہ السلام کی انگوٹھی بھی حضرت سلیمان کی انگوٹھی کی طرح پُراسرار تھی۔ جیسے ان کی انگوٹھی گم ہوتے ہی ان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تھا ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کے گم ہونے سے نااتفاقی اور فساد کا دروازہ کھل گیا۔"[1]

[1] ترجمہ از محمد یاسین صدیقی مکتبۃ العارف نگینہ فرنیچر روڈ۔ لاہور

Marfat.com

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کی چیز تبرکاً رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا خلفائے راشدین کی سنت ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات دافع البلیات و مصائب ہوتے ہیں۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ذِکْرِ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ

یہ باب نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے داہنے ہاتھ مبارک میں انگشتری پہننے کے بیان میں ہے

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات یَتَخَتَّمُ۔ وہ پہنتے۔ تَخَتُّمٌ سے ہے جس کے معنی ہیں الخاتم بہ یعنی انگوٹھی پہننا۔ کہا جاتا ہے تختم بالعقیق۔ اس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی۔

تشریح گذشتہ باب میں سید دوعالم، صاحب شفاعتِ کبریٰ، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے انگوٹھی پہنی؟ یہ انگوٹھی کیسی تھی۔ اس پر کیسا نقش تھا اور وہ بطور مُہر کے استعمال کی جاتی تھی وغیرہ وغیرہ کا ذکر تھا اور اس باب میں صاحب شمائل النبویہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم انگوٹھی کو کس طرح استعمال فرماتے تھے کہ ایک نسخہ میں صرف "ماجاء فی تختم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم" آیا ہے یعنی "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھی پہننے کے بیان میں" اس دوسرے عنوان میں "داہنے ہاتھ مبارک" کا ذکر نہیں ہے۔ علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں میں کسی ایک ہاتھ کی خنصر (چھوٹی) انگلی میں انگوٹھی پہنی جاسکتی ہے مگر داہنے ہاتھ میں پہننا افضل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۹۲/۱ حدثنا محمدؒ بن سهل عن عسكر البغدادی وعبدؒ الله بن عبد الرحمٰن قالا اخبرنا یحییٰؒ بن حسان حدثنا سلیمانؒ بن بلال عن شریکؒ بن عبد الله بن ابی نمر عن ابراهیمؒ بن عبد الله بن حسنین عن ابیهؒ عن علیؓ بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه واله وسلم کَانَ یَلْبَسُ خَاتَمَهٗ فِیْ یَمِیْنِهٖ - حدثنا محمد بن یحییٰ حدثنا احمد بن صالح حدثنا عبد الله بن وهب عن سلیمان بن بلال عن شریک بن عبد الله بن ابی نمره نحوه۔

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم الله وجهه الکریم سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی الله علیه واله وسلم اپنی انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنا کرتے تھے۔

حل لغات یَمِیْن - داہنا۔
یَسَار - بایاں۔

تشریح ارشاد ہے "نبی اکرم صلی الله علیه واله وسلم اپنی انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنا کرتے تھے" جناب علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ الله علیہ اس حدیث شریف کی شرح اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

"می پوشید انگشتری خود را در اکثر اوقات در دست راست خود زیرا کہ تختم نوع از تشریف است پس دست راست بآن اولیٰ و احق است و تختم آنسرور در دست چپ در بعضے احوال برائے بیان جواز است"

یعنی حضور پاک صلی الله علیه واله وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں بسا اوقات اپنی انگشتری پہنا کرتے تھے۔ اس لئے کہ انگوٹھی پہننا تکریم کے نوع سے ہے لہذا داہنا ہاتھ اس کے پہننے کے لئے بہت بہتر ہے اور زیادہ مستحق ہے۔ نیز یہ جو حضور پاک صلی الله علیه واله وسلم سے بعض اوقات انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں پہننا آتا ہے تو وہ جواز کی صورت میں ہے"

امام محی الدین نووی رحمۃ الله علیہ نے فرمایا کہ داہنے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے جواز پر اجماع ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ آیا داہنے ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں کونسے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضلیت رکھتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا

اسماء الرجال حدیث ۹۲
۱ محمد بن سہل عسکر البغدادی۔ اخرج حدیثه مسلم والترمذی والنسائی
۲ عبد الله بن عبد الرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء کیف کان خلق رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حاشیہ ۲
۳ یحییٰ بن حسان ثقہ ہے۔ امام ہے۔ رئیس ہے۔ سوائے ابن ماجہ کے باقی اصحاب حدیث نے اس سے تخریج کی ہے۔
۴ سلیمان بن بلال۔ امام ہے۔ جلیل محدث ثقہ ہے۔ اس سے تمام اصحاب نے تخریج کی ہے۔
۵ شریک بن عبد الله بن ابی نمر۔ ثقہ کہا ہے ابو داؤد نے۔ ابن معین نے کہا لا باس به۔ نسائی نے کہا ثقہ۔ ابن سعد نے کہا ثقہ کثیر الحدیث۔ شریک بن عبد الله بن ابی نمر نے روایت کی ہے علی سے اور علی سے روایت کی ہے ان سے ابراہیم بن عبد الله بن حسنین نے۔
۶ ابراہیم بن عبد الله بن حسنین۔ ثقہ ہے۔ ابن حبان نے ذکر کیا ہے ثقات میں۔ روایت کی ہے ان سے ابیہ یعنی عبد الله بن حسنین۔ ثقہ من الثالثة۔ خرج له الجماعة۔
۷ عبد الله بن حسنین۔ سید دو عالم صلی الله علیه واله وسلم کے پوتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد حضرت علی رضی الله عنه سے روایت کی ہے۔
۸ علی ابن ابی طالب۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حاشیہ ۵

Marfat.com

افضلیت رکھتا ہے" امام بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داہنے ہاتھ مبارک کی خنصر (چھوٹی انگلی) میں انگشتری تھی" حضرت محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"پس باید دانست کہ مکروہ است پوشیدن انگشتری در انگشت میانہ و سبابہ مردان را و سنت است پوشیدن در خنصر و انامل زنان را در ہمہ انگشت جائز است بلا کراہت"

یعنی "پس جاننا چاہیئے کہ درمیانی انگلی اور سبابہ انگلی میں مردوں کو انگشتری پہننا مکروہ ہے اور خنصر انگلی میں پہننا سنت ہے نیز عورتوں کو بلا کراہت تمام انگلیوں میں پہننا جائز ہے"

حدیث ۲/۹۲ حدثنا احمد بن منیع حدثنا یزید بن هارون عن حماد بن سلمة قال رأیت بن ابی رافع یتختم فی یمینه فسألته عن ذلك فقال رأیت عبد الله بن جعفر یتختم فی یمینه وقال عبد الله بن جعفر كان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یتختم فی یمینه۔

ترجمہ حماد بن سلمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی رافع کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا تو اس سے اس کے متعلق پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا تھا اور عبداللہ بن جعفر نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تشریح اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ داہنے ہاتھ میں تو انگوٹھی تھی مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ کونسی انگلی مبارک میں پہن رکھی تھی۔ حضرت علامہ البیجوری اسی سوال کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں :-

"لم یبین فی هذه الاحادیث فی الی الاصابع وضعه فیها لکن الذی فی الصحیحین تعیین الخنصر فالسنة جعله فی الخنصر فقط"

یعنی "ان احادیث سے واضح نہیں ہوتا کہ کونسی انگلی مبارک میں پہن رکھی تھی مگر صحیحین سے خنصر کی تعیین ہوتی ہے لہذا صرف خنصر (چھوٹی انگلی) ہی میں پہننی سنت ہے" (المواہب اللدنیہ ص ۶۸)

اسماء الرجال
ع ۱ احمد بن منیع دیکھو حدیث ۲/۹۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۱
ع ۲ یزید بن ہارون دیکھو حدیث ۲/۹۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۲
ع ۳ حماد بن سلمہ دیکھو حدیث ۲/۹۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۳
ع ۴ ابی رافع ان کا نام ابراہیم ہے۔ اصحاب ابوداؤد کے روایت کرتے ہیں۔ بخاری نے کہا کہ منکر الحدیث ہے۔
ع ۵ عبداللہ بن جعفر ابن ابی طالب ابن عم رسول اللہ ہے۔ آخر ۷ حدیث المستہ احد الاجواد۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۹۴ حدثنا محمد[1] بن موسیٰ انبانا عبداللہ[2] بن نمیر انبانا ابراھیم[3] بن الفضل عن عبداللہ[4] بن محمد ابن عقیل عن عبداللہ[5] بن جعفر انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یتختم فی یمینہ۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

حدیث ۹۵ حدثنا ابو الخطاب[1] زیاد بن یحییٰ حدثنا عبداللہ[2] بن میمون عن جعفر[3] بن محمد عن ابیہ[4] عن جابر[5] ابن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یتختم فی یمینہ۔

ترجمہ جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تشریح جمع الوسائل میں حضرت محدث جلیل مولانا علی القاری رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ "سید اصل الدین نے کہا کہ ہمارے شیخ ابن حجر یعنی عسقلانی نے فرمایا کہ اس حدیث کے اسناد میں لین ہے' میں کہتا ہوں اس کی تو وجہ ہے اور وہ یہ کہ عبداللہ بن میمون میں تکلم ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ ذاہب الحدیث ہے' ابوزرعہ نے کہا کہ واہی الحدیث ہے' ابوحاتم نے کہا کہ متروک ہے" باوجود اس کے اس حدیث کو دوسری روایتوں سے تقویت حاصل ہے۔ اس لئے حد انکارت سے یہ حدیث نکل گئی ہے۔ (ص ۱۵۲)

حدیث ۹۶ حدثنا محمد[1] بن حمید الرازی حدثنا جریر[2] عن محمد[3] بن اسحٰق عن الصلت[4] بن عبداللہ قال کان ابن عباس[5] یتختم فی یمینہ ولا اخالہ الا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یتختم فی یمینہ۔

ترجمہ صلت بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگوٹھی اپنے داہنی ہاتھ میں پہنا

اسماء الرجال حدیث ۹۴

۱ محمد بن موسیٰ۔ اور ایک نسخہ میں یحییٰ بن موسیٰ بھی آیا ہے۔
۲ عبداللہ بن نمیر دیکھو حدیث ۲۱
۳ باب ما جاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۴ ابراہیم بن الفضل حضرت ملا علی القاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں لم اطلع علی ترجمتہ
۵ عبداللہ بن محمد ابن عقیل۔ جمع الوسائل ص ۱۵۱

اسماء الرجال حدیث ۹۵

۱ ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ۔ ترجمہ حافظ ذہبی نے لکھا ہے۔
۲ عبداللہ بن میمون۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ ذاہب الحدیث ہے۔ ابوحاتم نے کہا کہ متروک ہے۔ ابوزرعہ نے کہا کہ واہی الحدیث ہے۔ النسائی نے کہا کہ لیس بثقۃ ولا یکتب حدیثہ۔
۳ جعفر بن محمد الصادق۔ آپ کی والدہ ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما رایت افقہ منہ۔ یعنی آپ سے بہتر فقیہ میں نے نہیں دیکھا۔
۴ ابیہ یعنی محمد الباقر۔ آپ امام زین العابدین کے لڑکے ہیں۔ آپ کی والدہ ام عبداللہ بن سیدنا امام حسن علیہ السلام ہیں۔
۵ جابر بن عبداللہ دیکھو حدیث ۱۰۵ باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

Marfat.com

کرتے تھے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ فرماتے کہ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انگوٹھی اپنے داہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

حل لغات اِخَالُ و اَخَالُ۔ ہمزہ کی کسرہ کے ساتھ اور فتحہ کے ساتھ بھی آتا ہے۔ کسرِ ہمزہ کے ساتھ اکثر استعمال ہوا ہے افصح بھی ہے۔ میں گمان کرتا ہوں، میں خیال کرتا ہوں، مجھے یاد پڑتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اور جہاں تک میرا خیال ہے" یہ جملہ صلت بن عبداللہ کا معلوم ہوتا ہے۔ جناب حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔ "ولم توجد هذه الجملة فی بعض الاصول"

ابوداؤد نے اس طریق پر بھی تخریج کی ہے کہ عن محمد بن اسحٰق قال رایت علی الصلت بن عبداللہ خاتما فی خنصرہ الیمنی فقال رایت ابن عباس ذکرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جمع الوسائل ص۱۵۲)

حدیث ۶/۹۷ حدثنا محمدؒ بن ابی عمر حدثنا سفیانؒ حدثنا ایوبؒ بن موسیٰ عن نافعؒ عن ابن عمرؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّهٗ وَنَقَشَ فِیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَنَهٰی اَنْ یَّنْقُشَ اَحَدٌ عَلَیْهِ وَهُوَ الَّذِیْ سَقَطَ مِنْ مُّعَیْقِیْبٍ فِیْ بِئْرِ اَرِیْسٍ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی چاندی کی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا ہوا تھا اور اس میں کندہ تھا محمد رسول اللہ، اور اس نام پاک کو انگوٹھی پر کندہ کرنے سے ہر ایک شخص کو منع فرمادیا تھا" یہ انگوٹھی معیقیب سے اریس کے کنویں میں گر گئی تھی۔

حل لغات سَقَطَ۔ گر گئی۔ سَقْطٌ سے ہے گرنا۔

تشریح ارشاد ہے" اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا ہوا تھا" یعنی پہننے کے بعد اس کا نگینہ ہاتھ کے اندر کی طرف کرتے مسلم شریف کی روایت میں ہے "مما یلی بطن کفہ" یعنی ہتھیلی کے پیٹ کی طرف رکھا ہوا تھا" ابوداؤد کی ایک روایت سے ہاتھ کی پشت کی طرف نگینہ کا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ ان دونوں روایات میں محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین

اسماء الرجال حدیث ۶
۱ محمد بن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ۴
۲ سفیان۔ دیکھو حدیث ۴
۳ ایوب بن موسیٰ۔ ابن عمرو بن سعید بن العاص اموی ہے۔ اخرج حدیثہ الستۃ۔ اخرج لہ الجماعۃ۔ مناوی
۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۳۹ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۶
۱ محمد بن ابی عمر۔ محمد بن یحییٰ ابن ابی عمر
۲ سفیان۔ سفیان بن عیینۃ ابن ابی عمران میمون الہلالی ابو محمد الکوفی ثم المکی۔ قال الذہبی ولا عبرۃ بقولہ حدیثہ قال الدارقطنی احمد ویحییٰ۔ من
۳ ایوب۔ ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن العاص اموی۔ اخرج حدیثہ الستۃ۔ اخرج لہ الجماعۃ۔ مناوی
۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۳۹ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۵ ابن عمر۔ دیکھو

Marfat.com

نے اس طرح توفیق وتطبیق کی ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "امام زین الدین عراقی فرماتے ہیں کبھی تو ہتھیلی کی طرف اور کبھی ہاتھ کی پشت کی طرف انگوٹھی کا نگینہ ہوتا" اور ہتھیلی کی طرف اس کے ہونے کی روایت کو اصح بتایا ہے اور اس کو افضل کہا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں "یہ (نگینہ کا ہتھیلی کی طرف ہونا) فخر، عجب اور تکبر سے بچاتا ہے" علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "انگشتری چھوٹی انگلی میں پہننی چاہیئے نیز مردوں کو یہ بھی چاہیئے کہ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھیں اور عورتوں کو تمام انگلیوں میں انگوٹھیاں پہننا جائز ہے۔ نیز ان کے نگینے ہاتھ کی پشت کی طرف کرنا بھی انہیں جائز ہے کیونکہ یہ ان کی زینت ہے"۔

ارشاد ہے "اس (نام پاک) کو انگوٹھی پر کندہ کرنے سے ہر ایک شخص کو منع فرما دیا تھا" یعنی ایسا نہ ہو کہ ہر ایک شخص آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے ایسی ہی انگوٹھی بنالے اور جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مُہر مُبارک میں شک، فساد اور تردد پیدا ہو جائے، نیز مہر مُبارک دوسروں کے ساتھ خلط ملط ہو جائے۔

حدیث ۹۸ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید قال حدثنا حاتم[2] بن اسمٰعیل عن جعفر[3] بن محمد عن ابیہ[4] قال کان الحسن[5] والحسین[6] رضی اللہ عنہما یتختمان فی یسارھما۔

ترجمہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما السلام انگوٹھیاں اپنے بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

حل لغات یسار۔ بائیں۔

تشریح حضرت محدثِ جلیل استاذِ گرامی صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "اس حدیث شریف کے یہاں پر لانے سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصد ہو سکتا ہے کہ وہ احادیث جو بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے ضمن میں ہیں یا تو منقطع ہیں (جیسے کہ یہ حدیث ہے کہ محمد الباقر علیہ السلام نے حسین کریمین علیہما السلام کو نہیں دیکھا تھا) یا ضعیف نیز دائیں ہاتھ میں انگشتری پہننے کی افضلیت قائم رہے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا استعمال جواز کیلئے قائم رہے"۔

صدیث ۹۸ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۹۸

۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۲

۲ حاتم بن اسماعیل

۳ جعفر بن محمد۔ دیکھو حدیث ۵

۴ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۵

۵ امام حسن۔ دیکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۳

۶ امام حسین

Marfat.com

حدیث ۹۹

حدثنا عبد[1] اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا محمد[2] بن عیسیٰ وھو ابن الطباع حدثنا عباد[3] بن العوام عن سعید[4] بن عروبۃ عن قتادہ[5] عن انس[6] بن مالک اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تَخَتَّمَ فِیْ یَمِیْنِہٖ قال ابوعیسیٰ ھذا حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث سعید بن عروبۃ عن قتادہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نحو ھذا الا من ھذا الوجہ وروی بعض اصحاب قتادۃ عن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تختم فی یسارہ وھو حدیث لا یصح ایضاً۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنتے تھے۔

حدیث ۱۰۰

حدثنا محمد[1] بن عبید المحاربی حدثنا عبد[2] العزیز بن ابی حازم عن موسیٰ[3] بن عقبۃ عن نافع[4] عن ابن[5] عمر قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خَاتَمًا مِنْ ذَھَبٍ فَکَانَ یَلْبَسُہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَ مِنْ ذَھَبٍ فَطَرَحَہٗ وَقَالَ لَا اَلْبَسُہٗ اَبَدًا فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَھُمْ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی' اُسے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہ انگوٹھی اتار دی اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا' پس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار دیں۔

حل لغات خَوَاتِیْم۔ انگوٹھیاں' خَاتَم کی جمع ہے۔ طَرَحَ۔ اُتار دی' پھینک دی' طَرْحٌ سے ہے جس کے معنی ہیں پھینک دینا' نکال ڈالنا' رکھ دینا' حمل ساقط ہونا۔ خَوَاتِیْم میں تی اشباع کی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اسے اپنے ہاتھ مبارک میں پہنتے تھے" یہ ترجمۃ الباب ہے کہ اگرچہ اس حرمت سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بھی پہنی۔ ارشاد ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وہ انگوٹھی اُتار دی اور فرمایا کہ میں اسے

اسماء الرجال حدیث ۹۹

۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جابر ۲

۲ محمد بن عیسیٰ وھو ابن الطباع اخرج حدیثہ البخاری فی التعلیق والاسابعۃ بروایۃ احمد یعنی تعلیقاً روایت کئے تھے۔ یہ حافظ، محدث اور فقیہ تھے۔ ابوداؤد و ترمذی یہ ان کو ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں ۱۲۲ھ میں انتقال ہوا۔

۳ عباد بن العوام۔ ابوسلمہ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ امام بخاری ان کی حدیث ابن ابی لیلیٰ کے ساتھ مقرون ذکر کرتے ہیں۔ ۱۹۴ھ میں انتقال ہوا۔

۴ سعید بن ابی عروبۃ۔ ابوالنضر ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ امام بخاری ان کی بہت مرویات پر اعتماد کرتے ہیں۔ ۱۵۶ھ میں انتقال ہوا۔

۵ قتادہ دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جابر ۲

۶ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جابر ۲

اسماء الرجال حدیث ۱۰۰

۱ محمد بن عبید المحاربی۔ المحاربی (باب ۲) ایک قبیلہ ہے یہ نسبت اسی کی طرف ہے

۲ عبدالعزیز بن ابی حازم۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ان سے روایت کی ہے۔ غالباً ۱۸۵ھ میں وفات پائی۔

۳ موسیٰ بن عقبۃ۔ ابوالنضر ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ امام بخاری ان کی روایت پر اعتماد کرتے ہیں۔ ۱۴۱ھ میں انتقال ہوا۔

۴ نافع۔ ابوعبداللہ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ امام بخاری ان کی روایت پر اعتماد کرتے ہیں۔ ۱۱۷ھ میں انتقال ہوا۔

۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جابر ۲

Marfat.com

کبھی نہ پہنوں گا" ایک دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک ہاتھ میں سونا لیا اور ایک ہاتھ میں ریشم۔ اور ارشاد فرمایا بہ "ھذا ان حرامان علیٰ ذکور امتی حل لاناثھا" یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور میری اُمت کی عورتوں پر حلال" اتحافات الربانیہ میں احمد البجود الدومی لکھتے ہیں :۔

"حکی النووی الاجماع علی تحریمہ"

"سونے کے حرام ہونے پر (یعنی مرد کے استعمال کرنے پر) اجماع ہے"

یہ امام نووی فرماتے ہیں۔ جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"پس حرمتِ آں بایں ہر دو قول ثابت شد چنانکہ شیخ ابن حجر گفتہ"

"جیسا کہ شیخ ابن حجر نے فرمایا ہے ان ہر دو اقوال سے مردوں کے لئے سونے کے استعمال کی حرمت ثابت ہو گئی ہے"

بَابُ مَاجَآءَ فِی اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَانَ یَتَخَتَّمُ فِی یَمِیْنِہٖ

پورا ہو گیا۔

○

۱۔ سلمہ بن دینار المدنی ہے۔
اخرج حدیثہ الستۃ۔

۲۔ موسیٰ بن عقبہ
۳۔ نافع۔ دیکھو حدیث نمبر ۲
باب ماجاء فی شہید صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۵

۵۔ ابن عمر۔ دیکھو حدیث نمبر ۲
باب ماجاء فی شہید صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۶

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِس باب میں حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا بیان ہے۔

(اِس باب میں چار احادیث ہیں)

حل لغات صِفَةً ۔ بیان کرنا، تعریف کرنا، وَصَفَ ، یَصِفُ ، وَصْفًا وصِفَةً ۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان، پیغمبرِ اسلام، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ ، مالک ومختارِ نبی الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا ذکر ہے کہ وہ کیسی تھی۔ محدثینِ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس تلواریں تھیں، ان کے نام یہ ہیں :۔ السمائثور، النضیب ۔ القضیب ۔ القلعی ۔ تبار ۔ الخنف ۔ المنخذم ۔ الرسوب ۔ الصمصامہ ۔ اللحیف ۔ ذوالفقار اور دو تلواریں جن کا نام العون اور العرجون تھا۔ یہ حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معجزانہ قوت کا مظہر تھیں۔ جنگِ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ تلوار عطا کر دیجئے۔ حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنرل رطب یعنی کھجور کی ایک خشک لکڑی ان کو عطا فرمائی اور حکم فرمایا کہ جاؤ اور لڑو۔

"فعادفی یدہ سیف صارما طویل القامۃ	"پس جب وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں گئی تو وہ
ابیض شدید المتن فقاتل بہ ثم لم یزل	ایک نہایت شاندار لمبی چمکدار مضبوط تلوار بن گئی
یشھد بہ المشاھد الی ان استشھد فی	تو انہوں نے اس کے ساتھ جہاد کیا' پھر وہ ان
قتال اھل الردۃ وکان ھذا السیف	کے پاس رہی اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ جہاد

Marfat.com

یسمی العون"

(بیہقی۔ ابن عساکر۔ شفا شریف۔ خصائص کبریٰ)

کرتے رہے یہاں تک کہ قتال اہل الرِّدہ میں شہید ہو گئے اور وہ تلوار عون یعنی مددگار کے نام سے موسوم ہوئی"

اور دوسری بار جنگِ اُحد میں اسی طرح لڑتے لڑتے حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو :

"فاعطاہ النبی صلی اللہ والہ وسلم عسیبا من نخل فرجع فی یدہ سیفاً ."

(شفا شریف، استیعاب، اصابہ، خصائص کبریٰ)

تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جب وہ ان کے ہاتھ میں گئی تو نہایت عمدہ تلوار تھی"

اس کا نام عرجون تھا اور عمر بھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔

الماثور نامی تلوار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے والدِ گرامی کی ملکیت سے ملی تھی۔

ذُوالفِقار۔ اس تلوار میں چھوٹے چھوٹے خوبصورت گڑھے تھے یا پُشت کی ہڈیوں کی طرح جوڑ تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ تلوار امیر المومنین اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب ابوتراب حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مرحمت فرمائی تھی۔ اسی لئے تو آپ رضی اللہ عنہ لافتی الاعلی لاسیف الاذوالفقار کے لقب سے ملقب تھے، جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں یہی تلوار یعنی ذوالفقار تھی۔

حدیث ۱/۱۰۱ حدثنا محمدؒ بن بشار حدثنا وھبؒ بن جریر انبأنا ابیؒ قتادۃ عن انسؓ قَالَ کَانَ قَبِیْعَۃُ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مِنْ فِضَّۃٍ .

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تلوار کے قبضہ پر چاندی کی گرہ تھی۔

حل لغات قَبِیْعَۃ۔ تلوار کے قبضہ پر چاندی یا لوہے کی گرہ، بندِ شمشیر طیبی نے فرمایا کہ قَبِیْعَۃ وہ ہے جو قبضہ کے اس جانب کی طرف ہو جو دھار کی طرف ہوتا ہے چاندی کا ہو یا لوہے کا۔

Marfat.com

تشریح ارشاد ہے کہ "تلوار (مبارک) کے قبضہ پر چاندی کی گرہ تھی" علماء نے تلوار پر چاندی لگانا اور قبضہ کی ٹوپی پر چاندی لگانے کو جائز بتایا ہے۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بدانکہ شیخ ابن حجرؒ گفتہ اند کہ ایں حدیث دلالت دارد بر جواز تحلیہ سیف بقلیل از فضہ کہ از جملہ آلات حرب است و تحلیۂ آلات حرب بفضہ حلال است مر مردان را و تحلیہ لجام و زین بسیم اختلاف است"

یعنی "جان لے کہ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حدیث تلوار کو قلیل چاندی کے ساتھ آراستہ کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور مردوں کے لئے آلات حرب کو چاندی کے ساتھ آراستہ کرنا حلال ہے اور گھوڑے کی لگام اور زین چاندی کی ہو تو اس میں (علماء کا) اختلاف ہے"

سعد بن عامر کی روایت میں ہے، وہ فرماتے ہیں کہ علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار (مبارک) کی زیارت کروائی تو اس کے قبضہ کی گرہ اور اس کا حلقہ چاندی کا تھا۔ فاذا قبیعتہ من فضۃ وحلقۃ من فضۃ۔

حدیث ۲/۱۰۴ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا معاذ[۲] بن ہشام حدثنی ابی قتادۃ[۳] عن سعید[۴] بن ابی الحسن قال کانت قبیعۃ سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من فضۃ۔

ترجمہ سعید بن ابی الحسن سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی گرہ چاندی کی تھی۔

حل لغات قبیعۃ۔ ما رأس مقبض السیف۔ الجوہری۔ تلوار کے قبضہ کے سر والی گرہ۔

تشریح یہ حدیث اقسام حدیث میں مرسل کہلاتی ہے اس لئے کہ سعید بن ابی الحسن اوسط تابعین سے ہے مگر جناب محدث جلیل ابراہیم بن محمد البیجوری تحریر فرماتے ہیں کہ گذری ہوئی حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے "والحدیث

اسماء الرجال
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۱۲
۲ معاذ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۵۶
۳ ابی قتادہ۔ دیکھو حدیث ۳۶
۴ سعید بن ابی الحسن۔ یہ تابعی ہے۔ ثقہ ہے خود حلہ کی اوساط التابعین سے ہے۔

Marfat.com

مرسل لانه من اوساط التابعين لكن يشهد له الحديث المتقدم "

حدیث ۳ / ۱۰۳ حدثنا ابوجعفر[1] محمد بن صدران البصری حدثنا طالب[2] بن حجیر عن هود[3] وهو ابن عبد الله ابن سعید عن جده[4] قال دخل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مکة یوم الفتح وعلی سیفه ذهب وفضة قال طالب فسألته عن الفضة کانت قبیعة السیف فضة۔

ترجمہ ہود کے نانا مزیدۃ بن مالک العصری کہتے ہیں کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو (آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) جو تلوار تھی اس پر سونا اور چاندی جڑی ہوئی تھی۔ طالب بن حجیر کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا۔ چاندی کے بارے میں تو انہوں نے کہا کہ تلوار کی گرہ چاندی کی تھی۔

حل لغات ذَهَبٌ۔ سونا۔

تشریح ارشاد ہے "جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے" یعنی مکہ مکرمہ فتح کیا اور بحیثیت ایک فاتح کے مکہ مکرمہ میں ورود مسعود فرمایا۔ یہ واقعہ رمضان شریف ۸ھ میں ہوا۔ اس وقت کعبۃ اللہ کے اندر ۳۶۰ بت نصب تھے، سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں چھڑی تھی اور ہر ایک بت پر یہ آیۂ کریمہ پڑھ کر جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا چھڑی سے اشارہ فرماتے تو وہ بت گر جاتا۔ علماء احناف اور جمہور علماء کے نزدیک تلوار وغیرہ پر سونا لگانا جائز نہیں ہے۔ اکثر محدثین کرام نے اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔ علامہ تورپشتی نے فرمایا "هذا الحديث لا تقوم به حجة اذ ليس له سند يعتمد به (جمع الوسائل)، ابن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا "انه ليس بقوی" چونکہ یہ ضعیف ہے اور اس کے اسناد قوی نہیں لہٰذا اس حدیث سے سونے کے استعمال کا استدلال صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں :۔

"ایں حدیث ضعیف است پس معارض نشود بآنچہ مقرر شد از تحریم تحلیہ مسیت بزر واللہ اعلم" ۔

یعنی "یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا اس مسئلہ کے ساتھ یہ کہ سونے سے تلوار کو آراستہ کرنا حرام ہے

---

[1] اسماء الرجال حدیث ۳ ابو جعفر محمد بن صدران صدوق ہے، ثقہ ہے، خرجہ ابوداؤد والترمذی۔

[2] طالب بن حجیر ادیب مقرر ہے امام بخاری نے اس سے تخریج کی ہے اور ترمذی نے بھی ارتضاہ الصنف وضعفہ القطان۔

[3] ہود۔ مقبول ہے ادیب مفرد ہیں بخاری نے اس سے تخریج کی ہے اور ترمذی نے بھی۔

[4] جدہ۔ اس جگہ جدہ مراد والد کی طرف سے ہے یعنی نانا۔ ان کا نام مزیدۃ بن مالک العصری ہے مزیدۃ بن عبد القیس کے جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ علی ما اشارہ الیہ الجزری فی تصحیح اسماء الصحابہ۔

marfat.com

Marfat.com

کوئی تعارض نہیں ہے۔"

اسی لیے تو راوی نے سونے کے بارے میں سوال نہیں کیا بلکہ چاندی کے متعلق پوچھا۔ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی فرماتے ہیں۔ ولعل السؤال حین کان عن الفضة دون الذهب فیه اشارة لذالك (الاتحافات الربانیہ)

حدیث ۱۰۴/۴ حدثنا محمدؒ بن شجاع البغدادی حدثنا ابو عُبیدۃؒ الحداد عن عثمانؒ ابن سعد عن ابن سیرینؒ قال صَنَعْتُ سَیْفِیْ عَلٰی سَیْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَزَعَمَ سَمُرَةُ اَنَّهٗ صَنَعَ سَیْفَهٗ عَلٰی سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَکَانَ حَنَفِیًّا۔ حدثنا عقبة بن المکرم البصری حدثنا محمد بن بکر عن عثمان بن سعد بهذا الاسناد نحوه۔

ترجمہ ابن سیرین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں سمرہ بن جندب کی تلوار کی طرح میں نے اپنی تلوار بنوائی۔ اور جناب سمرہ کہتے تھے کہ ان کی تلوار رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی طرح بنائی گئی تھی اور (یہ تلوار) بنی حنفیہ کے قبیلہ کی تلوار کی طرح تھی۔

حل لغات حَنَفِیًّا۔ بنی حنفیہ کی طرف نسبت ہے۔

تشریح بنو حنفیہ مسیلمۃ الکذاب کے قبیلہ کا نام ہے۔ یہ قبیلہ خوبصورت تلواریں بنانے کے سلسلے میں بہت معروف ہے۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی مانند تلواریں بناتے تھے۔ جمع الوسائل میں ہے۔

"قال المؤلف فی جامعه هذا حدیث غریب لانعرفه الامن هذا الوجهه"

مؤلف اپنی جامع میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے سوائے اس وجہ کے ہم اس کو نہیں جانتے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ دِرْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زرہ کا بیان ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں۔)

حل لغات دِرْعٌ۔ زرہ، مونث ہے کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع دروع آتی ہے۔ ثوب الحرب من الحدید۔ لوہے کا جنگی لباس۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان رسول مقبول احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زرہ پہننے کا بیان ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سات زرہیں تھیں۔ ذات الفضول۔ ذات الوشاح، ذات الحواشی، فضۃ، سغدیہ، البتراء، الخرنق۔

"کان درع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حلقتان من فضۃ عند موضع الثدی، اوقال عند موضع الصدر وحلقتان خلف ظھرہ"

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۱۰۵

حدثنا ابو سعید عبد اللہ بن سعید الاشج حدثنا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحق عن یحییٰ ابن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن الزبیر عن الزبیر بن العوام قال کان علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم احد دِرعان فنھض الی الصخرۃ فلم یستطع فاقعد طلحۃ تحتہ فصعد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی استوی علی الصخرۃ قال فسمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول اوجب طلحۃ .

حل لغات دِرع ، زرہ ۔ دِرعان ، دو زرہیں ، عورت کا وہ کرتہ جس کا گریبان سینہ پر ہو ، اور وہ قمیض جس کا گریبان مونڈھے پر ہو ، اور اگر بالفتح ہو یعنی دَرَعٌ ۔ تو اس کے معنی گردن کی طرف سے بکری کا پوست کھینچنا وغیرہ وغیرہ ۔ نَھَضَ ۔ کھڑا ہوا ، سیدھا ہوا ۔ اَلصَّخرۃَ ۔ چٹان ، بڑا پتھر ۔ اَقعَدَ ۔ بیٹھا ۔ صَعِدَ ۔ چڑھا ۔

ترجمہ زبیر بن عوام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جنگِ اُحد کے دن حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو زرہیں زیب تن فرمائی تھیں ۔ پس حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک چٹان پہ کھڑا ہونے کا قصد فرمایا ۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس چٹان پر نہ چڑھ سکے ۔ پس جناب طلحہ کو نیچے بٹھایا اور (ان پر کھڑے ہو کر) اس چٹان پر اچھی طرح چڑھ گئے یہاں تک کہ ٹھہر گئے ۔ زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کر لی ۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں زیب تن فرما تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس دن دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ پہنی ہوئی تھیں ۔ یہ دونوں زرہیں بڑی وزنی تھیں ۔ ذات الفضول جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کافی بڑی تھی ، اور یہ زرہ بدر کی لڑائی کے دن سعد بن عبادہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں تحفۃً پیش کی تھی ۔

ارشاد ہے " پس حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک چٹان پہ کھڑا ہونے کا قصد فرمایا مگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس چٹان پر نہ چڑھ سکے " واقعہ اُحد میں حضور محبوبِ کبریا حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چہرۂ اقدس پر پتھر لگنے سے زخم آیا اور نچلا ہونٹ مبارک خون آلود ہو گیا اور گال مبارک میں زرہ کی کڑی دھنس گئی اور ابن قمئہ نے آواز دے دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں ، اس لئے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ کسی اونچی جگہ کھڑے ہو جائیں

Marfat.com

تاکہ مسلمان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر مطمئن ہو جائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اُونچی سی چٹان پر چڑھنے کا قصد فرمایا مگر دونوں زرہوں کے وزن کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر پر نہ چڑھ سکے۔ ارشاد ہے "پس (جناب) طلحہ کو نیچے بٹھا کر (اس پر کھڑے ہو کر) اس چٹان پر چڑھ گئے یہاں تک کہ ٹھہر گئے" یعنی جناب طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر سوار ہو کر چٹان کے اُوپر چڑھ گئے اور چٹان پر خوب استقامت سے کھڑے ہو گئے۔ جب مسلمانوں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ و سلامت دیکھ لیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ جناب طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس دن انتہائی دلیری، جوانمردی، شجاعت اور بہادری کا بے مثال مظاہرہ کیا اور اپنے پیارے محبوب پر جان نثار کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بیحساب وار لڑتے رہے۔ جناب طلحہ ان دس بزرگ ترین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جنت کی بشارت سے نوازا ہے اور سب سے پہلے جو آٹھ حضرات گرامی منزلت ایمان لائے تھے آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک ہیں، اور جن چھ اصحاب کی شوریٰ کی مجلس تھی آپ ان میں سے ایک ہیں، سوائے غزوۂ بدر کے تمام جہادوں میں شریک ہوئے، اور بدر کی جنگ میں آپ مسلمانوں کے مسائل کو سلجھانے کیلئے شام گئے ہوئے تھے۔ سترہ ہزار پر زمین خرید کر ایک رات میں فقراء مدینہ پر تقسیم کی۔ ارشاد ہے "فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کر لی" یعنی آج کے دن جس تیر اندازی کا مظاہرہ، ہمت بہادری جوانمردی اور ایثار و قربانی کے جوہر انہوں نے دکھائے ہیں اس کی وجہ سے اس کی شفاعت میرے ذمہ ہو گئی اور یا جنت اس کیلئے واجب ہو گئی۔ اس دن جناب طلحہ پر کچھ اوپر اسی زخم صرف اس لئے آئے تھے کہ وہ ڈھال بن کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر برسنے والے تیر اپنے اُوپر روکتے تھے اور ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدافعت میں تیر اندازی بھی کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ بھی اس دن شل ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

"خیر شہید یمشی علیٰ وجہ الارض" "بہترین شہید وہ ہے جو زمین پر پھر رہا ہے"۔

اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس دن کی ہمت و استقامت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نثاری کو دیکھ کر فرمایا:۔

"ذالک یوم کلہ لطلحہ" "آج کا دن تو تمام کا تمام طلحہ کیلئے ہی ہے"

جمل کی لڑائی میں آپ رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اور بصرہ میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

حدیث ۲/۱۰۶ حدثنا احمدؒ بن ابی عمر حدثنا سفیانؒ بن عیینۃ عن یزیدؒ بن خصیفۃ عن السائبؒ بن یزید اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ عَلَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاھَرَ بَیْنَھُمَا۔

ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے یہ کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد کے دِن دو زِرہیں پہنی تھیں جو کہ اُوپر نیچے تھیں۔

حل لغات ظَاھَرَ۔ اُوپر نیچے۔ دوہرا ہونا۔ ظاھر بین الثوبین۔ اوپر نیچے کپڑا پہننا۔ اس کا مصدر مُظَاھَرَۃ آتا ہے جس کے معنی مدد کرنا۔ تہ بر تہ کرنا۔ ظہار کرنا ہیں۔

تشریح ارشاد ہے کہ" رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد کے دن دو زِرہیں پہنی تھیں یعنی بواسطۂ اہتمام بشان حرب اور تعلیم اُمت کے لئے، نیز بقول صاحب حلاوۃ المتعلمین جناب مولانا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب :-

" اشارت است بسوئے آنکہ حزم وتوقی از اعداء و موذیات منافی توکل ورضا وتسلیم نسبت

اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہوشیاری دُوراندیشی سے کام لینا، دشمن سے اپنے آپ کو بچانا اور موذی چیزوں سے بچنا، توکل، رضا اور تسلیم کے منافی نہیں ہے۔

بلکہ یہ تو حکم خداوندی کی تعمیل ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا :-

" یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا۔

(سُورۂ نساء رکوع ۱۰)

لے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو، پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو"

یعنی "دشمن کی گھات سے بچو اور اسے اپنے اُوپر موقع نہ دو اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ہتھیار ساتھ رکھو۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی تدبیریں جائز ہیں" (کنز الایمان)

یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے کہ سائب رضی اللہ عنہ اُحد کی جنگ میں موجود نہیں تھے اس لئے کہ وہ اپنے باپ کے ہمراہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور اس وقت ان کی

اسماء الرجال صدیث ۲/۱۰۶
۱ احمد بن ابی عمر ۔ ابن ابی عمر الامام
۲ سفیان بن عیینہ ۔ دیکھو صدیث ۱/۱
۳ یزید بن خصیفہ ۔ دیکھو صدیث ۱/۱۰۵
۴ سائب بن یزید ۔ دیکھو صدیث ۱/۱۰۵

Marfat.com

عُمر صرف سات برس کی تھی۔ ابی داؤد کی حدیث میں آیا ہے کہ :

" عن السائب عن رجل قد سماہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر یوم احد بین درعین "

یعنی سائب ایک شخص سے روایت کرتے ہیں"

تو پھر یہ مراسیل سے نکل جاتی ہے اور غالب خیال یہی ہے کہ یہ شخص جس سے صائب روایت کرتا ہے زبیر بن عوام ہے، اسلئے کہ اس سے پہلی حدیث ۱۰۵/۱ اس معنی میں ان سے روایت ہوئی ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ دِرْعِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خود (مبارک) کا بیان ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات مِغْفَر۔ خود۔ اس کا مصدر غَفْرٌ ہے جس کے معنی چھپا لینا، ڈھانپ لینا، برتن کے اندر پوشیدہ کر لینے کے ہیں۔ چونکہ سامانِ جنگ میں سے ایک یہ لوہے کی ٹوپی بھی ہے جس کو کلاہ کے نیچے سر کو دشمن کی تلوار سے محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس سے سر ڈھانپ لیا جاتا ہے تو اس کو مِغْفَر کہا گیا۔

تشریح اس باب میں حضور سید الانبیاء، امام المرسلین، صاحبِ لواءِ حمد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فتح مکہ کے دن خود کا پہن کر مکہ مکرمہ میں ورود مسعود فرمانے کا ذکر ہے۔

صاحب الشمائل النبویہ الامام الہمام الثقہ الحافظ المتقن ابی عیسیٰ محمد بن سورہ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیگر آلاتِ جنگ کا ذکر نہیں فرمایا۔ صاحب الاتحافات الربانیہ نے ص ۱۵۳ و ص ۱۵۴ پر مندرجہ ذیل آلاتِ حرب لکھے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چھ قوس و کمان تھے۔ النزوراء، الروحا، الصفرا، سوحط، الکتوم، السداد، ترکش کا نام الکافور تھا، ایک ڈھال کا نام الذلوق تھا، دوسری کا القنق۔ ایک ڈھال آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں تحفۃً پیش کی گئی۔ اس پر عقاب یا کبش (مینڈھا) کی تصویر تھی۔ صاحب معجزاتِ باہرہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس تصویر پر ہاتھ رکھا تو وہ تصویر اللہ تعالیٰ نے محو کر دی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سات گھوڑے تھے، المرتجز، السکب، الظرب، اللحیف، اللزاز، الورد، ضبحۃ۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تیر کا نام المثوی تھا۔ ایک لمبا سا نیزہ تھا جس کا نام البیضاء تھا، خیمہ کا نام الکن تھا۔ ایک ٹیڑھے سر والی لکڑی تھی جو کہ ایک گز یا کچھ بلی

marfat.com

Marfat.com

تھی اس کا نام محجن تھا' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک لاٹھی تھی جس کا نام مخصر تھا۔

حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ شمائل رسول میں تحریر فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا نام عقاب تھا اس کا رنگ سیاہ تھا' ایک پرچم زرد رنگ کا تھا ایک جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ جس میں سیاہ دھاریاں تھیں' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مشکیزہ کا نام صادر تھا' زین کا نام داجب تھا' اونٹنی کا نام قصویٰ اور عضباء تھا' خچر کا نام دلدل تھا' گدھے کا نام یعفور تھا جس بکری کا دودھ نوش فرماتے' اس کا نام عنبہ تھا۔

حدیث ۱۰۷/۱ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید حدثنا مالک[۲] بن انس عن ابن[۳] شہاب عن انس[۴] بن مالک اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دَخَلَ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ مِغْفَرٌ فَقِیْلَ لَہٗ ھٰذَا ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اقْتُلُوْہُ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارک میں عرض کیا گیا یہ ابن خطل ہے جو کہ کعبہ کا غلاف پکڑے ہوئے ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

حل لغات اَسْتَار۔ چھپا ہوا۔ پکڑے ہوئے۔ پردہ کئے ہوئے۔

تشریح ارشاد ہے" یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی" یعنی جس وقت ۸ھ میں بحیثیت ایک فاتح کے مکہ مکرمہ میں آپ نے ورود مسعود فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس پر کلاہ کے نیچے خود تھی' جب خود وغیرہ اتار کر اطمینان ہو گیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ" ابن خطل کعبہ کے پردہ کی اوٹ میں ہے' ارشاد فرمایا اس کو قتل کر دو۔" یہ شخص اپنے ظلم و ستم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی بناء پر خوف و دہشت کے عالم میں خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑے کھڑا تھا۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بہت ہی دشمن تھا حالانکہ مسلمان ہوا تھا مگر پھر مرتد ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کا ایک مسلمان خادم تھا جس کو اس نے قتل کر دیا تھا اب اس ڈر کی

Marfat.com

وجہ سے کہ اس پر حد جاری ہوگی اور قصاص کے طور پر اسے قتل کیا جائے گا دوبارہ کافر ہوگیا' چنانچہ اس بدبخت نے دو رنڈیاں بھی ہوئی تھیں اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور ہجو میں اشعار بکتے' یہ ان رنڈیوں سے سُنتا۔ تو اس پر حکم دیا گیا کہ یہ شخص جہاں بھی ملے اس کو قتل کر دو۔ اس قسم کے تین اشخاص اور بھی تھے ۱ الحویرث بن نقید، ھلال بن خطل (جس کا ذکر ہے) مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن ابی سرح ۔ یہ چار افراد تھے جن کے متعلق حکم دیا گیا تھا" اربعة لا اؤمنهم لا فی حل ولا فی حرم " ان میں سے ابی سرح نے توبہ کر لی اور قتل ہونے سے بچ گیا۔ چنانچہ ابو برزہ اسلمی نے ابن خطل کو قتل کر دیا۔

حدیث ۲ / ۱۰۸

حدثنا عیسٰی[۱] بن احمد حدثنا عبداللہ[۲] بن وھب حدثنی مالک[۳] بن انس عن ابن[۴] شھاب عن انس[۵] بن مالک اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَخَلَ مَکَّۃَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَأْسِہِ الْمِغْفَرُ قَالَ فَلَمَّا نَزَعَہٗ جَآءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اقْتُلُوْہُ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ وَبَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خود کو سر اقدس سے اُتار لیا تو ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹا ہوا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔ ابن شہاب کہتے ہیں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن محرم نہیں تھے۔

حل لغات مُحْرِم ۔ احرام باندھنے والا۔

تشریح ارشاد ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن محرم نہیں تھے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن احرام نہیں باندھا تھا بلکہ خود اُتار کر سیاہ عمامہ مبارک زیب سر فرمایا ہوا تھا" خطب الناس وعلیه عمامة سوداء " آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے لوگوں کو خطبہ

اسماء الرجال ۱ عیسٰی بن احمد ۔ دیکھو ص ۲۰۶ ۲ عبداللہ بن وھب ۔ دیکھو ص ۲۰۶ ۳ مالک بن انس ۔ دیکھو ص ۲۰۶ ۴ ابن شہاب ۔ دیکھو ص ۲۰۶ ۵ انس بن مالک ۔ دیکھو ص ۲۰۶

اخرج حدیثه الترمذی فی باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ ۔ والنسائی فی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ ۔ وابن ماجہ فی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ ۔ والدارمی فی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

Marfat.com

ارشاد فرمایا جبکہ آپ سیاہ عمامہ زیب سرِ اقدس کئے ہوئے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر ہی بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے پر جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر احناف کے نزدیک مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے محمد زکریا

صاحب دیوبندی سہارنپوری لکھتے ہیں :۔

"حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث اس لئے حجت نہیں بن سکتی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے فتح مکہ کی غرض سے اس دن کی حرمت اُٹھادی گئی تھی، چنانچہ بخاری وغیرہ کی روایات میں اس کی تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے آج کے دن یہ حلال تھا کسی اور کے لئے نہیں"

(خصائلِ نبوی ص۹۱)

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ عِمَامَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار (پگڑی) مُبارک کا ذکر ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات اَلْعِمَامَة ۔ دستار، پگڑی با لکسرہ ، اس کی جمع عمائم اور عمام آتی ہے عربی میں کہتے ہیں۔ مایعتم به فوق الرأس۔

تشریح اس باب میں "عمامہ مبارک کے رنگ اور شملہ کہاں رکھا جائے" کا بیان ہے۔ شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے۔

"اعلم ان لبس العمامة سنة وردفی فضلها اخبار کثیرة حتی ورد ان الرکعتین مع العمامة افضل من سبعین رکعة بدونها"

خوب جان لے کہ پگڑی کا پہننا سنّت ہے اور اس کی فضیلت میں کافی احادیث وارد ہوئی ہیں یہانتک کہ احادیث میں وارد ہے کہ پگڑی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا بغیر پگڑی کے ستر رکعت نماز ادا کرنے سے بہتر ہے"

حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"العمامة سنة لا میما للصلوٰة ویقصد التجمل لاخبار کثیرة فیها"

پگڑی کا باندھنا سنّت ہے خصوصاً نماز کیلئے اور خوبصورتی کے ارادے سے ، اس بارے میں بہت احادیث آئی ہیں۔

فتح الباری میں ہے : "ارشاد ہے عمامہ باندھا کرو اس سے حِلم میں بڑھ جاؤ گے" عینی میں ہے "کسی نے جناب

marfat.com

Marfat.com

عبداللہ بن عمر سے پوچھا کیا پگڑی باندھنا سُنّت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں سُنّت ہے" مزید فرمایا۔ "عمامہ باندھا کرو کہ اسلام کا نشان ہے اور مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والا ہے" علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"فنی الخبر فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس وامالیس القلنسوۃ وحدھا فھو زی المشرکین"

"حدیث میں ہے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپی اور پگڑی باندھنا فرق واضح کرتا ہے اور یہ کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کی پوشش ہے یعنی لباس ہے"

حضرت فقیہہ بے بدل علامہ اجل مُلا علی القاری رحمہ الباری مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں :۔

"لم یروانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبس القلنسوۃ بغیر العمامۃ فیتعین ان یکون ھذا زی المشرکین"

یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی، ہو متعین ہُوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے"

پھر پگڑی باندھنے کی فضیلت کی احادیث لکھ کر فرماتے ہیں :۔

"ھذا کلہ یدل علی فضیلۃ العمامۃ مطلقا نعم مع القلنسوۃ افضل ولبسھا وحدھا مخالف للسنۃ کیف وھی زی الکفرۃ وکذا المبتدعۃ فی بعض بلدان"

"ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگرچہ ٹوپی ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلافِ سُنّت ہے اور کیوں کر نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے"

اعلیحضرت امام اہلسنت فقیہہ اعظم الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ جلد ۳ صـ ۷۶ سے لے کر صـ ۸۰ تک ۱۹ احادیث اور کئی فقہاء کی کتابوں سے عبارات نقل کی ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں "عمامہ حضور پُرنور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّتِ متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریاتِ دین تک پہنچا ہے" پھر تین سطر آگے چل کر فرماتے ہیں "تو عمامہ کہ سنّتِ لازمہ دائمہ ہے یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو

Marfat.com

مشرکین کی وضع قرار دیا۔"

نہایت افسوس ہے کہ آج کل بعض ائمہ مساجد اس سنتِ مبارکہ کو ترک کر کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھاتے ہیں اور افضلیت کے اجر سے محروم ہو کر ترکِ سنت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " نبی علیہ السلام کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے تھے جب تک اس کے عمامہ نہیں بندھوا دیتے تھے، جمع الوسائل میں ہے۔

"واعلم انه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانت له عمامة تسمی السحاب وکان یلبس تحتی القلانس"

اور جان لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جو پگڑی تھی اس کو السحاب کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور ٹوپی کے اوپر اس کو باندھا کرتے تھے۔

حدیث ۱/۱۰۹ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدی عن حماد بن سلمة ح وحدثنا محمود ابن غیلان حدثنا وکیع عن حماد بن سلمة عن ابی الزبیر عن جابر قال دخل النبی صلی اللہ علیه وآلہ وسلم مکة یوم الفتح وعلیه عمامة سوداء

ترجمہ جناب جابر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر سیاہ پگڑی تھی۔

حل لغات سوداء۔ سیاہ۔

تشریح ارشاد ہے " نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر سیاہ پگڑی تھی" باب ماجاء فی صفة مغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے، کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی " محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے خود کے نیچے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا جو کہ سرِ مبارک کے لئے وقایہ کا کام دیتا تھا اور جب آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ورودِ مسعود فرمایا تو خود اُتار دی تھی اور سیاہ عمامہ سرِ اقدس پر موجود رہا جس کا ذکر جناب جابر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں۔ لہٰذا احادیث مبارک کے دونوں فقرات اپنے اپنے محل پر صحیح اور دُرست ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں۔ ان احادیث میں حضرت استاذِ مکرم الحافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب قدس سرہ العزیز نے یہی توفیق و تطبیق فرمائی ہے۔ شارح شمائل شریف جناب قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"پوشیدہ نماند کہ ایں حدیث بحسب ظاہر معارض می شود بحدیث سابق و وجہ جمع آنست کہ تواند بود کہ در وقت اوّل دخول مکہ معظمہ بر سر مبارک حضرت مغفر بود بعد ازاں دستار پوشید و بعضے علماء گفتہ اند کہ تواند بود کہ بالائے مغفر دستار سیاہ بستہ باشد یا در مغفر برائے وقایہ سر مبارک"

یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر طور پر گذری ہوئی حدیث کے ساتھ یہ حدیث معارض ہے اور وجہ جمع یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دخول مکہ مکرمہ کے اوّل وقت میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس پر خود تھی اسے اُتار کر پگڑی پہن لی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ خود کے اُوپر سیاہ پگڑی ہو یا خود کے نیچے جس سے سرِ اقدس کے لئے وقایہ کا کام لیا گیا ہو"

حدیث ۱۱۰ حدثنا ابنُ ابی عمر حدثنا سفیانُ عن مساورٍ الوراق عن جعفرِ بن عمرو بن حریث عن ابیہ قال رأیتُ علی رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عِمامۃً سوداءَ۔

ترجمہ عمرو بن حریث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس پر سیاہ رنگ کا عمامہ، پگڑی، دیکھا ہے۔

تشریح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمامہ مبارک کی لمبائی و چوڑائی کا اندازہ ثابت نہیں ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ شہاب الدین بن حجر الہیتمی سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

واعلم انہ یحرر کما قالہ بعض الحفاظ — جان لے کہ جیسا کہ بعض حفاظ (حدیث) نے

اسماء الرجال حدیث ۱۱۰
۱ ابن ابی عمر دیکھو حدیث ۱۰
۲ سفیان دیکھو حدیث ۱۰
۳ الوراق دیکھو حدیث ۱۰
۴ جعفر بن عمرو بن حریث روی عنہ الوراق وروی عنہ سفیان بن عیینہ عمرو بن حریث

marfat.com
Marfat.com

فی طول عمامۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعرضھا شیئ "

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ مبارک کے طول وعرض کے متعلق بیان کیا ہے ثابت نہیں ہے"

البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو عمامے تھے ایک چھوٹا ایک بڑا ، چھوٹا سات گز اور بڑا بارہ گز " واللہ اعلم بالصواب ۔

جمع الوسائل میں ہے :۔

"وفی شرح الزیلعی من علماء منا الحنفیہ انہ یسن لبس السواد لحدیث فیہ "

اور شرح زیلعی میں ہے کہ ہمارے علماء حنفیہ سیاہ رنگ کے کپڑے کو پہننا سنت بتاتے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہے"

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے بھی سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال کرتے تھے چنانچہ محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت امام اولیاء سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیدنا ذی النورین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن سیاہ پگڑی باندھی تھی اور امام عالیمقام امیر المؤمنین سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سیاہ پگڑی اور سیاہ لباس میں خطبہ ارشاد فرماتے ، حضرت ابن الزبیر ، حضرت انس حضرت عمار وغیرھم رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی سیاہ عمامہ پہنتے اور خطبہ ارشاد فرماتے اور سعید بن المسیب عیدین کے موقع پر سیاہ عمامہ پہنتے ۔ اس کے باوجود علماء نے جمعہ یا عیدین وغیرہ میں سیاہ پگڑی کا پہننا ضروری نہیں سمجھا بلکہ بقول علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ :۔

"ان دخول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھذہ العمامۃ امر غیر مقصود "

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس عمامہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ورود مسعود فرمانا ایک ایسا کام ہے جس کا دخول مکہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے "

اسی لئے تو امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ آپ سیاہ رنگ کو کیوں استعمال نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا :

"لانہ لا یجلی فیہ عروس ولا یلبی فیہ محرم ولا یکفف فیہ میت "

اسلئے کہ اس میں دلہن کو آراستہ نہیں کیا جاتا اور محرم اس میں تلبیہ نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں میت کو کفن دیا جاتا ہے ۔

نیز اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف مکہ مکرمہ نہیں بلکہ سوائے مکہ مکرمہ کے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال فرمایا تھا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " ولبس البیاض افضل " اور سفید لباس پہننا افضل ہے چنانچہ ہمارے علماء و مشائخ سفید لباس ہی پہنتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔

حدیث ۳/۱۱۱ حدثنا محمود[۱] بن غیلان و یوسف[۲] بن عیسیٰ قالا حدثنا وکیع[۳] عن مسعر[۴] الوراق عن جعفر[۵] بن عمرو بن حریث عن ابیہ[۶] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَآءُ .

ترجمہ عمرو بن حریث سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔

حل لغات خَطَبَ ۔ خُطْبَۃً وخَطْبًا وخَطَابَۃً ۔ وعظ کہنا، تقریر کرنا، حاضرین کے سامنے خطبہ پڑھنا۔

تشریح ارشاد ہے " یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا " بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک یہ خطبہ مبارک فتح مکہ کے دن کا خطبہ ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے دروازے کی چوکھٹ پر ارشاد فرمایا تھا۔ مگر بعض محدثین کرام نے یہ خطبہ مراد نہیں لیا کیونکہ انہی سے دوسری روایت میں جو مسلم میں ہے کہ :

" کانی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی طرفیہ بین کتفیہ "

یعنی " گویا کہ میں اس وقت بھی اپنی آنکھوں کے سامنے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی شکل مبارک کو منبر پر سیاہ عمامہ پہنے جس کے دونوں شملے دونوں کندھوں پر پڑے ہیں دیکھ رہا ہوں "

منبر کا لفظ موجود ہے چونکہ فتح مکہ کا خطبہ منبر پر نہیں تھا لہذا یہ خطبہ مدینہ منورہ میں کسی ایک جمعہ کا ہوگا۔ صاحب المصابیح نے اس حدیث کو باب خطبۃ الجمعہ میں بیان کیا ہے۔ ارشاد ہے کہ " سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا " سیاہ پگڑی پہننی بھی سنت ہے مگر سفید پگڑی پہننی افضل ہے۔ صاحب التحافات الربانیہ ابن قیم سے نقل کرتے ہیں :

" لم تکن عمامۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی مبارک

اسماء الرجال حدیث ۱۱۱
۱ محمود بن غیلان وکیع حدیث
۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱
۲ یوسف بن عیسیٰ وکیع
حدیث ۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱
۳ وکیع دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ مسعر الوراق دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۵ جعفر بن عمرو بن حریث دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۶ عمرو بن حریث دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

Marfat.com

كبيرة يؤذى الرأس حملها ولا صغيرة لا تقى الرأس من حر ولا برد بل كانت وسطا بين ذالك وخير الامور الوسط"

نہ تو اتنی بڑی تھی کہ اس کے پہننے سے سر کو تکلیف ہو اور نہ ہی اتنی چھوٹی تھی کہ گرمی اور سردی سے محفوظ نہ رکھ سکے بلکہ ان دونوں کے مابین تھی اور بہترین امور میانہ روی کے ہیں۔

حدیث ۱۱۲ حدثنا هرون بن اسحٰق الهمدانی حدثنا یحیی بن محمد المدینی عن عبد العزیز ابن محمد عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ قال نافع وکان بن عمر یفعل ذالك قال عبید اللہ ورأیت القاسم بن محمد وسالما یفعلان ذالك۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پگڑی مبارک باندھتے تھے تو اس کے شملہ کو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے۔ جناب نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر بھی اس طرح کرتے تھے اور عبید اللہ فرماتے ہیں کہ قاسم بن محمد و سالم کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بھی اس طرح کرتے تھے۔

حل لغات اِعْتَمَّ - پگڑی باندھنا۔
سَدَلَ - لٹکانا، چھوڑ دینا۔

تشریح ارشاد ہے "جس وقت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پگڑی مبارک باندھتے تو اس کے شملے کو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیاں لٹکا دیتے تھے" شملہ مبارک کے لٹکانے کے متعلق سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ مختلف رہی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر شملہ لٹکائے رکھتے تھے۔ سینہ کے دائیں طرف بائیں طرف اور تقریباً تقریباً ہمیشہ دونوں مونڈھوں کے درمیان شملہ رکھتے اور کبھی پگڑی مبارک کے دونوں سرے شملے کی طرح رکھتے۔ حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً سب صورتیں ثابت ہیں مگر افضل صورت دونوں شانوں کے درمیان کمر پر شملہ کا لٹکانا ہے" حضرت علامہ یوسف نبہانی وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی علیہ السلام نے میرے عمامہ باندھا، اس کا ایک کونہ میرے مونڈھے پر ڈالا اور فرمایا کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے بدر اور حنین کے دن ایسے فرشتوں کے ذریعہ میری مدد فرمائی جو اس طرح عمامے باندھے ہوئے تھے" اور فرمایا "عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان ایک امتیازی فرق ہے"۔ "نبی علیہ السلام کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے تھے جب تک اس کے عمامہ نہیں بندھواتے تھے' عمامہ کا طرز یہ ہوتا کہ اس کا ایک پلہ دائیں مونڈھے پر کان کی طرف ڈالا جائے"۔

حدیث ۱۱۴/۵ حدثنا یوسف[۱] بن عیسیٰ حدثنا وکیع[۲] حدثنا ابوسلیمان[۳] وھو عبد الرحمن بن نمیر عن عکرمۃ[۴] عن ابن[۵] عباس رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ دَسْمَاءُ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا' اور آنحضور کے سرِ اقدس پر کالا عمامہ تھا۔

حل لغات دَسْمَاءُ۔ سیاہ، کالا، چکناہٹ والا۔

تشریح محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الوصال کے وقت ارشاد فرمایا تھا چونکہ بعض روایت میں بجائے عمامہ کے عصابۃ دسماء بھی آیا ہے اس لئے اس کے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس پر چکناہٹ سے بھرا ہوا (رومال)، پٹی بندھی ہوئی تھی" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد منبر پر تشریف فرما نہیں ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن حازم کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین اور جب لڑائی میں فتح پاتے تو بطور تبرک پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنایا تھا۔ (اصابہ)

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ عِمَامَۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اِزَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہمد (لنگی) کا بیان ہے۔

(اس باب میں چار احادیث ہیں)

حل لغات اَلْاِزَار۔ صاحب مصباح اللغات لکھتے ہیں ہر وہ چیز جو تم کو چھپالے۔ چادر، پاکدامنی، تہمد، پشتہ دیوار۔ اس کی جمع آزرہ و اُزُر آتی ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ لکھتے ہیں، مایستر اسفل البدن، وہ چیز جو بدن کے نچلے حصے کو ڈھانپ دے۔ یہ چادر کے مقابلہ میں ہے چادر جو ہے وہ مایستر اعلی البدن، جو بدن کے اوپر کے حصے کو ڈھانپ دے۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، سرکار دوعالم، فخر موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہمد یعنی لنگی باندھنا جو کہ ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی اور اپنی اتباع کی طرف متوجہ کرنا، اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرنا بیان کیا گیا ہے۔

علامہ البیجوری اور دیگر محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے راجح قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پائجامہ پہننا ثابت نہیں ہے مگر یہ ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پائجامہ تھا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پہننے کا ارشاد فرمایا تھا، ابوامامہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اہل کتاب تہمد یعنی لنگی نہیں باندھتے پاجامہ پہنتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ان کے خلاف کرو پاجامہ بھی پہنو اور لنگی تہمد بھی باندھو، علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لنگی چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی" اور چادر کے متعلق لکھتے ہیں کہ "چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ چوڑی ہوتی تھی" تہمد غرور یا تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا

marfat.com

Marfat.com

حرام ہے، اور اگر کوئی معقول عذر ہو تو مکروہِ تنزیہی ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جناب امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ میرا تہمد لٹک جاتا ہے جب تک کہ میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں حضور پاک صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انت لست ممن یصنعه خیلاء، تم ان میں سے نہیں ہو جو از راہِ تکبر ایسا کریں۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

"اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیه کراهة تنزیه کذا فی الغراب."

آدمی کا تہمد ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر از روئے تکبر نہ ہو تو وہ مکروہ تنزیہ ہے ورنہ مکروہِ تحریمی۔

حدیث ۱/۱۱۴ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا اسمٰعیل[2] بن ابراهیم حدثنا ایوب[3] عن حمید[4] ابن هلال عن ابی بردة قال اخرجت الینا عائشة رضی الله عنها کساءً ملبدًا وازارًا غلیظًا فقالت قبض روح رسول الله صلی الله علیه والہ وسلم فی هذین.

ترجمہ ابی بردہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمیں ایک چادر پیوند لگی اور تہمد موٹی (درشت) دکھائی، پھر فرمایا یہ دو کپڑے تھے جس میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وصال پایا۔

حل لغات ملبدًا۔ پیوند لگے ہوئے۔ عرب لوگ کہتے ہیں لبدت القمیص البده یا لبدته میں نے قمیص میں پیوند لگائے۔ جس چیتھڑے سے قمیص کا سامنا حصہ پیوند کرتے ہیں اس کو لبدہ کہتے ہیں اور پشت پر جو پیوند لگاتے ہیں اس کو قبیلہ کہتے ہیں۔ غلیظًا۔ غلظة سے ہے جس کے معنی سخت ہونا، موٹا ہونا اور درشت ہونے کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے کہ "عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک چادر پیوند لگی اور تہمد موٹی (درشت) دکھائی" یہ دونوں کپڑے مبارک حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اوڑھا کرتے تھے اور تہمد باندھا کرتے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ملبوسات محفوظ کر رکھے تھے اور حضرات صحابہ کرام و تابعین کو ان کی زیارت سے مشرف فرماتیں، ان سے برکات و فیوض حاصل کرتے بلکہ بیمار ان کی برکت سے شفا حاصل کرتے۔ حضرت محدث کبیر علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی المصری متوفی ۱۰۳۱ھ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۱۴

۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۱/۱۱۲

باب ما جاء فی تخلیلهم فی یمینه

حاشیہ

۲ اسمٰعیل بن ابراہیم۔ دیکھو حدیث ۱/۱۱۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ

۳ ایوب۔ السختیانی ہے۔

۴ حمید بن ہلال۔ ثقہ ہے روی له الجماعة لکن توقف فیه ابن منیع لانه تفرد عن هذا السلطان۔

۵ ابی بردة۔ قیل کان اسمه عامر وقیل الحارث وقیل اسمه کنیته من بجلة العلماء۔ ابی الحسن شعری کا دادا ہے اس کا نام عامر حدیث ہے۔

Marfat.com

"وفی الحدیث ندب حفظ آثار الصالحین والتبرک بها من ثیابهم ومتاعهم فقد کانت عائشة حفظت هذا الکساء والازار اللذین قبض فیهما للتبرک بها قال وقد کان عندها ایضا جبة طیالسیة مکنوقة الفرج بالدیباج کان صلی الله علیه وآله وسلم فکانت عندها یستشفی المریض بها کما اخبرت بذلک اسماء فی حدیثها مسلم"

"اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ آثار الصالحین اور ان کے ملبوسات و سامان سے تبرک کرنا مندوب ہے پس تحقیق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس چادر اور تہمد کو جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تھا تبرک کے طور پر محفوظ رکھا۔ فرمایا کہ ان کے پاس ایک طیالسی جُبّہ بھی تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیب تن فرمایا تھا' اس کے گریبان پر ریشم کا کام ہوا تھا جیسا کہ جناب اسماء رضی اللہ عنہا نے مسلم کی حدیث میں خبر دی ہے' اس سے وہ (رضی اللہ عنہا) بیماروں کیلئے شفا چاہتی تھی۔"

بلکہ یہ تبرکات تو ایک سے دُوسرے کے پاس منتقل ہوتے رہے اور وہ بھی خود اور دوسرے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ان سے برکات و فیوض اور شفایابی حاصل کرتے رہے۔ صاحب التحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"فلما توفیت السیدة عائشة اخذتها اسماء (رضی الله عنها) فکانت عندها تستشفی بها المرضی کما جاء فی مسلم"

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا تو یہ جبّہ طیالسی جناب اسماء رضی اللہ عنہا نے حاصل کیا پھر یہ ان کے پاس تھا اور اس جبّہ کے ذریعے بیماروں کو شفا ہوتی جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں :۔

"کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یلبسها فنحن نغسلها للمرضی یستشفی بها"

اس جبّہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیب تن فرمایا کرتے تھے ہم اسے دھو کر بغرض شفا مریضوں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

(مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۲/۱۱۵ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[2] عن شعبہ[3] عن الاشعث[4] بن سلیم قال سمعت عمتی تحدث عن عمہا[5] قال بینما انا امشی بالمدینۃ اذ انسان خلفی یقول ارفع ازارک فانہ اتقی وابقی فالتفتُّ فاذا ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقلت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) انما ھی بردۃ ملحاء قال امالک فی اسوۃ فنظرت فاذا ازارہ الی نصف ساقیہ۔

ترجمہ عبید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں' ایک دن میں مدینہ منورہ میں جا رہا تھا کہ ایک شخص مجھے پیچھے سے کہہ رہا تھا کہ اپنے تہمد کو اونچا کرو' یہ بچاؤ ہے اور باقی رہنے والا ہے' جب میں نے اس آواز دینے والے پر توجہ کی تو وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے' تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ صلی اللہ وسلم سوائے اس کے نہیں کہ یہ تو ایک چادر ہے سفید و سیاہ دھاریدار' حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میرے طرزِ عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے؟ جب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف دیکھا تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تہمد نصف پنڈلی تک تھی:

حل لغات مَلْحَاء۔ سفید و سیاہ دھاریدار۔

تشریح ارشاد ہے "یہ بچاؤ ہے اور باقی رہنے والا ہے" یعنی زمین کی نجاست اور گندگی سے کپڑے کا بچاؤ ہوتا ہے۔ نیز عجب' کبر اور غرور جیسے افعالِ ذمیمہ سے بھی بچ جاتا ہے اور کافی عرصہ یہ کپڑا استعمال ہوتا رہتا ہے اور اس میں ثواب بھی ہے' اس حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں اشارہ ہے کہ اسلامی زندگی دینی اور دنیاوی امور پر مشتمل ہے۔ ارشاد ہے "تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سوائے اس کے نہیں کہ یہ تو ایک معمولی چادر ہے اس کے نیچے لٹک جانے سے غرور یا کبر پیدا نہیں ہوتا اور اگر خراب بھی ہو جائے تو کچھ قیمتی تو نہیں۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"والمراد بھا بردۃ سوداء فیھا خطوط بیض یلبسھا الاعراب لیست من الثیاب الفاخرہ"

"بردہ ملحاء سے مراد سیاہ رنگ کی چادر ہے، جس میں سفید دھاریاں ہوتی ہیں' یہ کوئی قیمتی کپڑا نہیں ہوتا"

اسماء الرجال حدیث ۱۱۵

۱ محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ
۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱۱۵
۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۱۱۵
۴ الاشعث بن سلیم
۵ عمتی

Marfat.com

نیز عرب کے لوگ ایسی چادر کو اپنی خاص مجالس اور محافل کے مواقع پر استعمال بھی نہیں کرتے ہیں کیونکہ یہ زینت کا کپڑا نہیں ہے بلکہ محنت اور مشقت کے بعد پہنا جاتا ہے۔ ارشاد گرامی ہے "کیا میرے طرزِ عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں؟" اللہ اکبر! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے کتنی حکمت و موعظت ہے، کتنا اہم سبق ہے اور کتنی ہدایت ہے۔ اے اللہ جل جلالہ ہمیں حضور پاک رحمۃ اللعالمین سراپا ہدایتِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کمال اتباع کی دینی اور دنیوی امور میں توفیق مرحمت فرما، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشادِ خداوندی ہے۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

"یقیناً اے مسلمانو! تمہارے لئے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ عمل ہے"

اور نجات فلاح اور رضائے خداوندی بھی اسی اتباع میں ہے۔

"مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا"

"جس شخص نے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے یقیناً بہت بڑی کامیابی و کامرانی کو حاصل کر لیا"

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"

جس نے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کر لی۔

حدیث ۳/۱۱۶ حدثنا سوید[1] بن نصر حدثنا عبد[2] اللہ بن المبارک عن موسیٰ[3] بن عبیدۃ عن ایاس[4] بن سلمۃ بن الاکوع عن ابیہ[5] قال کان عثمان یأتزر الی انصاف ساقیہ وقال ھکذا کانت ازرۃ صاحبی یعنی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہمد نصف پنڈلی تک ہوتی تھی اور فرمایا کہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تہمد بھی اسی طرح ہوتی، صاحب کے معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۱۶

۱ کبیر ان نفر ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۲ عبد اللہ المبارک ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۳ موسیٰ بن عبیدہ ۔ ضعفوہ امام نے فرمایا۔ لا عمل الزیادۃ حسنہ ۔ اخرج لہ ابن ماجہ ۱۵۳ھ میں فوت ہوا۔

۴ ایاس بن سلمۃ بن الاکوع ثقہ ۔ اصحاب رسنے اس کے آبن کی کنیت

۵ ابیہ یعنی سلمۃ بن الاکوع ۔ بڑا نماز تھا ۔ دیر تھا ۔ بڑا فاضل تھا ۔ پیغم اسلام کے ساتھ غزوات میں شریک رہے بیعت رضوان میں موجود تھے۔

marfat.com

Marfat.com

حل لغات اِنصَاف۔ نصف، آدھی۔
سَاق۔ پنڈلی۔ مابین الرکبۃ والقدم، پاؤں اور گھٹنے کے درمیان۔

تشریح ارشاد ہے "جناب عثمان (ذی النورین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہمد نصف پنڈلی تک ہوتی تھی" اور "فرمایا کہ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہمد بھی اسی طرح ہوتی تھی" گویا حضرات صحابہ کرام عموماً اور خلفائے راشدین خصوصاً حضور پاک نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر کام، ہر فعل اور ہر ہیئت پر خود عمل کرتے اور دوسروں کو وہ عمل دکھاتے کہ دیکھو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طرزِ عمل تھا اسی لئے تو آج تک یہ عمل مبارک اولیاء کرام اور علمائے راشدین کے ذریعہ جو کہ خود عمل کرتے ہیں اور عمل کر کے دکھاتے ہیں، تابندہ و قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت اسی طرح تابندہ و پائندہ رہے گا۔ علامہ یوسف بنہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ چادر اور تہمد سے جو ٹخنوں سے نیچے لٹکے وہ آگ میں ہے" یہ وعید ان لوگوں کے بارے میں ہے جو فخر و مباہات کے لئے اتنے لمبے لمبے کپڑے پہنتے ہیں جو زمین پر گھسٹتے ہوئے چلیں، جناب عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہمد کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے تو بڑے واقف کار سے سوال کیا ہے۔ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی تہمد نصف پنڈلی تک ہونی چاہیئے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک ہو تو مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر تہمد لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت کے دن اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے" (ابوداؤد)

امام نووی فرماتے ہیں:۔

"القدر المستحب فیما ینزل الیہ طرف الازار نصف الساقین والجائز بلا کراھۃ ما تحتہ الی الکعبین وما نزل منھما ان کان للخیلاء حرم والا کرہ"

"نصف پنڈلی تک تہمد کا رکھنا مستحب، ٹخنوں تک رکھنا بلا کراہت جائز، اور اگر غرور کی وجہ سے ٹخنوں کے نیچے لٹکانے تو حرام اور مکروہ تحریمی ہے"

اور یہ جو قول ہے کہ یعنی "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔" تو یہ جناب سلمہ بن الاکوع کا ہے یعنی سیدنا امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو صاحبی فرمایا ہے، اس سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

Marfat.com

حدیث ۱۱۷

حدثنا قتیبۃ[1] حدثنا ابو الاحوص[2] عن ابی اسحٰق[3] عن مسلم[4] بن نذیر عن حذیفۃ[5] ابن الیمان قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعضلۃ ساقی او ساقیہ فقال ھذا موضع الازار فان ابیت فاسفل فان ابیت فلا حق للازار فی الکعبین.

ترجمہ حذیفہ بن الیمان روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری یا اپنی پنڈلی کا گوشت پکڑا اور فرمایا یہ تہمد کی جگہ ہے، اگر اس پر تجھے صبر نہیں تو اس سے کچھ نیچے کرلے اور اگر تو اس پر بھی صبر نہیں کرتا تو تہمد کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔

حل لغات عضلۃ: پنڈلی کا گوشت۔ کل عصب لہ لحم بکثرۃ، ہر وہ پٹھا جو خوب پُر گوشت ہو۔
ابیت۔ تو نے انکار کیا، تو نے نہ مانا تو نے صبر نہ کیا، تو نے قناعت نہ کی۔

تشریح ارشاد ہے کہ "تہمد کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں" یعنی ٹخنوں تک تہمد نہیں پہننا چاہیئے، پاجامہ بھی اس حکم میں داخل ہے ہاں اگر کوئی معقول شرعی عذر ہو تو پھر نافرمانی نہیں، جیسا کہ زخم ہو یا کوئی اور تکلیف ہو تو پھر اس کو محفوظ رکھنے کیلئے یا اس زخم کو گندگی وغیرہ سے بچانے کے لئے تہمد یا پاجامہ سے اسے ڈھانپ سکتا ہے۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جبکہ مجھے دیکھا میری چادر نیچے تک لٹک رہی تھی۔ "اے ابن عمر کپڑوں میں سے جو چیز زمین کو چھوئے وہ آگ میں ہے" حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی نظافت، نفاست، پاکیزگی اور ستھرا رہنے کا یہ اثر تھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کپڑا میلا نہ ہوتا بلکہ بقول حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ:

"ان ثوبہ لا یقمل"

یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے مبارک میں جوئیں نہیں پڑیں۔

اور امام فخر الدین رازی سے نقل کرتے ہیں:۔

"ان الذباب لم یقع علی ثوبہ قط ولا یمص رمہ البعوض"

یقیناً کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے پر مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی مچھر نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاٹا۔"

اسماء الرجال حدیث ۱۱۷

۱ قتیبہ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد اول

۲ ابو الاحوص دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد اول

۳ ابو اسحٰق دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد اول

۴ مسلم بن نذیر۔ امام بخاری نے ادب المفرد میں تخریج کی ہے۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ بھی۔

۵ حذیفہ ابن الیمان۔ یہ اور ان کا والد دونوں بدر کی جنگ سے پہلے مسلمان ہوئے، اول یوم احد میں شہید ہوگئے، کان صاحب السر المصطفیٰ فی المنافقین۔ ۳۶ھ میں وفات پائی۔ ان کا باپ احد کے دن مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوگیا تو انہوں نے ان کا قرض بخش دیا۔

marfat.com
Marfat.com

اور حضرت محدث وفقیہہ کبیر علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ:

"ومن خواصہ ان ثوبہ لم یقمل"

"یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خاصہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کپڑے مبارک میں جوئیں نہیں پڑیں۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ اِزَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پورا ہوگیا۔

○

marfat.com

Marfat.com

اسماء الرجال حدیث ۱ تا ۱۱۸
۱ قتیبہ بن سعید۔ ریکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱

۲ ابن لہیعۃ۔ ابن عقبہ ہے الحضرمی ہے۔ یہ مکہ کے رہنے والے ہیں ثقہ ہے۔ العجلی نے کہا کہ اس کی کتابوں کے جلنے کے بعد غلط ہو گئی تھا ۱۷۴ھ میں فوت ہوا۔

۳ ابی یونس۔ اس کا نام سلیم بن جبیر ہے۔ مولیٰ ابی ہریرہ ہے ثقہ ہے۔

۴ ابی ہریرۃ۔ ریکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مَشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اِس باب میں جناب رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کا تذکرہ ہے۔

(اِس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات مَشْیَة۔ مَشْیٌ مصدر ہے جس کا معنی چلنا' گذرنا ہے۔

تشریح اس باب میں حضُور سرورِ عالم وعالمیان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتارِ مُبارک اور اس کی حسن وخوبی کا تذکرہ ہے۔

عالم ہمہ یغمائے تو خلق جہاں شیدائے تو
آں نرگسِ شہلائے تو آوردہ رسمِ دلبری

حدیث ۱ / ۱۱۸ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید حدثنا ابن لہیعۃ[۲] عن ابی یونس[۳] عن ابی ہریرۃ[۴] قال مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْہِہٖ وَمَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیَةٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَہٗ اِنَّا لَنُجْہِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّہٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسُول مقبُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصُورت اور بہتر کسی کو نہیں دیکھا' گویا کہ سُورج کی شعاعیں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے انور سے پھُوٹ رہی ہیں اور میں نے جناب رسُول مقبُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کبھی نہیں دیکھا گویا کہ زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے

Marfat.com

پیٹی جارہی تھی، ہم اپنی طرف سے پوری طاقت صَرف کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفتار میں کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔

حل لغات تَطْوِیْ، پیٹی جارہی تھی۔ لَنَجْهَدُ، البتہ ہم پُوری محنت و مشقت کرتے تھے۔ ہم پُوری طاقت صَرف کرتے تھے۔
مُكْتَرِثٍ۔ تکلف کرنا، محنت کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "میں نے جناب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصُورت اور بہتر کسی کو نہیں دیکھا گویا کہ سُورج کی شعاعیں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے انور سے پھُوٹ رہی ہیں" علامہ یُوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، نبی علیہ السلام نُور تھے، چاند یا سُورج کی روشنی میں جب چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چاند سورج کی طرح تاباں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُوئے مبارک گولائی کی طرف مائل تھا۔

(وصائل الوصول ص۲۹ اُردو ترجمہ)

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے نبی علیہ السلام سے زیادہ خوبصُورت کوئی چیز نہیں دیکھی، ایسا محسوس ہوتا گویا چاند سُورج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے میں ضوفشاں ہیں، جب مُسکراتے تو ایسا لگتا جیسے خوبصُورت نبات اور پودوں پر سفید موتی چمک رہے ہیں" الربیع بنت معوذ کی حدیث میں ہے جس کا اخراج دارمی نے کیا ہے فرماتی ہیں:۔

"لو رأيته لرأيت الشمس طالعة"

"اگر میں حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی تو مجھے محسوس ہوتا کہ سُورج چمک رہا ہے"

حضرت علامہ محدثِ کبیر عبدالرؤف صاحب المصری المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وفی حدیث ابن عباس قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوءھا ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج ذکرہ فی الوفاء باسانیدہ۔

(جمع الوسائل ج ۱ ص۱۷۶ حاشیہ)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُورج کی ضیاء بار کرنوں میں کھڑے نہ ہوتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال و جلال آفتاب سے کہیں زیادہ تجلیاں بکھیرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا آفتاب پر غالب رہتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی دِئے کی روشنی میں کھڑے ہوتے مگر آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ آلہ وسلم کے نُور کی چاندنی اتنی نکھرتی کہ چراغ کی روشنی ماند پڑ جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور کا ضوپاش ماہتاب چراغ پر غالب رہتا۔

حضرت فقیہہ اعظم استاد المحدثین مولینا علی القاری رحمہ اللہ الباری ابن جوزی سے نقل فرماتے ہیں۔

وفی حدیث ابن عباس لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوؤہ ضوؤ الشمس ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوؤہ ضوء السراج" (جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۷۶)

میرے محترم محمد عبدالقیوم صاحب ضیاء سلیمی نے ان فقروں کا کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

کھڑے ہوئے نہ کبھی آفتابِ رخشاں ہیں — مگر جمال جبیں آفتاب پر رہا غالب
دیئے کے پاس کھڑا آپ ﷺ کو نہیں دیکھا — چراغ رُخ تھا مگر ماہتاب پر غالب

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اے چہرۂ زیبائی تو رشکِ بتانِ آذری — ہرچند وصفت می کنم لیکن ازاں بالاتری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام — بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر — شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

حدیث ۲/۱۱۹ حدثنا علی بن حجر وغیر واحد قالوا حدثنا عیسیٰ بن یونس عن عمر ابن عبداللہ مولا غفرۃ حدثنی ابراھیم بن محمد من ولد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ عَلِیٌّ اِذَا وَصَفَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِذَا مَشَیٰ تَقَلَّعَ کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ فِیْ صَبَبٍ۔

ترجمہ ابراہیم بن محمد فرماتے ہیں کہ جس وقت جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مبارک بیان فرماتے تو فرماتے کہ جب چلتے تو زمین پر سے پاؤں زور کے ساتھ اُٹھاتے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُوپر سے نیچے کی طرف اُتر رہے ہیں۔

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حل لغات وَصَفَ. تعریف کرنا، صفت بیان کرنا، حلیہ بیان کرنا۔ تَقَلَّعَ. مضبوط قدم لیتے۔ یَنْحَطُّ۔ قدم اٹھاتے تھے، چلتے تھے۔ حَطِّ کے معنی اُوپر سے نیچے اُترنا۔ انحطاط، النزول واصلہ الانحدار من علو الی اسفل۔ صَبَبٍ، نشیب۔ صَبَبٌ۔ نیچے اُترنا۔ الصبب ما انحدر من الارض۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُلیہ مبارک کے باب میں گذر چکی ہے۔

حدیث ۳/۱۲۰ حدثنا سفیٰن[۱] بن وکیع قال حدثنا ابی[۲] عن المسعودی[۳] عن عثمان[۴] بن مسلم بن ھرمز عن نافع[۵] بن جبیر بن مطعم عن علی[۶] ابن طالب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا مَشٰی تَکَفَّاَ تَکَفُّؤًا کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ۔

ترجمہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تھے تو بلا رکاوٹ آگے کو جھکے ہوئے چلتے تھے، گویا نشیب کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں۔

حل لغات تَکَفَّاَ. بغیر رکاوٹ کے، آگے کو جھکا ہوا، قدم بقدم چلنا۔

تشریح اس حدیث کی شرح باب ماجآء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ۲ میں دیکھئے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مَشْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

○

حاشیہ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ باب ۱۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲ ۳ ۴ ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ باب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِی تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس کپڑے کے بیان میں ہے، جس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سرِاقدس پر تیل لگانے کے بعد باندھتے تھے۔

(اس باب میں ایک حدیث ہے)

حل لغات تَقَنَّعَ - کپڑے میں لپٹنا، بتکلف قناعت کرنا، ہتھیار بند ہونا۔ تقنعت المرأۃ بالقناع - عورت کا دوپٹہ اوڑھنا۔

تشریح اس باب میں صاحب شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے اُس رومال یا کپڑے کا ذکر کیا ہے جس کو حضور پاک امام الانبیاء سید الکل حضرت احمد مجتبیٰ سیدنا وشفیعنا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنے سرِاقدس پر تیل ملنے کے بعد باندھتے تھے اور اس رومال یا کپڑے کے اُوپر عمامہ مبارک باندھتے تاکہ تیل کی چکناہٹ سے عمامہ اور دوسرے کپڑے محفوظ رہیں۔

حدیث ۱۲۱ حدثنا یوسف[۱] بن عیسیٰ حدثنا وکیع[۲] حدثنا الربیع[۳] بن صبیح عن یزید[۴] بن ابان عن انس[۵] بن مالك قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یکثر القناع کان ثوبہ ثوب زیات۔

حل لغات اَلْقِنَاع - دوپٹہ، رومال، سربند۔
زَیَّات - تیلی، تیل بیچنے والا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ القناع کو اکثر استعمال فرماتے تھے، یہ کپڑا گویا تیل میں بھیگا ہوا ہوتا۔

Marfat.com

تشریح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی نفاست پسند اور نظافت پسند طبیعت شریف کے مالک تھے، اسی لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سرِ اقدس پر تیل وغیرہ ملتے تو اس کے لئے ایک الگ کپڑا رکھا ہوا تھا جس سے سرِ اقدس کو لپیٹ لیتے، تاکہ عمامہ مبارک یا کلاہِ مبارک یا دوسرے کپڑے چکناہٹ سے محفوظ رہیں، اور یہ کپڑا کثرت استعمال سے تیل کے ساتھ لتھڑ گیا تھا۔ باوجود اتنی چکناہٹ ہونے کے بقول محدث سہارنپوری جناب زکریا صاحب "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں یہ شمار کیا گیا ہے کہ حضورِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کپڑا میلا نہ ہوتا تھا، نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں جوں پڑتی تھی نہ کھٹمل خون چوس سکتا تھا" (قاری)

علامہ رازی سے مناوی نے نقل کیا ہے کہ مکھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے پر کبھی نہیں بیٹھی "(خصائلِ نبوی ص۱۱۱) باب ماجاء فی نزجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ۲ میں بھی یہ حدیث گذر چکی ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پورا ہوگیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ جِلْسَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی ہیئت کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات جِلْسَة۔ بکسر جیم۔ بیٹھنے کی ہیئت۔

تشریح اس باب میں حضور سید الکائنات، سرورِ عالم و عالمیان، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے یعنی تشریف فرمانے کی مختلف ہیئتوں کا ذکر ہے۔

ہر ایسے طریقہ یا ہیئت پر بیٹھنا جس سے غرور، کبر اور نخوت ظاہر نہ ہو بلکہ عاجزی، انکساری اور درماندگی نمایاں ہو، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے جائز لکھا ہے۔

چونکہ عرب لوگ اکثر تہمد (لنگی) باندھتے تھے اس لئے ایسے طریقہ یا ہیئت پر بیٹھنا جس سے کشف ستر ہو۔ علماء نے منع لکھا ہے اور اگر کشف ستر نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

Marfat.com

حدیث ۱/۱۲۲ حدثنا عبد[1] بن حمید انبانا عفان[2] بن مسلم حدثنا عبد اللہ[3] بن حسان عن جدتیہ[4] عن قیلۃ[5] بنت مخرمۃ انہا رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو قاعد القرفصاء قالت فلما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المتخشع فی الجلسۃ ارعدت من الفرق۔

ترجمہ قیلہ بنت مخرمہ سے روایت ہے یہ کہ اس نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد قرفصاء بیٹھے ہوئے دیکھا، وہ فرماتی ہیں سو جس وقت میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ بڑے خشوع کے ساتھ تشریف فرما تھے میں ڈر کے مارے کانپنے لگی۔

حل لغات القرفصاء۔ دونوں رانیں کھڑی کرکے دونوں ہاتھوں سے ان کا احاطہ کرے اور دونوں سرین پر بیٹھے۔ اکڑوں بیٹھنا اور ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھنا، کہتے ہیں "قعد القرفصاء والقرفصاء" وہ اکڑوں بیٹھا۔ ارعدت۔ میں لرز گئی۔ کانپنے لگی۔ الفرق۔ ڈر۔ خوف۔

تشریح ارشاد ہے "حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں قرفصاء بیٹھے ہوئے دیکھا" قرفص بیٹھنے کا طریقہ علماء نے یہ لکھا ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"والقرفصاء قعدہ مخصوصۃ علی الالیتین متکئا ویلصق بطنہ بفخذیہ ویتابط کفیہ"

قرفصا کے معنی ہیں دونوں سرین پر ٹیک لگاکر بیٹھنا، دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ لگالینا اور دونوں ہتھیلیوں سے ان کو مضبوط کھڑا کرنا۔

جناب مولینا محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں:۔

"عبارت است نشستن بر دو سرین و چسپانیدن ہر دو ران بشکم و جمع کردن ہر دو دست بوجہی کہ ہر دو ساق را قائم نگہدارد"

یعنی دونوں سرین پر بیٹھنا اور دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملا دینا اور دونوں ہاتھوں سے دونوں پنڈلیوں کو مضبوط رکھنا تاکہ وہ کھڑی رہیں۔

اس طرح کے بیٹھنے کو اردو میں اکڑوں بیٹھنا یا گوٹ مار کر بیٹھنا کہتے ہیں۔ عرب کے دیہاتی لوگ اسی طرح بیٹھتے تھے اور وہ اپنا کپڑا بجائے ہاتھوں کے ٹانگوں کے گرد لپیٹتے تھے۔ مولینا محمد عاقل صاحب یہ معنی بھی تحریر فرماتے ہیں:۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۲۲

۱ عبد بن حمید۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲

باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۱

۲ عفان بن مسلم۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲

باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۲

۳ عبد اللہ بن حسان۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حاشیہ ۳

۴ جدتیہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۴

۵ قیلہ بنت مخرمہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حاشیہ ۵

marfat.com

Marfat.com

"وابن مہدی گفتہ کہ قرفصاء عبارت است نشستن بر دو زانو کہ در حالتے کہ سر خود برد متصل ساختن شکم بدوران و نہادن ہر کدام از کف دست زیر بغل"

"اور ابن مہدی نے کہا کہ قرفصا عبارت ہے اس سے کہ دونوں زانوں پر بیٹھنا اس ہیئت کے ساتھ کہ دونوں رانوں پر سر نیچے جھکا ہوا ہو یہانتک کہ پیٹ کے ساتھ متصل ہوگیا ہو اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں بغل کے اندر ہو۔"

ارشاد ہے "جس وقت میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ بڑے خشوع کے ساتھ تشریف فرما تھے تو میں ڈر کے مارے کانپنے لگی" یعنی حضور سید دو عالم کے اس وقت بیٹھنے کی ہیئت اور قلب مبارک پر توجہ کاملہ 'ماسوا اللہ سے قطع نظر کی وجہ سے اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس مہبط انوار الٰہی اور مرکز تجلیات ربانی بنا ہوا تھا' یہی وجہ تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کیفیات کا یہ اثر تھا کہ قیلہ بنت مخرمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت اور ہیبت کی بدولت لرزہ براندام ہوگئیں۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اسی مقام پر تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

بہ نہایت خشوع نشستہ و سر بمراقبہ فرو بردہ و چشم از ماسوی اللہ پوشیدہ لرزانیدہ شدم از خوف و فزع کہ ناشی بود از آنچہ بر آنحضرت دراں ہنگام مستولی شدہ بود از عظمت و مہابت و جلالت"	یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی خشوع سے تشریف فرما تھے اور سر اقدس مراقبہ میں ڈالے ہوئے اور ماسوی اللہ سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ خوف اور گھبراہٹ سے مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا' یہ اس وجہ سے کہ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عظمت مہابت اور جلالت کا انتہائی غلبہ تھا۔"

جناب البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"والتفعل لیس للتکلف بل لزیادۃ المبالغۃ فی الخشوع"	اور تفعل تکلف کے لئے نہیں بلکہ زیادتی مبالغہ کے لئے خشوع میں"

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ صیغہ تَفَعُّل جو کہ تَخَشُّع میں ہے تکلیف کیلئے نہیں ہے بلکہ زیادتی مبالغہ کے لئے اور کمال تخشع کے لئے ہے جیسا کہ مُتَوَحِّد 'مُتَقَدِّس اور مُتَکَبِّر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱۲۳ حدثنا سعید[1] بن عبد الرحمٰن المخزومی وغیرُ[2] واحد قالوا حدثنا سفین[3] عن الزھری[4] عن عباد[5] ابن تمیم عن عمہ[6] انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستلقیاً فی المسجد واضعاً احدیٰ رجلیہ علی الاخریٰ۔

ترجمہ عباد بن تمیم اپنے چچا یعنی عبداللہ بن زید بن عاصم سے روایت کرتے ہیں یہ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے ہوئے تھے۔

حل لغات مُسْتَلْقِیاً۔ چت لیٹے ہوئے تھے۔ اِسْتَلْقیٰ۔ چت لیٹنا۔ چت سونا۔

تشریح ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے ہوئے تھے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے تھے' اس طرح لیٹنا اور پاؤں پر پاؤں رکھنا منع نہیں ہے اس لئے کہ اس طرح لیٹنے سے یا پاؤں پر پاؤں رکھنے سے کشف ستر نہیں ہوتا' اور وہ جو مسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ "عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یستلقین احدکم ثم یضع احدی رجلیہ علی الاخری" علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے دوسرا پاؤں کھڑے گھٹنے پر نہ رکھے اس حالت میں لیٹنا منع ہے کیونکہ اس ہیئت میں کشف ستر کا خطرہ ہے' ہاں اگر تہمد نہ باندھا ہو' اور پاجامہ پہنا ہو تو پھر چونکہ کشف ستر کا اندیشہ نہیں تو اس طرح بھی لیٹنے سے علماء نے منع نہیں فرمایا۔ جناب حضرت محدث کبیر مولینا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر فرمود کہ مناسب ایں حدیث باب مذکور تمام است زیرا کہ در وی دلیل است بر جواز جلوس بر ہمہ کیفیات بطریق اولیٰ از جہت آنکہ استلقاء فروتر از جلوس است۔ پس ہر گاہ استلقا جائز باشد نشستن بہر کیف اولیٰ واللہ اعلم" (حلاوۃ المتعلین)

"شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ اس باب کے ساتھ یہ حدیث پوری مناسبت رکھتی ہے اس لئے اس میں تمام کیفیات پر بیٹھنے کے جواز کی دلیل پائی جاتی ہے اس وجہ سے کہ چت لیٹنا بیٹھنے سے فروتر ہے لہذا جبکہ چت لیٹنا جائز ہوا تو تمام کیفیات پر بیٹھنا اولیٰ ہے واللہ اعلم۔"

اسماء الرجال حدیث ۱۲۳

۱ سعید بن عبدالرحمٰن المخزومی۔ اخرج حدیثہ الترمذی والنسائی

۲ وغیرہ واحد۔ بہت سے شیخ سے روایت کرتے ہیں۔ ای کثیر من المشائخ۔

۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱۰

۴ الزہری۔ دیکھو حدیث ۱۰

۵ عباد بن تمیم المازنی ہے ثقہ ہے۔ اخرج حدیثہ الستۃ عند النسائی۔

۶ عمہ۔ ان کا نام عبداللہ بن زید بن عاصم ہے ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

Marfat.com

حدیث ۳/۱۲۴ حدثنا سلمۃ[1] بن شبیب انبانا عبداللہ[2] بن ابراھیم المدنی حدثنا اسحٰق[3] بن محمد الانصاری عن ربیح[4] بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید عن ابیہ[5] عن جدہ[6] ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا جلس فی المسجد احتبیٰ بیدیہ۔

ترجمہ ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھتے، تو گوٹ مار کر تشریف فرما ہوتے۔

حل لغات احتبیٰ بیدیہ۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ سے جکڑ لیتے۔ اِحتِبَاء سے ہے اس کے معنی ایک کپڑے سے یا ہاتھوں سے اپنے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ سے جکڑ لینا ہے۔

تشریح یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرین کے بل بیٹھتے تو اپنے شکم سے دونوں پنڈلیوں کو اکٹھا کر لیتے اور پھر ان کو دونوں ہاتھوں سے یا کمر بند سے یا عمامہ سے یا چادر وغیرہ سے باندھ لیتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا صلی الفجر تربع فی مجلسہ حتی تطلع الشمس"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز فجر ادا فرما لیتے تو چار زانو تشریف فرما رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِی جِلْسَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

○

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۲۴

[1] سلمۃ بن شبیب۔ ابوعبداللہ النیشاپوری ثقہ ہے۔ خرج لہ مسلم والاربعۃ۔

[2] عبداللہ بن ابراہیم المدنی صاحب ترجمہ اوائل لکھتے ہیں۔ ترک الحدیث ہے بلکہ ان جان نے تہمۃ الی الوضع لکھا ہے لیکن اخرج حدیثہ ابوداؤد والترمذی (ص ۱۸۰ ج ۱)

[3] اسحٰق بن محمد الانصاری۔ مجہول ہے یعنی غیر معروف ہے اخرج حدیثہ ابوداؤد وابن ماجہ۔

[4] ربیح بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید۔ مقبول ہے۔ اخرج حدیثہ ابوداؤد وابن ماجہ ان کا نام سعید ہے اور لقب ربیح ہے۔

[5] ابیہ یعنی عبدالرحمٰن

[6] ابی سعید الخدری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشۃ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِی تُکَأَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تکیہ کا ذکر ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات تُکَاءَۃٌ۔ بروزن ھُمَزَۃٌ ہے جس کے معنی تکیہ، بہت تکیہ لگانے والا، اور فرش پر بچھونا بچھا کر آرام سے بیٹھنا وغیرہ کے آتے ہیں۔ اس کا اصل وُکَاءَۃٌ ہے واؤ تَ سے بدل دیا گیا ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سیّد الکائنات، سرورِ عالم و عالمیان، شفیع المذنبین، صاحب خلق عظیم، محبوب ربّ العالمین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے وقت بیٹھنے کی ہیئت بیان کی گئی ہے۔

حدیث ۱/۱۲۵ حدثنا عباسؑ بن محمد الدوری البغدادی حدثنا اسحٰقؑ بن منصور عن اسرائیلؑ عن سماکؑ بن حرب عن جابرؓ بن سمرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَۃٍ عَلٰی یَسَارِہٖ۔

ترجمہ جناب جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگائے دیکھا۔

حل لغات وِسَادَۃٌ۔ تکیہ۔

Marfat.com

تشریح حضرت جابر بن سمرہ کا یہ ارشاد کہ " میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگائے دیکھا " امر اتفاقی ہے کوئی تخصیص نہیں ہے۔ بائیں جانب ہو یا دائیں دونوں طرف تکیہ پر ٹیک لگانا جائز ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل میں تحریر فرماتے ہیں۔

وھو لبیان الواقع لا لتقیید فیجوز الاتکاء علی الوسادۃ یمینا ویسارا۔

حدیث ۲/۱۲۶ حدثنا حمید[۱] بن مسعدہ[۲] حدثنا بشر[۳] بن المفضل حدثنا الجریری[۴] عن عبدالرحمن[۵] بن ابی بکرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا احدثکم باکبر الکبائر قالوا بلی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین قال وجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان متکئا قال وشھادۃ الزور او قول الزور قال فما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقولھا حتی قلنا لیتہ سکت۔

ترجمہ ابی بکرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیا تمہیں گناہ کبیرہ میں سے کچھ کبیرہ گناہوں کا بیان نہ کروں، صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ ابی بکرہ فرماتے ہیں (اسوقت) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کہنا راوی کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملہ کا بار بار تکرار فرمایا یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب خاموش ہو جائیں

حل لغات عُقُوق۔ نافرمانی کرنا۔ سرکشی کرنا۔

زُوْر۔ جھوٹی گواہی۔ جھوٹی بات۔

تشریح ارشاد ہے " اَلَا اُحَدِّثُکُمْ " آیا تمہیں بیان نہ کروں، ایک روایت صحیحہ میں " الا اخبرکم " آیا ہے اور ایک دوسری روایت میں " اَلَا اُنَبِّئُکُمْ " آیا ہے، ان سب کے ایک ہی معنی ہیں، جناب علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں " ومعنی الکل واحد "

کبیرہ گناہ بہت ہیں اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی تصانیف میں ان کو تفصیل سے لکھا ہے اور بعض نے

Marfat.com

تو ان پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس مقام پر صاحب شمائل ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی اس کیفیت اور ہیئت کا ذکر فرمایا ہے جو کہ اس باب سے تعلق رکھتی ہے یعنی جس وقت حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبیرہ گناہوں کو بیان فرما رہے تھے تو ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی لئے علماء محققین نے لکھا کہ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ذکر کرنا یا درس دینا جائز ہے اور ادب کے منافی نہیں ہے۔ علامہ محمد بن ابراہیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"ویوخذ من الحدیث جواز ذکر اللہ وافادۃ العلم متکئا وان ذالک لاینافی فی کمال الادب"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ارشاد ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار اس جملہ کو دہراتے رہے "شھادۃ الزور او قول الزور" جھوٹی شہادت یا جھوٹی بات (یہ شک راوی کو ہے) آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملہ کے تکرار سے ہم گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ "کاش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب خاموش ہو جائیں" شارحین فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا یہ مطلب ہے کہ بار بار تکرار کرنے سے کہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ پر گرانی واقع نہ ہو جائے یا اس ڈر کی وجہ سے کہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسے کلمات نہ نکل جائیں جو کہ نزول بلا کا سبب بن جائیں۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

"مبادا کہ تشویش و مشقت بذات مبارک رایابد۔ یا۔ آنکہ مبادا بر زبان مبارک چیزے جاری گردد کہ باعث نزولِ بلا شود۔"

حدیث ۱۲۷ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا شریک عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَّا اَنَا فَلَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا۔

ترجمہ ابی جحیفہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یقیناً میں چوہوں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

حل لغات اَمَّا۔ یہ حرف شرط اور تفصیل ہے' نیز مجرد تاکید کے لئے بھی آتا ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "اَمَّا ھنا لمجرد التاکید وان کانت للتفصیل مع التاکید غالبًا"

تشریح ارشاد ہے "یقیناً میں ..." یہ اس لئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی و اتباع کی جائے۔ یہ ایک

Marfat.com

تاکید کا امر ہے۔ اَمّا اکثر مجمل کلام کی تفصیل کے لئے آیا کرتا ہے اور کبھی مجرد تاکید کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ یہاں ہے۔ شارحین نے تحریر فرمایا ہے کہ ٹیک لگانے کی چار صورتیں ہیں اور چاروں اس کے ضمن میں آتی ہیں۔ (۱) دونوں یا ایک پہلو پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔ (۲) دونوں ہاتھوں میں سے ایک کو زمین پر رکھ کر ٹیک لگائے (۳) چوکڑی مار کر کسی گدّے وغیرہ پر بیٹھے۔ (۴) کمر (پشت) دیوار یا تکیہ وغیرہ سے لگا کر بیٹھے۔ یہ چاروں قسم کھانے کے درمیان مذموم ہیں، اس لئے ان میں تکبّر کا اظہار ہوتا ہے۔ جناب علّامہ محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

" وسنت در خوردن آنست کہ مائل باشد بطعام و منحنی شود بر آں"

یعنی" کھانے میں سُنّت طریقہ یہ ہے کہ کھانے پر جُھکا اور اس پر منحنی (ٹیڑھا) ہو۔"

لیٹ کر کھانا بھی مکروہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا مکروہ نہیں ہے اور بیٹھ کر کھانا افضل ہے۔ صاحب الاتحافات الربانیہ احمد عبدالجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں :-

" وکانت جلسۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت الاکل کلھا ادب واحترام فتارۃ یجلس علی صدر قدمیہ وتارۃ یجلس ناصبا رجلہ الیمنی وجالسا علی الیسری"

یعنی" حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا کھانے کے وقت بیٹھنا سب کا سب ادب و احترام کا طریقہ ہے، کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں پاؤں کی ہتھیلیوں پر بیٹھتے اور کبھی داہنے پاؤں کو کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں کو لٹا کر اس پر بیٹھتے"

حدیث ۱۲۸/۴ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن بن مہدی حدثنا سفیان عن علی بن الاقمر قال سمعت ابا جحیفۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا اکل متکئا۔

ترجمہ علی بن الاقمر کہتا ہے کہ میں نے ابی جحیفہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں کھانا نہیں کھاتا اس حال میں کہ ٹیک لگائے ہوں۔

تشریح اس حدیث شریف کے متن میں حدیث شریف ۱۲۷/۳ کے متن کی یہ عبارت اَمّا انا نہیں ہے باقی تشریح ۱۲۷/۳ والی

اسماء الرجال ۱۲۸/۴
علی بن الاقمر دیکھو حدیث ۱۲۸/۴
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۲ عبدالرحمٰن بن مہدی دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۳ سفیان دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی دعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ علی بن الاقمر دیکھو حدیث ۱۲۸/۴ باب ہذا
۵ ابا جحیفہ دیکھو حدیث ۱۲۷/۳ باب ماجاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵

marfat.com

Marfat.com

حدیث شریف میں ملاحظہ فرمالیں۔

حدیث ۵/۱۲۹ حدثنا یوسف[۱] بن عیسیٰ حدثنا وکیع[۲] حدثنا اسرائیل[۳] عن سماک[۴] بن حرب عن جابر[۵] بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم متکئاً علیٰ وسادۃ قال ابوعیسیٰ لم یذکر وکیع علیٰ یسارہ ھکذا روی غیر واحد عن اسرائیل۔ نحوہ روایۃ وکیع ولا نعلم احدا روی فیہ علی یسارہ الا ما روی اسحق بن منصور عن اسرائیل۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

تشریح اس باب کی پہلی حدیث جو کہ جابر بن سمرہ ہی سے روایت ہے گذر چکی ہے۔ اس حدیث شریف میں "متکئا علی وسادۃ علی یسارہ" آیا ہے اور اس حدیث شریف میں "علی یسارہ" نہیں ہے۔ حضرت ابو عیسیٰ (صاحب شمائل شریف) فرماتے ہیں کہ وکیع نے "علیٰ یسارہ" ذکر نہیں کیا ہے اور اسی طرح یعنی وکیع کی روایت کی طرح اور بھی بہت سے اصحاب نے اسرائیل سے بھی روایت کیا ہے اور ہم کسی ایک کو نہیں جانتے کہ اس نے اس بارے میں "علیٰ یسارہ" کے ساتھ ذکر کیا ہو مگر وہ روایت جو کہ اسحٰق بن منصور نے اسرائیل سے روایت کی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تُکَاءَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پورا ہوگیا۔

○

اسماء الرجال حدیث ۱۲۹/۵

۱ یوسف بن عیسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۳ اسرائیل۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۴ سماک بن حرب۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۵ جابر بن سمرہ۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِي اتِّكَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے صحابہ پر ٹیک لگانے کے بیان میں ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات اِتِّکَآءَ ۔ سہارا لے کر بیٹھنا، پہلو کا کسی چیز سے سہارا لگانا۔ اہلِ عروض کی اصطلاح میں حشو اور فضول چیز کو الاتکاء کہتے ہیں۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، عالم علومِ اولین و آخرین، احمدِ مجتبیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے صحابی پر سہارا لے کر بیماری کے عالم میں باہر تشریف فرما ہونے کا ذکر ہے۔ اسی لئے صاحبِ شمائل شریف رحمۃ اللہ علیہ نے اسے الگ عنوان کے تحت لکھا ہے۔

حدیث ۱۳۰ حدثنا عبدُ اللّٰهِ بن عبد الرحمٰن حدثنا عمرُو بن عاصم حدثنا حمادُ بن سلمة عن حُمَيدٍ عن انسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ شَاكِيًا فَخَرَجَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى اُسَامَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے، پس باہر تشریف لائے اس حال میں کہ جناب اسامہ رضی اللہ عنہ پر سہارا لئے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یمنی چادر تھی جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لپٹے ہوئے تھے، سو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اسی حالت میں نماز پڑھائی۔

حل لغات شَاكِيًا ۔ علیل۔ بیمار۔ الشکوی کانت من المرض ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۳۰
۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دیکھو حدیث ۱۳۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
حاشیہ ۲
۲ عمرو بن عاصم۔ دیکھو حدیث ۱۳۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۱۳۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۱۳۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱۳۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com
Marfat.com

تشریح اس حدیث کی تشریح باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ع ۶/۵۸ میں دیکھ لیجئے۔

حدیث ع ۲/۱۳۱ حدثنا عبدُ[1] اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا محمدُ[2] بن المبارک حدثنا عطاءُ[3] بن مسلم الخفاف الحلبی حدثنا جعفرُ[4] بن برقان عن عطاء بن ابی رباح عن الفضلِ[5] بن عباس قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ وَعَلٰی رَأْسِہٖ عِصَابَۃٌ صَفْرَآءُ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ یَا فَضْلُ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اشْدُدْ بِھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ رَأْسِیْ قَالَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ قَعَدَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ ثُمَّ قَامَ وَدَخَلَ فِی الْمَسْجِدِ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ۔

ترجمہ فضل بن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھے اور اسی بیماری کے عالم میں ہی وصال فرمایا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر زرد پٹی بندھی ہوئی تھی، میں نے سلام عرض کیا۔ پس ارشاد فرمایا اے فضل۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاضر ہوں"۔ ارشاد فرمایا "اس پٹی سے میرا سر مضبوط باندھو"۔ راوی کہتا ہے پس میں نے اسی طرح کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیٹھ گئے اور میرے مونڈھے پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر اٹھے اور مسجد میں تشریف لائے۔ اور حدیث میں مفصل قصہ ہے۔

حل لغات عِصَابَۃٌ۔ پٹی، رومال، مندیل، عمامہ۔
صَفْرَآءُ۔ زرد۔

تشریح ارشاد ہے "سر اقدس پر زرد پٹی بندھی ہوئی تھی" اگرچہ "عصابۃ" کا ترجمہ عمامہ بھی ہے مگر یہاں پر وہ خرقہ مراد ہے جس سے سر کو باندھا جاتا ہے۔ اسی لئے جناب فضل کو اس کے سخت باندھنے کا ارشاد فرمایا تاکہ شدت درد کا احساس کم ہو جائے، علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بیان فرمایا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرح سر اقدس کا باندھنا کمال اور توکل کے منافی نہیں ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

---

[1] عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن بہرام ابو محمد السمرقندی الدارمی صاحب المسند ہیں۔ ۲۵۵ھ میں وفات پائی۔ ع

[2] محمد بن المبارک الصوری ہیں۔ ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔ ع

[3] عطاء بن مسلم الخفاف الحلبی ہیں۔ ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ ع

[4] جعفر بن برقان الکلابی الرقی ہیں۔ ابن معین نے ثقہ کہا ہے۔ ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ ع

[5] فضل بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی ہیں۔ ۱۸ھ میں وفات پائی۔ ع

Marfat.com

" ویوخذ من ذالك ان شد العصابة على الرأس لاینافی الکمال والتوکل
لان فیه اظهار الافتقار والمسکنة "

شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غالباً کبھی کسی کا سہارا نہیں لیا' سوائے اس بیماری کے عرصہ میں جو کہ ایک خاصی ضرورت تھی. صاحب اتحافات الربانیہ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی مصری رقمطراز ہیں :-

"ومنه نعلم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان لايتكئ غالبًا الا لضرورة"

صاحب شمائل فرماتے ہیں کہ " اور حدیث میں مفصل قصہ ہے " یہ تمام واقعہ جس کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں وہ باب وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں موجود ہے' انشاء اللہ وہاں بیان کیا جائے گا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اِتِّکَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پورا ہوگیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اَکْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے طریقہ کے بیان میں ہے

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات صِفَة۔ تعریف کرنا۔ صفت بیان کرنا۔ اَکْل۔ کھانا۔ اکل عبارت است از ادخال خیر مائع از فم بسوئے معدہ۔

تشریح اس باب میں حضور سرور کون ومکان، امام الانبیاء، سید عالم وعالمیان احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس طرح بیٹھ کر اور دائیں ہاتھ کی کن انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے۔ نیز پھر کھانا کھا کر انگلیوں کو صاف فرماتے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے اور پھر کسی کپڑے کے ساتھ ہاتھ صاف کر لیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"فَلَا یَمْسَحُ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَھَا اَوْ یُلْعِقُھَا" "اپنا ہاتھ کھانا کھا چکنے کے بعد نہ پونچھے جب تک اس کو چاٹ نہ لے یا کسی اور کو نہ چٹا دے"

جناب وحید الزمان صاحب لغات الحدیث ج ۵ باب ل ص ۱۴۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اس حدیث سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کھانے کے بعد تولیہ سے ہاتھ پونچھنا درست ہے۔"

Marfat.com

حدیث ۱/۱۳۲ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی عن سفیان[3] عن سعد[4] بن ابراهیم عن ابن[5] الکعب بن مالک عن ابیه[6] ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان یلعق اصابعه ثلثا قال ابوعیسیٰ وروی غیر محمد بن بشار هذا الحدیث قال کان یلعق اصابعه الثلث۔

ترجمہ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔ ابو عیسےٰ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سوائے محمد بن بشار کے کعب نے اس طریق پر روایت کیا ہے، فرمایا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے"

حل لغات یَلعَقُ۔ چاٹ لیتے تھے۔ لَعقٌ۔ چاٹنا انگلی سے یا زبان سے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے" یعنی کھانا تناول فرمانے کے بعد اس طریقہ پر کہ پہلے درمیانی انگلی پھر شہادت کی انگلی پھر انگوٹھا کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ جناب شارح شمائل مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"پس ثلثا فیہ اصابع است واین معنی مناسب است بروایت بلکہ بحدیث آیندہ"

یعنی "ثلثا" کی قید انگلیوں کیلئے ہے اور یہ معنی روایت کے لحاظ سے بھی اور آنے والی حدیث شریف کے لحاظ سے بھی مناسب ہے"

بعض علماء نے "ثلثا" کی قید چاٹنے کے لئے بیان کی ہے یعنی "تین مرتبہ انگلیوں کو چاٹا" صاحب جمع الوسائل حضرت علامہ علی قاری رحمۃ الباری نے کافی بحث کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ "تین مرتبہ مراد نہیں بلکہ تین انگلیاں چاٹنا مراد ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبد الجواد الدوی تحریر فرماتے ہیں۔

"ولکن الذی نذهب الیه انه قید للاصابع' ای کان یلعق اصابعه الثلث' لما جاء فی الروایات الاخریٰ"

"اور ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ قید انگلیوں کے لئے ہے یعنی تین انگلیاں چاٹے جبکہ دوسری روایات میں آیا ہے"۔

اصماء الرجال حدیث ۱/۱۳۲
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ سعد بن ابراہیم۔ ابن عبد الرحمٰن بن عوف الزہری ہے۔ سعد بن ابراہیم قاضی واسط دوسرے عامی سعد بن ابراہیم یہاں پر حضرت مراد ہیں کیونکہ ان کا یہ شاگرد ہے اور یہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ صائم الدہر۔ روزانہ نفلی روزہ رکھنے والا۔ قرآن مجید ختم کرنے والا۔ ہر رات کو ایک ختم کرتے تھے۔ ۱۲ منہ
۵ ابن الکعب۔ ابن مالک۔ ابو عبد اللہ کنیت ہے کعب بن مالک کی۔ ابن کعب ہے اور ابن مالک بھی ہے۔ ابن کعب ہے اس لئے کہ ان کا نام کعب ہے۔ ابن مالک ہے اس لئے کہ ان کے والد کا نام مالک ہے۔ خزرجی ہے۔ انصاری ہے۔ سلمی ہے۔ ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ یعنی کعب بن مالک۔ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے۔ غلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ وجہہ الکریم

Marfat.com

حضرت محدث جلیل استاذ مکرم حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب قدس سرہٗ نے بھی یہی معنی ارشاد فرمائے۔

حدیث ۲/۱۳۳ حدثنا الحسن[1] بن علی الخلال حدثنا عفان[2] حدثنا حماد[3] بن سلمۃ عن ثابت[4] عن انس[5] قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اکل طعاما لعق اصابعہ الثلث۔

ترجمہ حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا نوش فرمالیتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

تشریح کھانا کھالینے کے بعد ہاتھ پونچھنے یا دھولینے سے پہلے درمیانی، شہادت والی انگلی اور انگوٹھہ کو چاٹ کر صاف کرلینا سُنّت ہے۔ حضُورِ اکرم سرورِ عالم وعالمیان حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی طریقہ تھا اِس لئے کہ سیدالکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ پانچ انگلیوں سے کھانا حریص قسم کے لوگوں کا کام ہے۔ علامہ ابیجوری فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مرفوعاً روایت ہے:۔

"الاکل باصبع اکل الشیطان وباصبعین اکل البجابرۃ وبالثلث اکل الانبیاء"

ایک انگلی سے کھانا شیطان کا کھانا ہے، اور دو انگلیوں سے سرکش لوگوں کا اور تین انگلیوں سے کھانا انبیاء کرام کا کھانا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"الاکل باصبع واحد مقت وباثنتین تکبر وبالثلثۃ سنۃ وبازید شرہ"

ایک انگلی سے کھانا انتہائی ناپسندیدگی کی بات ہے دو انگلیوں سے کھانا تکبر کرنے والوں کا شیوہ ہے، تین انگلیوں سے کھانا سنّت ہے اور ان سے زیادہ کے ساتھ کھانا بہت ہی بُرا ہے"۔

بعض سلف بچے کے ساتھ بھی کھانے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین انگلیوں کے ساتھ ہی کھانا ثابت

اسماء الرجال صفحہ ۱۳۲
۱ الحسن بن علی الخلال ثقہ ۲۴۲ھ
صاحب الجامۃ الانسانی۔
۲ عفان۔ دیکھو حدیث ۱۱۴ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۱۱۴ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ ثابت۔ دیکھو حدیث ۱۱۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱۱۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

ہے۔ ایک بار مامون الرشید (خلیفۂ عباسی) کے سامنے چمچوں کے ساتھ کھانا پیش کیا گیا تو اس وقت کے قاضی القضاۃ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' تمہارے دادا جان حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں اس آیہ کریمہ "ولقد کرمنا بنی آدم" کے ضمن میں فرمایا ہے کہ :-

"جعلنا لهم اصابع یاکلون بها" یعنی "ہم نے ان کے لئے انگلیاں بنائیں جن سے وہ کھانا کھاتے ہیں"

تو اس نے ان چمچوں کو قبول نہ کیا اور انگلیوں سے کھایا۔ فردھا واکل باصابعه (المواہب اللدنیہ از علامہ المیبوری)

حدیث ۳/۱۳۴ حدثنا الحسین بن علی بن یزید الصدائی البغدادی حدثنا یعقوب بن اسحٰق یعنی الحضرمی حدثنا شعبة عن سفین الثوری عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفة قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَّا اَنَا فَلَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدی حدثنا سفین عن علی بن الاقمر نحوہٗ۔

ترجمہ ابی جحیفہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً میں جو ہوں سو ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا' نیز علی بن الاقمر سے بھی اسی طرح کی روایت موجود ہے۔"

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۳/۱۲۷ باب ماجآء فی اتکاۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھئے۔

حدیث ۴/۱۳۵ حدثنا هرون بن اسحٰق الهمدانی حدثنا عبدة بن سلیمان عن هشام بن عروة عن ابن الکعب بن مالك عن ابیه قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَاْکُلُ بِاَصَابِعِهِ الثَّلٰثِ وَیَلْعَقُهُنَّ۔

ترجمہ کعب بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تین انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے تھے اور ان کو چاٹ لیتے تھے۔

اسماء الرجال
۱ حسین بن علی بن یزید الصدائی البغدادی۔ الصدائی قبیلہ ہے۔ صدوق ہے ثقہ ہے۔ ابوداؤد کے خرج له ابوداؤد والنسائی والمولف ۳/۱۳۴
۲ یعقوب بن ابی بن الحضرمی حضرموت کی طرف نسبت ہے ابوالحسن ہے ثقہ ہے بخاری کے سوا سب نے اس کو لکھا ہے ۳/۱۳۴
۳ شعبہ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۴ سفین الثوری دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۵ علی بن الاقمر دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی تکاۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۶ ابی جحیفہ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱
۷ محمد بن بشار دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۸ عبدالرحمٰن بن مہدی دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی عمامة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۹ سفیان دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی دسع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۱۰ علی بن الاقمر دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی تکاۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳

Marfat.com

تشریح بعض لوگ انگلیوں کے چاٹنے سے گریز کرتے ہیں حالانکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی اور فعل مبارک واضح ہے، اگر اس فعل کو کوئی شخص اپنے لحاظ سے ناپسند سمجھے تو علماء کو اس میں کلام ہے مگر کوئی شخص اگر حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی ایک فعل کو بھی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھے تو اندیشۂ کفر لاحق ہو جاتا ہے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری حنفی اباری جمع الوسائل صفحہ ۱۹۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"واعلم ان الکلام فیمن استقذر ذالک من حیث ھو لا مع نسبتہ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا خشی علیہ الکفر اذ من استقذر شیئ من احوالہ مع علمہ بلبستہ الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر"

"ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس فعل کو مکروہ سمجھے اور پھر اس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کر کے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دل میں کوئی برا خیال پیدا کرے تو اس کے کفر کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی حال کو عمداً برا سمجھے تو یہ کفر ہے"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھانا نوش فرمانے کے بعد سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ میں کعب بن مالک سے روایت ہے۔

"قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَاْکُلُ بِثَلٰثَۃِ اَصَابِعَ وَیَلْعَقُ یَدَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّمْسَحَھَا"

وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے اور اپنا ہاتھ پونچھنے سے پہلے چاٹتے تھے"

معلوم ہوا کہ درمیانی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو چاٹ کر ہاتھ کسی رومال یا کسی اور شے سے پونچھ لیتے، صاحب "مظاہر حق" تحریر فرماتے ہیں" اور بعض روایات میں بعد لفظ "یمسحھا" کے لفظ "بشئ" کا بھی آیا ہے اور یہ بھی زیادہ کیا ہے "ثم یغسلھا" یعنی ہاتھ چاٹتے پھر دھوتے اس کو" مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف ہے۔

"عن ابن عباس اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَمْسَحْ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَھَا اَوْ یُلْعِقَھَا" (متفق علیہ)

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی ایک کھانا کھالے تو اس وقت تک اپنے ہاتھ نہ

اسماء الرجال صفحہ ۳۵
۱ ہارون بن اسحٰق الہمدانی۔
۲ کبیر حدیث ۱۱۲ باب ما جاء فی عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳ عتبہ بن سلیمان کبیر حدیث ۱۱۲ حاشیہ ۲
۴ ہشام بن عروہ۔ کبیر حدیث ۱۱۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۵ ابن کعب بن مالک۔ کبیر حدیث ۱۳۲ باب ما جاء فی اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۶ کبیر حدیث ۱۳۲ باب ما جاء فی اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com
Marfat.com

پونچھے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا چٹوا نہ دے۔ (بخاری اور مسلم دونوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

اس حدیث میں یُلْعِقُهَا کی شرح کرتے ہوئے صاحب "مظاہر حق" تحریر فرماتے ہیں :-

"چٹواوے یعنی کسی اور سے ان لوگوں میں سے کہ گمن نہ آوے۔ ان کو مانند بیوی اور لونڈی اور خادم اور لڑکوں کے، اس لئے کہ ان کو لذت حاصل ہوتی ہے اس سے، اور انہیں کے حکم میں شاگرد ہیں اور وہ لوگ کہ تبرک جانیں اس کو" (ج ۳ ص ۴۴۴)

حدیث ۵/۱۳۶ حدثنا احمد[۱] بن منیع حدثنا الفضل[۲] بن رکین حدثنا مصعب[۳] بن سلیم قال سمعت انس[۴] بن مالك یَقُوْلُ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِتَمْرٍ فَرَأَیْتُهٗ یَاْکُلُ وَهُوَ مُقْعٍ مِنَ الْجُوْعِ۔

ترجمہ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوریں پیش کی گئیں تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ تناول فرما رہے ہیں، درانحالیکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ بھوک کے سہارا لئے ہوئے تھے۔

حل لغات مُقْعٍ۔ سہارا لئے ہوئے۔ اقعاء سے ہے جس کے معنی علامہ عبدالجواد الدوی لکھتے ہیں۔ ھوان یستند الانسان الی ماوراءہ من الضعف۔ اکڑوں بیٹھنا، دونوں سرین پر بیٹھنا اور دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کرکے کسی چیز کا پیٹھ پیچھے سہارا لینا۔

تشریح گذشتہ احادیث میں ٹیک لگاکر کھانے سے منع کیا گیا تھا، یہاں پر جو ٹیک لگاکر کھانے کا ذکر ہے یہ بھوک کی وجہ سے ضعف کی حالت میں ہے، علامہ البیجوری تحریر فرماتے ہیں :-

"ولیس فی ھذا مایدل علیٰ ان الاستناد من اٰداب الاکل لانہ انما فعلہ لضرورۃ الضعف"

اسماء الرجال

۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۱۳۶

باب ماجاء فی تخلق نبینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱

۲ الفضل بن رکین۔ روی عنہ البخاری وابوزرعہ وابوحاتم، کوفی ثقہ ہے ہجری میں ۲۱۹ھ میں فوت ہوئے

۳ مصعب بن سلیم۔ الاذری ہے، مولی الزبیر صدوق من الخامسۃ اخرج لہ المسلم۔

۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵

Marfat.com

حضرت علامہ مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کی شرح فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :-

"ففیه غایة التواضع ثم ان ماذکرهنا قد یشکل بقوله علیه السلام فی الخبر النهی عن الوصال انی لست کاحدکم انی اطعم واسقی وفی روایة انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی وقد یقال انه صرف النفس عن تلك التغذیة الشریفة للتشریع وتسلیة للفقراء بما ابتلوا به من تعاور الجوع علیهم"

"اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع اور کسرِ نفسی ہے۔ پھر اس جگہ جو ذکر شروع ہوا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے ساتھ ملتا ہے جو آپ نے وصالِ مُبارک کے روزوں سے اپنے اصحاب کو منع فرمانے کے وقت فرمایا تھا' اور یہ حدیث ہے کہ میں تم میں سے کسی ایک کی طرح بھی نہیں ہوں کیونکہ میں تو کھاتا بھی ہوں اور پیتا بھی ہوں اور اس کی تکمیل دوسری ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے خالق کے ہاں راتیں گزارتا ہوں، وہی مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایسا اس واسطے کہا گیا ہے کہ اس وقت ایسے فقراء و مساکین جو کہ بھوک میں مبتلا تھے ان کی تسلی اور ان کی غذا کیلئے ایسی پاکیزہ غذاؤں اور خوراک کو اپنے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے تھے' کیونکہ بعض اوقات ان کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا تھا اور بھوک کے حملے سے بیتاب ہو جاتے تھے۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اَکْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پُورا ہو گیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِس باب میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روٹی کا بیان ہے

(اِس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات خُبْزٌ۔ روٹی۔ ھوما یخبز من بُرٍّ او شَعِیْرٍ وغیرھما۔

تشریح اس باب میں حضورِ عالمِ علومِ اوّلین و آخرین، خاتم النبیین احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روٹی کا ذکر ہے، یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ خانہ کا گذر اوقات انتہائی قناعت اور صبر کے ساتھ تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میز پر روٹی نہیں تناول فرمائی، اور نہ ہی میدہ کی روٹی نوش فرمائی، کا بیان ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱/۱۳۷ حدثنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق قال سمعت عبد الرحمٰن بن یزید یحدث عن الاسود بن یزید عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت ما شبع ال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ خانہ نے مسلسل (پے در پے) دو دن تک جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی یہاں تک کہ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا۔

حل لغات مَا شَبِعَ - وہ شکم سیر نہ ہوئے۔ شَبْعٌ۔ شکم سیر ہونا' پیٹ بھرا ہونا' مجمع البحار میں ہے کہ شِبْعٌ "بہ کسر با" وہ کھانا جس سے سیر ہو اور شِبَعٌ "بہ فتحہ با" مصدر ہے یعنی سیر ہونا۔ مُتَتَابِعَیْن۔ پے در پے، مسلسل یکے بعد دیگرے۔

تشریح اس حدیث شریف میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت کے دو دن تک جَو کی روٹی نہ کھانے کا ذکر ہے' ایک حدیث مبارک میں آتا ہے۔

"مَا شَبِعَ ال مُحَمَّدٍ مِنْ طَعَامٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ"

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل (پاک) نے تین دن تک برابر شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا"

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے :-

مَا شَبِعَ ال مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزٍ مَادُوْم "

یعنی "جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل (پاک) نے تین دن تک سالن کے ساتھ روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی"

نیز ایک اور حدیث شریف میں ہے :-

مَا شَبِعَ ال مُحَمَّدٍ یَوْمَیْنِ اِلَّا وَاَحَدُھُمَا تَمْرٌ"

"جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد (پاک) نے جب بھی دو دن سیر ہو کر کھانا کھایا تو ان

Marfat.com

میں سے ایک دن کھجور کھائی۔"

گویا ایک دن کھانا کھایا تو ایک دن فاقہ ہوا۔ چونکہ سخاوت و بخشش، فقیروں، عاجزوں، مسکینوں اور غریبوں کی پرورش کرنا ان کو کھانا کھلانا، ان کی حاجت برآری کرنا، سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانہ کا خاص وصف تھا اور ہے، لہذا ایک دن اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روٹی اور سالن وغیرہ نوش فرماتے اور دوسرے دن کھجور پر گذارہ کرکے غریبوں اور فقیروں کو روٹی کھلا دیتے، نیز اہل بیت نبوت علیہم السلام انتہائی صبر اور قناعت کی زندگی بسر فرماتے جس طرح اللہ جل جلالہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں اور کثافتوں سے پاک وصاف رکھا تھا اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کو بھی ان کثافتوں اور آلائشوں سے پاک وصاف رکھنا مقصود تھا۔ دنیاوی عیش وعشرت اور فارغ البالی کو ان مقدس وجودوں نے پسند ہی نہیں فرمایا بلکہ فقر وفاقہ کی زندگی کو ان تمام لذتوں پر ترجیح دے کر پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کو باعث فخر سمجھتے۔

حدیث ۲/۱۳۸ حدثنا عباس[1] بن محمد الدوری حدثنا یحییٰ[2] بن ابی بکیر حدثنا حریز[3] بن عثمان عن سلیم[4] بن عامر قال سمعت ابا امامۃ[5] الباھلی یقول ما کان یفضل عن اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبز الشعیر۔

ترجمہ ابی امامہ باہلی کہتے ہیں کہ اہل بیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کی روٹی بھی اتنی کم میسر ہوتی کہ (کھانے کے بعد) کچھ بھی باقی نہ بچتی تھی۔

حل لغات فَضَلَ۔ باقی رہنا، بچنا، زیادہ ہونا۔

تشریح جناب علامہ البیجوری بحوالہ میرک تحریر فرماتے ہیں:

ای کان لا یبقی فی سفرتھم فضلاً عن ما کولھم

یعنی "ان کے دسترخوان پر کھانے سے کچھ بھی نہ بچتا تھا۔"

گویا جب جو کی روٹی میسر ہوتی تو وہ بھی اتنی مقدار میں ہوتی کہ بمشکل اس سے شکم سیری ہوتی، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اسماء الرجال وریف ۲
۱ عباس بن محمد الدوری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی تکاثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاریۃ ۱
۲ یحییٰ بن ابی بکیر۔ الجوری ہے زمان کا قاضی تھا۔ ثقہ ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۲۰۸ھ میں فوت ہوئے۔
۳ حریز بن عثمان۔ حریز بمعنے وزن کرنے والا ہے۔ فقیہ۔
۴ سلیم بن عامر الخبائری۔ ثقہ ہے۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں دکان یبتنا قلیلا ۱۲۳ھ میں فوت ہوا۔ یحییٰ علامہ فرماتے ہیں وغلط من قال لہ سرد یسیر۔ مسلم نے تخریج کی ہے۔
۵ ابی امامہ الباہلی۔ صحابی ہے اور شام میں آباد ہوئے تھے "وھو آخر من مات بھا من الصحب"۔

Marfat.com

سے روایت ہے " قالت ما رفع عن مائدته کسرة خبز حتیٰ قبض " وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان کے اٹھائے جانے سے پہلے ایک ٹکڑا روٹی کا بھی نہ ہوتا یہاں تک کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ ایک حدیث انہی ام المومنین سے مروی ہے :۔

"انها قالت توفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولیس عندی شیئ یاکله ذوکبد الاشطر شعیر فی رف ای نصف وسق فاکلت حتی طال علی فکلة ففنی"

حدیث ۳/۱۳۹ حدثنا عبدُ اللہ بن معاویة الجمحی حدثنا ثابتُ بن یزید عن هلالٍ ابن خباب عن عکرمةَ عن ابنِ عباس رضی اللہ عنه قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیه والہ وسلم یَبِیْتُ اللَّیَالِیَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِیًا هُوَ وَاَهْلُهٗ لَا یَجِدُوْنَ عَشَآءً وَکَانَ اَکْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِیْرِ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سیّد دوعالم رسُول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم راتیں پے درپے بھُوکے گذارتے، اور آنحضُور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہلِ خانہ بھی عشاء کا کھانا نہ پاتے، اور ان کا کھانا اکثر جَو کی روٹی ہوتی۔

حل لغات طَاوِیًا - ای خال البطن جائعاً۔ بھوکا پیٹ رہنا۔ طَوٰیٌ سے ہے جس کا معنی اہل لغت نے قصداً بھوکا رہنا، برابر دو دو تین تین دن (روز) کچھ نہ کھانا لکھا ہے۔ کہا جاتا ہے طوی فلان: اذا جوع نفسه۔ عَشَآء، عین کی زبر کے ساتھ ہے وہ کھانا جو کہ خفتن کے وقت کھایا جاتا ہے اور کسرہ کے ساتھ بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں "مایتعشون به فی اللیل"

تشریح حضرت علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

وکان صلی اللہ علیه والہ وسلم تشرف نفسه وفخامة منصبه یبالغ فی ستر ذالك عن اصحابه والانیف یظن عاقل انه یبلغهم انه یبیت طاویا هو واهل بیته اللیالی المتابعة

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۳۹

۱ عبداللہ بن معاویہ الجمحی۔

۲ ثابت بن یزید الاول کے نام سے مشہور ہے۔ ثقہ ہے اور ثبت ہے۔

۳ ہلال بن خباب۔ ثقہ لکن تغیر اخر امن الطبقة الخامسة خرج له الاربعة

۴ عکرمہ۔ دیکھو حدیث ۲

۵ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ دیکھو حدیث ۲

Marfat.com

مع ماعليه طائفة من الغنى بل لوعلم فقرأوهم فضلاً على اغنياء هم ذالك لبذلوا الجهد فى تقديمه هووا هل بيته على انفسهم واستبقوا على ايثاره، وهذا يدل على فضل الفقر والتجنب عن السؤال مع الجوع" (ص ۸۳)

یعنی اللہ اکبر! حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرافت نفس اور عظمت منصب کی وجہ سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بھی اس کیفیت کا اظہار ہونے نہیں دیتے تھے اور اسی طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار علیہم السلام بھی دو دو تین تین دن فاقہ سے گذار دیتے مگر کسی ایک شخص پر بھی اس کا اظہار نہ کرتے، ورنہ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو کہ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت اطہار علیہم السلام پر تمام مال و دولت نچھاور کرنے والے تھے اس فقر کی کیفیت کو برداشت کرسکتے تھے لیکن اس سے اس بات کی تعلیم دینا مقصود تھا کہ فقراء اغنیاء پر فضیلت رکھتے ہیں، اسی لئے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور آنجناب کے اہل بیت اطہار علیہم السلام نے خود بنفس نفیس اس پر عمل کرکے فقر کی فضیلت کو ثابت فرمادیا نیز بھوکے رہنے کے باوجود دستِ سوال پھیلانے سے منع فرمادیا، یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر واستقامت سے بھرپور اسوۂ حسنہ ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث ۴/۱۴۰ حدثنا عبدُ اللہ ابن عبد الرحمٰن حدثنا عبیدُ اللہ بن عبد المجید الحنفی حدثنا عبد الرحمٰن وھو عبد اللہ بن دینار حدثنا ابوحازم عن سھل بن سعد اَنَّہ قِیْلَ لَہٗ اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النَّقِیَّ یَعْنِی الْحُوَّارِیَ فَقَالَ سَھْلٌ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النقی حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَقِیْلَ لَہٗ ھَلْ کَانَتْ لَکُمْ مَنَاخِلُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَا کَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ فَقِیْلَ کَیْفَ کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِالشَّعِیْرِ قَالَ کُنَّا نَنْفُخُہٗ فَیَطِیْرُ مِنْہُ مَا طَارَ وَثُمَّ نَعْجِنُہٗ۔

ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی تناول فرمائی ہے تو سہل نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کو اس وقت تک نہیں

---

۱ اسماء الرجال وبیان حالھم ۲ ابوالقاسم البغوی ۳ عبد الرحمٰن ابی حاتم الرازی ۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان اسمہ ۵ ابوالقاسم البغوی ۶ عبد الرحمٰن ابی حاتم الرازی ۷ ابوحازم الاعرج سلمۃ بن دینار المدنی ۸ عابد من اثبات التابعین اخرج لہ الجماعۃ ۹ سہل بن سعد بن مالک الخزرجی الساعدی ۱۰ آخری صحابی ۱۱ ۸۸ھ میں وفات پائی

Marfat.com

پر از طعام پیش ہر یکے و دیگرے در و شریک نشود پس آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تنہا در وے طعام نخوردہ بلکہ با خود دیگرے را شریک میساخت "

جس میں ہر ایک آدمی کے آگے کھانا ڈال کر رکھ دیا جاتا ہے اور دوسرا اس پیالے میں شریک نہیں ہوتا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکیلا اس میں کھانا نوش نہیں فرمایا بلکہ دوسرے کو اس میں شریک فرماتے"

حضرت محدث کبیر استاذ محترم صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ" ہندو مشرک الگ الگ کولیاں یعنی چھوٹے چھوٹے برتن لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور کھاتے ہیں لہذا اس طرح الگ الگ ایک ایک چھوٹے برتن میں کھانا لے کر کھانا ان کافروں کے ساتھ تشبہ کا باعث ہے لہذا یہ مکروہ تحریمہ ہے اس طریقہ سے بچنا چاہیئے" انس بن مالک کا ارشاد ہے کہ" نبی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چپاتی پکائی گئی" آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی تناول فرماتے ، میدہ جس کو مانڈا بھی کہتے ہیں کی پتلی روٹی نہیں کھائی بلکہ آٹے کو چکی سے یا پتھر پر پیسا جاتا پھونک مار کر صاف کر لیتے جو بڑے بڑے تنکے وغیرہ ہوتے وہ صاف ہو جاتے اور پھر اسے گوندھ کر پکا کر کھاتے۔ وحید الزمان صاحب نے لکھا ہے کہ میدہ قابض ثقیل دیر ہضم اور مسدد ہے۔ میدہ کھانے والے اکثر قولنج، بدہضمی اور نفخ کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں، بواسیر اور قبض کی شکایت اکثر رہتی ہے۔" جناب یونس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے پوچھا کہ کس چیز پر کھانا رکھ کر تناول فرماتے تو انہوں نے کہا کہ اپنے دسترخوان پر" یعنی یہ جو چمڑہ یا کپڑا ہے اسے بچھا کر اس پر کھانا رکھتے اور پھر تناول فرماتے اور یہی صحیح طریقہ ہے۔ حضرت رئیس الاولیاء امام حسن بصری کا ارشاد ہے :-

" والاکل علی الخوان فعل الملوك، وعلی المندیل فعل العجم، وعلی السفرۃ فعل العرب وھو سنۃ "

"میز یا چوکی پر کھانا بادشاہوں کا عمل ہے ، اور رومال پر کھانا عجم کا عمل ہے اور دسترخوان پر کھانا عرب کا عمل ہے اور وہی سنت ہے"

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۱۴۲ حدثنا احمد بن منیع حدثنا عباد بن عباد المهلبی عن مجالد عن الشعبی عن مسروق قال دخلت علی عائشة فدعت لی بطعام وقالت ما اشبع من طعام فاشاء ان ابکی الا بکیت قال قلت لم قالت اذکر الحال التی فارق علیها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الدنیا والله ما شبع من خبز ولا لحم مرتین فی یوم واحد۔

ترجمہ مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمایا کہ میں سیر ہو کر کبھی کھانا نہیں کھاتی مگر میرا جی رونے کو چاہتا ہے اور میں روتی ہوں مسروق نے کہا کہ میں نے دریافت کیا کہ کیوں؟ انہوں نے فرمایا میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے مفارقت اختیار فرمائی مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی دن میں دو مرتبہ بھی روٹی یا گوشت سے شکم سیر نہیں ہوئے۔

حل لغات بُکَاءٌ۔ رونا۔ لَحْم۔ گوشت۔

تشریح حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خادمہ کو فرمایا کہ جناب مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھانا کھلائے۔ اس وقت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی آنکھوں کے سامنے آگئی اور شدت حزن سے آپ کے آنسو جاری ہو گئے اور اس کیفیت کا اظہار بھی جناب مسروق کے آگے بیان کیا۔

حدیث ۱۴۳ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد قال حدثنا شعبة عن ابی اسحاق قال سمعت عبد الرحمن بن یزید یحدث عن الاسود بن یزید عن عائشة قالت ما شبع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جَو کے آٹے کی روٹی سے پے در پے دو دن بھی شکم سیری نہیں فرمائی یہاں تک کہ وصال ہو گیا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۴۲
۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۱
۲ عباد بن عباد المهلبی۔ البصری ثقہ ہے
دہما وہم۔ اخرج له الجماعة
۳ مجالد۔ الہمدانی ہے۔ لیس بالقوی تغیر اخرا من السادسة۔ اخرج له الجماعة الا البخاری
۴ الشعبی۔ اس کا نام عامر بن شراحیل الکوفی ہے۔ تابعین میں سے آپ بہت بڑے عالم ہوئے ہیں پانچ سو صحابہ کرام سے روایت کیا اور فرمایا ما کتبت سوداء فی بیضاء قط ولا حدثت حدیث قط الا حفظته، ۸۲ ہجری کی عمر میں ۱۰۰ھ میں انتقال کیا
۵ مسروق۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی تزجل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۵

اسماء الرجال حدیث ۱۴۳
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۱
۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی فعل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲
۳ شعبة۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی فعل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲
۴ ابی اسحاق۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی

Marfat.com

تشریح اسی باب کی پہلی حدیث مبارک میں حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ خانہ علیہم السلام کے اسی طرح زندگی بسر فرمانے کا ذکر تھا۔ اب اس حدیث مبارک میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنفسِ نفیس اپنا ذکرِ خیر ہے۔ اپنی ذات مبارکہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر کو اختیار فرمایا تھا' اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنی "فقر میرا فخر ہے"

حدیث ۸/۱۴۴ حدثنا عبد[1] اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا عبد[2] اللہ بن عمرو ابو معمر حدثنا عبد الوارث[3] عن سعید[4] ابن ابی عروبۃ عن قتادہ[5] عن انس[6] قال مَا اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰی خِوَانٍ وَلَا اَکَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰی مَاتَ۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ کریم نے کبھی بھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا اور وصالِ مبارک تک نہ ہی کبھی چپاتی کی روٹی کھائی۔

تشریح اس حدیث شریف میں بالتصریح فرمادیا کہ "حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا اور نہ ہی وصالِ مبارک تک چپاتی کی روٹی کھائی۔" حدیث ۵/۱۴۱ میں یہ تصریح نہیں تھی۔ حضرت علامہ الامام المحدث الشیخ عبد الرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"لما دخل المولی ابن الکمال القاھرۃ سئل فی مدۃ اقامتہ بھا عن الفقر مع کونہ سواد الوجہ فی الدارین کیف کان فخر مفخر الناس فاجاب بان کون الفقر سواد الوجہ جھۃ مدح لا جھۃ ذم فلا ینافی افتخار المصطفٰی بہ ولا کونہ کان شعارہ بل یساعدہ لان المراد من الوجہ ذات الممکن فان اطلاق وجہ

"جس وقت حضرت ابن کمال قاہرہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے اس جگہ اقامت کی۔ مدت کے اندر آپ سے یہ سوال کیا کہ جب فقر کے متعلق یہ حدیث وارد ہے کہ یہ دونوں جہان کی روسیاہی ہے تو مفخرِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فخر کرنے کی جگہ) نے یہ کیوں فرمایا کہ فقر مجھ سے ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ سواد الوجہ کے دو لفظ حُسن کو ظاہر کرتے ہیں نہ کہ قبح کو۔ یعنی قابلِ تعریف

Marfat.com

ہیں نہ کہ قابلِ بُرائی۔ پس یہ عبارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقر پر فخر کرنے کے منافی نہیں ہے۔ اور اس بات کے منافی ہے کہ فقر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعار تھا (طریق) بلکہ عین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے مطابق ہے کیونکہ اوّلاً وجہ سے مراد ذات ہے کیونکہ وجہ کا معنی ذات لینا کلامِ عرب کے عین تابع ہے جیسا کہ کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے اور یہاں وجہہ سے مراد ذات ہے۔ (دوم) فقر کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محتاجی اپنے وجود کے لئے اور اپنی اس ذاتِ اقدس کے لئے ہے جس کے تمام کمالات اور اس کی قسمیں مخلوقِ خدا کے لئے فیض رساں ہیں (سوم) اس احتیاج کا منہ کے لئے (سیاہی) ہونے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ان صفاتِ کمالیہ ظاہریہ و باطنیہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ لازم ہونا ثابت ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا ایک ایسا ضروری جزو بن چکی ہیں کہ اُن کو آپ سے علیحدہ کرنا یا مٹانا ایسا محال ہے جس طرح کہ سیاہی کو اس کے مقام سے مٹانا ہے۔ چہ جائیکہ وہ دُوسرے تمام رنگوں میں اس خصوصیت سے ممتاز ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احتیاج کو اس سے تشبیہ دی اور

marfat.com

Marfat.com

انه اکمل الموجودات الممکنة فلهذا کان الفقر شعاره و به افتخاره.

اگر یہ فقر جس کی اوپر تشریح کردی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں نہ ہوتا تو ماسوا حضور کے تمام مخلوق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محتاج نہ ہوتی اور پھر معاذ اللہ یہ کہنا پڑتا کہ طبعاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کچھ فیض ذاتی نہیں پہنچا سکتے اور بلحاظ ذات ان کی فیض رسانی غیر کو محال ہے۔ اس وجہ سے محال نہیں ہے کہ ماسوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی تمام مخلوق کثرت سے اور شدت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محتاج ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ ذاتی طور پر کسی فیض رسانی کے مجاز نہیں ہیں۔ اور اگر ایک شخص کسی چیز کے لئے کسی غیر کا محتاج نہ ہو تو کسی سے فیض حاصل کرنے کے ہرگز قابل نہ ہوگا۔ اور نہ قبول کر سکے گا (چہارم) فیض کیا ہے۔ یہ اسی فقر (احتیاج) جس کی تعریف گذر چکی ہے اور جب تک یہ فیض جاری رہے گا تب تک لوگ اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ اور اس کا عکس بھی درست ہے۔ یعنی جب تک اس فیض کی قبولیت کو دوام ہے تب تک اس فیض کو ہمیشگی نصیب ہے۔ پس یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ دونوں جہان کے لئے سواد الوجہہ کے کلمات کا استعمال ایک ایسی صفت ہے جو کہ لازمی ہے۔ پھر ایک بات اور بھی ثابت ہوتی ہے کہ جس قدر یہ فقر (احتیاج) زیادہ اور مستقل ہوگا اسی قدر جریان فیض بھی شدت سے ہوگا اور چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام موجودات اور کائنات سے بلحاظ کمالات اہم ہیں اس لئے یہ وصف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں نہایت درجہ موجود تھا' پس ایسا فقر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعار تھا اور اس پر اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فخر تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :

یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالن کے بیان میں ہے
(اِس باب میں تینتیس ۳۳ احادیث ہیں)

حل لغات اِدَام - مایؤتدم بہ ای یوکل بہ الخبز من خل وتمر و زیت ونحوہٗ سالن جس کے روٹی لگا کر کھائیں جیسے سرکہ، تمر، تیل وغیرہ۔ اس کی جمع اُدُمٌ ہے۔

تشریح اس باب میں سیّد الکائنات، فخرِ رسل، صاحبِ معجزاتِ باہرہ حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف چیزوں کے ساتھ روٹی کھانے کا ذکر ہے، نیز حضور پاک، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان بھی ہے۔

حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایک غذا کا تعین اپنی ذاتِ مبارکہ پر نہیں فرمایا تھا بلکہ جو سالن بھی مثلاً شوربا، گوشت، سرکہ، تیل زیتون، نمک، کھجور وغیرہ موجود پایا نوش فرمایا۔ علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ولم تکن عادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبس نفسہ علیٰ نوع من الاغذیہ فانہ خارج بالطبیعۃ بل کان یأکل ما تیسر من لحم وفاکھۃ وتمر وغیرھا"

Marfat.com

حدیث ۱/۱۴۵ حدثنا محمد[1] بن سهل بن عسكر و عبد[2] الله بن عبد الرحمٰن قالا حدثنا يحيىٰ[3] ابن حسان حدثنا سليمان[4] بن بلال عن هشام[5] بن عروة عن ابيه[6] عن عائشة[7] رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ قَالَ عبد الله ابن عبد الرحمٰن فی حدیثه نِعْمَ الْاُدُمُ اَوِ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے یہ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "سرکہ ایک عمدہ سالن ہے" عبداللہ بن عبدالرحمٰن اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا "سرکہ ایک عمدہ سالن ہے"

حلِ لغات اَلْاِدَامُ۔ سالن، اس کی جمع اُدُمٌ ہے، اُدْمٌ بھی آتا ہے۔
اَلْخَلُّ۔ سرکہ۔

تشریح سرکہ کے کھانے میں بہت سے فوائد ہیں، اسی لئے تو شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے استعمال کا ارشاد فرمایا۔ ایک حدیث مبارک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس میں برکت کی دُعا فرمائی" اور یہ فرمایا کہ "پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہ سالن رہا ہے۔ ایک دُوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہیں" ابن حجر کا قول ہے قامع للصفراء ونافع اللابدان، قاطع صفراء ہے اور بدن کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ طبی نقطہ نظر سے اس میں بہت فائدے ہیں، غذا کو ہضم کرتا ہے، پیٹ کے کیڑے مارتا ہے، نیز اس کے ساتھ بے تکلف روٹی کھائی جاتی ہے۔

حدیث ۲/۱۴۶ حدثنا قتيبة[1] حدثنا ابو الاحوص[2] عن سماك[3] بن حرب قال سمعت النعمان[4] ابن بشير يَقُوْلُ اَلَسْتُمْ فِیْ طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بَطْنَهٗ۔

ترجمہ سماک بن حرب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نعمان ابن بشیر کو یہ کہتے سُنا کہ کیا تم قسم قسم کے کھانے اور پینے کی چیزوں میں جو تمہیں پسند آتی ہیں مگن ہو گئے ہو حالانکہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس عالم میں دیکھا ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خشک خرما سے بھی شکم سیری نہ فرما سکتے تھے۔

حلِ لغات اَلدَّقَل۔ کھجور، خرما۔ نہایہ میں ہے۔ الردی من التمرة واليابسة۔ وہ کھجور جو خشکی اور سختی کی وجہ سے

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۴۵
۱ محمد بن سہل۔ دیکھو حدیث ۳/۱۴۴
۲ عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۴
۳ یحییٰ بن حسان۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۴
۴ سلیمان بن بلال۔ دیکھو حدیث ۲/۱۴۴
۵ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۴
۶ عروہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۴
۷ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۴

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۴۶
۱ قتیبہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۴
۲ ابو الاحوص۔ دیکھو حدیث ۲/۱۴۴
۳ سماک بن حرب۔ دیکھو حدیث ۲/۱۴۴
۴ نعمان بن بشیر۔ دیکھو حدیث ۲/۱۴۴

marfat.com

Marfat.com

جدا جدا رہتی ہے چمٹی نہیں رہتی۔

تشریح نعمان بن بشیر نے سماک بن حرب سے جو تابعین سے تھے تخاطب کرکے کہا کہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عالم میں دیکھا ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خشک خرما پر گذر اوقات فرماتے اور وہ شکم سیری کے لئے ناکافی ہوتا یعنی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر قناعت، زہد، ریاضت اور مجاہدہ کی زندگی اختیار کئے ہوئے تھے، اور تمہارا یہ حال ہے کہ تم قسما قسم کے لذائذ اور مشتہات کھانوں میں مگن ہو گئے ہو، گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ تمام لوگوں کے مقتداء اعظم ہیں کی اقتداء اور پیروی کو چھوڑ کر عیش و تنعم میں پھنس گئے ہو، تمہیں چاہیئے کہ اس عیش و تنعم میں اور لذائذ دنیا میں مشغول نہ ہو جاؤ بلکہ حضور پُرنور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اور ستھری زہد و قناعت ریاضت مجاہدہ صبر و عبادت والی زندگی اختیار کرو، اور وہ اعلیٰ اسوۂ حسنہ (کہ باوجود تنگی ہونے کے ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہ کی حمد اور شکر میں رطب اللسان رہتے تھے) ہمارے لئے موجود ہے۔ کیا یہ کافی نہیں اب جبکہ ہر قسم کی فراخی نصیب ہو گئی تو پھر ہم کو اللہ تعالیٰ کا ہر وقت شکر یہ ادا کرنا چاہیئے اور ہر آن و ہر لحظہ اس کی یاد اور اسکی حمد کرنی چاہیئے۔ لذائذ دنیا اور خواہشات نفسانی میں مگن ہو کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی اور خفگی مول نہیں لینی چاہیئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی رؤف و رحیم۔

حدیث ۳/۱۴۷ حدثنا عبدۃ[۱] بن عبد اللہ الخزاعی حدثنا معاویۃ[۲] بن ھشام عن سفین[۳] عن محارب[۴] بن دثار عن جابر[۵] ابن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعم الادام الخل۔

ترجمہ جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سرکہ ایک عمدہ سالن ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اسی باب کی پہلی حدیث شریف کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ علی القاری رحمۃ الباری جمع الوسائل جلد اول صفحہ ۲۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

"رواہ احمد ومسلم والثلاثۃ ایضاً" یعنی "یہ حدیث شریف احمد مسلم اور تینوں اماموں

خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۴۷

۱ عبدۃ بن عبد اللہ الخزاعی ابو سہل البصری کوفی الاصل ہے نقہ ہے۔ خرج لہ البخاری والاربعۃ۔

۲ معاویۃ بن ہشام دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲

۳ سفین دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

۴ محارب بن دثار السدوسی کوفی ہے ثقہ ثبت امام من اکابر العلماء والزہاد خرج لہ الجماعۃ۔

۵ جابر بن عبد اللہ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

Marfat.com

گوشت مُرغی اور بطخ کے درمیان ہوتا ہے. ہندی میں چکور کہتے ہیں.

تشریح سفینہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولیٰ کا لقب ہے. علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کو اس لئے سفینہ کہتے تھے کہ :-

"انہ حمل شیئا کثیرا فی السفر فاشبہ السفینہ"

یہ بہت سامان اپنے اُوپر لاد لیتے تھے بس رح کشتی پر سامان لاد دیا جاتا ہے.

بعض عُلماء فرماتے ہیں کہ حباریٰ ایک چڑیا ہے، حدیث شریف میں ہے :-

"ان الحباری لتموت ھزلا بذنب بنی آدم"

"حباریٰ دُبلی ہو کر آدمیوں کے گناہوں کی وجہ سے مرجاتی ہے"

شارحین فرماتے ہیں حباریٰ ایک چڑیا ہے جو چُگنے کے لئے بڑی بڑی دُور نکل جاتی ہے. انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے پانی نہیں برستا تو بیچارے جانور بھی تباہ ہو جاتے ہیں.

حدیث ع ۶ / ۱۵۰ حدثنا علی[۱] بن حجر حدثنا اسماعیل[۲] بن ابراھیم عن ایوب[۳] عن القاسم[۴] التمیمی عن زھدم[۵] الجرمی قال کنا عند ابی موسیٰ قال فقدم طعامہ وقدم فی طعامہ لحم دجاج وفی القوم رجل من بنی تیم اللہ احمر کانہ مولیً قال فلم یدن فقال لہ ابو موسیٰ ادن فانی قد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکل منہ قال انی رأیتہ یاکل شیئا فقذرتہ وحلفت ان لا اطعمہ ابدا۔

ترجمہ زھدم الجرمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ابی موسیٰ اشعری کے پاس تھے، فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ کے سامنے کھانا لایا گیا اور اس کھانے میں مُرغی کا گوشت لایا گیا. حاضرین میں بنو تیم اللہ کا سُرخ رنگ کا ایک شخص بھی موجود تھا. جو کہ آزاد شدہ غلام معلوم ہوتا تھا، فرماتے ہیں کہ وہ کھسک گیا تو حضرت ابو موسیٰ نے اسے فرمایا قریب ہو جاؤ یقیناً میں نے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسے کھاتے دیکھا ہے. اس شخص نے کہا کہ "میں نے اسے کچھ کھاتے دیکھا ہے پس میں اس سے کراہت کرتا ہوں، لہذا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں اسے کبھی نہ کھاؤں گا."

Marfat.com

حل لغات فَقُدِّمَ - پس لایا گیا۔ فَقَذِرْتُهُ - پس میں اس سے کراہت کرتا ہوں۔ قَذِر کی جمع قَاذُوْرَات ہے۔ قَذَرٌ یا قَذَارَةٌ مصدر ہے جس کے معنی پلید ہونا، پلید کرنا، مکروہ جاننا، میلے پن کی وجہ سے گھن کرنا۔

تشریح حدیث ۱۴۸ باب ہذا میں تشریح گذر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمالیجئے۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ شخص جس نے مرغی کھانے سے یکسوئی اختیار کی تھی وہ بنی تیم اللہ سے تھا۔ وھو حی من بکرٍ، اور تیم اللہ کا معنی عبد اللہ ہے۔

حدیث ۱۵۱ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد الزبیری وابو نعیم قالا حدثنا سفین عن عبد اللہ بن عیسیٰ عن رجل من اھل الشام یقال لہ عطا عن ابی اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ۔

ترجمہ ابی اسید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اس سے مالش بھی کرو کیونکہ یہ مبارک درخت کا تیل ہے۔

حل لغات الزیت - تیل، زیتون کا تیل۔ وَادَّھِنُوْا بِہٖ - اور اس کی مالش کرو۔ دَھْنٌ مصدر ہے یعنی تیل ملنا، تر کرنا، چکنا کرنا۔ اگر پیش کے ساتھ ہو جیسے دُھْنٌ تو پھر مطلق تیل کے معنی میں ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد فرمایا "زیتون کا تیل کھاؤ" یعنی سالن کے طور پر استعمال کرو، سالن میں استعمال کرو، روٹی کے ساتھ کھاؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر "کان عبد اللہ یاکل بالزیت" روٹی زیتون کے تیل سے کھاتے۔ ارشاد ہے "اس سے مالش بھی کرو" یعنی سر کے بالوں پر ملو اور جس جگہ بدن میں درد ہو تو اس کی مالش کرو۔ صاحب اتحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"لان الدھن بہ فی البلاد الحارۃ من اسباب حفظہ الصحۃ واما البلاد الباردۃ فضار"

"گرم ممالک میں اس کی مالش صحت کی محافظت کرتی ہے اور سرد ممالک میں صحت کے لئے نقصان کا باعث ہے"

سردی میں تو سر پر مسلسل ملنا بینائی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ امر امر استحبابی ہے۔ ارشاد ہے "کیونکہ یہ مبارک درخت کا تیل ہے" اسلئے کہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے جس کا نام زیتون ہے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ اس سے بہت سے فوائد

Marfat.com

ہیں۔ اَلدُّبَّاء۔ دال کی پیش اور زبر دونوں سے ہے۔ کدو، گھیا، تر۔ یہاں کدو مراد ہے۔ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهٗ۔ سو میں نے اس (برتن) سے کدو کے ٹکڑے خوب ڈھونڈ کر رکھے۔ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے، آگے۔

تشریح انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو بہت پسند فرماتے تھے "حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین شافع روز جزا، حامل لواء حمد احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالے کے کونوں میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے۔ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ۔ چونکہ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو پسند تھا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک نام لیوا کو مرغوب خاطر ہونا ضروری ہے، خاطر عزیز عزیز ہوا کرتی ہے، علماء فرماتے کہ ایک دفعہ حضرت قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ امام ہمام امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے) کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ "کدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پسند تھا مگر مجھ کو پسند نہیں"۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "قتل کرنے کا سامان لاؤ تاکہ اسے قتل کر دوں کیونکہ یہ مرتد ہو گیا ہے"

طبی نقطۂ نگاہ سے کدو میں زیادتی عقل اور اعتدالی دماغ کے جوہر ہیں، پیاس بجھاتا ہے، مرگی کے مرض کا علاج ہے بہت زیادہ بخار ہو جائے تو کدو کے بڑے بڑے ٹکڑے کر کے ہاتھوں اور پاؤں کی تلیوں پر ملنے سے فوراً بخار اتر جاتا ہے۔ بقول حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف "اس میں ایک ایسی چیز بھی ہے جس کا راز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتے تھے" علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ کھانے میں کسی بزرگ کے لئے ایثار کرنا جائز ہے جبکہ کھانے میں معلوم ہو جائے کہ وہ صاحب اس کھانے کی طرف مائل ہیں۔

حدیث ۱۰/۱۵۲ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا حفص بن غياث عن اسمٰعيل بن ابی خالد عن حكيم بن جابر عن ابيه قال دخلت على النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرأيت عنده دباء يقطع فقلت ماهذا قال نكثر به طعامنا۔ قال ابو عيسىٰ وجابر هذا هو جابر بن طارق وهو رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا يعرف له الا هذا الحديث الواحد وابو خالد اسمه سعد۔

ترجمہ جابر بن طارق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں

Marfat.com

اسماء الرجال حدیث ۱۱/۱۵۴
۱ قتیبہ بن سعید (بخاری حدیث ۱۵۱۱)
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حدیث ۱
۲ مالک بن انس (بخاری حدیث ۱۵۱۱)
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حدیث ۲
۳ اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ
۴ انس بن مالک (بخاری حدیث ۱۵۱۱)
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حدیث ۳

حاضر ہوا تو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کدو دیکھے جو کہ قاش قاش (ٹکڑے ٹکڑے) کئے جا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ اتنے چھوٹے چھوٹے کیوں؟ ارشاد فرمایا ان سے ہم اپنا سالن زیادہ کرتے ہیں۔

حل لغات یُقَطَّعُ۔ قاش قاش کرتے تھے۔ ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے۔ اس کا مصدر تَقْطِیْعٌ ہے جس کا معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔ نُکَثِّرُ۔ ہم زیادہ کرتے ہیں، ہم اضافہ کرتے ہیں۔

تشریح حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں گھر مبارک پر جابر بن طارق حاضر ہوئے۔ شوربا زیادہ رکھنے کا معمول تھا تاکہ ہر وارد و صادر شکم سیر ہو کر جائے اگرچہ خود بنفسِ نفیس صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ خانہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھوکے شکم ہی رہتے اور حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی ترغیب دلائی کہ شوربا زیادہ رکھا کرو تاکہ تمہارا ہمسایہ بھی اس سے منتفع ہو سکے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا نبی اللہ

حدیث ۱۱/۱۵۴ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید عن مالک[۲] بن انس عن اسحاق[۳] بن عبداللہ بن ابی طلحۃ انہ سمع انس[۴] بن مالک یقول اِنَّ خَیَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَہٗ فَقَالَ اَنَسٌ فَذَھَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلٰی ذَالِکَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُبْزًا مِنْ شَعِیْرٍ وَمَرَقًا فِیْہِ دُبَّآءٌ وَقَدِیْدٌ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ حَوَالَیِ الْقَصْعَۃِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ یَوْمَئِذٍ۔

ترجمہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک درزی نے حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تیار کیا گیا تھا۔ جناب انس فرماتے ہیں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میں بھی اس کھانے میں شریک ہوا، پس اس درزی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جَو کی روٹی، شوربا جس میں کدو تھے اور خشک گوشت پیش کیا جناب

Marfat.com

انس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ کاسہ کے کناروں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش کر رہے ہیں، اس دن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے کدو محبوب ہوگیا۔

حل لغات خیاطاً۔ درزی۔ مَرَقاً۔ شوربا۔ قَدِیداً۔ خشک گوشت، قاق۔ القصعہ۔ اتنا بڑا پیالہ یا کونڈا جس میں سے دس آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ الصفحہ یا الصحفہ، وہ پیالہ یا کونڈا جس میں سے پانچ آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ مِکیلہ، وہ پیالہ یا کاسہ جس میں سے دو آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ صحیفہ، وہ پیالہ یا کاسہ جس میں سے ایک آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالے۔ ان میں سب سے بڑے کو جُفنہ کہتے ہیں۔

تشریح یہ درزی حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک آزاد کردہ غلام تھا، بقول حضرت مولینا محمد باری المدعو بمحمد مصلح الدین انصاری اپنی شرح میں اس درزی کا نام شعیب بتاتے ہیں (ص۴۰) علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ علامہ عسقلانی سے نقل کرتے ہیں کہ:-

"لم اقف علیٰ اسمہ لکن فی روایۃ انہ مولی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم"

"میں اس کے نام سے واقف نہیں لیکن ایک روایت میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔"

جناب انس رضی اللہ عنہ چونکہ خادم تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلو میں گئے۔ اس دعوت میں اس درزی صاحب نے جَو کی روٹی، شوربا جس میں کدو تھے اور خشک گوشت سے تواضع کی۔ چونکہ کدو آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مرغوب غذا تھی اس لئے آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس پیالہ یا کونڈے کے تمام جوانب سے کدو کے قتلے تلاش فرما کر نوش فرماتے رہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتنا پیارا ارشاد ہے کہ "اس دن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے کدو محبوب ہوگیا" جو چیز حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پسند ہوتی تھی، صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو محبتِ شرعی سمجھ کر پسند کرتے۔ ان کی محبت کی یہی واضح علامت تھی۔ درحقیقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کدو سے محبت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت سے محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت تھی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "آدمی کے لئے بہت ہی بہتر ہے کہ وہ کدو کو پسند کرے اور اسے شوق سے کھائے اور اسی طرح ہر اس چیز کو پسند کرے جسے حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم پسند فرماتے تھے۔"

marfat.com

Marfat.com

اس حدیث شریف سے یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ اگر دوسرا آدمی جو کہ اس کھانے میں شریک ہو اور ایک ہی برتن سے کھا رہے ہوں، نیز اس برتن میں دو یا تین چیزوں کے اجزاء کا شوربا ہو مثلاً آلو گوشت، گھیا گوشت وغیرہ وغیرہ، وہ اپنے سامنے کے علاوہ دُوسرے کے سامنے سے بھی اپنی پسندیدہ چیز کھا سکتا ہے، بشرطیکہ دوسرے ساتھی کو کوئی اعتراض نہ ہو یا کراہت نہ کرے، اور حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرح فرمانا تو باعثِ برکت، باعثِ خیر اور اس سالن کو متبرک کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت علامہ فاضل اکمل فقیہہ اعظم ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل ص۲۰۸ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

" ولا یعارضہ نھیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ذالک لانہ لقذر والایذاء وھو منتف فیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانھم کانوا یودون ذالک منہ لتبرکھم بآثارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی نحوہ بصاقہ ومخاطہ ید لکون بھا وجوھھم وقد شرب بعضھم بولا وبعضھم دمہ "

حضرت علامہ مُلا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں :۔

" وفی الحدیث جواز اکل الشریف طعام من دونہ من محترف وغیرہ واجابۃ دعوتہ وموأکلہ الخادم وبیان ماکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من التواضع واللطف باصحابہ وتعاھدھم بالمجی الی منازلھم وفیہ الاجابۃ الی الطعام ولو کان قلیلاً ذکرہ العسقلانی " (جمع الوسائل ص۲۰۹)

حدیث ۱۲/۱۵۵ حدثنا احمدُ بن ابراھیم الدورقی وسلمۃ بن شبیب ومحمودُ بن غیلان قالوا حدثنا ابواسامۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُحِبُّ الحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوا اور شہد بہت پسند فرماتے تھے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲/۱۵۵
۱ احمد بن ابراہیم الدورقی بغوی ہے مسلم ابوداؤد الترمذی ابن ماجہ الکل روایت کرتے ہیں الحافظ ۲۴۶ھ میں انتقال کیا۔
۲ سلمۃ بن شبیب۔ دیکھو حدیث ۲/۲۴ باب ماجاء فی جلسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ
۳ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱/۲۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ
۴ ابواسامۃ یعنی حماد بن اسامہ ہے، کوفی ہے الحافظ ابن ہشام۔ خرج لہ الجماعۃ۔
۵ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۴ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ
۶ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۴ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ
۷ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۴ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ

Marfat.com

حل لغات حَلْوَاء ۔ شیریں ، میٹھا ۔ ہر وہ چیز جس میں شیرینی ہو ۔ کل مافیہ حلاوۃ ۔
العَسَل ۔ شہد ۔

تشریح حضور صاحبِ معراج خاتم النبیین، سید المرسلین صاحبِ شفاعتِ کبریٰ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے یعنی ہر اس چیز کو جس میں شیرینی ہوتی پسند فرماتے، یہی معنی معتمد علیہ ہیں لہٰذا شہد کا ذکر تخصیص بعد تعمیم ہے، جناب مولینا محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"شیخ رحمۃ اللہ علیہ گفت کہ بصحت نرسیدہ کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام شکر را دیدہ باشد"

یعنی شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کو دیکھا ہو"

علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ طبرانی سے نقل فرماتے ہیں :۔

"واول من خبص فی الاسلام عثمان رضی اللہ عنہ خلط بین دقیق وعسل وعصدہ علی النار حتی نضج وبعث بہ الی المصطفےٰ فاستطابہ"

"سب سے پہلے ایامِ اسلام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حلوا بنوا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا تھا، یہ حلوا باریک آٹا اور شہد سے تیار کیا گیا تھا، جسے آگ پر پکایا گیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا"

عُلماء فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں شکر استعمال کرنے کا رواج نہیں تھا اور لوگ میٹھی چیز عموماً شہد یا کھجور سے بناتے تھے۔ جناب علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"ویؤخذ من ھذا الحدیث ان محبۃ الاطعمہ النفسیۃ لا تنافی الزھد لکن بغیر قصد"

Marfat.com

حدیث ۱۳ / ۱۵۶ حدثنا الحسن[1] بن محمد الزعفرانی حدثنا حجاج[2] بن محمد قال قال ابن جریج[3] اخبرنی محمد بن یوسف[4] ان عطاء بن یسار[5] اخبره ام سلمة[6] اخبرته انها قربت الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم جنبا مشویا فاکل منه ثم قام الی الصلوة وتوضاء.

ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا' اُسے تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔

حل لغات جَنْبًا۔ پہلو، پہلو کا گوشت۔
مَشْوِیًّا۔ بھنا ہوا، بھونا ہوا، بریان شدہ۔

تشریح ارشاد ہے "پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا" علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس میں دلیل ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ "وھو قول الخلفاء الاربعة والائمة الاربعة" اور یہی خلفاء اربعہ اور ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ارشاد ہے اور وہ جو ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے منسوخ ہے۔"

حدیث ۱۴ / ۱۵۷ حدثنا قتیبة[1] حدثنا ابن لهیعة[2] عن سلیمان[3] بن زیاد عن عبد الله[4] بن الحارث قال اکلنا مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم شواء فی المسجد.

ترجمہ عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔

حل لغات شَوَاءٌ۔ بھنا ہوا گوشت۔

تشریح اس حدیث شریف سے مسجد میں باہم بیٹھ کر کھانا کھانے کا جواز نکلتا ہے بشرطیکہ اس کھانے سے مسجد ملوث نہ ہو یعنی مسجد کے فرش پر اس کھانے سے کوئی خرابی نہ ہو' حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:-

"فیه دلیل الجواز اکل الطعام فی المسجد — مسجد میں اکٹھے یا اکیلے کھانا کھانے کا اس حدیث

اسماء الرجال حدیث ۱۳ / ۱۵۶

[1] الحسن بن محمد الزعفرانی: بغدادی، صاحب الشافعی رضی اللہ عنہ، المخاصمی والاربعة تفسہ النسائی وغیرہ۔
[2] حجاج بن محمد المصیصی ہے الترمذی ہے، ثقہ ہے ابوداؤد نے کہا یعنی ان ابن معین کتب عنہ نحوہ من خمسین الف حدیث خرج له الستة۔
[3] ابن جریج: فقیہ و المالک بن عبدالعزیز بن ابن ہے زنجی اموی اور کنیت ہے الفقیہ احد الاعلام۔
[4] محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان ہے یعنی ہے۔ ۲۱۲ھ میں فوت ہوا۔ خرج له الجماعة
[5] عطاء بن یسار: الہلالی ہے ابومحمد المدنی ہے، قاضی تھا۔ من کبار التابعین وعلمائهم خرج له الجماعة، واتفقوا علی توثیقه۔
[6] ام سلمہ: ان کا نام ہند بنت امیہ ہے

اسماء الرجال حدیث ۱۴ / ۱۵۷

[1] قتیبہ: دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ ۱
[2] ابن لہیعہ: دیکھو حدیث ۱ باب ۱۱۸
[3] سلیمان بن زیاد: الحضرمی البصری ہے
[4] عبداللہ بن الحارث

Marfat.com

جماعة وفرادی ومحله ان لم یحصل مایقذر المسجد والا فیکره او یحرم "

میں جواز ہے' بشرطیکہ ریزہ وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو اگر ہو تو مکروہ ہے یا حرام"

حدیث ۱۵/۱۵۸ حدثنا محمود[۱] بن غیلان انبانا وکیع[۲] حدثنا مسعر[۳] عن ابی صخرة[۴] جامع بن شداد عن المغیرة[۵] بن عبد الله[۶] عن المغیرة بن شعبة قال ضِفْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم ذَاتَ لَیْلَةٍ فَاُتِیَ بِجَنْبٍ مَشْوِیٍّ ثُمَّ اَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ یَحُزُّ لِیْ بِهَا مِنْهُ قَالَ فَجَاءَ بِلَالٌ یُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَاَلْقَی الشَّفْرَةَ فَقَالَ مَالَهٗ تَرِبَتْ یَدَاهُ قَالَ وَکَانَ مشَارِبُهٗ وَقَدْ وَفٰی فَقَالَ لَهٗ اَقُصُّهٗ لَکَ عَلٰی سِوَاکٍ اَوْ قُصَّهٗ عَلٰی سِوَاکٍ۔

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میری دعوت کی گئی' کھانے میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت لایا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑی چھری لی' اس چھری سے بھنے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر مجھے مرحمت فرما رہے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ بلال آگیا اور اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے تیار ہونے سے مطلع کیا' تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری ہاتھ سے رکھ دی اور فرمایا کیا ہوا اسے! دونوں ہاتھ اس کے خاک آلود ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس کی دونوں مونچھیں بڑھ گئی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لاؤ ان کو مسواک پر رکھ کر کتر دوں' یا کتر دو ان کو مسواک پر رکھ کر۔

حل لغات ضِفْتُ۔ میں مہمان ہوا۔ اَلشَّفْرَة۔ بڑی چھری۔ یَحُزُّ۔ وہ کاٹتے تھے۔ حَزٌّ سے ہے جس کا معنی کاٹنا یا گوشت کاٹنا ہے۔ مشارب۔ مونچھیں۔ قصّ۔ کترنا۔ وَفّٰی۔ بڑھ گئی تھیں۔

تشریح بقول علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ یہ ضیافت ضباعہ بنت الزبیر کے گھر پر تھی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع مہمانوں کے ان کے گھر تشریف لے گئے جن میں مغیرہ بن شعبہ بھی تھے' دعوت میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت جو کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پسند ہوا کرتا تھا پیش کیا گیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تالیف قلب اور مروت کے طور پر چھری سے کاٹ کاٹ کر مہمانوں کے سامنے رکھتے جن میں مغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔ دریں اثنا جناب بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی تیاری کی اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اے بلال "تو فقیر ہو جائے" تجھے دیکھنا چاہیئے

اسماء الرجال حدیث ۱۵/۱۵۸
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱۵/۱۵۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۱۵/۱۵۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ مسعر بن کدام ابو سلمۃ الہلالی الکوفی ہے۔ لہ الف حدیث۔ ارقطنی نے کہا ما بأیت مثلہ ۱۰۵ھ میں فوت ہوا۔
۴ ابی صخرۃ جامع بن شداد۔ ثقۃ خرج لہ الستۃ۔
۵ المغیرۃ بن عبد اللہ بن ابی عقیل الیکری الکوفی ثقۃ من الطبقۃ الرابعۃ خرج لہ مسلم والبوداؤد والنسائی۔
۶ مغیرہ بن شعبہ۔ دیکھو حدیث ۱۵/۱۵۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

Marfat.com

تھا کہ ہم لوگ کھانا کھا رہے ہیں' اِس فقرے سے تنبیہ مُراد ہے. صاحبِ لغات الحدیث جلد اوّل کتاب ت ص۹ پر تحریر کرتے ہیں' یہ عرب کا ایک محاورہ ہے اس سے بددُعا مقصود نہیں ہے" صاحبِ اتحافات الربانیہ ص۲۱۹ پر لکھتے ہیں :-

"وجری علی السنۃ العرب لمجرد اللوم لا للدعوۃ علیہ"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو جناب بلال رضی اللہ عنہ کی مونچھیں بڑی ہوئی تھیں فرمایا" لاؤ ان کو مسواک پر رکھ کر کتر دوں یا خود مسواک پر رکھ کر کتر دو" اِس حدیث شریف کے اس ٹکڑے سے ثابت ہُوا کہ مونچھیں کتروانا سُنّت ہے. علماء کا ایک گروہ یہ فرماتا ہے کہ مونچھوں کا منڈوانا سنت ہے مگر اکثر علماء کی یہ تحقیق ہے کہ کتروانا سنت ہے.

حدیث ۱۶/۱۵۹ حدثنا واصل[۱] بن عبد الاعلیٰ حدثنا محمد بن[۲] فضیل عن ابی حیان[۳] التیمی عن ابی زرعۃ[۴] عن ابی ھریرۃ[۵] قال اُتِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْہِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُہٗ فَنَھَشَ مِنْھَا.

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سیّدِ دوعالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کہیں سے گوشت آیا' تو اِس گوشت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دست پیش کیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت پسند تھا' آپ نے اس دست کے گوشت میں سے اپنے دندان مُبارک سے کاٹ کر تناول فرمایا۔

حل لغات نَھَسَ۔ اگلے مُبارک دانتوں سے پکڑ کر نوش فرمایا۔ نَھْشٌ۔ اگلے دانتوں سے پکڑنا' نوچنا' مُنہ سے گوشت پکڑ کر کھینچنا' ڈنک مارنا۔

تشریح یعنی حضور پاک' صاحبِ قاب قوسین اوادنیٰ' صاحبِ لواءِ حمد' اور صاحبِ شفاعتِ کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اگلے مبارک دانتوں میں دست کا گوشت پکڑا' اور دانتوں سے کاٹ کاٹ کر نوش فرمایا۔ گویا چھری کو استعمال نہیں نہیں کیا۔ عُلماء نے لکھا ہے کہ اَولیٰ یہ ہے کہ گوشت دانتوں سے ہی کاٹ کر کھایا جائے. حدیث شریف میں آیا ہے کہ "گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے" گویا دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی دلائی ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۶/۱۵۹

۱ واصل بن عبد الاعلیٰ بن بلال الاسدی الکوفی ہے' ثقہ ہے ۲۱۲ھ میں فوت ہُوا۔ خرج لہ مسلم والاربعۃ.

۲ محمد بن فضیل بن غزوان الضبی صدوق لقۃ تشیع ۱۹۵ھ میں فوت ہُوا۔ خرج لہ الجماعۃ.

۳ ابی حیان التیمی۔ ان کا نام یحییٰ بن سعید الکوفی ہے امام ہے' عابد ہے' زاہد ہے ۱۴۵ھ میں فوت ہُوا۔ خرج لہ الستۃ.

۴ ابی زرعۃ بن عمرو بن جریر بن عبد اللہ البجلی ہے الکوفی ہے من الطبقۃ الثالثۃ خرج لہ الستۃ.

۵ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱۱۸ باب ماجاء فی معیشۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

حدیث ۱۷۰/۱۶۰ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا ابوداؤد[2] عن زهير[3] يعنى ابن محمد عن ابى اسحٰق[4] عن سعيد[5] بن عياض عن ابن مسعود[6] قال كان النبى صلى الله عليه وآله وسلم يعجبه الذراع قال وسم فى الذراع وكان يرى ان اليهود سموه۔

ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ راوی کہتا ہے کہ دست کے گوشت ہی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دیا گیا تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے زہر دیا تھا۔

حل لغات سُمَّ۔ زہر دی گئی۔
سَمّ۔ زہر۔

تشریح علماء فرماتے ہیں کہ فتح خیبر کے موقعہ پر ایک یہودیہ عورت نے دست کے گوشت میں زہر ملا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لقمہ تناول فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور منع کر دیا کہ نہ کھائیں اس میں زہر ملا ہوا ہے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا لقمہ نہ اٹھایا اور نہ ہی پہلے زہر آلود لقمہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی اثر ہوا' جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غیب کی خبر سے مطلع ہوئے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودیہ عورت کو طلب کر کے دریافت فرمایا' تو اس نے یہ کہتے ہوئے اقرار کیا کہ اگر آپ پیغمبر خدا ہیں تو زہر آپ پر اثر نہیں کرے گا اور اگر نہیں ہیں تو ہلاک ہو جائیں گے اور ہم آرام و چین سے رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حلم و کرم کے صدقہ میں اس یہودیہ کو معاف کر دیا۔ بشر بن براء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی زہر آلود گوشت کے کھانے سے شہید ہو گئے تھے جس کے بدلہ میں اس یہودیہ عورت کو قتل کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

وفى الحديث فوائد كثيرة منها ما اظهره الله من كرامة نبيه حيث كلم الجماد، ولم يؤثر فيه السم وعلم ما غيب عنه من الشر وان السم لا يؤثر بذاته وان كان يؤثر بذاته

"اور اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو کہ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ حضور کا ایک معجزہ تھا کیونکہ بے جان چیز نے حضور سے کلام کیا اور حضور کو وہ چیز معلوم ہو گئی جو کہ شر سے تعلق رکھتی تھی اور حضور سے غائب بھی تھی اور یہ بھی حضور کو معلوم تھا

اسماء الرجال حدیث ۱۶۰/۱۷۰
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۱
۲ ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱
۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱
۳ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۳ زہیر یعنی ابن محمد التمیمی العنبری ثقہ ہے ابوالمنذر کنیت ہے ثقہ ہے ولبعضہم عند منا کی ہیں ۱۶۲ھ میں فوت ہوا۔
۴ ابو اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۱
۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۵ سعید بن عیاض کوفی ہے۔
۶ صدوق من الثانیۃ۔ ہمدانی البغدادی ثم الکوفی ثقہ ہے ابن سعود یعنی عبداللہ بن سعود رابعین سے ہیں۔ البدریین تمام جہادوں میں شریک ہوئے ہیں۔ حسب الخلاصۃ والوفاء

Marfat.com

لا ترفیها حالا وان القتل بالسم کالقتل بالسلاح الذی یوجب القود بشرطه المعروف۔"

کہ زہر میرے اوپر کوئی اثر نہیں کرے گا اور اگر وہ ذاتی طور پر اثر کر جاتا تو اس کا اثر فوراً معلوم ہو جاتا اور زہر دینے سے جو قتل وارد ہوتا ہے وہ ایک ایسا قتل ہے جو کہ کسی آلۂ جارحہ سے ہو اور وہ ایسا قتل ہے جس سے لازمی طور پر قصاص شرعی شرائط کے ساتھ لازمی ہو جاتا ہے۔"

حدیث ۱۸/۱۶۱ حدثنا محمدؒ بن بشار حدثنا مسلمؒ بن ابراهیم حدثنا ابانؒ بن یزید عن قتادهؒ عن شهرؒ بن حوشب عن ابی عبیدؒ قال طبخت للنبی صلی الله علیه وآله وسلم قدراً وکان یعجبه الذراع فناولته الذراع ثم قال ناولنی الذراع فناولته ثم قال ناولنی الذراع فقلت یا رسول الله وکم للشاة من ذراع فقال والذی نفسی بیده لو سکت لناولتنی الذراع ما دعوت۔

ترجمہ ابی عبید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت پسند تھا تو میں نے ان کی خدمت میں ایک دست پیش کر دی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمائی پھر فرمایا مجھے دست دو، میں نے خدمتِ مبارک میں پیش کر دی اس کو بھی نوش فرما لیا۔ پھر ارشاد فرمایا مجھے دست دو، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بکرے کے کتنے دست ہوتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں مانگتا رہتا تو مجھے دست پر دست دیتا ہی چلا جاتا۔

حل لغات طبختُ۔ میں نے پکائی۔ طبخٌ۔ پکانا، بھونا۔ قِدراً۔ ہانڈی، جمع قُدُور ہے۔ فناولتُ، پس میں نے پیش کی۔ تناولٌ۔ لے لینا۔ المناولۃ۔ چیز بے فراکسے دادن، کسی کو چیز دینا۔ یہ دو مفعولوں کی طرح متعدی ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے۔ "اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں مانگتا رہتا تو تو مجھے دست پر دست دیتا ہی چلا جاتا" اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس ہانڈی سے دست پر دست مہیا فرماتا رہتا، حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل ص۲۱۵ پر لکھتے ہیں:۔

"لان الله سبحانه وتعالیٰ کان یخلق فیها" "کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس میں سے پیدا کرتا رہتا ہے یکے بعد دیگرے

اسماء الرجال صفحہ ۱۸
ع۱ محمد بن بشار۔ دیکھو صفحہ ۲۸ باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲
ع۲ مسلم بن ابراہیم۔ ازدی فراہیدی ہے۔ الحافظ ابو عمرو البصری ابن ہے۔ میں نے کہا تقہ ہے مامون ہے ۲۲۲ھ میں فوت ہوا۔ ھوا کر مشائخ، ابی داؤد۔
ع۳ ابان بن یزید۔ العطار البصری ہے۔ احمد نے کہا۔ ثبت فی کل المشائخ، خرج له الستة الا ابن ماجه۔
ع۴ قتادہ۔ دیکھو صفحہ ۲۰ باب ما جاء فی شعر رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیث ۲
ع۵ شہر بن حوشب۔ دیکھو صفحہ ۲۵ باب ما جاء فی ثیاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲
ع۶ ابی عبید۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہے۔ ممالی

Marfat.com

ذراعا بعد ذراع معجزة وكرامة له صلى الله عليه وآله وسلم وشرف وكرم قيل وانما منع كلامة تلك المعجزة لانه شغل النبى صلى الله عليه وآله وسلم عن التوجه الى ربه بالتوجه اليه او الى جواب سؤاله فان الغالب ان خارق العادة يكون فى حالة الفناء للانبياء والاولياء وعدم الشعور عن السواء حتى فى تلك الحالة لا يعرفون انفسهم فكيف فى حال غيرهم وهذا معنى الحديث القدسى اوليائى تحت قبائى لا يعرفهم غيرى والية الاشارة فيما ورد من الحديث النبوى لى مع الله وقت لا يسعنى فيه ملك مقرب ولا نبى مرسل "

کئی ایک (ذراع) کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کرامت شرف اور عظمت کو ظاہر کرنا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس گفتگو نے اس معجزہ کے وقوع کو روک دیا۔ کیونکہ حضور کی توجہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تھی اس گفتگو کی وجہ سے وہاں سے ہٹ گئی اور صحابہ کی طرف مبذول ہو گئی یا اس کے سوال کا جواب دینے کی طرف۔ کیونکہ بسا اوقات معجزہ یا کرامت انبیاء اور اولیاء کے حالتِ فنا میں وارد ہوتے ہیں اور ان کو اس وقت ماسوا اللہ کا شعور نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ ایسی کیفیت میں اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتے۔ تو جب اپنے نفس کے متعلق یہ فراموشی ہو تو دوسروں کے حال کو کس طرح پہچانیں گے اور حدیث قدسی جو کہ ذیل میں وارد ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا کوئی اور ان کو نہیں جان سکتا اور اسی میں اس حدیث نبوی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کو حضور نے اس طرح بیان کیا کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک وقت ایسا ہے کہ اس میں وہ قرب ہے کہ اس وقت تک نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نبی و پیغمبر"

حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا ایک ایک لمحہ معجزہ تھا' اس قسم کے سینکڑوں معجزات سے سیرت طیبہ مملو ہے۔

حدیث ۱۹/۱۶۲ حدثنا الحسن[۱] بن محمد الزعفرانی حدثنا یحییٰ[۲] بن عباد عن فلیح[۳] بن سلیمان قال حدثنی رجل[۴] من بنی عباد یقال له عبد الوهاب بن یحییٰ بن عباد عن عبد الله[۵] بن الزبیر عن عائشة[۶] قالت ما کان الذراع احب اللحم الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولکنه کان لا یجد اللحم الا عبا وکان یعجل الیها لانها اعجلها نضجا۔

Marfat.com

اسماء الرجال ۱ محمود بن غیلان دیکھو حدیث ۲۰/۱۶۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشمائلہ ۲ ابو احمد دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ ۳ مسعر دیکھو حدیث ۵ باب ۱۵۸ ماجاء فی اوانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲ ۴ شیخان قیم۔ ان کا نام ابو رافع ہے ۵ عبداللہ بن جعفر عبداللہ ابی رافع النعمی ہے قیم قبیلہ کا نام ہے ۵ عبداللہ بن جعفر

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت کچھ لذت کی وجہ سے زیادہ پسند نہ تھا بلکہ گوشت گائے بکرے کا پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے۔

حل لغات نُضجًا۔ از روئے پختن، پکنے کے لحاظ سے۔
نضج۔ پک جانا، ایک برس گذر کر بچہ پیدا ہونا۔

تشریح یعنی کبھی کبھی گوشت ملنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع اشرف اس کی طرف مائل ہوتی تھی۔ نیز چونکہ دست کا گوشت، گوشت کے دیگر حصوں سے جلدی گل جاتا ہے، اس لئے آپ اسے پسند فرما کر تناول فرماتے تاکہ کھانے سے جلد از جلد فارغ ہو کر دوسرے اہم امور اور کام سرانجام دیں۔

حدیث ۲۰/۱۶۳ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابو احمد[2] حدثنا مسعر[3] قال سمعت شیخا[4] من فہم قال سمعت عبداللہ[5] ابن جعفر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان طیب اللحم لحم الظہر۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ارشاد فرمایا، سب سے اچھا گوشت پشت (کمر، پٹھ) کا گوشت ہوتا ہے۔

حل لغات لحم۔ گوشت۔ الظہر۔ پشت۔ کمر۔ پٹھ۔

تشریح پشت کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے، مضرت رساں نہیں ہوتا نیز اس سے پیٹ میں گرانی پیدا نہیں ہوتی۔ چونکہ ہڈی والا ہوتا ہے اسی لئے نمکین بھی ہوتا ہے۔ گوشت میں سات چیزیں مکروہ تحریمہ ہیں۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری مجمع الوسائل جلد اول ص۲۱۵ پر حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔

"وورد انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یکرہ الشاۃ سبعًا المرارۃ والمثانۃ والحیاء ای الفرج

حدیث شریف میں ہے بکری میں سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں۔ کپورہ[1]۔ حرام مغز[2]۔ خون[3]۔ پتہ[4]۔ نر مادہ

marfat.com

Marfat.com

والذكر والانثيين والغدة والدم" کی شرمگاہ۔ غدود۔ مثانہ۔

حدیث ۲۱/۱۶۴ حدثنا سفیان بن وکیع حدثنا زید بن الحباب عن عبد اللہ بن المؤمل عن ابن ابی ملیکة عن عائشة رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سرکہ اچھا سالن ہے۔

حل لغات نِعْمَ۔ اچھا، بہت خوب۔ اَلْخَلُّ۔ سرکہ

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اسی باب کی پہلی حدیث کے ضمن میں ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث ۲۲/۱۶۵ حدثنا ابو کریب حدثنا ابو بکر بن عیاش عن ثابت ابی حمزة الثمالی عن الشعبی عن ام ھانی قالت دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ اَعِنْدَكِ شَیْءٌ فَقُلْتُ لَا اِلَّا خُبْزٌ یَابِسٌ وَخَلٌّ فَقَالَ هَاتِیْ مَا اَقْفَرَ بَیْتٌ مِنْ اُدْمٍ فِیْهِ خَلٌّ۔

ترجمہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے تو میں نے عرض کیا کہ سوائے خشک روٹی اور سرکہ کے اور کچھ نہیں۔ تو ارشاد فرمایا لے آؤ۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں ہوتا۔

حل لغات یَابِسٌ۔ خشک سوکھی ہوئی۔ اَقْفَرَ۔ قَ پر قَ مقدم ہے اس کے معنی ہیں خلاء یعنی خالی جگہ۔ جس وقت کوئی شخص اکیلا روٹی کھائے تو کہا جاتا ہے اَقْفَرَ الرَّجُلُ اور جس وقت گھر خالی ہو تو کہا جاتا ہے اَقْفَرَ الْبَیْتُ۔ (نہایہ)

Marfat.com

صلوٰۃ وسلام علیک یا رسول اللہ

صلوٰۃ وسلام کی پابندی ہمیں
اس کا نام، ضیاء فاقہ قادری
محبت و عقیدت

تشریح اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جہاں بے تکلفی ہو وہاں سوال کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ نیز حضور سرورِ کائنات فخرِ رسل، ہادیٔ کُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کا کیا ہی سادہ نمونہ اپنی امت کو عطا فرمایا کہ کھانے پینے میں جو میسر آجائے اسی پر بسر اوقات کر لینی چاہیئے۔ درحقیقت ایک مومن کی زندگی تبلیغ اسلام، جہاد، اعلائے کلمۃ اللہ اور یادِ الٰہی کے لئے ہے نہ کہ خورد و نوش کے لئے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است — تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

حدیث ۲۳/۱۶۶ حدثنا محمد[1] بن المثنی قالا حدثنا محمد[2] بن جعفر حدثنا شعبۃ[3] عن عمرو[4] بن مرۃ عن ابی[5] وائل عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔

ترجمہ ابی موسیٰ اشعری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

حل لغات الثرید۔ شوربے میں روٹی توڑ کر کے جو کھانا تیار کیا جائے اسے ثرید کہتے ہیں، ثَرْدٌ اس کا مصدر ہے۔

تشریح ثرید کے متعلق علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ جمعین نے لکھا ہے کہ وہ شوربا جس میں روٹی کو توڑ کر کے کھانا تیار کیا جاتا ہے اور گاہے گاہے اس میں گوشت بھی پکایا جاتا ہے، اور عرب لوگ اس کھانے کو پسند کرتے ہیں۔ صاحبِ اتحافاتِ الربانیہ فرماتے ہیں:۔

"والمراد بالنساء ھنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھکذا ذھب بعض العلماء"

"یعنی بعض علماء کے ارشاد کے مطابق عورتوں سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہیں"

نیز فرماتے ہیں کہ اور علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔

"ان المراد بالنساء ھن المعاصرات لعائشہ لان خدیجۃ افضل من عائشہ"

"عورتوں سے مُراد سیدہ عائشہ صدیقہ کی معاصر عورتیں ہیں اس لئے کہ جنابہ خدیجہ الکبریٰ سیدہ عائشہ سے افضل ہیں"

اسماء الرجال حدیث ۲۳/۱۶۶

۱ محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۲۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲
۲ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲
۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲
۴ عمرو بن مرۃ الہمدانی۔ کوفی ہے، ثقہ ہے، عابد ہے۔ من الطبقۃ الثامنۃ، اخرج لہ الجماعۃ۔
۵ ابی وائل شقیق بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲
طاؤس یمانی فرماتے ہیں قیل صلاۃ الرجل ابا موسیٰ فالخبز منقطع۔

Marfat.com

حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل است از خدیجہ و عائشہ زیرا کہ آنحضرت در حق فاطمہ زہرا فرمود کہ فاطمۃ بضعۃ منی یعنی فاطمہ گوشت پارہ ایست از من پس ہیچ احد برابر نشود بعضہ آنسرور را"

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنابہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ سے افضل ہیں اس لئے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے لہٰذا حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اطہر و مقدس کے ساتھ کوئی بھی برابر نہیں ہو سکتا"

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ

حدیث ۲۴/۱۶۷ حدثنا علی[۱] بن حجر حدثنا اسماعیل[۲] بن جعفر حدثنا عبد اللہ[۳] بن عبد الرحمٰن بن معمر الانصاری ابو طوالۃ انہ سمع انس[۴] بن مالک یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔

ترجمہ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (ام المومنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی شرح حدیث ۲۳/۱۶۶ اسی باب میں ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث ۲۵/۱۶۸ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید حدثنا عبد العزیز[۲] بن محمد عن سہیل[۳] بن ابی صالح عن ابیہ[۴] عن ابی ہریرۃ[۵] انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توضأ من ثور اقط ثم راعہ اکل من کتف شاۃ ثم صلی ولم یتوضأ۔

ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے یہ کہ انہوں نے دیکھا کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنیر کا ٹکڑا نوش فرما کر وضو کیا، پھر دیکھا کہ بکرے کے دست کا گوشت تناول فرمایا نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

Marfat.com

حل لغات ثَوْبٌ۔ ٹکڑا۔ اس کی جمع اَثْوَارٌ، ثِیَابٌ، ثِیَرَۃٌ اور ثِیْرَانٌ آتی ہے۔ اَقِطٌ، پنیر، جما ہوا دودھ، جو پک کر پتھر کی طرح ہو جائے یعنی قروت یا پنیر۔ وھو بن جامد ابیض۔

تشریح یعنی حضور رسول مقبول، سرورِ دو عالم، فخرِ رسل، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنیر یا قروت کا ایک ٹکڑا کھانے کے بعد وضو فرمایا" بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس وضو سے مراد کلی کرنا اور دونوں ہاتھ دھونا ہے اور اسی طرح روٹی کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا مندوب ہے۔ اگر ہاتھ صاف ہوں تو ان کے نہ دھونے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی روٹی کھائے تو پھر باوجود ہاتھ صاف و پاک ہونے کے دھونے سُنّت ہیں تاکہ دُوسرے لوگوں کی طبیعت پر گراں نہ گذرے۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ" پھر میں نے دیکھا کہ بکرے کے دست کا گوشت تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا" اس (حدیث شریف کے) فقرہ سے معلوم ہوا کہ دُوسری بار وضو نہیں فرمایا' دونوں فقروں میں محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے یوں توفیق فرمائی کہ جمہور صحابہ اور جمہور مجتہدین کا مذہب عدم وجوب وضو پر ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس سے انہوں نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچائی ہے کہ حضور کا آخری عمل مبارک اسی پر تھا کہ آگ چھوئی (آگ پر پکائی ہوئی یا گرم کی ہوئی) چیز نوش فرمائی اور وضو نہیں کیا' اس لئے علماءِ کرام نے وضو نہ کرنے والی حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے۔ یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ یہ توفیق اسی صورت میں ہوگی جبکہ وضو کے معنی شرعی وضو کے ہوں اور اگر لغوی معنی ہوں یعنی ہاتھ اور دہن کو دھونا تو پھر توفیق کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ استاذ گرامی حضرت صدر الافاضل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ۲۶/۱۶۹ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفیٰن بن عینیہ عن وائل بن داؤد عن ابنہ وھو بکر بن وائل عن الزھری عن انس بن مالک قال اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی صَفِیَّۃَ بِتَمْرٍ وَسَوِیْقٍ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت) صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ولیمہ تازہ کھجور اور ستو سے کیا۔

حل لغات اَوْلَمَ۔ ولیمہ کی دعوت کی۔ اِیْلَامٌ مصدر ہے بمعنی ولیمہ کرنا۔ تَمْرٌ۔ تازہ کھجور۔ سَوِیْقٌ۔ ستو۔

فقہا۔ خرجہ الستۃ من الطبقۃ الثالثۃ۔ انفردوا بہ۔

ع۵ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱۲۸ باب ماجاء فی بشاشۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ ع۱

اسماء الرجال حدیث ۲۶/۱۶۹

ع۱ ابن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ۱۶۹ باب ماجاء فی وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ ع۱

ع۲ سفیان بن عیینہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ ع۱

ع۳ وائل بن داؤد۔ الیتی ہے۔ الاولیٰ ہے۔ صدقہ ہے۔ من الطبقۃ السادسۃ۔ تفرد عنہ ابوہ۔

ع۴ الزہری۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ ع۱

ع۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ع۲

Marfat.com

تشریح نکاح کے وقت یا نکاح کرنے کے بعد کھانا پکا کر کھلانا بشرطیکہ وہ ولیمہ کی طرف منسوب ہو سنتِ مؤکدہ ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خلوتِ صحیحہ کے بعد ولیمہ کرنا افضل ہے، اور ولیمہ کی دعوت کو شرائطِ مقررہ کے ساتھ قبول کرنا بھی سُنّت ہے۔ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ احتمال است کہ بعد از طول زمان نیز ادا کردہ شود، چنانچہ در عقیقہ گفتہ اند کہ تا بلوغ مطالبہ از پدر را دجائز است بلکہ بعد بلوغ خود ادا کند، اگرچہ پدرش مُردہ باشد"

یعنی "شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ مدت گذر جانے کے بعد بھی ولیمہ ادا کیا جا سکتا ہے جیسا کہ عقیقہ کے متعلق ہے کہ بالغ ہونے تک تو والد کرے اور بلوغ کے بعد خود کرے اگرچہ والد فوت ہو چکا ہو۔"

حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ولیمہ کیا، حدیث شریف میں ہے:۔

"ما اولم علیٰ احد من نسائہ ما اولم علیٰ زینب"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ جیسا (جتنا بڑا) کیا اتنا کسی بیوی کا نہیں کیا"

ولیمہ اپنی حیثیت پر منحصر ہے، اگر گوشت نہ ہو سکے تو عام کھانے پر بھی ہو سکتا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور اور ستو پر کیا۔ ایک بیوی کا جَو[1] پر کیا۔ ایک اور بیوی کا دو مُد[2] پر، وغیرہ وغیرہ۔ نیز یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیئے کہ ولیمہ کی دعوت میں غریب اور امیر ہر طبقہ کے افراد کو دعوت دینی ضروری ہے ایسا نہ ہو سرمایہ داروں، حکمرانوں، مالداروں اور ذی وجاہت افراد کو تو دعوت دی جائے اور غریب مفلس، مفلوک الحال اور نادار متعلقین افراد کو بُھلا دیا جائے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"شر الطعام طعام الولیمۃ یدعیٰ لہ الاغنیاء ویترک لہا الفقراء"

یعنی "سب کھانوں میں برا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جائیں اور غریب لوگ چھوڑ دیئے جائیں۔"

بعض لوگوں نے کہا کہ ولیمہ ہی نہیں کرنا چاہیئے حالانکہ ولیمہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

"وھی سنۃ موکدۃ والافضل فعلھا بعد الدخول اقتداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم"

"یہ سنتِ موکدہ ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے خلوتِ صحیحہ کے بعد کرنا افضل ہے"

[1] ایک قسم کا کھانا ہے جو گیہوں کی طرح ہوتا ہے۔
[2] ایک پیمانہ جس کی مقدار اہلِ عراق کے نزدیک دو رطل اور اہلِ حجاز کے نزدیک ایک رطل ۴۰ اوقیہ کا ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ یہ ۷ھ محرم میں جنگ خیبر کے موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں آئیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کیا اور پھر نکاح کیا' اور ولیمہ کیا۔ ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

"جدك نبی وعمك نبی وزوجك نبی" — تیرا دادا نبی تھا' تیرا چچا نبی تھا اور تیرا خاوند بھی نبی ہے۔

حدیث ۲۷/۱۷۰ حدثنا الحسین[1] بن محمد البصری حدثنا الفضیل[2] بن سلیمان حدثنی فائد[3] مولیٰ عبید اللہ بن علی ابن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال حدثنی عبید[4] اللہ بن علی عن جدته[5] سلمیٰ ان الحسن بن علی وابن عباس وابن جعفر اتوها فقالوا لها اصنعی لنا طعاما مما کان یحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویحسن اکله فقالت یا بنی تشتهیه الیوم قال بلیٰ اصنعیه لنا قال فقامت فاخذت شیئا من الشعیر فطحنته ثم جعلته فی قدر وصبت علیه شیئا من زیت ودقت الفلفل والتوابل فقربته الیهم فقالت هذا مما کان یحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویحسن اکله۔

ترجمہ جناب سلمیٰ سے روایت ہے یہ کہ حسن بن علی' عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس کے ہاں تشریف لائے اور اسے کہا کہ ہمارے لئے وہ کھانا تیار کر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پسند تھا اور جسے بڑی خوشی سے تناول فرماتے تھے تو اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹو! آج کل تم اس کھانے کی طرف توجہ نہ دو گے۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا' ایسا نہیں ہے تم اسے ضرور تیار کرو۔ راوی نے کہا وہ اٹھیں اور تھوڑا سا جَو کا آٹا لیا اسے گوندھا پھر اسے ہانڈی میں ڈالا، اس میں تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا' اور اس میں سیاہ مرچ اور زیرہ کوٹ کر ڈالا' تیار کر کے ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا یہ کھانا ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے اور شوق سے کھاتے۔

حل لغات اِصْنَعِیْ۔ تیار کر، پکا۔ طَحَنَ۔ گوندھنا۔ صَبَّتْ۔ ڈالا۔ دَقَّتْ۔ کوٹنا۔ فلفل۔ سیاہ مرچ۔
التَّوَابِل۔ زیرہ۔

تشریح حضرت امام حسن' عبداللہ بن عباس' اور عبداللہ بن جعفر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جناب سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی زیارت

اسماء الرجال وریشہ نمبر ۲
۱ الحسین بن محمد البصری۔ ایک
ثقہ جلیل سفیان بن محمد ہے۔ ۲ الفضیل
غلط ہے' ابن سفیان بن عیینہ
کو بھی ذکر کرتے ہیں
۳ الفضیل بن سلیمان نمیری الفضیل
بہ صدوق ہے، یخطی کثیرا
من الثامنة خرج له الستة
۴ فائد مولیٰ عبید اللہ بن علی
ابن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ابن معین نے
ثقہ کہا۔ خرج له ابوداؤد
ابن ماجہ۔
۵ عبید اللہ بن علی۔ ابوحاتم
نے کہا لا یحتج به۔ اور دارقطنی نے ثقہ کہا۔ خرج له
ابوداؤد وابن ماجہ۔
۶ ان جدتہ سلمیٰ ابی رافع
کی بیوی ہے اور حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی یاد دگار تھی۔

Marfat.com

اور ملاقات کے لئے آئے، کیونکہ یہ وہ بزرگ شخصیت تھیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خادمہ اور باورچن ہونے کا اعزاز حاصل تھا، اسی مناسبت کی وجہ سے ان حضرات نے کتنا پیارا سوال کیا جس کے ایک ایک لفظ سے عشق و محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں نظر آرہا ہے، فرماتے کہ وہ کھانا تیار کردیں جو شفیع المذنبین صاحب لواء حمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے تیار کیا کرتی تھیں۔ سبحان اللہ! مائی صاحبہ نے کیا جواب دیا، فرمایا اے میرے پیارے بچو! وہ کھانا تو تنگی اور عسرت کے وقت کا کھانا تھا اب تو آپ کو قسما قسم کے لذیذ کھانے میسر ہیں ایسا نہ ہو تمہیں اس کھانے کی طرف توجہ نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا اے مائی صاحبہ ہرگز ایسی بات نہیں، آپ ضرور ہمارے لئے وہ کھانا تیار کردیں۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا جو کا آٹا لیا، گوندھ کر ہنڈیا میں ڈالا، اور زیتون کا تیل، سیاہ مرچ، زیرہ وغیرہ مصالحہ بنا کر ہنڈیا میں ڈال کر کھانا تیار کرلیا اور ان ہر سہ برخورداروں کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ یہ وہ کھانا ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہت پسند فرماتے تھے اور بڑے شوق سے نوش فرماتے تھے۔

حدیث ۲۸/۱۷۱ حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا ابو احمد[۲] حدثنا سفین[۳] عن الاسود[۴] ابن قیس عن نبیح[۵] العنزی عن جابر[۶] بن عبد اللہ قال اتانا النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی منزلنا فذبحنا لہ شاۃ فقال کانہم علموا انا نحب اللحم وفی الحدیث قصۃ۔

ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہماری جگہ پر رونق افروز ہوئے، ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ایک دنبہ ذبح کیا تو ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ گویا یہ جانتے تھے کہ ہم گوشت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ صاحب شمائل الترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک پورا واقعہ ہے یعنی ایک معجزہ کا پورا بیان ہے۔

حل لغات منزلنا۔ ہماری جگہ، ہمارا گھر۔

تشریح صاحب ترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں ایک نرالا اور عجیب واقعہ ہے اور وہ اس طرح ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں جب میں نے حضور پاک پر بھوک کا غلبہ دیکھا تو اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہت ہی بھوک کی شدت درپیش ہے کیا گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے، اس نے ایک خریطہ نکالا

Marfat.com

جس میں ایک صاع جَو تھے اور ایک فربہ دنبہ میرے پاس تھا' اس کو میں نے ذبح کیا اور میری بیوی نے جَو کا آٹا گوندھ دیا۔ ہانڈی چڑھا کر میں سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند اصحاب کو لے کر میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ کچھ ماحضر تناول فرمائیں۔ یہ بات میں نے بہت آہستگی سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کی تھی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لشکر کو مخاطب کر کے آواز دی اے اہلِ خندق جابر نے کھانے کی دعوت دی ہے اور تم سب کو بُلا رہا ہے لہٰذا آؤ کہ چلیں اور جابر سے فرمایا کہ ہانڈی کو چُولھے سے نہ اتارو جب تک میں نہ آجاؤں روٹی نہ پکاؤ۔ کچھ دیر بعد حضور سراپا برکت تشریف لائے، خمیر شدہ آٹا آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خمیر شدہ آٹے میں اپنا مبارک تھوک ڈالا اور دعا کی، اسی طرح اس ہانڈی پر تشریف لائے اور یہی عمل کیا' پھر جابر کی بیوی سے فرمایا کہ روٹی پکانے والی عورت کو بلاؤ تاکہ روٹیاں پکائے اور ہانڈی سے سالن چمچہ بھر بھر کر نکالو مگر اسے چُولہے سے نیچے نہ اتارنا' وہ لشکر جو اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پابہ رکاب تھا ایک ہزار سے زائد تھا۔ جناب جابر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ تمام لشکر نے کھانا کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا اور سالن کی ہانڈی اسی طرح اُبل رہی تھی اور آٹے کا خمیر بھی ختم نہیں ہوا تھا۔

حدیث ۲۹ / ۱۷۲ حدثنا ابن ابی عمر[1] حدثنا سفین[2] حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عقیل سمع جابرا[3] قال سفین[4] وحدثنا محمد بن المنکدر[5] عن جابر[6] قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا معہ فدخل علی امرأۃ من الانصار فذبحت لہ شاۃ فاکل منہا واتتہ بقناع من رطب فاکل منہ ثم توضاء للظہر وصلی ثم انصرف فاتتہ بعلالۃ من علالۃ الشاۃ واکل ثم صلی العصر ولم یتوضاء۔

ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور میں بھی ساتھ تھا' آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصار عورت کے گھر تشریف لے گئے' اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دُنبہ ذبح کیا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تناول فرمایا۔ اس کے بعد اس عورت نے ایک طباق میں تازہ کھجوریں پیش کیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ نوش فرمائیں پھر وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہوئے تو اس

اصلوا الرجال ص ۲۹ ج ۱
۱ ابن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ۲۰
باب ما جاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲
۲ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۳ عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہاشمی ہے امہ زینب بنت علی۔ الواقدی نے کہا وعندی لیس قال۔ ابن حزیر لا احتج بہ خرج لہ البخاری فی الادب و ابو داؤد وابن ماجہ۔
۴ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۵ ابن المنکدر۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی نکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۶ جابر۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵

Marfat.com

عورت نے آپ کے واپس تشریف لانے پر اس دنبے کے بچے ہوئے گوشت میں سے کچھ گوشت پیش کیا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا' پھر عصر کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حل لغات قِنَاع ۔ طباق۔ الطبق الذی یوکل علیہ ویقال لہ القنع ۔ بالکسر و بالضم ۔
عَلَاکَۃ ۔ بچا ہوا گوشت یا بچا ہوا دودھ جو تھن میں رہ جائے۔

تشریح اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی نیک آدمی کے تشریف لانے پر دنبہ وغیرہ ذبح کرنا جائز ہے۔

حدیث ۳۰/۱۷۳ حدثنا العباسؑ بن محمد الدوری حدثنا یونسؑ بن محمد حدثنا فلیحؑ بن سلیمان عن عثمانؑ بن عبد الرحمٰن عن یعقوبؑ بن ابی یعقوب عن ام المنذرؑ قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعہ علیؓ ولنا دوال معلقۃ قالت فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یأکل وعلیؓ معہ یأکل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلیؓ مہ یا علیؓ فانک ناقہ قالت فجلس علیؓ والنبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یأکل قالت فجعلت لہم سلقا وشعیرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلیؓ یا علیؓ من ھذا فاصب فانہ اوفق لک۔

ترجمہ ام المنذر سے روایت ہے وہ کہتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے ان کے ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تھے۔ ہمارے گھر میں کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان سے کھجوریں کھانے لگے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کو فرمایا "یا علی! مت کھا کیونکہ تو ابھی ابھی بیماری سے صحت یاب ہوا ہے"۔ جناب علی المرتضیٰ بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوش فرماتے رہے۔ ام المنذر کہتی ہے کہ میں نے ان حضرات کے لئے تھوڑے سے جَو اور چقندر تیار کئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ سے فرمایا "یا علی اس کھانے سے کھاؤ' یہ تمہاری مزاج کے موافق ہے"۔

حل لغات دَوَال ۔ خرما کا خوشہ' اس کی واحد دالیہ ہے' اس کو اَلْعِذْق بھی کہتے ہیں۔ مُعَلَّقَۃٌ ۔ لٹکا ہوا۔ تعلیق مصدر مصدر ہے لٹکانا۔ کسی امر پر ایک امر کو معلق کرنا' ایک کام کو بغیر کئے رہنے دینا۔ مَہْ ۔ باز رہ۔ نَاقِہٌ ۔ ابھی نقاہت

Marfat.com

ہو۔ نَقَہَ۔ بیماری سے تندرست ہونا لیکن کمزوری میں مبتلا ہونا، سمجھنا۔ سِلْقًا۔ چقندر۔ اَصِبَ۔ کھا۔

تشریح چونکہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیماری سے اُٹھے تھے اور نقاہت موجود تھی لہٰذا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھجور کھانے سے منع فرمادیا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر بیمار ہوجائیں "حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بیٹھ گئے" یعنی کھانے سے رُک گئے۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"فیہ جواز الاکل قائما بلا کراھۃ لکن ترکہ افضل کما فی الانوار"

"کھڑے ہو کر کھانے کا بلا کراہت اس حدیث سے جواز معلوم ہوتا ہے لیکن اس کو ترک کرنا افضل ہے جیسا کہ انوار میں ہے"

حدیث ۳۱ / ۱۷۴ حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا بشر[۲] بن السری عن سفیان[۳] عن طلحۃ[۴] بن یحیٰی عن عائشۃ[۵] بنت طلحہ عن عائشۃ[۶] ام المومنین رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یأتینی فیقول اعندک غداء فاقول لا قالت فیقول انی صائم قالت فاتانا یوما فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ اھدیت لنا ھدیۃ قال وما ھی قلت حیس قال اما انی اصبحت صائما قالت ثم اکل۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو فرماتے کہ کیا تمہارے پاس صبح کے کھانے کے لئے کچھ ہے، میں کہتی کہ نہیں۔ وہ فرماتی ہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کرلیا ہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ ایک روز آپ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے لئے تحفہ آیا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا حیس ہے۔ فرمایا کہ میں نے روزے کا ارادہ کر رکھا ہے، پھر اس میں سے کچھ کھالیا۔

حل لغات غَدَاءٌ۔ صبح کا کھانا۔ ھو الطعام الذی یوکل اول النھار۔ اس کے مقابلہ میں عشاء ہے خفتن کا کھانا۔
حَیْسٌ۔ وہ کھانا جو کھجور گھی اور پنیر وغیرہ سے بنایا جائے، الطعام یتخذ من اقط وتمر وسمن۔

تشریح یعنی نفلی روزہ کی نیت زوال سے پہلے بھی ہوسکتی ہے حنفیوں کا یہی مذہب ہے۔ اگر کوئی نفلی روزہ رکھے

Marfat.com

تو اس کے توڑ دینے کا اختیار امام شافعی کے نزدیک اسے حاصل ہے مگر احناف کے نزدیک روزہ نماز کوئی عمل توڑنا جائز نہیں۔ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے نفلی روزہ توڑتا ہے تو پھر کسی دوسرے وقت قضا کرنا واجب ہے۔

حدیث ۳۲ / ۱۷۵ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن حدثنا عمر بن حفص بن غیاث حدثنا ابی عن محمد بن ابی یحیی الاسلمی عن یزید بن امیۃ الاعور عن یوسف بن عبد اللہ بن سلام قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اخذ کسرۃ من خبز الشعیر فوضع علیہا تمرۃ ثم قال ھذہ ادام ھذہ فاکل۔

ترجمہ یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا ہوا تھا اور اس پر ایک کھجور رکھی پھر ارشاد فرمایا یہ کھجور اس جَو کی روٹی کے ٹکڑے کا سالن ہے پھر نوش فرمالیا۔

حل لغات کسرۃ۔ ٹکڑا۔

تشریح شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جَو کی روٹی اور کھجور کو اکٹھا کر کے کھانے سے شاید اعتدال کرنا مراد ہو کیونکہ جَو کی تاثیر سرد و خشک ہے اور کھجور کی تاثیر گرم و تر ہے اور یہ بھی منشا ہو سکتا ہے کہ یہ قیمتی وقت قسما قسم لذیذ کھانوں میں نہ گنواؤ، تبلیغ دینِ اسلام، جہاد فی سبیل اللہ، اعلاءِ کلمۃ اللہ، ذکرِ الٰہی اور عبادت میں منہمک رہو۔ زہد، ریاضت اور مجاہدہ کی زندگی اختیار کرو۔ اس فانی دُنیا پر فریفتہ نہ ہو جاؤ بلکہ جَو کی روٹی اور کھجور پر گذارہ کر کے آخرت کو سامنے رکھ کر نیک عمل کی زندگی اختیار کرو، حقیقی زندگی تو وہ آنے والی زندگی ہے۔

حدیث ۳۳ / ۱۷۶ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن حدثنا سعید بن سلیمان عن عباد ابن العوام عن حمید عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یعجبہ الثفل قال عبد اللہ یعنی ما بقی من الطعام۔

Marfat.com

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہ دیگی تو پسند فرماتے تھے عبداللہ بن عبدالرحمٰن (راوی) فرماتے ہیں کہ تہِ دیگ سے مراد بچا ہوا کھانا ہے

حل لغات الثفل ۔ تلچھٹ، تہ دیگی، فائق میں ہے ثفل اصل میں تلچھٹ کو کہتے ہیں، یہ تلچھٹ تیل کا ہو یا تیرے کا یا شوربے کا، یا شربت کا، یا شراب کا، یا کسی پتلی چیز کا۔ طیبی نے کہا کہ ثفل سے حدیث میں تہ دیگی مُراد ہے

تشریح حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری، جمع الوسائل ص۲۲۸ جلد اوّل میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"وفیہ اشارۃ الی التواضع والصبر والقناعۃ بالقلیل"

"اس میں اشارہ ہے کہ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی سی چیز پر انتہائی تواضع صبر اور قناعت فرماتے"

نیز فرماتے ہیں کہ یہ ایما ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف کہ :۔

"ساقی القوم اخرھم شربا" (رواہ الترمذی وغیرہ)

"لوگوں کو کھلانے پلانے والا خود سب سے آخر میں کھاتا پیتا ہے"

یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع ہے کہ اہل وعیال کو، مہمانوں اور موجود حضرات کو سب سے پہلے اُوپر اُوپر سے کھلاتے اور خود بچا ہوا طعام نوش فرماتے۔ اکثر مشائخ کرام اور بزرگانِ عظام کو دیکھا گیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سُنت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال، اقوال اور اعمال سے کما حقہ، فائدہ اُٹھایا

اللھم ارزقنا اتباعہ آمین بجاہ نبی رؤف رحیم۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

پُورا ہوگیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِی صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ

اس باب میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے وقت وضو کرنے کا بیان ہے

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات وُضُوْء - پاکیزہ اور خوبصورت ہونا - وُضُوء - مُنہ ہاتھ اور پاؤں دھونا، سر پر مسح کرنا یا صرف ہاتھ دھونا اور کُلی کرنا۔

تشریح اِس باب میں کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کا بیان ہے. عنوان باب میں "وُضُوْء" کا لفظ استعمال ہوا ہے. "وضوء" کے ایک تو اصطلاحی معنی ہیں یعنی نماز کے لئے پُورا وضو کرنا جس میں فرائض واجبات اور سنن شامل ہیں، دوسرا لغوی معنی ہے جس کے معنی صرف ہاتھ دھونا اور کُلی کرنا ہے. اس باب میں یہی دوسرے معنی مُراد ہیں.

حدیث ۱/۱۷۷ حدثنا احمد[۱] بن منیع حدثنا اسماعیل[۲] بن ابراھیم عن ایوب[۳] عن ابن ابی ملیکة[۴] عن ابن عباس[۵] رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ اِلَیْہِ الطَّعَامُ فَقَالُوْا اَلَا نَاْتِیْکَ بِوَضُوْءٍ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَی الصَّلٰوۃِ.

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کھانا پیش کیا گیا. حاضرین نے عرض کیا کہ کیا وضو کے لئے پانی نہ لائیں؟ ارشاد

اسماء الرجال حدیث ۱
۱ احمد بن منیع. دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء وینقضہ فی یمینہ
حاشیہ ۱
۲ اسماعیل بن ابراہیم. دیکھو حدیث ۱۷۱
حدیث ۱۷۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۳ ایوب. دیکھو حدیث ۱۷۲
باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۴ ابی ملیکہ. دیکھو حدیث ۱۷۲
باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۵ ابن عباس. دیکھو حدیث ۱۷۲
باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

Marfat.com

فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ مجھے وضو کرنے کا اسی وقت حکم ہے جبکہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کر دں۔

حل لغات الخَلَاء ۔ دراصل خالی جگہ کو الخلاء کہا جاتا ہے اور اس جگہ سے بیت الخلاء، صحت خانہ مراد ہے۔

تشریح ابن عباس کا ارشاد ہے کہ "حاضرین نے عرض کیا، کیا وضو کے لئے پانی نہ لائیں" جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں :۔

"چوں عادت آنسرور بود کہ در اکثر اوقات طعام را بے وضو نخوردے، بنا براں ایں سخن از ایشاں بوجود آمد"

"چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ اکثر اوقات بغیر وضو کے کھانا نوش فرماتے اسی لئے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ بات عرض کی۔"

حضور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا" سوائے اس کے نہیں کہ مجھے وضو کرنے کا اسی وقت حکم ہے جبکہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کروں یعنی وضو تو نماز کے لئے واجب ہے نہ کھانے کے لئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وضاحت فرما دی تاکہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان کھانا کھانے سے پہلے وضو کو واجب سمجھ کر اپنے لئے لازمی قرار نہ دے دیں۔ فقہا فرماتے ہیں کہ وضو شرعی، نماز پنجگانہ، نماز جنازہ، سجدہ تلاوت، مس مصحف اور ارادۃ الطواف کے لئے واجب ہے اور کھانا کھاتے وقت یا بعد میں وضو عرفی یعنی ہاتھ اور دہن دھونا مستحب ہے۔

حدیث ع۲/۱۷۸ حدثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی حدثنا سفین بن عیینة عن عمرو بن دینار عن سعید بن الحویرث عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الغائط فأتی بطعام فقیل لہ الا تتوضأ فقال اصلی فأتوضأ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحت خانہ سے تشریف لائے آنحضور کی خدمتِ اقدس میں کھانا پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں عرض کیا گیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو نہیں کریں گے تو سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں نماز پڑھتا ہوں کہ وضو کروں۔

حل لغات الغائط ۔ صحت خانہ۔ غُوط" سے ہے جس کے معنی کھودنا، داخل ہونا اور دھنس جانا کے ہیں۔ غائط نرم

Marfat.com

کشادہ ہموار زمین کو کہتے ہیں. صاحب لغات الحدیث نے لکھا" اب پاخانہ کے مقام کو کہنے لگے بلکہ خود پاخانہ پھرنے کو، کیونکہ عرب لوگ پاخانہ پھرنے کو ایسی ہی جگہ تلاش کرتے ہیں.

تشریح اسی باب کی حدیث ۱۷۷ء میں اس کی تشریح گذر چکی ہے. وضو کا سبب نماز کی ادائیگی ہے نہ کہ کھانا کھانا، لہٰذا یہاں فَاجو ہے تو وہ سببیہ ہے اور بعض نسخوں "اُصَلِّی" بھی آیا ہے یعنی ہمزہ استفہامیہ کے ساتھ.

حدیث ۳/۱۷۹ حدثنا یحییٰ بن موسیٰ حدثنا عبد اللہ بن نمیر حدثنا قیس بن الربیع ح وحدثنا قتیبۃ حدثنا عبد الکریم الجرجانی عن قیس بن الربیع عن ابی ہاشم عن زاذان عن سلمان قال قرأت فی التوراۃ ان برکۃ الطعام الوضوء بعدہ فذکرت ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم واخبرتہ بما قرأت فی التوراۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برکۃ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ.

ترجمہ سلمان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں پڑھا کہ کھانا کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا سبب ہے. یہ بات جو میں نے پڑھی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیان کردی، تو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا باعث ہے.

حل لغات وُضُوْء. لغوی معنی میں ہے یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا.
بَرَکَۃ. کسی چیز میں زیادتی ہونا.

تشریح ارشاد ہے کہ "کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا باعث ہے" یعنی کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور اسی طرح کھانے سے بعد برکت کا سبب ہے. حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں.

"علماء گفتہ اند کہ برکت طعام بوضو کہ پیش از طعام است مراد ازاولے زیادہ شدن نفس طعام است بدزدی شیطان از طعام ضیافت، و مراد از برکت آں بوضو بعد طعام باقی ماندن قوت آں در شکم کہ سبب

یعنی "علماء نے فرمایا ہے کہ کھانے سے پہلے طعام میں برکت کے یہ معنی ہیں شیطان کی چوری نہ کرسکنے سے نفس طعام میں زیادتی ہوتی ہے اور کھانے سے بعد برکت کے یہ معنی ہیں کہ شکم سیری کے باعث قوت

Marfat.com

قوت مثو وزیادہ شدن فوائد وآثار آں طعام کہ نشاط بدنی وسکون نفس وقرار آں وترتب اخلاق کریمہ وعزائم جمیلہ است "

پیدا ہوتی ہے جن فوائد اور مقاصد کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے وہ پورے ہوتے ہیں' بدن کا جزو بنتا ہے۔ نشاطِ بدن اور سکونِ نفس پیدا ہوتا ہے۔ عبادات اور عمدہ اخلاق اور عزائم جمیلہ پر تقویت کا سبب بنتا ہے"

اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ ہر وقت باوضو رہنے کے بہت فائدے ہیں خصوصاً رزق کی تنگی جاتی رہتی ہے، اولاد میں برکت ہوتی ہے اور قرض کی ادائیگی کا ذریعہ اور سبب ہے' چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت زبدۃ العارفین' قدوۃ السالکین قبلہ وکعبہ آقا سید پیر جان صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا اور دُکھے دل سے عرض کرنے لگا کہ کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رزق کی تنگی کو دُور فرمائے' تمام دن کاروبار کرتا ہوں مگر برکت نہیں ہے اور بہت ہی عاجز ہو چکا ہوں' آپ نے فرمایا کہ :-

"جا اور ہر وقت باوضو رہ اور پھر چھ ماہ کے بعد آنا نیز یہ بھی فرمایا کہ گھر میں بیوی کو بھی کہہ کہ وہ بھی ہانڈی اور روٹی باوضو پکایا کرے۔"

جب وہ چھ ماہ کے بعد گیارہویں شریف کے عُرس پر حاضر ہوا تو قسم کھا کر کہا کہ قرض بھی ختم ہو چکا ہے، رزق کی فراخی ہے اور کاروبار میں برکت ہی برکت ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ

پورا ہو گیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَ مَا یَفْرُغُ مِنْہُ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بیان میں ہے جو کہ کھانا کھانے سے قبل یا بعد میں پڑھا کرتے تھے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان دعاؤں کا ذکر ہے جو جناب سید المرسلین، امام الاولین والآخرین، عالم علوم ماکان ویکون پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طعام نوش فرمانے سے قبل اور پھر کھانا کھانے سے فارغ ہو کر پڑھا کرتے تھے۔

کھانا شروع کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) شروع کرتے اور فراغت کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ان الفاظ کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ادا فرماتے۔

حدیث ۱/۱۸۰ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا ابن[2] لھیعۃ عن یزید[3] بن ابی حبیب عن راشد[4] بن جندل الیافعی عن حبیب[5] بن اوس عن ایوب[6] الانصاری قال کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَوْمًا فَقُرِّبَ اِلَیْہِ طَعَامٌ فَلَمْ اَرَ طَعَامًا کَانَ اَعْظَمَ بَرَکَۃً مِنْہُ اَوَّلَ مَا اَکَلْنَا وَلَا اَقَلَّ بَرَکَۃً فِیْ اٰخِرِہٖ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ ھٰذَا قَالَ اَنَا ذَکَرْنَا اسْمَ اللّٰہِ حِیْنَ اَکَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَکَلَ وَلَمْ یُسَمِّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَاَکَلَ مَعَہُ الشَّیْطٰنُ۔

Marfat.com

علامہ ابجوری لکھتے ہیں "والناس یعظمونہ ویستشفون بہ فیشفون" (رضی عنہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس سے شفا حاصل کرتے ہیں۔

ترجمہ ابو ایوب انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ آپ کے حضور کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے سے پہلے از روئے برکت کے ایسا کھانا میں نے نہیں دیکھا تھا، اور اسی کھانے کے آخر میں جو بے برکتی تھی وہ بھی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسُول اللہ! یہ کیا کیفیت ہے ارشاد فرمایا جس وقت ہم نے کھانا شروع کیا تھا تو ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسم مُبارک لیا تھا، پھر ایک شخص کھانے کے لئے بیٹھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا اسم پاک نہیں لیا، پس اس شخص کے ساتھ شیطان نے بھی کھانا کھایا۔

حل لغات قَعَدَ۔ بیٹھا، شریک ہوا۔
اَقَلَّ۔ قلیل۔ تھوڑی۔ کم۔

تشریح حضرت ابو ایوب انصاری کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ کھانا شروع کرنے کے وقت جو برکت تھی وہ کھانے کے اختتام کے وقت نہیں تھی بلکہ کمال بے برکتی دیکھنے میں آرہی تھی۔ اسی لئے انتہائی حیرت واستعجاب کے ساتھ حضور سرورِ عالم دوعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کیفیت اور حالت کی وجہ پوچھی اور سبب دریافت کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ہم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کیا تھا برکت ہی برکت تھی، جب فلاں شخص آکر شریک ہوا اور اس نے بِسْمِ اللّٰہ شریف نہیں پڑھی تو شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا تو برکت جاتی رہی"۔ جمہور علماء سلف وخلف محدثین فقہاء اور متکلمین نے شیطان کے کھانے کے یہ معنی کئے ہیں کہ طعام سے برکت زائل ہوجاتی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ کھانا حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ عقل اس کو محال نہیں جانتی، نیز شرع شریف میں بھی اس کا کوئی مانع موجود نہیں ہے بلکہ اثبات موجود ہے۔ موجودہ دور کے مشہور مصری عالم احمد عبدالجواد الدومی شرح شمائل شریف اتحافات الربانیہ میں لکھتے ہیں:۔

"قال العلماء اکل الشیطان محمول علیٰ حقیقتہ وھذا ھو الذی ذھب الیہ الجمھور من العلماء سلفاً وخلفاً"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بسم اللہ شریف پڑھنا سنت کفایہ ہے یعنی بہت لوگوں کی موجودگی میں کھانا شروع کرتے وقت اگر ایک آدمی بسم اللہ شریف پڑھ لے تو سب کی طرف سے یہ سُنّت ادا ہوجاتی ہے، مگر ہاں جو شخص طعام کے دوران شریک ہو اس کا بسم اللہ شریف پڑھنا سُنّت ہے۔ چاہیئے کہ اُونچی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھی جائے تاکہ دوسروں کو بھی اس کا پڑھنا یاد آجائے۔ چونکہ اس حدیث مبارک میں صرف بسم اللہ کا فقرہ آیا ہے اس لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صرف "بسم اللہ" ہی کہنا سُنّت

Marfat.com

ہے اور الرحمٰن الرحیم کہنا اکمل وافضل ہے مگر یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ "تسمیہ" تو پوری "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی ادائیگی پر ہی بولا جاتا ہے۔ اللہ ورسولہ اعلم برادہ۔

حدیث ۲/۱۸۱ حدثنا یحییٰ بن موسیٰ حدثنا ابوداؤد حدثنا ہشام الدسوائی عن بدیل العقیلی عن عبداللہ ابن عبید بن عمیر عن ام کلثوم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَنَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اسْمَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی طَعَامِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگوں میں سے کوئی کھانا کھائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو کھانے کے دوران میں جس وقت یاد آئے تو پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔

تشریح یعنی کھانا شروع کرنے کے وقت تسمیہ پڑھنا بھول جائے تو پھر کھانے کے درمیان جس وقت بھی یہ بات یاد آجائے کہ میں نے تسمیہ نہیں پڑھا ہے اگرچہ آخری لقمہ ہی لے رہا ہو تو پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ یہ اسے برکت کے لئے کفایت کرے گا' ابوداؤد نے امیہ بن مخشی سے روایت کی ہے۔

"قال کان رجل یاکل فلم یسم حتی لم یبق من طعامہ الا لقمۃ فلما رفعھا الی فیہ قال بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ فضحک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم قال مازال الشیطٰن یاکل معہ فلما ذکر اسم اللہ استقاء مافی بطنہ"

یعنی ایک شخص نے کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام مبارک نہیں لیا یہاں تک کہ وہ آخری لقمہ اٹھا رہا تھا تو اس وقت اس نے کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔ تو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر ارشاد فرمایا تمام وقت شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا جب وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا برکت والا نام لیتا ہے تو شیطان نے جتنا اپنے پیٹ میں ڈالا تھا وہ سب اُگل دیتا ہے۔

Marfat.com

حدیث ۳/۱۸۲ حدثنا عبد اللہ[۱] بن الصباح الہاشمی البصری حدثنا عبد الاعلیٰ[۲] عن معمر[۳] عن هشام[۴] بن عروة عن ابیہ[۵] عن عمر[۶] بن ابی سلمة انہ دخل علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعندہ طعام فقال ادن یا بنی فسم اللہ تعالیٰ وکل بیمینک مما یلیک۔

ترجمہ عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے یہ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" اے میرے بچے قریب آجا' بسم اللہ پڑھ' اپنے سامنے سے داہنے ہاتھ سے کھاؤ"۔

حل لغات

یَلِیْكَ ۔ اپنے سامنے سے۔

تشریح ارشاد فرمایا "اے میرے بچے" شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسے تصغیر سے مخاطب کیا تو اس میں کمال درجے کی شفقت اور عطوفت پائی جاتی ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوٹے بچوں کے ساتھ تھی۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں۔

"نداء فیہ اللتلطف والحنو" "یہ انتہائی تلطف اور مہربانی کے ساتھ بلانا ہے"

سبحان اللہ! اس معلمِ اخلاقِ حسنہ نے کس طرح کھانے کے آداب سکھائے۔ اپنے ماں باپ بھی ایسی شفقت اور ایسے پیار و محبت سے آداب و اخلاق نہیں سکھاتے جس طرح اس شفیقِ امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائے۔ فرمایا" پیارے قریب آ' اللہ پاک کا نام لے، داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھایا کر" علماء فرماتے ہیں کہ یہ تینوں امر استحباب کے لئے ہیں گویا سنت ہیں، بعض علماء نے کہا ہے کہ داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانا تو امر وجوبی کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں :-

"بعضے گفتہ اند کہ امر بر سبیل وجوب است بدلیل آنکہ در صحیح مسلم واقعست کہ بدست آنحضرت دید شخصے را کہ بدست چپ میخورد پس منع فرمود و بیرایں گفت آں شخص کہ بر خوردن بدست راست استطاعت

یعنی "بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ امر بسبیل وجوب ہے اور اس پر دلیل ہے جو کہ صحیح مسلم میں واقع ہے کہ کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اسماء الرجال

۱ عبد اللہ بن الصباح الہاشمی البصری دیکھو حدیث ۳/۱۸۲ باب ما جاء فی نکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ عبد الاعلیٰ بن واصل بن عبد الاعلیٰ الاسدی۔ کوفی ہے۔ ثقہ من التاسع۔ خرج لہ النسائی۔

۳ معمر۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی تشبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۴ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۵ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۶ عمر بن ابی سلمہ۔ ابا حفص کنیت ہے آخر ذی الحجہ ۱ھ میں ولد ہے۔ ربیب المصطفیٰ من ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ ۸۳ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

ندارم پس دست راست او شل شد بحدیکہ بدہن نتوانست آورد تا آنکہ مرد"

نے منع فرمایا تو اس نے جواب دیا کہ داہنے ہاتھ سے کھانے کی مجھ میں استطاعت نہیں ہے چنانچہ اس کا داہنا ہاتھ شل ہوگیا' یہاں تک کہ اس کا داہنا ہاتھ منہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور وہ اسی حالت میں مرگیا۔"

پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہر اچھے کام کو داہنے ہاتھ ہی سے فرماتے اور ناشائستہ امور بائیں ہاتھ سے کرتے. چنانچہ کنگھی کرنا' وضو کرنا، غسل کرنا' سرمہ لگانا' ناخن کتروانا' موزہ پہننا' مسجد میں داخل ہونا' کھانا پینا وغیرہ وغیرہ تمام امور داہنے طرف سے شروع کرتے اور ناک جھاڑنا' پیشاب خشک کرنا وغیرہ وغیرہ بائیں ہاتھ سے کرتے۔

حدیث ۴/۱۸۳ حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا ابواحمد[۲] الزبیری حدثنا سفین[۳] الثوری عن ابی[۴] ھاشم عن اسمٰعیل[۵] بن ریاح عن ریاح[۶] بن عبیدۃ عن ابی سعید[۷] الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا فرغ من طعامہ قال الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین۔

ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جس وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے :-

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین۔ تمام تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور مسلمان بنایا۔

تشریح کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور کھانے کے اختتام پر الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین پڑھنا چاہیئے. شمائل شریف مطبوعہ قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی میں وجعلنا مسلمین کی بجائے وجعلنا من المسلمین ہے۔

Marfat.com

حدیث ۵/۱۸۴ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا یحییٰ[2] بن سعید حدثنا ثور[3] بن یزید حدثنا خالد[4] بن معدان عن ابی[5] امامہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا رفعت المائدۃ من بین یدیہ یقول الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا۔

ترجمہ ابی امامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے "الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا" ہر قسم کی تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارک کو زیب ہے ایسی تعریف کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، ایسی تعریف جو ریا اور سمعہ سے پاک ہے، ایسی تعریف جو ختم ہونے والی نہ ہو اور جس سے کنارہ کشی نہ ہو سکے، اے ہمارے پروردگار کرنے والے۔

حل لغات المائدۃ - دسترخوان۔ غیر مودع - ای غیر متروك، جو چھوڑی جانے والی نہ ہو، جو ختم ہونے والی نہ ہو۔ مستغنی عنہ - نہ استغنا شود ازوے، نہ اس سے استغنا کیا جا سکتا ہے۔

تشریح جس وقت دسترخوان اٹھاتے تو ابی امامہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے۔ الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا۔ "ہر قسم کی تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارک کو زیبا ہے ایسی تعریف کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ایسی تعریف جو ریا وسمعہ سے پاک ہے ایسی تعریف جو ختم ہونے والی نہ ہو اور جس سے کنارہ کشی نہ ہو سکے، اے ہمارے رب تعالیٰ" یعنی اے ہمارے رب تعالیٰ ہماری اس حمد کو سنئے اور ہماری اس دعا کو قبول فرمائیے۔ حضور شفیق امت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ مبارک تھا کہ جہاں پر کھانا تناول فرماتے تو کھانا تناول فرمانے کے بعد اہل خانہ کے لئے دعاء برکت فرماتے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اول ص ۲۳۵ پر مسلم شریف سے نقل کرتے ہیں:-

وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اکل عند	اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر
قوم لم یخرج حتی یدعو لھم فدعا فی	میں کھانا نوش فرماتے تو نہ اٹھتے جب تک ان کے
منزل عبد اللہ بن بسرہ بقولہ اللھم	لئے دعا نہ فرما لیتے، جناب عبد اللہ بن بسرہ کے گھر

اسماء الرجال ورجال حدیث ۵/۱۸۴

[1] محمد بن بشار - دیکھو حدیث ۲/۱۸۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

[2] یحییٰ بن سعید - دیکھو حدیث ۲/۱۸۴ باب ما جاء فی نزجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

[3] ثور بن یزید - خالد الحمصی ہے الفاظ ہے۔ کان ثبت۔ قدری ہو گیا تھا، حمص سے نکالا گیا اور اس کا گھر جلا دیا گیا۔ خرج لہ البخاری والاربعۃ۔

[4] خالد بن معدان - الکلاعی الحمصی ہے، فقیہ کبیر الشان ثبت مہیب نفس خرج لہ الستۃ۔

[5] ابی امامہ - دیکھو حدیث ۲/۱۳۸ باب ما جاء فی خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

Marfat.com

بارك لهم فيما رزقتهم واغفر لهم وارحمهم"

اور حضرت سعد کے گھر میں یہ دعا فرمائی۔

افطر عندكم الصائمون واكل طعامكم الابرار وصلت عليكم الملائكة (رواہ ابوداؤد)

اور شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضورِ انور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا بھی ثابت ہے۔

"اللهم اطعمت وسقيت واغنيت واقنيت وهديت واحييت فلك الحمد على ما اعطيت"

میں یہ دُعا فرمائی اللھم بارك لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم"

حدیث ۱۸۵/۶ حدثنا ابوبکر محمد بن ابان حدثنا وکیع عن ھشام الدستوائی عن بدیل بن میسرۃ العقیلی عن عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ام کلثوم عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاکل الطعام فی ستۃ من اصحابہ فجاء اعرابی واکلہ بلقمتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو سمی لکفاکم۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چھ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ کھانا نوش فرما رہے تھے ایک اعرابی آیا اور جو کھانا موجود تھا اسے دو لقموں میں کھا لیا تو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر یہ اعرابی کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔

تشریح اس حدیث شریف میں کمال درجے کی تنبیہ ہے کہ کھانا بغیر بسم اللہ کے نہ شروع کیا جائے، کیونکہ بغیر تسمیہ کے انتہائی بے برکتی ہو جاتی ہے اور کھانے کا جو حظ ہوتا ہے وہ جاتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ کھانا پھر کافی بھی نہیں ہوتا۔

حدیث ۱۸۶/۷ حدثنا ھناد ومحمود بن غیلان قالا حدثنا ابو اسامۃ عن زکریا بن ابی زائدہ عن سعید بن ابی بردۃ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ لیرضی عن العبد ان یاکل الاکلۃ او یشرب الشربۃ فیحمدہ علیھا۔

Marfat.com

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یقیناً اللہ جل جلالہٗ اپنے بندے سے اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ کھانا کھائے یا ایک گھونٹ پانی پیئے تو اللہ جل شانہٗ کا اس پر شکر ادا کرے۔

تشریح یعنی ایک مسلمان کو چاہیئے کہ جب وہ کھانا کھائے' چاہے وہ ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو یا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ پیئے۔ اس پر اللہ جل جلالہٗ کی حمد بیان کرے اور اس کی ذاتِ بابرکات کا شکر ادا کرے۔ صاحب اتحافات الربانیہ نے لکھا ہے کہ ابو نعیم نے روایت کی ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینھی عن النوم عقب الاکل" "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے کے بعد فوراً نیند سے منع فرمایا ہے۔"

طبی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ بات ہے کہ عشاء کا کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی کی جائے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَمَا یَفْرُغُ مِنْہُ

پورا ہو گیا۔

○

اسماء الرجال
ء۱ عاصم دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۸۹
ء۲ ثمود بن یلمان دیکھو حدیث ۲۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲
ء۳ ابو امامہ۔ ان کا نام صدی بن اسامہ ہے۔ القرشی ہے ثقہ ہے ثبت ہے، ربما دلس من کبار التابعۃ خرج لہ الجماعۃ۔
ء۴ زکریا بن ابی زائدہ۔ دیکھو حدیث ۱۵ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳
ء۵ سعید بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری ہے الحافظ ہے کان حجۃ اخبار پایا ان کے پاس سات سو احادیث تھیں۔ خرج لہ الستۃ۔
ء۶ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اس باب میں رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالہ کا بیان ہے

(اس میں دو احادیث ہیں)

حل لغات قَدَحٌ۔ القدح۔ حرکت کے ساتھ ہے یعنی دال پر زبر ہے، اس کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی چیز پی جائے۔ ھومایشرب فیہ۔ یہ ایک برتن ہے جو کہ نہ بالکل چھوٹا ہوتا ہے اور نہ ہی بہت بڑا، درمیانہ۔ وھوانا ء وسط بین الصغر والکبر۔ اس کی جمع اَقْدَاحٌ ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سرور کون ومکان، نور من نور اللہ احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اس پیالے مُبارک کا ذکر ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی یا شربت نوش فرمایا کرتے تھے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک پیالہ تھا جس کا نام الریان تھا، دُوسرا پیالہ تھا جس کا نام مغیثا تھا اور تیسرا پیالہ تھا جو درشت قسم کا تھا اور اس پر لوہے کے پترے لگے ہوئے تھے، اور چوتھا پیالہ شیشہ کا تھا، پانچواں پیالہ جو عیدان کا تھا۔

حدیث ۱۸۷ حدثنا الحسین بن الاسود البغدادی حدثنا عمرو بن محمد حدثنا عیسیٰ بن طھمان عن ثابت قال اخرج الینا انس بن مالک قدح خشب غلیظا مضببا بحدید فقال یا ثابت ھذا قدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک ایک لکڑی کا مضبوط و درشت پیالہ جو کہ لوہے کے

Marfat.com

پترے سے گرہ کیا ہوا تھا ہمیں بتانے کے لئے لائے اور فرمایا کہ اے ثابت یہ حضور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ ہے۔

حل لغات قَدَحٌ۔ پیالہ۔ خَشَب۔ لکڑی۔ غَلِیظاً۔ سخت، درشت۔ مُضَبَّباً۔ گرہ لگی ہوئی، بند لگا ہوا۔ حَدِیْد۔ لوہا۔

تشریح جناب انس بن مالک کے اس ارشاد سے کہ "اے ثابت یہ حضور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ہے۔" ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس اور دیگر پہناوے، برتن، لحاف وغیرہ کو محفوظ کئے ہوئے تھے اور ان کی لوگوں کو زیارت کرواتے اور ان سے تیمن برکت اور شفا حاصل کرتے۔ شفا شریف میں ہے کہ امام ابن مامون فرماتے ہیں کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالوں میں ایک پیالہ ہمارے پاس تھا۔

"فَکُنَّا نَجْعَلُ فِیْهَا الْمَآءَ لِلْمَرْضٰی فَیَسْتَشْفُوْنَ بِهَا"

"ہم اس پیالہ میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو اس پانی سے بیمار صحت یاب ہو جاتے"

جناب انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس پیالہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک بھی تھے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بہت پیوند لگے کمبلی تھی اور تہبند بھی تھا۔ امام مالک کے پاس تین بال مبارک تھے، اسی طرح خالد بن ولید کے پاس بھی بال مبارک تھے۔ ابو عبداللہ صاحب کے پاس لحاف مبارک تھا۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق کے پاس جبہ مبارک تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پیالہ کی زیارت بصرہ میں کی تھی اور پھر اس میں پانی پیا۔

وعن البخاری انه رآه بالبصرة وشرب منه (جمع الوسائل جلد اوّل ص۲۳۹)

الحدیث ع۲ ۱۸۸ حدثنا عُبَیْدُ اللّٰهِ بن عبد الرحمٰن حدثنا عَمْرُو بن عاصم حدثنا حَمَّادُ بن سلمة حدثنا حُمَیْدٌ وثابتٌ عن انس قَالَ لَقَدْ سَقَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم بِهٰذَا الْقَدَحِ الشَّرَابَ کُلَّهُ الْمَآءَ وَالنَّبِیْذَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ۔

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یقیناً میں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پیالہ میں سب

اسماء الرجال رویت ۱۸۸
عبید اللہ بن عبد الرحمٰن ابو الرحمٰن دیکھو حدیث ۱۸۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
عمرو بن عاصم دیکھو حدیث ۱۸۸ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
حماد بن سلمہ دیکھو حدیث ۱۸۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
حمید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴
ثابت۔ دیکھو حدیث ۲۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴
انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

Marfat.com

قسم کی پینے کی اشیاء، پانی، خرما کا پانی، شہد اور دُودھ سب چیزیں پلائی ہیں۔

حل لغات سَقَیْتُ۔ میں نے پلایا۔ الشَّرَابَ کُلَّهٗ۔ ہر قسم کے شربت، یعنی سب قسم کی پینے والی اشیاء۔ النَّبِیْذ، خرما کا پانی۔ العَسَل، شہد۔ اللَّبَن۔ دودھ۔

تشریح جناب انس رضی اللہ عنہ کے اس فقرہ سے "اس پیالہ میں" کتنا پیار اور عشق ظاہر ہو رہا ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر کتنا ناز ہے کہ یہ وہ پیالہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر پینے والی چیز پلایا کرتے تھے۔ کتنے خوش نصیب تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ جن کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا نادر سے نادر موقع نصیب ہوا۔ نبیذ کھجور، کشمش، خرمانی وغیرہ کو پانی میں بھگو دیا جائے اور جب اس کا اثر اچھی طرح آجائے تو وہ پانی نبیذ کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رات کو کھجوریں وغیرہ بھگو دی جاتی تھیں اور صبح کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرما لیتے تھے۔ حضرت علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل صـ۲۴۱ پر مسلم شریف سے نقل کرتے ہیں۔

"وکان ینبذ له اول اللیل ویشربه اذا اصبح یومه ذالك اللیلة التی تجئ والغد الی العصر فان بقی شیئ منه سقاه الخادم او امر به فصب" [1]

نیز حضرت محدث کبیر نے لکھا اگر تین دن تک بھی اس میں نشہ پیدا نہ ہوتا تو استعمال کرتے ورنہ نہیں۔ یہ نبیذ بہت مقوی اور مفرح ہوتا ہے۔

[1] ترجمہ: رات کے پہلے حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نبیذ بنائی جاتی تھی یعنی بھگو دی جاتی تھیں جسے حضور اسی رات کو آنے والی صبح کو نوش فرماتے۔ اور دوسرے دن کی عصر تک اس کو پیا رکھ دیا جاتا اور استعمال کی جاتی پس اگر باقی ماندہ کو خادم استعمال میں لاتے یا تلف کر دیا جاتا تھا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

Marfat.com

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۸۹
ع۱ اسماعیل بن موسیٰ الفزازی۔ قبیلہ غطفان سے تعلق رکھتا ہے صدوق رمی بالرفض من العاشرۃ اخرج لہ البخاری فی خلق الافعال وابوداؤد وابن ماجہ۔
ع۲ ابراہیم بن سعد۔ ثقہ ہے۔
ع۳ ابیہ۔ ثقہ ہے، فاضل ہے۔
ع۴ عبداللہ بن جعفر۔

بَابُ مَاجَآءَ فِی صِفَةِ فَاکِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھل (تناول فرمانے) کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات فَاکِهَةٌ۔ میوہ، پھل، اس کی جمع فَوَاکِہ ہے، تر ہو یا خشک، ہر قسم کا پھل جس کو کھا کر لذت حاصل کی جائے۔

تشریح اس باب میں حضور پاک، سید الانس والجان، عالم علوم اولین و آخرین، سرور عالم و عالمیان جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قسم کے پھل کھانے کا بیان ہے۔ نیز حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب سب سے پہلا پھل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش فرماتے تو حضور شفیق امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے دعائے برکت فرماتے۔

حدیث ۱/۱۸۹ حدثنا اسماعیل[ع۱] بن موسیٰ الفزازی حدثنا ابراھیم[ع۲] بن سعد عن ابیہ[ع۳] عن عبداللہ[ع۴] بن جعفر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاکل القثاء بالرطب۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ککڑی کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

Marfat.com

حل لغات اَلْقِثَّآءَ - ککڑی، کھیرا۔
اَلرُّطَب - تازہ کھجور۔

تشریح شارحین کرام نے اس حدیث شریف کی شرح میں طبی نقطۂ نظر سے خوب تبصرے کئے ہیں جو اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہیں۔ اس حدیث شریف سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ککڑی اور کھجور کا نوش فرمانا ثابت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتدال کے لئے ککڑی (ٹھنڈی سبزی) کو کھجور (گرم میوے) سے ملا کر نوش فرمایا۔

حدیث ۲/۱۹۰ حدثنا عبدۃ[۱] بن عبداللہ الخزاعی البصری حدثنا معاویۃ[۲] بن ھشام عن سفین[۳] عن ھشام[۴] بن عروۃ عن ابیہ[۵] عن عائشۃ[۶] رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَاْکُلُ الْبِطِّیْخَ بِالرُّطَبِ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

حل لغات اَلْبِطِّیْخَ - تربوز۔ ب کی زیر کے ساتھ صحیح ہے اور ب کی زبر کے ساتھ غلط ہے۔

تشریح بِطِّیْخَ کے ترجمہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ خربوزہ ہے اور بعض نے کہا کہ تربوز ہے۔ صاحب جمع الوسائل فرماتے ہیں کہ صحیح تربوز ہے کہ یہ سرد ہے اور کھجور کی گرمی کو معتدل کر دیتا ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں:۔

"عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان یاکل البطیخ بالرطب ویقول یرفع حر ھذا برد ھذا وبرد ھذا حر ھذا"

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کے ساتھ تازہ کھجور نوش فرماتے اور فرماتے تھے کہ اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو اور اس کی گرمی اس کی ٹھنڈک کو زائل کر دے گی۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۹۰
۱ عبدہ بن عبداللہ الخزاعی البصری۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ معاویہ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴
۵ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵
۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۶

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۳/۱۹۱ حدثنا ابراهیم[۱] بن یعقوب حدثنا وهب[۲] بن جریر حدثنا ابی[۳] قال سمعت حمیدا[۴] یقول او قال حدثنی حمید قال وهب وکان صدیقا له عن انس[۵] بن مالك قال رأیت النبی صلی الله علیه واله وسلم یجمع بین الخربز والرطب.

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خربوزہ اور تازہ کھجور اکٹھے نوش فرماتے دیکھا ہے۔

حل لغات الخربز ۔ خربوزہ۔

تشریح سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خربوزہ کھانا بھی ثابت ہوا ہے۔ نیز خربوزہ اور تازہ کھجور کو ملا کر نوش فرمانے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ خربوزہ پھیکا ہو اور کھجور سے اس کے مزے کو بدل دیا جاتا ہو جیسا کہ ہمارے ہاں پھیکے خربوزہ پر شکر ڈال کر کھایا جاتا ہے۔

حدیث ۴/۱۹۲ حدثنا محمد[۱] بن یحییٰ حدثنا محمد[۲] بن عبد العزیز الرملی حدثنا عبد[۳] الله بن یزید ابن الصلت عن محمد[۴] بن اسحٰق عن یزید[۵] بن رومان عن عروة[۶] عن عائشة[۷] رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه واله وسلم اکل البطیخ بالرطب.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تربوز تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرمایا۔

تشریح اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تربوز اور کھجور نوش فرمائی تھی۔

اسماء الرجال وحدیث ۳/۱۹۱

۱ ابراہیم بن یعقوب۔

۲ وھب بن جریر۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ ابی۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال وحدیث ۴/۱۹۲

۱ محمد بن یحییٰ۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۲ محمد بن عبد العزیز الرملی۔ شام کی ایک مشہور بستی رملہ ہے اس کی نسبت الرملی کہلاتی ہے یعقوب الفسوی نے کہا صدوق ولیس بہ بأس۔ اخرج لہ البخاری فی الادب۔

۳ عبد اللہ بن یزید ابن الصلت۔ البیلمانی ابو الزرع القاہری نے کہا کذبہ غیر واحد۔ اخرج لہ ابن ماجہ۔

۴ محمد بن اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۵ یزید بن رومان۔ الاسدی ہے۔ ذہبی نے کہا وثقہ ابو حاتم نے کہا صدوق، ابو زرعہ نے کہا مستقیم الحدیث، عجلی نے کہا ثقہ۔ اخرج لہ ابو داؤد فی المراسیل وروایتہ عن ابی ھریرۃ مرسلۃ۔

۶ عروۃ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۷ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۱۹۳

حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید عن مالک[2] بن انس ح وحدثنا اسحٰق[3] بن موسیٰ حدثنا معن[4] حدثنا مالک[5] عن سہیل[6] بن ابی صالح عن ابیہ[7] عن ابی ہریرۃ[8] قال کان الناس اذا رأوا اول الثمر جاؤا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم بارک لنا فی ثمارنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وفی مدنا اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک للمدینۃ بمثل ما دعاک بہ لمکۃ ومثلہ معہ قال ثم یدعو اصغر ولید یراہ فیعطیہ ذالک الثمر۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرتے تھے، تو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما اور ہمارے شہر (مدینہ منورہ) پر برکت نازل فرما اور ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے۔ اے مولا کریم! بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے عبد اور خلیل اور نبی ہیں اور میں یقیناً آپ کا عبد اور آپ کا نبی ہوں، اور انہوں نے مکہ مکرمہ کیلئے آپ کے حضور میں دعا کی تھی اور میں مدینہ منورہ کے لئے آپ کے حضور میں دعا کرتا ہوں، اسی طرح کی دعا جس طرح کی دعا انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے کی تھی اور اس سے دوچند، راوی کہتا ہے کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے کم عمر بچے جو موجود ہوتے طلب فرماتے اور انہیں اس پھل سے عطا فرماتے۔

حل لغات صَاع۔ عرب میں وزن ناپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ صدرالشریعہ فرماتے ہیں "صاع کیلے است کہ بگنجد در وے ہشت رطل، اس پیمانہ سے کھجور وغیرہ ناپتے ہیں۔ مُدّ۔ یہ بھی عرب میں وزن ناپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ مہذب میں ہے کہ "مُدیک رطل وسوم حصہ رطل است"۔ ح۔ تحویل اسناد کی علامت ہے۔

تشریح ابوہریرہ کا ارشاد ہے "صحابہ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرتے" یعنی جب پہلا پھل اپنے باغ میں سے اُتارتے تو اسے اپنے گھر میں لے جانے سے پہلے اور بازار میں لانے سے پہلے دعائے برکت لینے کے لئے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرتے۔ حضرت علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہ اس لئے یہ پہلا پھل یا میوہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے کہ:۔

Marfat.com

"بزرگ تر می دانستند و محبوب تر و اعلیٰ و طلب برکت می کردند کہ بہ یمن دست مبارک او قبولیت دعائے او خیر و برکت دران پیدا شود"

حضور سرورِ عالم و عالمیان، نبی رؤف و رحیم، صاحب شفاعتِ کبریٰ، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر ایک سے بزرگ تر سمجھتے تھے اور ہر ایک سے زیادہ محبوب جانتے تھے اور ہر ایک سے مرتبہ و مقام و منصب میں بلند و بالا جانتے تھے اور حضورِ پاک سراپا برکت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مُبارک سے زیادتی کی طلب کرتے تھے کہ جب اِس پھل کو حضور سراپا نُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مُبارک لگ جائے گا تو وہ پھل یمن سے بھر جائے گا اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا مقبول ہے اِسلئے اِس پھل میں انتہائی خیر و برکت پیدا ہو جائے گی"

کتنا پاکیزہ جذبہ تھا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور کتنا ہی پختہ اور سچا عقیدہ تھا اِن اُمتِ محمدیہ کے بزرگ ترین افراد کا، کتنی ہی پیاری اور اعلیٰ ترین محبت تھی ان جانثارانِ نبوت کی۔ اہلِ مدینہ کی اِس محبت، ان کے اِس اخلاص اور ان کے اس پختہ عقیدہ کو دیکھ کر حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ پاک کے رہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی برکت کی دُعائیں فرمائیں، یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دُعا کی تھی۔

"رَبَّنَا اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ"

(سورۂ ابراہیم آیت ۳۷)

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیری خدمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تُو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی دو چند برکتوں کی دعائیں فرمائیں اور اہلِ مدینہ منورہ کے حق میں وہ سب قبول ہوئیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں پھلوں کے پیش کرنے کی صحابہ کرام کی یہ سُنّت آج تک صحیح العقیدہ اہلسنت وجماعت حنفی اولیاء اللہ کو ماننے والے افراد میں جاری ہے۔ چنانچہ اب بھی سادات کرام کے پاس اسی طرح یہ لوگ اپنے باغات کا پہلا پھل اُتار کر حاضر کرتے ہیں اور سادات کرام اولادِ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دُعا برکت طلب کرتے ہیں، حضور سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعائیں فرمانے کے بعد اہل بیت کے کم عُمر بچوں کو بُلا کر اس پھل سے ان کو عنایت فرماتے اور صحابہ کرام کے کم عُمر بچوں پر تقسیم کرتے۔ صاحب اتحافات الربانیہ جامع صغیر سے نقل فرماتے ہیں۔

"کان اذا اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بباکورۃ الثمر وضعھا علی عینیہ ثم علی شفتیہ وقال اللھم کما اریتنا اولہ فارنا آخرہ"

یعنی جب فصل کا پہلا میوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو آنکھوں پر رکھتے پھر ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دُعا فرماتے "اللھم کما اریتنا اولہ فارنا آخرہ"

پھر جو بچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتے ان میں تقسیم فرما دیتے۔

حدیث ۱۹۴ حدثنا محمدؒ بن حمید الرازی حدثنا ابراھیمؒ بن المختار عن محمدؒ بن اسحٰق عن ابی عُبیدۃؒ بن محمد بن عمار بن یاسر عن الربیعؓ بنت معوذ بن عفراء قالت بَعَثَنِیْ مُعَاذُ بْنِ عَفْرَآءَ بِقِنَاعٍ مِّنْ رُطَبٍ وَعَلَیْہِ اَجْرٍ مِنْ قِثَّاءٍ زُغْبٍ وَکَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُحِبُّ الْقِثَّاءَ فَاَتَیْتُہٗ بِہٖ وَعِنْدَہٗ حِلْیَۃٌ قَدْ قَدِمَتْ عَلَیْہِ مِنَ الْبَحْرَیْنِ فَمَلَاءَ یَدَہٗ مِنْھَا فَاَعْطَانِیْہِ۔

ترجمہ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے معاذ بن عفراء (جو ربیع کے چچا ہیں) نے ایک طباق دیا جس میں تازہ کھجوریں اور روئیں دار ککڑیاں تھیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر کروں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی بہت پسند فرماتے تھے تو میں وہ لے کر خدمت میں حاضر ہو گئی اسوقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے پاس کچھ زیورات تھے جو کہ تحفۃً بحرین سے آئے تھے، پس آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ بھر کر ان زیورات سے مجھے عطا فرمائے۔

حل لغات قِنَاع۔ طباق۔ اَجَرٍ۔ جَرْوٌ۔ کی جمع ہے۔ چھوٹا پھل انار ہو یا خربوزہ یا ککڑی۔ رُغْبٌ۔ نرم روئیں دار اصل تو رَغَب اس روئیں کو کہتے ہیں جو چوزہ کے بدن پر شروع میں نکلتا ہے۔ حِلْیَۃ۔ زیور۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو پھل پسند ہوتے تو حضرات صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں تحفۃً بھیجتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جواباً جو کچھ موجود ہوتا مرحمت فرما دیتے، اور لوگ اس کو تبرک جانتے، وہ برتن جس میں تحفہ آتا خالی نہ بھیجتے، چنانچہ آج تک یہ طریقہ سادات کرام کے گھروں میں رائج ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

"وفیہ دلیل علی کمال ومروتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

یعنی "اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کرم اور کمال مروت کی دلیل ہے"

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"فیہ عظیم سخائہ وجودہ"

"اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی سخاوت اور بخشش کا اظہار ہو رہا ہے"

صاحب التحافات الربانیہ حضرت احمد عبدالجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں:۔

وھذا یدل علی عظیم سخائہ وکرم وجودہ۔"

یعنی تحفہ کے جواب میں مرحمت فرمانا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم سخاوت اور عظیم بخشش وعطا کی دلیل ہے۔"

حدیث ۱۹۵ حدثنا علی بن حجر انبأنا شریک عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ وَاَجَرٍ زُغْبٍ فَاَعْطَانِیْ مِلَاءَ کَفِّہٖ حُلِیًّا اَوْ ذَہَبًا۔

Marfat.com

ترجمہ ربیع بنت معوذ بن عفرا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک طباق لے کر حاضر ہوئی جس میں تازہ کھجوریں اور باریک روئیں والی ککڑیاں تھیں، تو حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مٹھی بھر کر سونا یا زیور عطا فرمایا۔

حل لغات کَفَّ ۔ ہتھیلی ۔
ذَھَبًا ۔ سونا ۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۱۹۴/۶ اسی باب میں گذر چکی ہے ۔ حُلِیًا اَوْ قَالَتْ ذَھَبًا یعنی زیور یا سونا۔ یہ شک راوی کا ہے یعنی زیور تھا یا سونا ۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ فَاکِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شَرَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کی اشیاء کے متعلق ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات شَرَاب، مایشرب، وہ چیز جو پی جائے۔ مہذب میں ہے "شراب نامیست مر جملہ چیزہا را کہ بیاشامند۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین امام الانبیاء فخر المرسلین صاحب لواء حمد احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کی چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیزوں کا ذکر ہے، نیز جو بھی تقسیم کرنا ہو داہنی جانب والے کا حق لینے کا پہلے ہے۔ اگر داہنی جانب والا کم عمر ہے اور بائیں طرف والا بڑی عمر کا ہے تو ادباً داہنی جانب والا پہلے بائیں جانب والے کو دے دے ورنہ حق داہنی طرف والے کا ہی ہے، اس باب میں یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ چھوٹی عمر والے بڑی عمر والے کا احترام اور ادب ملحوظ خاطر رکھیں۔

حدیث ۱۹۶/۱ حدثنا ابن ابی عُمر حدثنا سفیٰن عن معمر عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحلو البارد۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پینے کی چیزوں میں جو سب سے زیادہ پسند تھی وہ ٹھنڈا اور میٹھا مشروب تھا۔

حل لغات الحلو۔ میٹھا۔ البارد۔ ٹھنڈا۔

Marfat.com

تشریح حضور پاک سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی میں خُرما یا کھجور بھگو کر شربت نوش فرماتے تھے یا شہد کا شربت جو کہ خوب ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا نوش جان فرماتے۔ شارحین نے لکھا ہے کہ سقیا جو مدینہ منورہ سے کئی میل دُور ہے وہاں سے حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پانی لایا جاتا اس لئے اس کا پانی نہایت ہی ٹھنڈا ہوتا، سرگروہ صوفیاء حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-

"اذا شربت الماء الحلو البارد احمد ربی من وسط قلبی"

"جب میں میٹھا پانی پیتا ہوں تو دِل کی عمیق گہرائیوں سے اپنے رب تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں"

حدیث ۲/۱۹۷ حدثنا احمد[۱] بن منیع حدثنا اسماعیل[۲] بن ابراهیم انبأنا علی[۳] بن زید عن عمر[۴] هو ابن ابی حرملة عن ابن عباس[۵] رضی اللہ عنهما قال دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم اَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ فَجَاءَتْنَا بِاِنَآءٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم وَاَنَا عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَخَالِدٌ عَلٰى شِمَالِهٖ فَقَالَ لِیْ الشَّرْبَةَ لَكَ فَاِنْ شِئْتَ اٰثَرْتَ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتُ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ عَلٰى سُؤْرِكَ اَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم لَيْسَ شَیْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ.

قال ابوعیسیٰ هکذا روی سفین ابن عیینة هذا الحدیث عن معمر عن الزهری عن عروة عن عائشه ورواه عبد اللہ بن المبارك وعبد الرزاق وغیر واحد عن معمر عن الزهری عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم مرسلا قال ابوعیسیٰ وانما اسنده ابن عیینة من بین الناس قال ابوعیسیٰ وميمونة بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم هی خالت خالد بن الولید وخالة ابن عباس رضی اللہ عنهم وخالة یزید بن الاصم واختلف الناس فی روایة هذا الحدیث عن علی ابن زید بن جدعان فروی بعضهم عن علی بن زید عن عمر ابن حرمله وروی شعبة عن علی بن زید

اسماء الرجال حدیث ۱۹۷
۱ احمد بن منیع ۔ دیکھو حدیث ۱
۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۳ اسماعیل بن ابراہیم دیکھو حدیث ۱
۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۵ علی بن زید بن عبد اللہ بن زہیر
۶ عمر ھو ابن ابی حرملہ المدنی القطنی
۷ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما لا ینال عندی فیہ حسن الحفظ بالبصرہ
۸ میمونہ بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج لہ البخاری فی الادب المفرد
۹ خالد بن الولید بن المغیرہ المخزومی سیف من سیوف اللہ
۱۰ خالہ ابن عباس ھی میمونہ بنت الحارث
۱۱ یزید بن الاصم اخرج لہ الجماعۃ
۱۲ اختلف الناس فی روایۃ ھذا الحدیث عن علی بن زید بن جدعان
۱۳ روی بعضھم عن علی بن زید عن عمر ابن حرملہ
۱۴ روی شعبۃ عن علی بن زید بن جدعان عن عمر ابن حرملہ عن ابن عباس عن خالد بن الولید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲

Marfat.com

فقال عن عمرو بن حرملة والصحیح عمر بن ابی حرملة.

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلو میں جنابہ میمونہ کے گھر گئے وہ ہمارے لئے ایک برتن میں دودھ لائیں' رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ نوش فرمایا' میں اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب اور خالد بن ولید بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے. جناب سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ (اے ابن عباس، دُودھ پینے کا تیرا حق ہے' اگر تو چاہے تو اپنی باری خالد کو دے دے. تو میں نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ) میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس خوردہ پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دیتا' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائیں تو اس شخص کو چاہیئے کہ یُوں کہے "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ" اے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کھانے میں ہمارے لئے برکت عطا فرما' اور ہمیں اس سے بہتر کھانا عطا فرما' اور جس کو اللہ تعالیٰ دُودھ نصیب فرمائے اسے چاہیئے کہ یُوں کہے "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا" اے اللہ تبارک وتعالیٰ اس دودھ میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس سے زیادہ مرحمت فرما" پھر راوی فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے سوائے دُودھ کے جو کھانے اور پینے کی کفایت کر سکے۔

حل لغات اَثِرْتَ - تو باری دے دے، ایثار کر دے۔
سُؤْر - پس خوردہ، جُھوٹا - يُجْزِي - بدلہ ہو سکے۔

تشریح جنابہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں اور تمام مومن مسلمانوں کی ماں ہیں یہ حارث کی لڑکی ہیں، عبداللہ بن عباس اور خالد بن ولید کی خالہ ہیں' ارشاد فرمایا (اے ابن عباس) دودھ پینے کا تیرا حق ہے" اس لئے تو دائیں جانب ہے اور دائیں طرف ہر ایک مناسب کام کے شروع کرنے میں اولیٰ' انسب اور اقدم ہے، ارشاد فرمایا" اگر تو چاہے تو اپنی باری خالد کو دے دے" اس لئے وہ عُمر میں تجھ سے بڑے ہیں، اور ابن عباس کو سکھایا کہ اگرچہ حق تو تمہارا ہے مگر بڑے کا ادب اور احترام اس بات کا متقاضی ہوا کرتا ہے کہ اپنے پر ان کو ترجیح دی جائے مگر حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ " (یارسُول اللہ) میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس خوردہ پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دیتا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ جو مجھے اس وقت نصیب ہو رہا ہے یہ نعمتِ غیر مترقبہ ہے' میں اسے کسی ایک کو بھی نہیں دیتا یہ میری خوش بختی ہے جو مجھے آج نصیب ہو رہی ہے حضور کے ساتھ حضرت ابن عباس کا اس فقرے سے کمال عشق اور غایت درجے کی محبت ظاہر ہو رہی ہے' درحقیقت حضور سراپا نُور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق اور محبت کا نام ہی ایمان ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ شَرَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پُورا ہو گیا۔

Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِی صِفَةِ شُرْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ باب حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے طریقہ کے بیان میں ہے

(اس باب میں دس احادیث ہیں)

حل لغات شُرْبٌ۔ پینا' یہ تینوں حرکات سے آتا ہے' گھونٹ لینا' سیراب ہونا۔

تشریح اس باب میں سرورِ کونین' سیدالانس والجان' صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم' احمد مجتبیٰ' جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ بیٹھ کر پانی نوش فرمایا بعض خاص مواقع پر کھڑے ہو کر بھی نوش فرمایا' دو سانس میں بھی پانی پیا اور تین سانس میں بھی۔ نیز اس باب میں جنابہ کبشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما نے تبرکاً و ادباً جس مقام پر (مشکیزہ) منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا وہ کتر کر رکھ لیا تاکہ کسی اور کا منہ اس جگہ نہ لگے۔

حدیث ۱/۱۹۸ حدثنا احمدؒ بن منیع حدثنا ھشیمؒ اخبرنا عاصمؒ الاحول ومغیرۃؒ عن الشعبیؒ عن ابن عباسؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَھُوَ قَائِمٌ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمزم کا پانی پیا' درانحالیکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔

تشریح زمزم اس کنویں کا نام ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام پر معجزانہ طور پر ظہور پذیر ہوا

Marfat.com

تھا' یہ کنواں مکہ مکرمہ میں احاطۂ حرم شریف کے اندر ہے' اس حدیث شریف اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر بھی پانی پینا ثابت ہے بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا افضل ہے اور آب زمزم پینے کے وقت یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ" اور بہت سی احادیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع بھی ثابت ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ابوہریرہ سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم نے ارشاد فرمایا:۔

"لایشربن احدکم قائماً فمن نسی فلیستقی" "کوئی شخص تم میں سے کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے جو بھول کر پی لے تو اُلٹا دے"۔

شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ دونوں احادیث میں یوں توفیق ہوگی کہ کھڑے ہو کر پانی نہ پینے کی نہی تنزیہی ہے نہ کہ نہی تحریمی' اور امر جو کہ ہے وہ وجوبی نہیں بلکہ استحبابی ہے اور کھڑے ہو کر پینا بطریق جواز کے ہے۔ حضرت علامہ علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

"والتوفیق بینھما ان النھی محمول علی التنزیہ وشربہ قائماً لبیان الجواز"

اور بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دو مقام پر کھڑے ہو کر پانی پینا اس نہی سے مستثنیٰ ہے' پہلا مقام جس وقت زمزم کا پانی پیئے' اور دوسرا مقام جب وضو سے فارغ ہو تو چلو دو چلو کھڑے ہو کر پانی پی لے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ۲/۱۹۹ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا محمد بن جعفر عن الحسین المعلم عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یشرب قائمًا وقاعدًا۔

ترجمہ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی پانی نوش فرماتے دیکھا ہے۔

تشریح یعنی کبھی تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے کھڑے پانی نوش فرما رہے ہیں اور کبھی بیٹھے ہوئے نوش فرما رہے ہیں' صاحب التحافات الربانیہ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدوی مصری فرماتے ہیں:۔

وفی الحدیث دلیل علی جواز الشرب من اور اس حدیث شریف میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی

Marfat.com

قیام وقعود "

اللہ فرماتے ہیں :۔

"ولکن الغالب انہ کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یشرب قاعدا"

وغیرہ پینے کا جواز ہے۔

"لیکن اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی وغیرہ بیٹھ کر ہی نوش فرماتے تھے"

حدیث ۳/۲۰۰ حدثنا علی بن حجر حدثنا ابن المبارک عن عاصم الاحول عن الشعبی عن ابن عباس قال سقیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زمزم فشرب وھو قائم .

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آب زمزم پلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی نوش فرمایا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے۔

تشریح علماء نے لکھا ہے کہ زمزم شریف کا پانی کھڑے ہو کر پینا افضل ہے اور خوب سیر ہو کر پینا چاہیئے، نیز کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے اور بسم اللہ شریف پڑھ کر پیئے۔ حضرت البیجوری تحریر فرماتے ہیں۔

"وبین لمن شرب قائما ان یقول اللھم صل علی سیدنا محمد الذی شرب الماء قائما وقاعدا"

"یعنی سنت طریقہ ہے اس شخص کے لئے جو کھڑے ہو کر (زمزم کا) پانی پیئے یہ کہے اللھم صل علی سیدنا محمد الذی شرب الماء قائما وقاعدا"

حدیث ۴/۲۰۱ حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء ومحمد بن طریف الکوفی قالا انبانا ابن الفضیل عن الاعمش عن عبد الملک بن میسرۃ عن النزال بن سبرۃ قال اتی بکوز من ماء وھو فی الرحبۃ فاخذ منہ کفا فغسل یدیہ ومضمض واستنشق ومسح وجھہ وذراعیہ ورأسہ ثم شرب منہ وھو قائم ثم قال ھذا وضوء من لم یحدث ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعل .

Marfat.com

ترجمہ نزال بن سبرۃ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں (امام الاولیاء امیر المومنین) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں پانی کا ایک کوزہ لایا گیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد کوفہ کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ اس کوزہ سے ایک چلو پانی لیکر دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، چہرہ تر کیا، دونوں کہنیوں سمیت بازو تر کئے اور سر کو تر کیا اور پھر کچھ پانی پیا، اس حال میں کہ کھڑے تھے پھر فرمایا یہ وضو اس شخص کا ہے جس کے وضو میں حَدَث واقع نہ ہوا ہو، اسی طرح میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے۔

حل لغات کُوز۔ کوزہ۔ الرَحبَۃ۔ صحن مسجد۔ مغرب میں ہے وسط مسجد۔ قاموس میں ہے "رَحبَۃ۔ کوفہ میں ایک محلہ کا نام ہے" مگر اس جگہ یہ مُراد نہیں ہے بلکہ جامع کوفہ کے وسط میں ایک چبوترہ سا تھا جس پر امیر المومنین وعظ فرماتے تھے (نہایہ) لَمْ یُحْدِثْ۔ بے وضو نہ ہوا ہو۔

تشریح حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ وضو فرمانا تجدید اور تنظیف کے لئے تھا اس حدیث شریف کے یہاں بیان کرنے سے یہ مُراد ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا، اور پھر یہ ارشاد کہ "میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے" علامہ عبد الرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ لکھتے ہیں:-

" وفیہ دلیل علیٰ ان افعالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاقوالہ "

یعنی اس میں دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کا حکم رکھتے ہیں۔

علامہ البیجوری لکھتے ہیں :-

" ویوخذ من الحدیث ان الشرب من فضل وضوئہ مستحب "

"اس حدیث شریف سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے۔

اور نیز تحریر کرتے ہیں :-

" ان کان الشرب قائما لبیان الجواز "

"اگر کھڑے ہو کر پانی پینا مُراد ہے تو یہ صرف جواز ہے"

Marfat.com

حدیث ۵/۲۰۲ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید ویوسف[۲] بن حماد قالا حدثنا عبد الوارث[۳] بن سعید عن ابی عصام[۴] عن انس[۵] بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتنفس فی الاناء ثلاثا اذا شرب ویقول ھو امرأ وارٰی۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے' یہ طریقہ زیادہ خوشگوار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔

حل لغات اَمْرَءُ ۔ گوارندہ ' بھر لینے والا

اَرْوٰی ۔ خوب سیر کرتا ہے ' پیاس کو بجھاتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے" یعنی پہلے چند گھونٹ پانی پیا پھر برتن سے مُنہ ہٹا کر سانس لیا' پھر چند گھونٹ پانی پیا اور پھر برتن سے مُنہ ہٹا کر سانس لیا' اسی طرح تیسری مرتبہ بھی کیا۔ ایسا کرنے سے پانی آسانی سے پیا جاتا ہے' اس طرح پینے سے معدہ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں پڑتا بلکہ ایسا کرنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور پیاس رفع ہو جاتی ہے' طبیعت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے اور انسان خوب سیراب ہو جاتا ہے۔ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار گی بن سانس لئے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں :۔

"وقد ورد انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نھی عن الغب نفسًا واحدًا وقال ذالک شرب الشیطن رواہ البیھقی عن ابن شھاب مرسلا"

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بن سانس لئے ایک ہی سانس میں پینے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ شیطان کا پینا ہے

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پینے کے لئے برتن کے قریب مُنہ مُبارک لے جاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب پینے سے فارغ ہوتے تو الحمد للہ پڑھتے ' یہ تین بار کرتے" (شرح الیبجوری صـ۱۰۰)

اور مُسلم شریف میں ہے :۔

"کان یتنفس فی الشراب ثلاثا" "پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے"

امام الرجال صدیث ۵/۲۰۲
۱ قتیبہ بن سعید رکھیو حدیث ۵/۲۰۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشیء من فضلہ
۲ یوسف بن حماد المعنی بصری ثقہ
۳ عبد الوارث بن سعید بن ذکوان البصری ثقہ ہے الفاظ ہے ایوب ابی التیاح اور یحیی البکاء سے روایت کرتا ہے اور اس سے اس کو بیٹا عبد الصمد ابو سہل النقدی اور بندار روایت کرتے ہیں
۴ ابی عصام
۵ انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۶/۲۰۳ حدثنا علی[1] بن خشرم حدثنا عیسیٰ[2] بن یونس عن رشیدین[3] بن کریب[4] عن ابیہ عن ابن عباس اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ اِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَیْنِ.

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت پیتے تھے تو دو سانس لیتے تھے.

حل لغات مَرَّتَیْنِ. دو بار، دو دفعہ۔

تشریح یعنی بعض اوقات آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سانس میں بھی پانی نوش فرماتے۔ علامہ البیجوری حدیث شریف نقل فرماتے ہیں:۔

"قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تشربوا واحدا کشرب البعیر ولکن اشربوا مثنی وثلاث"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک بار ہی نہ پیو جیسے اُونٹ پیتا ہے لیکن دو بار میں یا تین بار میں پانی پیو"

علماءِ کرام نے ایک سانس میں پانی پینے میں بہت نقصان بتائے ہیں، اعصاب میں کمزوری ہو جاتی ہے، معدہ کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جگر کے خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے.

حدیث ۷/۲۰۴ حدثنا ابن ابی[1] عمر حدثنا سفین[2] عن یزید[3] بن یزید بن جابر عن عبد الرحمن[4] ابن ابی عمرہ عن جدتہ[5] کبشۃ قالت دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَشَرِبَ مِنْ فِیْ قِرْبَۃٍ مُعَلَّقَۃٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰی فِیْھَا فَقَطَعْتُہٗ.

ترجمہ کبشہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر پر تشریف فرما ہوئے، آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر لٹکے ہوئے مشکیزہ پر منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا پس میں اُٹھی اور مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔

اسماء الرجال حدیث ۶/۲۰۳
۱ علی بن خشرم۔ دیکھو حدیث ۲۰۲ باب ملبسہ من لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ
۲ عیسیٰ بن یونس۔ دیکھو حدیث ۲۰۲ باب ملبسہ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ
۳ رشیدین بن کریب۔ یہ دو نام ہیں لیکن ایک شخص کے ہیں۔ امام ذہبی نے کہا رشیدین ھذا منکر الحدیث۔
۴ ابیہ یعنی کریب ابن ابی مسلم الہاشمی المدنی ہے۔ مولیٰ ابن عباس ہے۔ الذہبی نے کہا وثقوہ۔ خرج لہ الجماعۃ غیر ابی داؤد والنسائی۔ تہذیب التہذیب ۸/۴۹۸ میں ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۷/۲۰۴
۱ ابن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ۱۸۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ
۲ سفین۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی صفۃ شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ
۳ یزید بن یزید بن جابر الازدی الدمشقی ہے۔ ثقہ ہے۔ صالح ہے۔ خرجہ مسلم وابو داؤد والنسائی۔ تہذیب ۱۱/۳۰۳ میں ہے۔ فوت ہوا۔
۴ عبد الرحمن بن ابی عمرہ۔ الخزرجی ہے۔ الانصاری ہے۔ قیل ولد فی عہد المصطفیٰ وبیس لہ

Marfat.com

صحیۃ خرج لہ الجماعۃ۔
عن جدتہ کبشۃ الانصاریۃ
زوج عبداللہ بن قتادۃ
اخت حسان لھا صحبۃ۔

حل لغات قِرْبَۃ۔ مشک، مشکیزہ، اس کی جمع قِرَبٌ اور قِرْبَاتٌ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "پس میں اٹھی اور مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا" یعنی مشکیزہ کی اس جگہ کو جہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُنہ مُبارک لگا تھا کتر کر یا کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت علامہ علی القاری رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ مسلم شریف کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں جو کہ ترمذی سے نقل کرتے ہیں۔

"وقطعها فم القربة لوجهين احدهما ان تصون موضعا اصابه فم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يتبذل ويمسه كل احد والثانى ان تحفظه للتبرك به والاستشفاء"

"مشکیزہ کے منہ کو کاٹ لینے یا کتر لینے کی دو وجہیں تھیں، پہلی وجہ یہ تھی کہ کسی دوسرے کے چھونے یا استعمال کرنے سے اس جگہ کو محفوظ رکھا جائے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُنہ مُبارک لگا تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ اس ٹکڑے کو اپنے پاس تبرک اور شفا طلب کرنے کے لئے محفوظ کر لیا۔"

گویا جس جگہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُنہ مبارک لگا ہے وہاں دوسرے کسی ایک کا منہ نہ لگ سکے تاکہ بے ادبی اور گستاخی نہ ہو اور اس لئے بھی کہ ہر ایک مرض کے لئے شفا کا باعث ہو اور بطور تبرک کام آئے۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"پس بریدم سر مشک را کہ نگاہ دارم موضعے کہ دہن مُبارک آنسرور بوے رسیدہ برائے تبرک وطلب شفا مرضے بوے واحتیاط از آنکہ دست آلودہ بوے نرسد ومتبدل گردد"

یعنی "مشک کے مُنہ کو میں نے اس لئے کاٹ لیا کہ جس جگہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مُبارک لگا ہے اس کو بطور تبرک اور بیماروں کی شفا کیلئے محفوظ رکھ لوں، نیز اس مبارک جگہ پر کوئی آلودہ ہاتھ نہ پہنچ سکے اور متبدل نہ ہو جائے۔"

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۵ / ۲۰۵ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن[۲] بن مهدی حدثنا عزرہ[۳] بن ثابت الانصاری عن ثمامۃ[۴] ابن عبداللہ قال کان انس[۵] بن مالک یتنفس فی الاناء ثلاثا وزعم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتنفس فی الاناء ثلثا۔

ترجمہ ثمامہ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ انس بن مالک پانی پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے اور جناب انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پانی پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے۔

حل لغات زعم۔ جس طرح جھوٹی بات کہنے کو کہتے ہیں اسی طرح سچی بات کہنے کو بھی، یہ تو لغت اضداد سے ہے۔ یہاں صاحب اتحافات الربانیہ نے محقق کے معنی کئے ہیں۔

تشریح حدیث ۵/۲۰۲ کے ضمن میں تشریح ملاحظہ فرمالیجئے۔

حدیث ۹ / ۲۰۶ حدثنا عبداللہ[۱] بن عبدالرحمن حدثنا ابوعاصم[۲] عن ابن جریج[۳] عن عبدالکریم[۴] عن البراء[۵] بن زید ابن ابنۃ انس بن مالک عن انس[۶] بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل علی ام سلیم وقربۃ معلقۃ فشرب من فم القربۃ وھو قائم فقامت ام سلیم الی راس القربۃ فقطعتھا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلیم کے گھر تشریف فرما ہوئے اور (وہاں) مشکیزہ لٹک رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام کی حالت میں اس مشکیزہ کے منہ سے پانی نوش فرمایا، پھر ام سلیم اٹھیں اور مشکیزہ پر جاکر اس کے سر کو کاٹ لیا۔

حل لغات معلقۃ۔ لٹکا ہوا۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۲۰۴/۴ میں گذر چکی ہے جناب علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اول کے صـ۲۵۵ پر نقل فرماتے ہیں کہ ابوشیخ ابن حبان اپنی کتاب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حدیث شریف اس طرح لکھتے ہیں:-

---

اسماء الرجال حدیث ۵/۲۰۵
۱ محمد بن بشار دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲ عبدالرحمٰن بن مہدی دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳ عزرہ بن ثابت الانصاری دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ
۴ ثمامہ بن عبداللہ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۵ انس بن مالک دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۹/۲۰۶
۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ ابوعاصم دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ
۳ ابن جریج دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴ عبدالکریم ابوزرعہ ہے حافظ ہے مکی ہے ۱۲۷ھ میں فوت ہوا۔ خرج لہ الجماعۃ۔
۵ البراء بن زید ابن ابنۃ انس بن مالک دیکھو حدیث ۱
۶ انس بن مالک دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

"بطریق عثمان بن ابی شیبه عن شریك بن عبد الله عن حمید عن انس قال دخل النبی صلی الله علیه واله وسلم علی ام سلیم فرای "بة معلقة فیها ماء فشرب منها وهو قائم فقامت ام سلیم الیها فقطعتها بعد شرب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم منها وقالت لا یشرب منها احد بعد شرب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم"

یعنی حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ام سلیم (جو کہ ان کی والدہ ہیں) کے گھر تشریف فرما ہوئے وہاں پانی والی مشک دیکھی جو (پانی سے بھری تھی) لٹکی ہوئی تھی کھڑے ہو کر اس میں سے پانی نوش فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے بعد ام سلیم اُٹھیں اور مشکیزہ کے منہ کو کاٹ لیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے بعد اب اس سے کوئی پانی نہ پیئے۔

یعنی ادباً و احتراماً اب کوئی دوسرا اس سے مُنہ لگا کر نہ پیئے، اور علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ومن التبرك والاستشفاء به" "تبرک اور شفا حاصل کرنے کے لئے"

اللہ اکبر! صحابیات کے دِلوں میں حضور پاک سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام، ادب اور محبت کا کتنا پاکیزہ جذبہ موجزن تھا کہ یہ بھی گوارا نہیں فرماتیں کہ جس مشکیزے پر پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دہن مبارک لگا ہے کوئی دوسرا اس سے مُنہ لگائے۔

حدیث ۱۰/۲۰۷ حدثنا احمدؒ بن نصر النیسابوری حدثنا اسحٰقؒ بن محمد الفروی حدثتنا عبیدۃؒ بنت نائل عن عائشۃؓ بنت سعد بن ابی وقاص عن ابیہاؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَانَ یَشْرَبُ قَائِمًا۔ وقال ابو عیسیٰ وقال بعضهم عبیدۃ بنت نابل۔

ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے بھی پانی نوش فرمالیتے تھے۔

Marfat.com

تشریح شارحین فرماتے ہیں کہ بعض اوقات عند الضرورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر پانی نوش فرما لیتے تھے ورنہ ہمیشہ بیٹھ کر ہی نوش فرماتے۔ لہذا یہ جو کھڑے ہو کر پینے کی نہی آئی ہے وہ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"ای احیانا او بعد فراغ الوضوء او ماء زمزم" یعنی کبھی کبھی یا وضو کے بعد یا زمزم کا پانی پیتے وقت کھڑے ہوتے"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شُرْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

پورا ہو گیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَعَطُّرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے جس میں رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطر لگانے کا بیان ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات تَعَطُّرٌ۔ خُوشبو لگانا۔

تشریح اس باب میں حضور سراپا نور، سرورِ عالم وعالمیان، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطر یعنی خوشبو استعمال کرنے، عطر کا تحفہ قبول کرنے اور مرد کو کس قسم کی خوشبو اور عورت کو کس قسم کی خوشبو استعمال کرنے کا ذکر ہے۔

مسلمان مرد کو جمعہ کے دن، عیدین کے دن، باجماعت نماز کے اوقات میں، قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، علوم اسلامیہ کے درس کے وقت اور ذکر الٰہی کرنے کے وقت عطر لگانا چاہیئے۔

حدیث ۲۰۸/۱ حدثنا محمد[1] بن رافع وغیر واحد قالوا انبانا ابو احمد[2] الزبیری حدثنا شیبان[3] عن عبد[4] اللہ بن المختار عن موسیٰ[5] ابن انس بن مالک عن ابیہ[6] قال کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکۃ یتطیب منہا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خوشبو مقی، جس

Marfat.com

سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو لگاتے تھے۔

حل لغات سُکَّۃٌ۔ ایک قسم کی خوشبو، یا وہ ڈبیہ جس میں خوشبو رکھتے ہیں

تشریح جناب سید الانس والجان، سراپا حسن وجمال، ہادی کُل، امام الانبیاء والرسل، عالم علوم اولین والآخرین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ کا وجودِ اطہر ہر وقت خوشبو سے معطر اور مہکتا رہتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں تشریف لے جاتے تو صحابہ فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو اس راستہ میں پھیل جاتی اور ہم سمجھ لیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی راہ سے گذرے ہیں لہٰذا ہم اسی خوشبو پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جاتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمۃ الباری جمع الوسائل جلد دوم صـ پر ابو یعلی اور البزاز سے بسند صحیح لکھتے ہیں۔

"انہ کان اذا مر من طریق وجدوا منہ رائحۃ الطیب وقالوا مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ھذا الطریق"

اور دارمی، بیہقی و ابونعیم سے نقل کرتے ہیں:-

"انہ لم یکن یمر بطریق فیتبعہ احد الا عرف انہ سلکہ من طیب عرقہ و عرفہ ولم یکن یمر بحجر الا یسجد لہ"

"جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینہ مُبارک کی خوشبو کی وجہ سے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے تھے اور کسی ایک پتھر پر سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر نہ ہوتا مگر وہ پتھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتا۔"

صحیح مسلم میں ہے کہ:-

"انہ نام عند ام انس فعرق فسلتت عرقہ فی قارورتھا فاستیقظ فقال ما ھذا الذی تصنعین یا ام سلیم فقالت

"یہ کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس کی والدہ کے گھر نیند فرما رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آ رہا تھا، انہوں

Marfat.com

هذا عرقك نجعله لطيبنا وهو اطيب الطيب"

نے اس پسینہ کو ایک شیشی میں نچوڑ کر رکھ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا' یا ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آنجناب کا پسینہ ہے ہم اسے بطور خوشبو کے اکٹھا کرتے ہیں' اور ہر قسم کی خوشبو سے نفیس تر خوشبو ہے"

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام سلیم نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ برکت کے لئے اپنے بچوں کو لگاتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اچھا کرتی ہے۔ علامہ علی القاری رحمۃ الباری ابو یعلی سے نقل کر کے لکھتے ہیں :-

"انه صلى الله عليه وآله وسلم سلت اى مسح باصبعه لمن استعان به على تجهيز بنته من عرقه فى قارورة وقال مرحبا فلتطيب به فكانت اذا تطيبت به شم اهل المدينة ذالك الطيب فسموا بيت المتطيبين"

"ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی کے جہیز کے لئے کچھ کپڑے تیار کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک طلب کرنے کے لئے آیا' آپ نے اپنے دستِ مبارک کی ایک انگلی کو اپنے اس مبارک پسینہ سے تر کیا جو کہ ایک شیشی میں بند کیا ہوا تھا' اور پھر چند قطرے اس صحابی کو عطا کئے اور فرمایا کہ اپنی لڑکی کو کہہ دو کہ جب وہ جہیز کے کپڑے پہنے تو پسینہ کے ان قطروں کو بطور خوشبو استعمال کرے۔ اس کے بعد جب کبھی وہ نیک بخت خاتون یہ خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ اس کو سونگھتے اور اس گھر میں خواتین جمع ہو جاتیں' اس کے بعد اس گھر کا نام ہی (بیت المتطیبین) خوشبو

marfat.com

Marfat.com

سُونگھنے والوں کا گھر مشہور ہوگیا۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی شخص ہاتھ ملاتا تو اس کا ہاتھ تمام دن خوشبو سے مہکتا رہتا' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مُبارک کا اِتنا اثر تھا۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو اس کے سر میں سے اتنی خُوشبو آتی کہ وہ بُہت سے بچوں میں بھی خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا۔

"جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار اپنا دستِ مُبارک میرے چہرے پر پھیرا میں نے اسے ٹھنڈا اور ایسی معطر ہوا کی طرح پایا۔ جو کسی عطر فروش کی شیشی یا صندوقچی سے نکلتی ہے"

"ام عاصم کہتی ہیں کہ ہم عتبہ کی زوجیت میں چار عورتیں تھیں، ہم میں سے ہر ایک اس کوشش میں رہتی کہ وہ خوشبو میں اپنے شوہر عتبہ سے بڑھ جائے اور عتبہ ۔ ال تھا کہ وہ صرف اپنی داڑھی کو ایک عام تیل لگاتے' اس کے سوا اور کوئی خوشبو نہ استعمال کرتے۔ لیکن اس کے باوجود ہم سب سے زیادہ مُعطر اور پاکیزہ تھے جب گھر سے نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے اس خوشبو سے زیادہ نفیس خوشبو نہیں سُونگھی جو عتبہ لگاتے ہیں۔ ام عاصم کہتی ہے کہ میں نے ایک روز عتبہ سے کہا ہم بہتر سے بہتر خوشبو لگانے کی کوشش کرتی ہیں مگر آپ کی خوشبو سے نہیں بڑھ پاتیں' آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے مجھے نبی علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک بیماری لگ گئی تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' بیماری کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کپڑے (یعنی قمیض وغیرہ) اُتارنے کا حکم دیا۔ میں نے کپڑے اُتار دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک پر پھُونک ماری' پھر اپنا ہاتھ میری پیٹھ پر پھیرا، اس روز سے میرے پورے جسم میں یہ خوشبو مہکی ہوئی ہے"

حضرت الشیخ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں کہ" اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مُبارک سے جو خوشبو آتی تھی وہ دوسری تمام خوشبوؤں سے مختلف ہوتی تھی" نیز فرماتے ہیں "مسلم میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو کثرت سے پسینہ آتا تھا، چہرۂ انور پر پسینہ آتا تو موتیوں کی طرح محسوس ہوتا اور اس کی خوشبو مشک اور اذفر سے بھی زیادہ ہوتی"

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۲/۲۰۹ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی حدثنا عزرة[3] بن ثابت عن ثمامة[4] بن عبد الله قال كان انس[5] بن مالك لا يرد الطيب وقال انس ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان لا يرد الطيب.

ترجمہ ثمامہ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک خوشبو کے ہدیہ کو واپس نہیں کرتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کا ہدیہ واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

تشریح یعنی جو خوشبو ہدیۃً و تحفتہً دی جائے اس کو قبول کرنا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کے تحفہ کو قبول فرماتے تھے اور رَدّ نہیں فرماتے تھے۔ خوشبو کے ہدیہ کو قبول کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ ہدیہ اتنا قیمتی نہیں ہوتا کہ پیش کرنے والے کو گراں گذرے، دوسرا یہ کہ تھوڑی مقدار میں ہوتا ہے کہ لینے والے کی طبیعت کو محسوس نہیں ہوتا چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے:۔

"من عرض له ريحان فلا يرده فانه خفيف المحمل وطيب الريح"

درحقیقت حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی دِل شکنی پسند ہی نہیں فرماتے تھے اور اس قسم کے تحفہ قبول نہ کرنا دِل شکنی کا سبب بن سکتا ہے لہذا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ رَدّ نہیں فرماتے تھے، اور چونکہ خوشبو تو بہت پسند تھی اس لئے اس ہدیۂ جمیلہ کو قبول کرنا بہت ہی اجمل اور احسن بات تھی۔

حدیث ۳/۲۱۰ حدثنا قتيبة[1] بن سعيد حدثنا ابن[2] ابي فديك عن عبد[3] الله بن مسلم ابن جندب عن ابيه[4] عن ابن[5] عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثلاث لا ترد الوسائد والدهن والطيب واللبن.

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں واپس نہیں کرنی چاہئیں، تکیہ، تیل خوشبو اور دُودھ۔

حل لغات الوسائد۔ تکیہ، وسادۃ کی جمع ہے۔
الدھن۔ تیل خوشبودار۔ اللبن۔ دُودھ

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۰۹
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۳ عزرہ بنت ثابت۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۱
۴ ثمامہ بن عبداللہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۱۰
۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابن ابی فدیک۔ محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک، ذہبی نے کہا صدوق عابد یہ الدینی ہے، الذہلی المدنی، المتوفی ۲۰۰ھ من الثالثۃ، خرج لہ المتقف
۳ عبداللہ بن مسلم ابن جندب۔ البزلی، الدینی ہے، الذہلی المدنی، المتوفی ۱۲۰ھ من الثالثۃ، خرج لہ المتقف
۴ ابیہ۔ یعنی مسلم بن جندب۔ البزلی الدینی القاضی ہے، ثقہ ہے، فقیہ ہے، خرج لہ البخاری فی خلق الافعال من ثالثۃ
۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی کمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

Marfat.com

تشریح بعض شمائل شریف کے نسخوں میں صرف الوسائد، الدھن اور اطیب ہے، یعنی اللبن نہیں ہے، بعض میں الوسائد، الدھن اور اللبن ہے الطیب نہیں ہے، بعض شارحین نے فرمایا ہے الدھن کا بدل الطیب یعنی ان تین چیزوں کو واپس نہیں لوٹانا چاہیئے بلکہ لے لینا چاہیئے، تکیہ، خوشبودار تیل اور دودھ۔ صاحب اتحافات الربانیہ لکھتے ہیں کہ امام سیوطی نے سات اشیاء تک اسے پہنچایا ہے۔ ونظمها بعضهم فقال۔

عن المصطفیٰ سبع لین قبولها — اذا ما بها قدما تحف المرء خلان
فحنو والبان ودهن وسادة — ورزق لمحتاج وطیب وریحان

حدیث ۴/۲۱۲ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد الحضری عن سفیان عن الجریری عن ابی نضرة عن رجل عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم طیب الرجال ما ظهر ریحه وخفی لونه وطیب النساء ما ظهر لونه وخفی ریحه حدثنا علی بن حجر حدثنا اسماعیل بن ابراهیم عن الجریری عن ابی نضرة عن الطفاوی عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم مثله بمعناه۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرد کا خوشبودہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر ہو اور اس کا رنگ ظاہر نہ ہو، اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر نہ ہو اور رنگ ظاہر ہو۔

حل لغات رِیح۔ خوشبو، بُو۔
لَوْن۔ رنگ۔ خَفِیَ۔ پوشیدہ۔

تشریح حضور پاک سرور عالم دعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں مردوں کو چاہیئے کہ ایسی خوشبو استعمال کریں جس کی خوشبو دوسروں کو محسوس ہو مگر اس خوشبو کا رنگ نہ ہو جیسے گلاب، مشک، عنبر اور کافور یا ہر قسم کی خوشبودار چیزیں ہو سکتی ہیں، مگر عورتوں کے لئے ایسی خوشبو ہو جس کا رنگ نمایاں ہو مگر خوشبو انتہائی پوشیدہ ہو جیسے زعفران کستوری، حنا اور ہر قسم خوشبودار چیزیں۔ علماء کرام نے فرمایا ہے عورتوں پر یہ اس وقت تو انتہائی ضروری ہے کہ جب کوئی عورت باہر نکلے قطعاً خوشبو استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔ النسائی نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۴/۲۱۲
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ ابوداؤد الحفری۔ عمر بن سعد بن عبید اللہ۔ خرج له مسلم والاربعة۔
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴ الجریری۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ ابی نضرة۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ عن رجل۔ الطفاوی ہے یعنی فیلان قیس طفاوی ہے تعین رجل ایضاً
۷ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

"ایما امراۃ استعطرت فمرت علی قوم
لیجد ریحها فهی زانیة "

یعنی "جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں نکلتی ہے تاکہ اس کی خوشبو پائی جائے تو یہ عورت زانیہ ہے"

احمد، صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابی ہریرہ سے روایت نقل کی ہے۔

"ایما امراۃ اصابت بخورا فلا تشهد معنا
العشاء الآخرة "

یعنی "جو عورت بخور لے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں نہ آئے"

اور جب اپنے گھر میں ہوں تو جس طریقہ سے مناسب سمجھیں اپنے آپ کو معطر کر سکتی ہیں۔ آج کے ماحول میں کتنے ہی افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اخلاق والی تعلیم سے یکسر غافل ہو گئیں ہیں اور مغربی تہذیب کی تقلید میں اندھا دھند چلی آرہی ہیں، نہ حیا ہے نہ پردہ، نہ شرم ہے نہ غیرت، بلکہ قسما قسم کے خوشبودار سینٹ لگا کر فخریہ بازاروں میں چلتی پھرتی ہیں، حالانکہ سید دو عالم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ارشادات اس سلسلہ میں موجود ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمان عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفت وعصمت والے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور فرنگیوں کی تہذیب اور تقلید سے بچائے۔

حدیث ۵/۲۱۲ حدثنا محمد[1] بن خلیفة وعمرو[2] بن علی قالا حدثنا یزید[3] بن زریع حدثنا حجاج[4] الصواف عن حنان[5] عن ابی[6] عثمان النهدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اذا اعطی احدکم الریحان فلا یردہ فانه خرج من الجنة۔
قال ابوعیسی لا یعرف لحنان غیر هذا الحدیث وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم فی کتاب الجرح والتعدیل حنان الاسدی من بنی اسد بن شریك وهو صاحب الرقیق عم والد سدد روی عن ابی عثمان النهدی وروی عنه الحجاج بن ابی عثمان الصواف سمعت ابی یقول ذالك۔

ترجمہ ابی عثمان النہدی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کو ریحان دی جائے تو اس کو واپس نہ کیا کرو کیونکہ وہ بہشت سے نکلی ہے۔

اسماء الرجال حدیث نمبر ۵ صفحہ ۲۱۲
[1] محمد بن خلیفہ البصری ہے یہ صرف ترمذی کے تعلق رکھتا ہے خروج الصف وابن ضریبہ والعجلی وغیرہم ۲۶۱ھ میں فوت ہوا
[2] عمرو بن علی
[3] یزید بن زریع
[4] حجاج الصواف۔ بن ابی بیہ
[5] حنان۔ حافظ ہے خروج الستہ۔
[6] ابو عیسیٰ فرماتے ہیں ہ خان۔ ابو عیسیٰ کے سوائے اس حدیث کے نہیں جانتے عبدالرحمن بن ابی حاتم نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں لکھا۔ حنان الاسدی من بنی اسد بن شریک وھو صاحب الرقیق عم والد سدد روی عن ابی عثمان النھدی روی عنہ الحجاج بن ابی عثمان الصواف سمعت ابی یقول ذالک۔ ابو عثمان النہدی تابعی ہے ان کا نام عبدالرحمن بن مل ہے عمرو بن ملی بن زید سے عمرو بن مسعود اور ابوموسیٰ سے روایت کی ہے قتادہ وغیرہ اس سے روایت کی ہے ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

حل لغات الرَّیحَان۔ خوشبو، رحمت، آرام، چین، آسائش، صاحب، دوست۔

تشریح ابو عثمان النہدی تابعین سے ہے، اس نے اس حدیث کو عمرو بن مسعود اور ابو موسیٰ سے سماع کیا ہے۔ لہٰذا اس شرط پر یہ حدیث مرسل ہے۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی اصل جنت سے آئی ہو وہ رحمت ہوا کرتی ہے لہٰذا جو شخص تحفۃً یا ہدیۃً دے اسے رد نہیں کرنا چاہیئے۔ دوسری یہ بات بھی ہے کہ اس کے رکھنے یا لے جانے میں کوئی محنت یا شاقہ نہیں اٹھانا پڑتا، یہ ایک ہلکی پھلکی چیز ہوتی ہے۔ تیسری یہ بات ہے اسے قبول نہ کر کے دینے والے کا دل دکھانا مناسب نہیں۔ نیز فرمایا کہ "یہ جنت سے نکلی ہے اس لئے بھی اس کے تحفہ کو رَدّ نہ کرو" یعنی شوق اور رغبت دلانا مقصود ہے کہ اعمالِ صالحہ میں بہت کوشش کرو تاکہ جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔ اہلِ مغرب ریحان کو ایک خاص درخت سے مخصوص کرتے ہیں جسے "آس" کہتے ہیں۔ اہلِ عراق و شام "رحیق" کو ریحان کہتے ہیں "رحیق" پودینہ کو کہتے ہیں۔

حدیث ۶/۲۱۲ حدثنا عمرو[1] بن اسماعیل بن مجالد بن سعید الھمدانی حدثنا ابی[2] عن بیان[3] عن قیس[4] بن ابی حازم عن جریر[5] بن عبد اللہ قال عُرِضْتُ بَیْنَ یَدَیْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَلْقٰی جَرِیْرٌ رِدَآءَہٗ وَمَشٰی فِیْ اِزَارٍ فَقَالَ لَہٗ خُذْ رِدَائَکَ فَقَالَ عُمَرُ لِلْقَوْمِ مَا رَاَیْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ صُوْرَۃً مِنْ جَرِیْرٍ اِلَّا مَا بَلَغَنَا مِنْ صُوْرَۃِ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

ترجمہ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین عمر بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو جریر چادر اتار کر تہہ بند میں چلا، بعد میں اسے فرمایا کہ اپنی چادر لے لے۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کوئی جوان نہیں دیکھا سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے جن کی خوبصورتی کے متعلق ہمیں اطلاع پہنچی ہے۔

حل لغات عُرِضْتُ۔ میں پیش کیا گیا۔
رِدَاء۔ چادر۔ اِزَار۔ تہہ بند، لنگی۔

تشریح شمائل شریف کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے اس لئے کہ باب ہذا کے ساتھ اس حدیث شریف کی ظاہری

Marfat.com

مناسبت نہیں. مگر بعض شارحین نے وجہ مناسبت یہ لکھی ہے کہ خوبصورت آدمی کو خوشبو والا ہونا ضروری ہے، اگرچہ وہ خوشبو کسی پر ظاہر نہ ہو. استاذِ محترم محدثِ کبیر علامہ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا" یہاں استثناء حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا کیا' اور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن مبارک کا نہیں کیا' فرمایا کہ حضرت یوسف کا حسن تو سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وجمال کا سواں حصہ بھی نہیں تھا" حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :-

" دریں جا مراد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است زیرا کہ مقرر است کہ ہیچ کس از بنی آدم و آدم در حسن و ملاحت برابر حضرت نبود یا آنکہ مبالغہ باشد باین وجہ کہ در حسن صورت از بشر ممتاز است. گو از جنس بشر نیست' چنانکہ گفتہ اند' بیت

ایں حسن چہ حسن است ز حد بشر است
از جنس بشر نیست جمال دگر است

یعنی اس جگہ غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے کیونکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ بنی آدم و آدم میں سے کوئی فرد بھی حسن و ملاحت میں حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں ہو سکتا' یا یہ کہ مبالغہ ہو اس وجہ سے حسن صورت میں بشریت سے ممتاز ہے' گویا جنس بشر سے نہیں جیسا کہ کہا گیا ہے' یہ حسن کیا ہی حسن ہے جو کہ بشریت سے بالا ہے' یہ جنس بشر سے نہیں بلکہ کسی اور کا ہی جمال ہے.

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفیس توجیہہ اور بھی فرمائی ہے، فرماتے ہیں :-

بعضے علماء گفت کہ وجہ مناسبت آنست کہ حسن صورت را بوی خوش لازم است، اگرچہ بر ہر کس ظاہر نمی شود مگر کساں کہ حواس خود را از کدورات صاف کردہ اند' چنانچہ یعقوب علیہ السلام از مسافتِ بعیدہ بوئے یوسف علیہ السلام شنید و گفت اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ. پس ایں حدیث متلزم بیان تعطر رسول است بنا بر آنکہ در حسن و ملاحت آنسرور صلی اللہ

بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ حسن کو خوشبو ضروری ہے اگرچہ کسی ایک پر ظاہر نہ ہو، مگر ہاں وہ لوگ جو کہ اپنے حواس کو کدورات سے پاک وصاف کر چکے ہیں. وہ اس خوشبو کا ادراک کر لیتے ہیں جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے جناب یوسف علیہ السلام کے وجود کی خوشبو کو انتہائی دور مسافت سے سونگھ لیا. اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ

Marfat.com

علیہ والہ وسلم ہیچ کس برابر نبود ' پس بوئے خوش تر نیز داشت وایں تعطر ذاتی است. فافہم

یقیناً میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہوں. پس یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعطر کو بیان کر رہی ہے کہ حسن و ملاحت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی نہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی تیز خوشبو کے مالک تھے اور یہ ذاتی خوشبو ہے. فافہم

خصائص کبریٰ ص۲۷۴ میں بیہقی کی روایت ہے. وہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں :۔

"قَالَتْ وَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه والہ وسلم يَوْمَ مَاتَ فَمَرَّتْ بِيْ جُمَعٌ اَكَلْ وَاَتَوَشَّاُ مَا يَذْهَبُ رِيْحُ الْمِسْكِ مِنْ يَدِيْ"

"وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس دن حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تھا' اس دن میں نے اپنا ہاتھ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر رکھا تھا' اب بہت جمعے گذر چکے ہیں کہ میں اسی ہاتھ سے کھاتی بھی ہوں اور اسے دھوتی بھی ہوں مگر وہ خوشبو ابھی تک میرے ہاتھ سے نہیں جاتی."

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ تَعَطُّرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه والہ وسلم

پورا ہوگیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب اس بیان میں ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کیسی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات كَلَامٌ۔ گفتگو۔ یہ اسم مصدر ہے بمعنی المتکلم یا بمعنی ما یتکلم بہ اور یہاں یہی مراد ہے۔

تشریح اس باب میں افصح العرب والعجم، جناب سید الانبیاء، سردارِ کل رسل، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی گفتگو فرمانے کا ذکر ہے یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی طرزِ گفتگو کیسی تھی، سمجھانے کا طریقہ کتنا مناسب اور موزوں تھا اور فصاحت و بلاغت کو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ارشادات پر ناز تھا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کا مقام اعلیٰ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو نصیب تھا۔

حدیث ۱/۲۱۴ حدثنا حمید[1] بن مسعدۃ البصری حدثنا حمید[2] بن الاسود عن اسامۃ[3] بن زید عن الزہری[4] عن عروۃ[5] عن عائشۃ[6] رضی اللہ عنہا قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یسرد سردکم ھذا ولکنہ کان یتکلم بکلام بین فصل یحفظہ من جلس الیہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی گفتگو لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جب گفتگو فرماتے صاف صاف

---

[1] حمید بن مسعدۃ البصری، دیکھو حدیث ۲

[2] حمید بن الاسود۔ الاشعری ابو الاسود البصری ہے، ابو الاسود کنیت ہے صدوق یہم قلیلا من السابعۃ

اخرج لہ البخاری فی القدر والنسائی۔

[3] اسامۃ بن زید۔ الیثی ہے مولاھم صدوق یہم ۱۵۳ھ

اخرج لہ البخاری فی الادب المفرد والترمذی فی الشمائل والنسائی فی التفسیر۔

[4] الزہری، دیکھو حدیث ۲

[5] عروۃ، دیکھو حدیث ۲

[6] عائشۃ، دیکھو حدیث ۲

Marfat.com

اور ٹھہر ٹھہر کر، جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوتا اس گفتگو کو یاد کر لیتا۔

حل لغات سَرْدٌ۔ ٹانکنا، فر فر یعنی جلدی جلدی پڑھنا، بلا توقف۔
فَصْلٍ۔ ٹھہر ٹھہر کر، الگ الگ، علیحدہ علیحدہ۔

تشریح حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سکون، اطمینان، انتہائی تسلی اور تشفی کے ساتھ گفتگو فرماتے اور انتہائی طور پر سمجھاتے، ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے، اور جیسا کہ بہت ہی قابل اور سنجیدہ افراد کا طریقہ ہے اسی طرح سنجیدگی سے گفتگو فرماتے تاکہ مجلس میں جتنے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہوتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حکیمانہ اور غور و فکر سے بھرپور گفتگو کو بآسانی ازبر کر لیتے تھے، آپ کی گفتگو ہرگز ہرگز ایسی نہ ہوتی کہ لوگوں کی طرح جلد جلد، لگاتار، فر فر باتیں کرتے اور سننے والا سمجھ بھی نہیں سکتا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

حدیث ۲/۲۱۵ حدثنا محمد بن یحییٰ حدثنا ابو قتیبۃ سلم بن قتیبۃ عن عبد اللہ بن المثنیٰ عن ثمامۃ عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعید الکلمۃ ثلثا لتعقل عنہ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کلام کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والے اس کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

حل لغات یُعِیْدُ۔ دہراتے تھے، اعادہ کرتے تھے، تکرار کرتے تھے۔

تشریح حضور سید الانس والجان شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی دلجمعی اور اطمینانِ قلب اور توجہ تامہ کے ساتھ ارشاد فرماتے تاکہ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ یعنی ہر قسم کی عقل و فکر اور فہم والا جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواعظ حسنہ سے خوب اچھی طرح مستفید و مستفیض ہو سکے اور احکام و اوامر کو ذہن نشین کر کے خوب محفوظ اور ازبر کر لے اس طرح حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین تین بار ایک ایک جملہ کو دہرانا اپنی اُمت پر کمال درجے کی شفقت ہے تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ عالیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حفظ فرما کر اُمت مرحومہ کے لئے

Marfat.com

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مشعلِ ہدایت بنا دیئے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسے طریقہ پر گفتگو فرمانا اس وقت پر محمول ہے جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف میں بہت کثرت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہوتے، تاکہ سب کے سب خوب سُن لیں اور سمجھ لیں یا ایسے وقت بھی ایسی گفتگو کو محمول کیا جا سکتا ہے جبکہ کچھ التباس یا اشتباہ ہو تو ایسی تکرار سے حل کیا جا سکے۔

حدیث ۳/۲۱۶ حدثنا سفیان بن وکیع انباءنا جمیع بن عمرو بن عبد الرحمٰن العجلی حدثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی هالة زوج خدیجة یکنی اباعبد الله عن ابن لابی هالة عن الحسن بن علی قال سألت خالی هند بن ابی هالة وکان وصافا قلت صف لی منطق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم متواصل الاحزان دائم الفکرة لیست له راحة طویل السکت لا یتکلم فی غیر حاجة یفتتح الکلام ویختمه باشداقه ویتکلم بجوامع الکلم کلامه فصل لا فضول ولا تقصیر لیس بالجافی ولا المهین یعظم النعمة وان دقت لا یذم منها شیئا غیر انه لم یکن یذم ذواقا ولا یمدحه ولا تغضبه الدنیا ولا ما کان لها فاذا تعدی الحق لم یقم لغضبه شیئ حتی ینتصر له لا یغضب لنفسه ولا ینتصر لها اذا اشار اشار بکفه کلها واذا تعجب قلبها واذا تحدث اتصل بها وضرب براحته الیمنی بطن ابهامه الیسری واذا غضب اعرض واشاح واذا فرح غض طرفه جل ضحکه التبسم یفتر عن مثل حب الغمام۔

ترجمہ امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جو کہ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ کریمانہ بیان فرماتے تھے، عرض کیا کہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت مجھ سے بیان کریں، انہوں نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر محزون و غمگین رہتے، ہمیشہ متفکر رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام نہیں ملا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر خاموش رہتے۔ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، ابتدائے کلام سے انتہائے کلام تک پورے مُنہ مبارک کو استعمال کرتے تھے، گفتگو فرماتے وقت جامع کلمات

Marfat.com

استعمال فرماتے تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو انتہائی صاف اور واضح ہوتی' ضرورت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی ادائیگی مقصود میں کوئی کمی ہوتی تھی، نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جفا کرنے والے تھے اور نہ ہی آنجناب حقیر و ضعیف تھے، آپ نعمت کو بڑی عظمت بخشتے تھے اگرچہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نعمت میں سے کسی چیز کی مذمت نہیں فرماتے تھے۔ البتہ کھانے کی چیزوں کی نہ مذمت کرتے اور نہ ہی زیادہ تعریف کرتے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی دنیاوی امر کی وجہ سے غصہ آتا تھا اور نہ ہی کوئی ایسی چیز تھی جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان دنیاوی امور میں غصہ آتا۔ ہاں جب کوئی شخص حق سے تجاوز کر جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غصہ کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی' یہاں تک (اس کمزور اور بے بس کی) کی اعانت میں حمایت فرماتے۔ انہوں نے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی ذات مبارک کے لئے کبھی غصہ نہیں فرمایا اور نہ کبھی اس کا انتقام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کی طرف اشارہ فرماتے تو پورے دستِ مبارک سے اشارہ فرماتے، جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو پورے دستِ مبارک سے اشارہ فرماتے۔ جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہتھیلی کو پلٹ دیتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے، پیوستہ (ہتھیلی) کو (حرکت دیتے) اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو مارتے۔ جب غصہ فرماتے تو انتہائی طور پر اعراض فرما لیتے اور جس وقت خوش ہوتے تو آنکھیں بند کر لیتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال درجے کا ہنسنا صرف تبسم تھا' اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک سفید اور چمک دار اولے کی مانند دکھائی دیتے تھے۔

حل لغات وَصَّافًا۔ وصف بیان کرنے والا' تعریف کرنے والا۔ مَنْطِقٌ۔ گفتگو، بات چیت۔ مُتَوَاصِلُ الْاَحْزَان ہمیشہ غمگین رہتے۔ رَاحَة، چین۔ اِشْدَاق۔ واحد شِدْق ہے۔ باچھ، جبڑا، مُنہ۔ فَصْلٌ۔ جُدا جُدا، واضح واضح۔ فُضُوْلٌ۔ ضرورت سے زیادہ۔ تَقْصِیْرٌ۔ کمی کرنا۔ اَلْمُهِیْن۔ حقیر، کمزور۔ دَقَّت۔ تھوڑی۔ باریک۔ ذَوَاقًا۔ مزہ چکھنا۔ تَعَدِّیَ۔ زیادتی کرنا، تجاوز کرنا۔ اَشَاحَ۔ خشمناک ہوتے۔ غَضَّ۔ بند کر لیتے۔ جَلَّ۔ شئ معظم، بزرگ چیز، کمال۔ یَفْتَرُّ۔ برہنہ ہوتے، ظاہر ہوتے، کھل جاتے۔ حَبَّ۔ دانا۔ اَلْغَمَام۔ بادل۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر غمگین رہتے" استاذِ گرامی قدر حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث فرماتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی قسم کا کوئی فکر یا غم نہیں تھا مگر ہر وقت ایک ہی غم تھا کہ میری اُمت کسی وقت بھی نعمتِ ایمان سے محروم نہ ہو جائے اور اس اُمتِ مرحومہ پر احوالِ

marfat.com

Marfat.com

عاقبت اور قیامت کے دن اپنی اُمت کے حساب وکتاب پر ہمیشہ غم فرماتے اور سجدہ میں گر کر اپنی اس اُمت کی بخشش کے لئے دُعائیں فرماتے رہتے اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم گنہگاروں اور روسیاہوں کی غمخواری نہ کریں گے تو اور کون کرے گا۔ یہ غمخواری بسبب کمال رحمت کے ہے جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمت پر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شانِ رحمۃ اللعالمینی اور مومنوں پر رأفت ورحیمیت کے ساتھ متصف فرمایا تھا۔

ارشاد ہے کہ "ہمیشہ متفکر رہتے" حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی کبریائی عظمت اور جلال میں جو شہود تھا اس کی وجہ سے ہر وقت تفکر میں رہتے" شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"ہمیشہ فکر کنندہ در صنائع الٰہی" یعنی "اللہ جل جلالہٗ کے صنائع میں ہمیشہ فکر کرتے رہتے تھے"

صاحبِ اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی المصری لکھتے ہیں :-

"فی خلق السماء والارض وادارۃ الملکوت العظیم"

حدیث شریف میں ہے کہ :-

"تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ" "ایک ساعت اللہ جل جلالہٗ کی عظیم قدرتوں میں تفکر کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے"

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام نہیں ملا" یعنی حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی زندگی انتہائی محنت و مشقت میں گذاری اور پھر مدنی زندگی کفار کے ساتھ جہاد میں گذار دی، عبادات میں مصروف رہے۔ مجاہدات اور ریاضت میں منہمک رہے اور امورِ تبلیغ میں تو انتہائی طور پر مشغول رہے تو آرام کہاں میسر ہوا۔ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی نے کیا ہی خوب تشریح فرمائی لکھتے ہیں :-

"ای لم یمض وقت من غیر طاعۃ، لاشتغالہ بوظائف العبادات وما اکثرھا واھتمامہ بما یصلح الامۃ ویرفع رایۃ الحق ویرسی قواعد العز والمجد لدین اللہ، فظاھرہ مشغول بذالک وباطنہ موصول بذالجلال والاکرام"

ارشاد ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر خاموش رہتے" چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، اس کے

Marfat.com

عجائب مخلوقات اور عظیم دلائل براہینِ توحید پر غور و فکر فرماتے رہتے لہذا یقیناً اکثر خاموشی اختیار فرماتے اور احمد اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ "من صمت نجا" جو خاموش رہا نجات پاگیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیسکت" — "جو اللہ جل جلالہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، پس اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"

ایک تیسری روایت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"لیتنی کنت اخرس الا عن ذکر اللہ" — "کاش کہ سوائے ذکرِ الٰہی کے مجھ سے اور کوئی بات نہ ہوتی"

ارشاد ہے کہ "بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے" اس لئے کہ زیادہ باتیں کرنے والا عموماً لغو باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بے معنی اور لایعنی قسم کی باتوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی خواہش سے گفتگو فرماتے ہی نہ تھے بلکہ وحی الٰہی کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نطق مبارک سے ہوتا تھا۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ اسی وقت گفتگو فرماتے جب گفتگو کی ضرورت ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ان من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا چاہیئے کہ خاموش رہے" ارشاد ہے کہ ابتدائے کلام سے لے کر انتہائے کلام تک پورے منہ مبارک کو استعمال کرتے تھے" یعنی گفتگو فرماتے وقت بھرے ہوئے منہ مبارک سے ارشاد فرماتے مکمل اور پورے الفاظ اور فقرے ادا ہوتے نوکِ زبان سے کوئی لفظ کاٹتے ہوئے بیان نہ فرماتے اور گفتگو فرماتے وقت اندرونِ دہن شریف دونوں باجیں یا جبڑے مصروف ہوتے۔ بزرگانِ کرام، متواضع اور عقلمند صاحبان کی گفتگو کا یہی مناسب طریقہ ہوا کرتا ہے۔ ارشاد ہے "گفتگو فرماتے وقت جامع کلمات استعمال فرماتے تھے" یعنی لفظوں میں اختصار ہوتا اور معانیٔ کثیرہ کے حامل ہوتے۔ علامہ عبدالرؤف المناوی فرماتے ہیں:۔

"ای بکلمات قلیلۃ الحروف جامعۃ لمعان کثیرہ" — "جوامع الکلم وہ کلمات ہیں جن کے حروف تھوڑے ہوتے ہیں اور معانیٔ کثیرہ کے جامع ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری نے شرح جمع الوسائل کی دوسری جلد صـ۱۱ پر ایسے جوامع الکلم کی چالیس احادیث جمع فرمائی ہیں، بعض علماء فرماتے ہیں کہ جوامع الکلم سے مراد قرآن مجید ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "اُوتیت جوامع الکلم" یعنی قرآن مجید، گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآنِ مجید کے مقتضا کے مطابق ہی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ارشاد ہے آنجناب صلی اللہ

marfat.com

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو انتہائی صاف اور واضح ہوتی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو میں کوئی گنجلک' تذبذب یا کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہوتا بلکہ سوائے سچائی' حقائق اور دلائل براہین کے اور کچھ نہ ہوتا' حق کو حق اور باطل کو باطل واضح کر دیتے، ایسی گفتگو فرماتے کہ سُننے والے کی تسلی ہو جاتی' وہ تردد میں نہ پڑتا' بلکہ مطمئن ہو جاتا' ارشاد ہے " ضرورت سے زیادہ گفتگو نہیں ہوتی تھی اور نہ ادائیگی مقصود میں کوئی کمی ہوتی تھی" یعنی نہ ہی مقصود اور مُراد سے ہٹ کر دُور از کار گفتگو فرماتے اور نہ ہی بالکل ادھوری سے موضوع سے ہٹ کر گفتگو کرتے بلکہ بالکل اپنے مقصود اور مُراد کو نہایت ہی مختصر اور بامقصد الفاظ میں بیان فرما دیتے تاکہ سننے والے اپنے مدعا اور مقصد کو پالیں۔

ارشاد ہے" نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جفا کرنے والے تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے صلہ رحمی' نیکی اور احسان اپنے اقارب اور احباب کے ساتھ انتہائی بھلائی' حلیمی' نرمی اور رواداری سے پیش آتے، شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم غلیظ الخلقۃ والطبع نہیں تھے یعنی جس کو بدخلق کہا جائے وہ آپ نہیں تھے، قرآن مجید میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف میں ارشاد ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ" (آل عمران)

یعنی "اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا نرم و ملائم ہونا اللہ کی خاص رحمت ہے' اگر آپ تند خو اور سخت دِل ہوتے تو آپ سے دُور بھاگ جاتے' سو آپ ان کی خطا معاف فرما دیں اور ان کے لئے بخشش طلب کریں۔"

حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے لئے رحمت تھے اور قیامت تک بلکہ قیامت میں بھی رحمت ہی رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار اوصافِ حسنہ میں ایک یہ وصف بھی نمایاں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی نرم دِل اور ملائم طبیعت تھے۔ سخت مزاج اور تند خو نہ تھے جو کہ جفا کی صفتیں ہیں۔ ارشاد ہے کہ" نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیر و ضعیف تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار' آپ کی شان' عزت اور جلال اس حد کمال تک تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہابت و عظمت سے بادشاہ اور بڑے بڑے جابر اکابر ذلیل اور حقیر ہوتے تھے' ان کے دِلوں میں حضُور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رُعب اور ہیبت کی وجہ سے لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُورا ہو گیا۔

marfat.com

Marfat.com

اسماء الرجال جلد ۲ ص ۲۱۷
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشیبہ ۲
عباد بن العوام دیکھو جلد ۲ ص ۲
باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ وشیبہ ۲
ع ۲ الحجاج دھو ابن ارطاۃ۔ حماد نے کہا کان افقہ عندنا لحدیثہ من سفیان۔ الخ نے کہا کان من الحفاظ۔ ابوحاتم نے کہا صدوق ومدلس الخ نے کہا لیس بقوی وقال غیرہ ھو احد الائمۃ فی الحدیث والفقہ اتفقوا علی تدلیسہ وضعفہ الجمہور۔
ع ۴ سماک بن حرب۔ دیکھو جلد ۲ ص ۲
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشیبہ ۲
ع ۵ جابر بن سمرہ۔ دیکھو جلد ۲ ص ۲
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشیبہ ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ضَحِكِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہنسنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات ضَحِكٌ۔ ہنسنا۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین سردار انبیاء ہادیٔ کل احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف مواقع پر ہنسنے اور تبسم فرمانے کا ذکر ہے۔

حدیث ۱/۲۱۷ حدثنا احمد بن[ع۱] منیع حدثنا عباد بن[ع۲] العوام اخبرنا الحجاج[ع۳] وھو ابن ارطاۃ عن سماک[ع۴] بن حرب عن جابر[ع۵] بن سمرۃ قال کان فی ساق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خموشۃ وکان لا یضحک الا تبسما فکنت اذا نظرت الیہ قلت اکحل العینین ولیس بالکحل۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلیاں (مبارک) ذرا پتلی تھیں۔ آنجناب کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنستے مگر مسکراتے تھے۔ جب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تو میں یہی سمجھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں آنکھوں میں سُرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔

Marfat.com

حل لغات سَاقَیْ: تثنیہ ہے 'دو پنڈلیاں'۔ سَاقٌ واحد ہے۔ خَمُوْشَۃٌ، ذرا پتلی، درمیانی باریک، حَمُوْشَۃٌ حائے مہملہ کے ساتھ بھی بعض نسخوں میں آیا ہے اور علی القاری رحمۃ الباری البیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے حائے مہملہ کے ساتھ یعنی حموشۃ صحیح لکھا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ خائے معجمہ کے ساتھ یعنی خموشۃ کے معنی "ھوخدش الوجھہ ولطمہ وقطع عضومنہ" کے ہیں اور قاموس نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔

تشریح یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالب اوقات تبسم ہی فرماتے یا مسکراتے' اور قہقہہ سے ہنسنے کی نوبت تو بہت ہی کم اوقات میں آئی' اور جب کبھی ہنستے تو دانت مبارک نظر آجاتے۔ حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ھوانہ کان یضحک فی امور الآخرۃ ویتبسم فی امور الدنیا" — یعنی "امورِ آخرت میں تو ہنستے اور امورِ دنیا میں تبسم فرماتے"

حضور سراپا حسن وجمال سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں پلکوں کی سیاہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت اصلیہ سے تھی۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں:۔

"انما ھوالجمال الخلقی الذی لا مثیل لہ" — "سوائے اس کے نہیں کہ وہ جمال خلقت اصلیہ ہے جسکی کوئی مثال ہی نہیں"۔

اسی لئے دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ گویا پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ قدرتی اور ذاتی سیاہی سرمہ کی سیاہی سے بدرجہا خوبصورت' بہتر' اچھی اور دیدہ زیب ہے' اس لئے کہ یہ سیاہی اپنے اندر ہمیشگی اور نہ زائل ہونے والی خاصیت رکھتی ہے۔ نیز نہایت ہی مناسب ہے اور انتہائی درجے کی پاکیزہ ہے' اس کے برعکس سرمہ کی سیاہی میں یہ خوبیاں نہیں۔ جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"باید دانست کہ ازیں لازم نمی آید کہ گاہے سرمہ نکشیدہ باشد تا منافی شود بحدیث اکتحال' زیرا کہ شاید برائے اغراض دیگر استعمال سرمہ گاہ گاہ میکردے پس دفع شد توہم آنچہ بعضی شارحان کردہ اند" — "جان لینا چاہیئے کہ اس سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ کبھی سرمہ نہ کیا ہو' تاکہ منافی ہو اکتحال کی حدیث کے ساتھ' اسلئے کہ شاید دوسرے اغراض کے لئے سرمہ گاہے گاہے استعمال فرمایا ہو' لہٰذا یہ توہم جو بعض شارحین کو پیدا ہوا ہے دفع ہو گیا"

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۲/۲۱۸ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید اخبرنا ابن لہیعۃ[2] عن عبید اللہ[3] بن المغیرۃ عن عبد اللہ[4] بن الحارث بن جزء قال ما رأیت احدا اکثر تبسما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ عبداللہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حل لغات تبسم۔ مسکرانا۔ ہلکی ہنسی جس میں فقط سامنے کے دانت نمودار ہوتے ہیں، آواز نہیں آتی۔

تشریح اس حدیث شریف سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں کے ساتھ بشاشت سے پیش آتے تھے، اس لئے کہ یہ ایسے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور کی تازگی، شگفتگی اور بشاشت سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انشراح اور انبساط حاصل کرتے تھے۔ نیز یہ حدیث شریف حدیث ۳ باب گذشتہ (متواصل الاحزان) کے منافی نہیں ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حزن آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کیفیتِ نفس ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بشاشت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے انشراح و انبساط کا سبب ہے۔

حدیث ۳/۲۱۹ حدثنا احمد[1] بن الخالد الخلال حدثنا یحیی[2] بن اسحق السیلحانی حدثنا لیث[3] بن سعد عن یزید[4] بن ابی حبیب عن عبد اللہ[5] بن الحارث قال ما کان ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الا تبسما قال ابو عیسی ھذا حدیث غریب من حدیث لیث بن سعد۔

ترجمہ عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہنسنا نہیں ہوتا تھا مگر تبسم سے۔

تشریح یعنی بسا اوقات حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم تبسم ہی فرماتے تھے اور آواز مبارک کے ساتھ جسے قہقہہ کہتے ہیں ہنسنے کا موقع بہت کم واقع ہوا ہے۔ صاحبِ ترمذی جناب ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث لیث بن سعید

Marfat.com

کی حدیث کی وجہ سے غریب ہے۔ اصطلاح میں غریب حدیث وہ ہوتی ہے جس کا صرف ایک ہی راوی ہو۔ صاحب ترمذی کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث یہاں پر لیث بن سعید کی وجہ سے جو کہ یگانہ راوی ہیں غریب ہے، یہ غرابت "اسناد" میں ہے نہ کہ "متن" میں، لہٰذا اسند کی غرابت حدیث مبارک کی صحت کے منافی نہیں۔ اسلئے وہ شخص جو اس روایت میں منفرد ہے یعنی لیث بن سعد، اس کی جلالت اور امامت پر اتفاق اور اجماع ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں :-

"ان غرابته ناشئة من تفرد الليث وهو مجمع على امامته وجلالته فهي غرابة في السند لا تنافي صحته"

حدیث ۴۲۰/۴ حدثنا ابو عمار[1] الحسين بن حريث انبانا وكيع[2] حدثنا الاعمش[3] عن المعرور بن سويد[4] عن ابی ذر[5] رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لاعلم اول رجل يدخل الجنة واخر رجل يخرج من النار يؤتى بالرجل يوم القيامة فيقال اعرضوا عليه صغار ذنوبه وتخبأ عنه كبارها فيقال له عملت يوم كذا وكذا وهو مقر لا ينكر وهو مشفق من كبارها فيقال اعطوه مكان كل سيئة عملها حسنة فيقول ان لي ذنوبا ما اراها ههنا قال ابو ذر فلقد رأيت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضحك حتى بدت نواجذه۔

ترجمہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں اس شخص کو بخوبی جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا۔ قیامت کے دن ایک شخص دربارِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے گناہ اس کے سامنے رکھ دو، اور اس کے بڑے گناہ اس سے مخفی رکھو۔ پھر کہا جائے گا اسے فلاں دن تو نے یہ کیا تھا، فلاں دن تو نے یہ کیا تھا، وہ اقرار کرے گا، انکار نہ کر سکے گا، اور ان اپنے بڑے گناہوں سے خوفزدہ ہوگا، پس کہا جائے گا کہ اسے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی دی جائے، تو وہ بول اٹھے گا میرے تو اور بھی بہت گناہ ہیں جو میں نے یہاں نہیں دیکھے۔ جناب ابوذر نے فرمایا کہ پس قسم ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ہنسے، یہاں تک کہ اگلے دانت نظر آئے۔

---

[1] ابو عمار حسین کی عرفیت ہے ابوذر انفاری سے جناب ہیں قبیلہ بنی غفار میں ایمان لائے۔ آخر عمر میں ربذہ میں تشریف لے گئے تھے وہیں وفات ہوئی

Marfat.com

حل لغات تُخْبَاءُ. چھپائے جائیں گے' مخفی رکھے جائیں گے' خَبَاءٌ مصدر ہے چھپانا' پنہاں رکھنا' پوشیدہ رکھنا. مُقِرٌّ. اقرار کرنے والا. مُشْفِقٌ مِنْهُ. وہ اس سے ڈرے گا' خوفزدہ ہوگا. لَقَدْ قسم ہے. نَوَاجِذُ اگلے درمیانی دانت. بَدَتْ. ظاہر ہوئے.

تشریح ارشاد ہے "میں اس شخص کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص کو بھی بخوبی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا" یعنی وحی یا الہام یا علم عطائی کے ذریعہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر فضل وکرم فرمایا ہے. جو شخص جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا اور جو شخص جہنم سے سب سے آخر میں نکلے گا آپ اس کو جانتے ہیں پہچانتے ہیں اور اس کا علم رکھتے ہیں' اللہ جل جلالہٗ نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس علم سے نوازا تھا کہ جس کے ذرہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت محدثِ کبیر فقیہہِ عظیم علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر المشہور بہ تفسیرِ عزیزی میں آیۂ کریمہ "وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" کی تفسیر میں رقمطراز ہیں :-

"یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنورِ نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او ی شناسد گناہان شما را و درد رجات ایمان شما را و اعمال نیک وبد شما را و اخلاص ونفاق شما را ولہذا شہادت او در دنیا ہر حکم شرع در حق اُمت مقبول و واجب العمل است"

"یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورِ نبوت سے اپنے دین میں ہر متدین کے رُتبے سے اطلاع رکھتے ہیں' وہ جانتے ہیں کہ میرے دین میں وہ کہاں تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کونسا حجاب ہے جس کی بدولت وہ ترقی سے محروم رہا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے گناہوں اخلاق اور نفاق کو پہچانتے ہیں. اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت دنیا اور عقبیٰ میں اُمت کے حق میں شرعاً مقبول اور واجب العمل ہے"

صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی مصری فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پہلے شخص مبارک ہیں

Marfat.com

جو جنت میں داخل ہوں گے اور بروایت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں :۔

"وھوان جھینۃ یخرج من النار زحفاً اوحبوا" "آخری جنت میں داخل ہونے والے جہینہ ہیں"

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"یعنی ہمہ را می دانم و واقعاتے کہ خواہد شد نیز می دانم چنانکہ ایں واقعہ کہ پیشتر بیان فرمودیکے از آنہا است پس کلام آئندہ استیناف است ، فافہم"

"یعنی سب کچھ جانتا ہوں چنانچہ یہ واقعہ جو بیان فرمایا ان میں سے ایک ہے ' لہذا آنے والا بیان اسی کا ایک جزو ہے ' فافہم"

ابوذر کا ارشاد ہے "پس قسم ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ہنسے یہاں تک کہ اگلے دانت نظر آئے" یعنی اس شخص کی اس جیرت پر کہ اللہ جل جلالہ نے اس کے گناہ معاف فرما کر اس کو نیکیاں مرحمت فرمادیں ' حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا تعجب کی وجہ سے تھا کہ جب اس شخص نے صغائر کو حسنات میں تبدیل ہوتے دیکھا تو اس کے اندر حرص وطمع پیدا ہوئی ' تو بول اٹھا میرے کبائر کی وجہ سے مجھے نیکیاں دے دی جائیں۔

حدیث ۵/۲۲۱ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا معاویۃ[2] بن عمرو حدثنا زائدۃ[3] عن بیان[4] عن قیس[5] بن ابی حازم عن جریر[6] بن عبداللہ قال ما حجبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منذ اسلمت ولا رانی الا ضحک۔

ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ میں مسلمان ہوا اور مجھے نہیں دیکھتے مگر ہنستے ہوئے۔

حل لغات ما حجبنی ۔ مجھے نہیں منع کیا۔
حجب یا حجاب ۔ محروم کرنا ، روکنا ، منع کرنا ، ڈھانپنا ، آڑ کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "مجھے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ مسلمان ہوا" یعنی جس دن سے میں اسلام لایا مجھے اپنے دربار پاک میں حاضر ہونے سے نہیں روکا ' جس وقت بھی میں حاضر ہوا ' مجھے اپنے قدموں میں حاضر ہونے سے منع نہیں فرمایا ' اور

[1] اسماء الرجال حدیث ۵/۲۲۱
[2] احمد بن منیع ۔ دیکھو حدیث ۱۲۳
[3] باب ما جاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۲۳
[4] معاویہ بن عمرو الازدی ۔ ثقہ
[5] زائدۃ بن قدامۃ الثقفی ۔ ثقہ
[6] بیان ۔ دیکھو حدیث ۱۲۳
[7] باب ما جاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۲۳
[8] قیس بن ابی حازم ۔ دیکھو حدیث ۱۲۳
[9] باب ما جاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۲۳
[10] جریر بن عبداللہ ۔ دیکھو حدیث ۱۲۳
[11] باب ما جاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۲۳

Marfat.com

ارشاد ہے "تجھے نہیں دیکھتے مگر ہنستے ہوئے" یعنی جس وقت بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت اور نظرِ رحمت میری طرف اٹھی تو انتہائی سُرور و انبساط کے ساتھ ہنستے ہوئے اٹھی تھی، حضرت علامہ محدثِ جلیل الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں لکھتے ہیں "جب نبی علیہ السلام ہنستے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دندان مُبارک یُوں چمکتے جیسے بادلوں کی اوٹ سے بجلی کوندی ہو، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عام لوگوں کی طرح کھل کھلا کر نہیں ہنستے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہنسی تبسم نما تھی۔

حدیث ۶/۲۲۲ حدثنا احمد بن منیع حدثنا زائدۃ عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس عن جریر قال ما حجبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منذ اسلمت ولا رانی الا تبسم.

ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ میں مسلمان ہوا اور مجھے نہیں دیکھتے مگر تبسم فرماتے ہوئے۔

تشریح اس سے گذشتہ حدیث ۵/۲۲۱ میں ہنسنے کا ذکر فرمایا اور اس حدیث شریف میں "تبسم" کا ذکر ہے۔ شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا درحقیقت تبسم ہی ہوتا تھا۔ حضرت محدثِ جلیل علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"عبداللہ بن حارث ہی بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا مُسکرانا ہوتا تھا، آواز کے ساتھ نہیں ہنستے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو مُسکرا کر، اور بڑی خندہ روئی کے ساتھ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ساتھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرح زور زور سے نہیں ہنستے تھے صرف مسکراتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے تو اس سنجیدگی اور متانت سے بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور انہیں خدشہ ہے کہ زور سے ہنسیں گے یا بات کریں گے تو اڑ جائیں گے گویا پُوری مجلس میں پاسِ ادب سے سناٹا ہوتا تھا، اتفاقاً کسی کو کسی بات پر بے اختیار ہنسی بھی آجاتی تو وہ مُنہ پر ہاتھ یا رُومال رکھ لیتا، کہیں پیش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسنے کی آواز نہ نکل جائے اور گستاخی ہو جائے

اسماء الرجال حدیث ۶/۲۲۲
۱ جریر بن عبداللہ ... دیکھو حدیث ۲۲۲ باب ماجاء فی صفۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۲ معاویہ بن قرہ ... دیکھو حدیث ۲۲۱ باب ہذا، حدیث ۲
۳ زائدۃ ... دیکھو حدیث ۵/۲۲۱ باب ہذا، حدیث ۲
۴ اسماعیل بن ابی خالد ... دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۵ قیس ... دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۶ جریر ... دیکھو حدیث ملاحظہ باب ماجاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

marfat.com
Marfat.com

صحابہ کا یہ حال ادب اور احترام کی بنا پر تھا۔"

حدیث ۲۲۳

حدثنا هناد بن السری حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن ابراهیم عن عبیدة السلمانی عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَیُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَذْهَبُ لِیَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَیَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ قَدْ اَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ فَیُقَالُ لَهُ اَتَذْکُرُ الزَّمَانَ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْهِ فَیَقُوْلُ نَعَمْ قَالَ فَیُقَالُ لَهُ تَمَنَّ قَالَ فَیَتَمَنّٰی فَیُقَالُ لَهُ فَاِنَّ لَکَ الَّذِیْ تَمَنَّیْتَ وَعَشَرَةَ اَضْعَافِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ.

ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یقیناً میں بخوبی جانتا ہوں کہ سب سے آخر میں کون شخص جہنم سے نکالا جائے گا۔ جہنم سے ایک شخص کو گھٹنوں کے بل نکالا جائے گا اور کہا جائے گا چل جا جنت میں داخل ہو جا' پھر اسے جنت میں داخل کرنے کے لئے لے جایا جائے گا۔ پس وہ دیکھے گا کہ بہشت کی تمام منزلوں پر لوگوں نے رہائش اختیار کی ہوئی ہے اور وہاں آرام کر رہے ہیں۔ پھر وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا۔ اے میرے رب تعالیٰ! لوگوں نے تو بہشت کی تمام جگہوں پر سکونت اختیار کر لی ہے تو اسے کہا جائے گا کیا تجھے وہ وقت یاد ہے جبکہ تو دُنیا میں تھا' وہ عرض کرے گا کہ ہاں' پھر اس سے کہا جائے گا تو اپنی تمنا یعنی خواہش بیان کر' پس وہ اپنی خواہش بیان کرے گا تو اسے کہا جائے گا تیرے لئے وہ ہے جس کی تو نے تمنا کی اور دنیا سے دس گنا۔ وہ کہے گا اے بادشاہوں کے بادشاہ! کیا آپ میرے ساتھ دل لگی کرتے ہیں۔ ابنِ مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب اس شخص کی یہ بات بیان فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہاں تک دندان مُبارک دکھائی دینے لگے۔

حل لغات

زَحْفًا۔ سرین کے بل' گھٹنوں کے بل۔ المنازل۔ مقام، جگہیں' محل۔

تَمَنَّ۔ تو خواہش کر' آرزو کر' تمنا کر۔

اسماء الرجال حدیث کے
۲۲۳
علامہ السری۔ دیکھو حدیث ۲۲۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و الرد علی من شبہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عبدالرحمٰن بن ابی یعلی الہمدانی۔ (مناوی)
تبع الاعمش۔ دیکھو حدیث ۲۲۲
باب ما جاء فی صفۃ شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و عیشہ
ابراہیم۔ حضرت مناوی فرماتے ہیں۔ شمائل شریف میں چھ ابراہیم ہیں۔ لا یعلم ایہم ھذا۔ مصنف نہیں کہ یہ کونسے ہیں۔
عبیدۃ السلمانی۔ کوفی ہے حضرت علی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ ابن حبان نے کہا ہے ثقہ ہے۔ کوفہ میں وفات پائی۔ (الخلاصہ)
عبداللہ بن مسعود۔ دیکھو حدیث ۲۲۲
باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبسم فرمانا تعجب کی وجہ سے تھا اور یہ تعجب حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کاملہ پر اور اس شخص کے کلام پر آیا۔

حدیث ۸/۲۲۴ حدثنا قتیبۃ بن سعید بنا ابو الاحوص من ابی اسحٰق من علی بن ربیعۃ قال شہدت علیا رضی اللہ عنہ اُتِیَ بِدَابَّۃٍ لِیَرْکَبَہَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَہٗ فِی الرِّکَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ فَلَمَّا اسْتَوٰی عَلٰی ظَہْرِہَا قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ قَالَ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثَلٰثًا وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ثَلٰثًا سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِکَ فَقُلْتُ لَہٗ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَنَعَ کَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِکَ فَقُلْتُ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَعْجَبُ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اَحَدٌ غَیْرِیْ۔

ترجمہ علی بن ربیعہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سواری کا جانور آپ کے لئے لایا گیا تاکہ آپ اس پر سوار ہوں جب پاؤں رکاب میں رکھا تو پڑھا بِسْمِ اللّٰہِ۔ پھر جب پیٹھ پر آرام سے بیٹھ گئے تو فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس کے بعد پڑھا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ پھر تین بار الحمد للہ اور تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرمایا اور یہ دعا پڑھی سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ یہ دعا پڑھنے کے بعد امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہنسے، میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! کس وجہ سے آپ ہنسے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا جیسا کہ میں نے کیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کس وجہ سے آپ ہنسے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تیرا پروردگار اپنے بندے سے مزور اس وقت تک خوش ہوتا ہے جب کہ وہ کہتا ہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اَحَدٌ غَیْرِیْ۔

حل لغات دَابَّۃ۔ جانور، گھوڑا وغیرہ۔ صَنَعْتُ۔ میں نے کیا۔

اسماء الرجال ویلیہ ۲۲۴
واعلم ان یعقوب الحضرمی ہو یعقوب بن ابی یعقوب الحضرمی ابو یوسف الکوفی ہو یروی عن ابی حنیفۃ وشعبۃ وغیرہما وعنہ ابن مہدی وابن المبارک وغیرہما وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عمار وابن شاہین وقال ابو حاتم صالح الحدیث وقال النسائی لیس بہ بأس وقال ابن عدی لہ احادیث صالحۃ وقد روی عنہ الثقات وقال الدارقطنی ثقۃ وقال ابن حبان کان ممن یخطئ ویخالف ولا یعلم بخطئہ فاستحق ترک الاحتجاج بہ فیما انفرد بہ من الروایات لمخالفتہ الاثبات فی الروایات وقال الحاکم ابو عبد اللہ ثقۃ مأمون وقال ابو احمد الحاکم لیس بالقوی عندہم وقال الساجی صدوق یہم کثیرا وقال العقیلی لا یتابع علی حدیثہ وقال ابن عدی ہو ممن یکتب حدیثہ وقال ابن حزم لیس بالقوی وقال ابن القطان الفاسی الحال فیہ ما قال ابن حبان من کونہ

تشریح حضرات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سنتِ نبوی علیہ التحیۃ والسلام ادا کرنے کا ایسا شوق و ذوق تھا کہ معمولی معمولی حرکات بھی اسی طرح کرتے تھے جس طرح کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھتے تھے

حدیث ۹/۲۲۵ حدثنا محمد[1] بن بشار انبانا محمد[2] بن عبد اللہ الانصاری حدثنا ابن[3] عون عن محمد[4] بن محمد الاسود عن عامر[5] بن سعد قال قال سعد لقد رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضحك يوم الخندق حتى بدت نواجذه قال قلت كيف كان ضحكه قال كان رجل معه ترس وكان سعد راميا وكان يقول كذا وكذا بالترس يغطي جبهته فنزع له سعد بسهم فلما رفع رأسه رماه فلم يخطئ هذه منه يعني جبهته وانقلب وشال برجله فضحك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتى بدت نواجذه قال قلت من أي شيء ضحك قال من فعله بالرجل۔

ترجمہ عامر بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خندق (کی لڑائی) کے دن دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے، یہاں تک کہ سامنے کے دانت مبارک نظر آگئے۔ عامر بن سعد نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس بات پر ہنسے تھے، انہوں نے فرمایا کہ ایک کافر کے پاس ڈھال تھی اور سعد اگرچہ بڑے تیر انداز تھے مگر وہ کافر اپنی ڈھال کو ادھر ادھر کرکے اپنے چہرے کو بچا رہا تھا۔ پس سعد بن وقاص نے اپنی ترکش سے تیر نکالا، پس جونہی اس کافر نے اپنا سر اٹھایا تو حضرت سعد نے تیر مارا، پس وہ تیر خطا نہ گیا یعنی اس کی پیشانی صحیح نشانہ بن گئی اور وہ کافر پلٹ کر گرا اور اس کی ٹانگ اوپر اٹھ گئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حتیٰ کہ دانت مبارک نظر آگئے۔ عامر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس وجہ سے ہنسے۔ سعد نے فرمایا اس کے اس کام سے جو انہوں نے اس کافر سے کیا۔

حل لغات تُرْس۔ سپر، ڈھال۔ رَامِیًا۔ تیر انداز۔ یُغَطِّی۔ چھپائے ہوئے تھا۔ ڈھانپے ہوئے تھا۔
نَزَعَ۔ نکالا۔ سَهْم۔ تیر۔ شَال۔ اوپر کیا۔ بلند کیا۔

تشریح جناب مولینا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔
"کہ سبب ضحک ظہور قدرت قادر مطلق و عجز" "یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبسم فرمانے

Marfat.com

صید مغرور بہ قوت و اسلحہ خود کہ ہیچ نفع بوے
نہ کرد"

کی یہ وجہ تھی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ جو کہ قادرِ مطلق
ہے قدرت کاملہ پر اور بندۂ مغرور جو کہ ہر قسم کی قوت
اور ہر قسم کے اسلحہ کے ساتھ اس قادرِ مطلق کے حضور میں
عاجز و درماندہ ہے اور اس کی قوت اور اسلحہ کی مجموعی
نے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے مقابلہ میں اسے کچھ
فائدہ نہ دیا"

اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر جو اس وقت سعد بن وقاص کو نصیب ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ضَحِكِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہو گیا۔

Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِزَاحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِل لگی کرنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات مِزَاحٌ۔ بکسر المیم ہو تو اس کے معنی ہنسی اور انبساط کے ہیں، اور جب بضم میم ہو، دل لگی کرنا، مذاق کرنا ہے۔

تشریح اس باب میں حضور فخرِ دوعالم، عالمِ علوم اوّلین و آخرین، ہادیٔ کُل سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش مزاجی، بذلہ سنجی، ہنسی اور دِل لگی کا بیان ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزاح میں کبھی بھی وقار سے گری ہوئی یا دوسرے کو دُکھ دینے والی یا غلط بات نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ دِل لگی کے لہجے میں صحیح بات ہی ارشاد فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنِّیْ لَا اَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا الْحَقَّ میں مزاح کرتا ہوں مگر سچ کہتا ہوں۔ حضرت محدّثِ کبیر الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کے مزاح کی کیفیت یہ تھی کہ آپ اپنی ازواج کے ساتھ، بچوں کے ساتھ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مزاح کے طور پر کوئی بات کرتے تو اس میں جھوٹ کی آمیزش بالکل نہ فرماتے، آپ کا مزاح سچ بات پر مشتمل ہوتا، بچوں کے ساتھ اکثر دِل لگی فرماتے، مزاح کرتے وقت بھی آپ کی نظریں نیچی رہتیں، آپ بڑے شائستہ انداز میں مزاح فرماتے۔"

صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی مصری، امام النووی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتے ہیں:۔

Marfat.com

"اعلم ان المزاح المنهی عنه هو الذی فیه افراط ویداوم علیه، فانه یورث کثرة الضحك وقسوة القلب ویشغل عن ذکر الله وانفکر فی مهمات الدین، ویوجب الاحقاد ویسقط المهابة والوقار"

"خوب جان لے! کہ وہ مزاح جس کی نہی وارد ہوئی ہے وہ ہے جس میں افراط ہو اور ہمیشہ کیا جائے وہ جو کہ زیادہ ہنسی کا باعث ہو اور قساوت قلب کا سبب ہو، اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے اور مہماتِ دینی سے توجہ ہٹا دے اور کینہ پیدا کرے وقار اور ہیبت کو گرا دے۔"

یہی صاحب صفحہ ۲۸۶ پر لکھتے ہیں :-

"قیل لسفیان بن عیینة المزاح هجنة فقال بل هو سنة، لکن لمن یحسنه، و یضعه مواضعه"

یعنی "سفیان بن عیینہ سے کسی نے کہا کہ مزاح بھی ایک آفت ہے، انہوں نے جواب میں فرمایا بلکہ سنت ہے مگر اس شخص کے لئے جو اچھا مذاق کر سکتا ہو، اور اس کی ادائیگی کے مواقع جانتا ہو۔"

حدیث ۱/۲۲۶ حدثنا محمود[1] بن غیلان انبانا ابو اسامة[2] عن شریك[3] عن عاصم الاحول[4] عن انس[5] بن مالك قال ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال له یا ذا الاذنین قال محمود قال ابو اسامة یعنی یمازحه۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا "اے دو کانوں والا" جناب ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ محمود نے کہا کہ ابو اسامہ نے فرمایا یعنی یہ مزاحاً اسے فرمایا۔

حل لغات ذا الاذنین۔ دو کان والا، اُذُنٌ کا تثنیہ ہے اُذُنَیْن۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہِ انبساط و مزاح جناب انس رضی اللہ عنہ کو "دو کانوں والا" فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس قسم کا اشارہ کرنے سے شاید یہ مقصود ہو کہ جو کچھ جناب انس رضی اللہ عنہ کے سامنے ہوتا

اسماء الرجال ۱/۲۲۶
۱ محمود بن غیلان ۔ دیکھو ترمذی ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ ابو اسامہ
۳ شریک ۔ دیکھو ترمذی ۲ باب ما جاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ عاصم الاول ۔ دیکھو ترمذی ۲ باب ما جاء فی خاتم النبوة
۵ انس بن مالک ۔ دیکھو ترمذی ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

ہے وہ اس پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور اس کے مقتضا کے مطابق اس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ایک خادم کے لئے بہت ہی اچھا وصف ہے اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جناب بہت ہی اچھے طریقہ پر سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی باتوں کو سننے پر تحریص کرتے ہوں یا شاید ان کے کان ضرورت سے زیادہ لمبے ہوں۔

حدیث ۲/۲۲۷ حدثنا ھنادؒ بن السری حدثنا وکیعؒ عن شعبۃؒ عن ابی التیاحؒ عن انسؓ بن مالک قال اِنْ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لَیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوْلَ لِاَخٍ لِیْ صَغِیْرٍ یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ، قال ابوعیسیٰ وفقہ ھذا الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یمازح وفیہ انہ کنّٰی غلاما صغیرا فقال لہ یا ابا عمیر وفیہ ان لا باس ان یعطی الصبی الطیر لیلعب بہ وانما قال لہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا ابا عمیر ما فعل النغیر لانہ کان لہ نغیر فیلعب بہ فمات فحزن الغلام علیہ فمازحہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سے اتنے مل جل گئے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی (جو کہ ابھی بچہ ہی تھے) کو فرماتے اے عمیر کے باپ! تمہارا نغیر کیسا ہے۔

حل لغات یُخَالِطُنَا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سے اتنے مل جل گئے۔ اس کا ثلاثی خَلَطَ یَخْلِطُ خَلْطًا ہے جس کے معنی ملا دینے کے ہیں۔ نُغَیْر۔ یہ نُغَر کی تصغیر ہے اس کی جمع نُغْرَان ہے ایک سُرخ چونچ والی چڑیا، اُردو میں اسے لال کہتے ہیں، ببل۔

تشریح حضرت ابوعیسیٰ (صاحب ترمذی) نے فرمایا کہ "اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن سے میل جول رکھتے تھے ان سے مزاح بھی فرماتے تھے (یعنی ایسی مزاح جس میں کوئی غیر شرعی بات نہ ہو) اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک چھوٹے لڑکے کی کُنیت ابا عمیر رکھی اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں کوئی امر مانع نہیں کہ بچے کو پرندہ دیا جائے کہ وہ اس سے کھیلے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے فرمایا "یا ابا عمیر ما فعل النغیر" اس سے مُراد یہ ہے کہ اس بچے کے پاس ایک نُغیر تھی جس سے وہ کھیلتا تھا وہ نُغیر

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۲۷
۱ ھناد بن السری۔ دیکھو حدیث ۱/۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۴ ابی التیاح۔ یزید بن حمید ہے۔ احد الائمہ سے ہے۔ ضعیف ہے۔ عابد ہے۔ حج سے ثقہ ہے۔ ۱۲۸ھ میں فوت ہوئے۔ له الجماعة
۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

Marfat.com

مرگئی جس کی وجہ سے اس بچے کو افسوس تھا اس بچے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزاحاً فرمایا کہ یا اباعمیر ما فعل النغیر" شارحین رحمہم اللہ علیہ اجمعین نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے بہت ہی مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

حدیث ۳/۲۲۸ حدثنا عباسؒ بن محمد الدوری قال حدثنا علیؒ بن الحسن بن شقیق حدثنا عبداللہؒ بن المبارک عن اسامۃؒ بن زید عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃؓ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انک تداعبنا قال انی لا اقول الا حقا۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے مذاق فرماتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً میں نہیں کہتا مگر سچی بات۔

حل لغات تداعبنا۔ آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں۔ دعابۃً یا مداعبۃً۔ مزاح کرنا' مذاق کرنا' کھیلنا۔

تشریح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس لئے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مذاق کرنے سے منع فرمایا ہے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مزاح کرنا شریعت حقہ کے خلاف نہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاح میں کسی کو دکھ دینے والی بات نہیں' کسی کی تحقیر نہیں ہوتی' کوئی بیہودہ اور ناشائستہ بات نہیں ہوتی بلکہ ہنسی اور دل لگی کے لہجہ میں صحیح صحیح بات کہتے تھے۔

حدیث ۴/۲۲۹ حدثنا قتیبۃؒ بن سعید حدثنا خالدؒ بن عبداللہ عن حمیدؒ عن انسؓ بن مالک ان رجلا استحمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انی حاملک علی ولد ناقۃ فقال یا رسول اللہ ما اصنع بولد الناقۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھل تلد الابل الا النوق۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سواری

Marfat.com

حدیث ۶/۲۳۱ حدثنا عبد[1] بن حمید حدثنا مصعب[2] بن المقدام حدثنا المبارک[3] بن فضالۃ عن الحسن[4] قال اتت عجوز[5] النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت یارسول اللہ ادع اللہ ان یدخلنی الجنۃ فقال یا ام فلان ان الجنۃ لا یدخلھا عجوز قال فولت تبکی فقال اخبروھا انھا لا تدخلھا وھی عجوز ان اللہ تعالیٰ یقول انا انشاناھن انشاء فجعلنا ھن ابکارا عربا اترابا۔

ترجمہ حسن بصری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا اے فلاں شخص کی والدہ اللہ تعالیٰ کسی بڑھیا کو بہشت میں داخل نہیں فرمائے گا، خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ وہ بڑھیا روتی ہوئی واپس چلی، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اس بڑھیا کو خبر دے دو کہ بڑھیا بہشت میں بڑھاپے کی حالت میں نہیں جائے گی بلکہ نوجوان دوشیزہ بن کر آئے گی، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے یعنی ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے اس طور پر کہ وہ کنواری ہیں۔

حل لغات اَتَتْ۔ آئی۔ عَجُوْزٌ۔ بڑھیا۔
وَلَّتْ۔ وہ لوٹی۔ تَبْکِیْ۔ روتے ہوئے۔

تشریح یہ بوڑھی عورت صفیہ بنت عبدالمطلب ہے، زبیر بن عوام کی والدہ ہے "اِنَّ الْجَنَّۃَ لَا یَدْخُلُھَا عَجُوْزٌ" کا جملہ مزاحاً فرمایا۔ یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ خواجہ حسن بصری تابعی ہیں اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ مِزَاحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِي صِفَةِ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْرِ

یہ باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات کے متعلق ہیں جو اشعار کے بارے میں ہے۔

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات شِعْر۔ بالکسر، لغوی معنی ادراک کے ہیں اور اصطلاحی معنی وہ کلام موزوں جس میں ردیف، قافیہ اور وزن ہو، بعض ادیبوں نے قصد کو بھی اس میں داخل کیا ہے، یعنی ارادہ سے شعر کی طرز پر بنایا گیا ہو۔

تشریح اس باب میں حضور افصح العرب والعجم، سید الانبیاء والمرسلین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر شعراء کے اشعار پڑھنا اور سننا اور حمدیہ و نعتیہ اشعار سنوانے کا بیان ہے۔

حدیث ۱/۲۲۲ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا شریک[2] عن المقدام[3] بن شریح عن ابیہ[4] عن عائشۃ[5] قالت قیل لھا ھل کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتمثل بشیء من الشعر قالت کان یتمثل بشعر ابن رواحۃ ویتمثل ویقول یأتیک بالاخبار من لم تزود۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں، کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شعر کو پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ کبھی عبداللہ بن رواحہ کے شعر پڑھتے اور کبھی یہ

اسماء الرجال حدیث ۱/۲۲۲
۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۲
بلہ ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب ۲
۲ شریک۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب ۲
۳ المقدام بن شریح بن ہانی بن یزید الحارثی الکوفی، ثقہ۔ من السادسۃ خرج لہ الجماعۃ۔
۴ ابیہ یعنی شریح بن ہانی الکوفی۔ مخضرم، ثقہ فتل مع ابی بکر یستھان، روی لہ الجماعۃ ولھم شریح القاضی لم یخرج لہ المصنف۔
۵ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب ۵

Marfat.com
marfat.com

مصرع ویأتیک بالاخبار من لم تزود اور تیرے پاس وہ شخص قسما قسم خبریں پہنچاتا ہے جو تجھ سے کوئی اجرت نہیں مانگتا پڑھتے۔

حل لغات یَتَمَثَّلُ۔ پڑھتا ہے۔ اَخبار۔ خبر کی جمع ہے۔
تَزَوَّد۔ توشہ، اُجرت، معاوضہ، مزدوری۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعر موزوں نہیں فرمائے بلکہ ارشاد فرمایا کہ ما انا بشاعر کہ میں شاعر نہیں ہوں۔ کبھی کبھار کسی مناسب موقع پر ایک آدھ شعر پڑھ لیتے، البتہ اشعار سنتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہی بات ارشاد فرمائی ہے اور جو مصرعہ بیان کیا ہے وہ طرفہ کا ہے پورا شعر یہ ہے۔

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاهِلاً — وَیَأْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدُ

عنقریب زمانہ تجھے ان چیزوں کو ظاہر کر دے گا جس سے تو ناواقف ہے اور تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جس کی اُجرت تو نے نہیں دی

یہ شعر عرب کے ایک نامور شاعر طرفہ کا ہے اس نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ سبعہ معلقہ میں دوسرا معلقہ اسی کا ہے۔ بعض شارحین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس شعر کے پڑھنے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اُجرت اور معاوضہ کے بغیر جنت، دوزخ، قیامت، گذشتہ انبیاء کے حالات اور آئندہ آنے والے واقعات اچھے اور برے امور کے نتائج سے آگاہ فرماتے ہیں، پھر بھی یہ کافر قدر نہیں کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرفہ کے اس شعر کو تاخیر و تقدیم سے پڑھا یعنی دوسرا مصرعہ پہلے اور پہلا مصرعہ آخر میں پڑھا تو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ لیس ھکذا یا رسول اللہ "یا رسول اللہ یہ اس طرح نہیں ہے" فرمایا "ما انا بشاعر" "میں شاعر نہیں ہوں"۔

حدیث ۲/۲۳۲ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[۲] بن مهدی قال حدثنا سفین[۳] عن عبد الملک[۴] بن عمیر حدثنا ابو سلمة[۵] عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ اَصْدَقَ کَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ کَلِمَةُ لَبِیْدٍ۔

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ — وَکَادَ اُمَیَّةُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ یُسْلِمَ

Marfat.com

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' یقیناً سب سے سچا شعر جو کسی شاعر نے کہا وہ لبید بن ربیعہ کا شعر ہے اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ ۔ آگاہ رہو! سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر چیز فانی ہے اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مُسلمان ہو جاتا۔

حل لغات اَصْدَقَ ۔ بہت ہی سچا۔
کَلِمَۃٌ ۔ شعر۔

تشریح لبید بن ربیعہ جس کی کنیت ابوعقیل ہے صحابی رسُول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ یہ فصحائے عرب میں سے تھے۔ بل افصحھم جب اسلام قبول کرلیا تو پھر شاعری کو ترک کر دیا اور فرماتے یَکْفِیْنِی الْقُرْاٰن' اب مجھے قرآن ہی کافی ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ لبید بن ربیعہ کے شعر کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سچ فرمایا' یہ اسلئے کہ کلامِ الٰہی کی صحیح طور پر تصدیق میں ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔ لبید بن ربیعہ کا پورا شعر یہ ہے۔

الا کل شئی ما خلا اللہ باطل — یعنی خبردار! سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز فانی
وکل نعیم لا محالۃ زائل — ہے اور ضرور بالضرور تمام نعمتیں ختم ہو جائیں گی۔

اور ارشاد ہے "قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو جاتا"

حدیث ۸ میں اس کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

حدیث ۳/۲۳۴ حدثنا محمد[1] بن المثنی قال انبانا محمد[2] بن جعفر حدثنا شعبۃ[3] عن الاسود[4] بن قیس عن جندب[5] بن سفیان البجلی قال اَصَابَ حَجَرٌ اُصْبُعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَدَمِیَتْ فَقَالَ

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اُصْبُعٌ دَمِیْتِ
وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

ترجمہ جندب بن سفیان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی مُبارک کو ایک پتھر

اسماء الرجال صفحہ ۲۳۴ ۱ محمد بن المثنی دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲ عبدالرحمٰن بن مہدی دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳ سفیان دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴ عبدالملک بن عمیر دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵ ابوبکر ۶ ابی ہریرہ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال صفحہ ۲۳۴ ۱ محمد بن المثنی دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲ محمد بن جعفر دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳ شعبۃ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴ اسود بن قیس دیکھو حدیث ۲۸ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵ جندب بن سفیان صحیح ابن خزیمہ ۲ جندب بن عبداللہ بن سفیان اتفق البخاری ومسلم له الجماعه خرج

Marfat.com

لگا وہ خون آلود ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ شعر پڑھا' کیا تو صرف لہولہان ہوئی ہے اور یہ بھی ضائع نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں یہ تکلیف پہنچی جس کا ثواب ہوگا۔

حل لغات اَصَابَ۔ پہنچا۔ لگا۔ اُکر لگا۔ اِصْبَعٌ۔ انگلی۔ قَدَمِیْت۔ پس اس میں سے خون نکلا، پس وہ خون آلود ہو گیا۔

تشریح بقول صاحب حلاوۃ المتعلمین مولینا قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری "آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگلی مبارک کے زخمی ہونے کا واقعہ غزوۂ اُحد میں ہوا" جب آنجناب کی انگلی مبارک پر پتھر لگا اور وہ لہولہان ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بقول ابی الدنیا ابن رداحہ کا یہ شعر پڑھا۔

هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

یعنی کیا تو صرف ایک اُنگلی ہی نہیں ہے جو کہ صرف خون آلود ہو گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوئی ہے یعنی اے انگلی تجھے جو درد اور تکلیف پہنچی ہے۔ یہ سرفرازی اور سربلندی کا سبب ہے اور بہت بڑا بدلہ ہے پس غمگین نہ ہونا چاہیئے بلکہ خوش ہونا چاہیئے۔

حدیث ۴/۲۲۵ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا یحییٰ[2] بن سعید حدثنا سفین[3] الثوری حدثنا ابو اسحٰق[4] عن البراء[5] بن عازب قال قال لہ رجل افررتم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا ابا عمارۃ فقال لا واللہ ما ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولکن ولی سراعان الناس تلقتھم ھوازن بالنبل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی بغلتہ وابو سفین بن الحارث بن عبد المطلب اخذ بلجامھا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

اسماء الرجال صفحہ ۴۳۵
۱ محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲ یحییٰ بن سعید القطان البصری من السادسۃ۔ خرج لہ الجماعۃ۔
۳ سفین الثوری رحمۃ اللہ علیہ
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۴ ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۵ براء بن عازب رضی اللہ عنہ
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسے ایک شخص نے کہا اے ابا عمارہ کیا جنگ (حنین) میں تم لوگ رسُول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تو انہوں نے جواب میں فرمایا ہرگز نہیں قسم ہے اللہ جل جلالہٗ کی، کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُنہ نہیں پھیرا بلکہ ہراول دستے کے چند آدمی جو کہ قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں کے مقابل میں آئے تھے وہ فرار ہوئے تھے، اور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفید خچر پر رونق افروز تھے اور اس خچر کی لگام ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب پکڑے ہوئے تھے اور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ — میں نبی ہوں اس میں جھوٹ ہرگز نہیں۔
اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ — میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

حل لغات اَفَرَرْتُمْ۔ کیا تم لوگ بھاگ گئے تھے۔ مَاوَلّٰی۔ نہیں لوٹے مُنہ نہیں پھیرا۔ مَسَرخَان۔ پیش رو، لشکر، ہراول دستہ۔ تَلَقَّتْھُمْ۔ ان کے سامنے آئے۔ نَبْل۔ تیر، سہم۔ بَغْلَة۔ خچر۔

تشریح براء بن عازب فرماتے ہیں "بلکہ ہراول دستے کے چند آدمی جو کہ قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں کے مقابل میں آئے تھے وہ فرار ہوئے" یہ ایک روایت میں اسّی اور ایک روایت میں بارہ افراد تھے، ان میں اکثر بنی سلیم اور مکہ مکرمہ کے نومسلم نوجوان تھے، قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے جو کہ تنگ گھاٹی کی کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے، انہوں نے اس ہراول لشکر پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اچانک اور یکبارگی تھا اس سے خالد بن ولید کا گھوڑا بدک گیا جس کی وجہ سے ان نومسلم نوجوانوں نے فرار اختیار کیا اور کبار صحابہ کرام تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلو میں مصروفِ پیکار تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سفید خچر پر رونق افروز تھے، اس خچر کی لگام ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب جو کہ دائیں رکاب تھامے ہوئے تھے، تیسرے حضرت علی ابن ابی طالب جو بائیں رکاب پکڑے ہوئے تھے اور چوتھے عبداللہ بن مسعود تھے جو خچر کو حفاظت میں لئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ اسی خچر پر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شعر "انا النبی لا کذب ، انا ابن عبدالمطلب" بلند آواز سے فرما رہے تھے، یعنی "میں پیغمبر برحق ہوں، اس میں کسی قسم کا جھوٹ نہیں ہے" اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے" میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں، یعنی شریف زادہ ہوں اور شریف کبھی لڑائی سے مُنہ نہیں موڑتے، شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والد کی بجائے دادا سے نسبت اس لئے فرمائی۔

Marfat.com

کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد تو پیدائش سے پہلے ہی وصال فرما چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پرورش آپ کے دادا صاحب حضرت عبدالمطلب ہی نے کی، اسی لئے حضور نے ان کا نام لیا۔

حدیث ۵/۲۳۶ حدثنا اسحٰق[۱] بن منصور حدثنا عبدالرزاق[۲] حدثنا جعفر[۳] بن سلیمان انبانا ثابت[۴] عن انس[۵] ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دخل مکۃ فی عمرۃ القضاء وابن رواحۃ یمشی بین یدیہ وھو یقول

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ ۔۔۔ الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ۔۔۔ ویذھل الخلیل عن خلیلہ

فقال لہ عمر یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وفی حرم اللہ تعالیٰ تقول شعرا فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم خل عنہ یا عمر فلھی اسرع فیھم من نضح النبل۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عمرۃ القضاء کے برس مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ ۔۔۔ الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ۔۔۔ ویذھل الخلیل عن خلیلہ

"اے کافر زادو! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے راستہ سے دور ہو جاؤ، آج میں قرآن کے حکم کے مطابق ماروں گا"
"اسی طرح ماریں گے کہ دوبارہ تمہیں قیلولہ کرنے کی نوبت نہیں آئے گی اور تم کو ایسا ماریں گے کہ تمہارا ایک دوست دوسرے دوست کو بھول جائے گا"

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ اے ابن رواحہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں اور حرم شریف کے اندر تو شعر پڑھ رہا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑ دو، یہ اشعار ان میں اثر کرنے میں تیر برسانے سے زیادہ سخت ہیں۔

اسماء الرجال صفحہ ۳۴۶
۱ اسحٰق بن منصور ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی شعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۲ عبدالرزاق ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی شعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۳ جعفر بن سلیمان ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۴ ثابت ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی شعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵
۵ انس ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com
Marfat.com

حل لغات

نَقْرِ بُکُمْ۔ ہم تمہیں قتل کریں گے۔ اَلْھَام۔ سر۔ مَقِیْلَہ۔ محل قیلولہ، قیلولہ کرنے کی جگہ۔ یَذْھَلُ، بھول جائے گا۔ ذَھْلٌ ذُھُوْلٌ سے ہے جس کے معنی چھوڑ دینا، بھول جانا، دہشت سے غافل ہو جانا ہیں۔

تشریح

سنہ ۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی۔ مسلمان شرائط کے مطابق اس برس عمرہ ادا نہ کر سکے تو سنہ ۷ھ میں اس عمرہ کی قضا ادا کی گئی اس لئے اس عمرہ کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کی مہار جناب عبداللہ بن رواحہ نے پکڑی ہوئی تھی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی اور مہار تھامے یہ اشعار پڑھتے چلے جا رہے تھے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب اور حرم شریف کے احترام کی وجہ سے جناب عبداللہ بن رواحہ کو بلند آواز سے اشعار پڑھنے سے منع فرمایا، مگر حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں :-

"دریں حدیث دلیل است بر جواز استماع شعری کہ مشتمل است بر مدح اسلام وحث وترغیب کارہا نام وعدم مبالات وتحقیر بکفار ظلام"

"کہ اس حدیث شریف میں ان اشعار کے سننے کا جواز ہے جن میں اسلام کی تعریف ہو اور عام لوگوں کو ترغیب اور شوق دلانا مراد ہو، نیز ظالم کفار کی تحقیر اور تذلیل مقصود ہو۔

حدیث ۶/۲۲۷ حدثنا علیؑ بن حجر انبانا شریکؑ عن سماکؑ بن حربؑ عن جابرؑ بن سمرۃ قال جالستُ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثرَ من مائۃِ مرۃٍ وکان اصحابہ یتناشدون الشعرَ ویتذاکرون اشیاءَ من امرِ الجاھلیۃِ وھو ساکتٌ وربما تبسم معھم۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں اور ان مجالس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اشعار پڑھتے

marfat.com
Marfat.com

تھے اور جاہلیت کے دور کے کچھ قصے بیان کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہتے، نیز بسا اوقات ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے تھے۔

حل لغات

مَرَّةً۔ بار۔ دفعہ۔

يَتَنَاشَدُوْنَ۔ پڑھتے تھے۔

تشریح جابر بن سمرہ فرماتے ہیں" اور جاہلیت کے دور کے کچھ قصے بیان کرتے تھے" علاوہ المتعلمین میں مولینا مولوی محمد عاقل صاحب بحوالہ شیخ ابن حجر لکھتے ہیں۔

"کہ احتمال است کہ آں اشعار بود کہ در انہا حث ترغیب اطاعت و اسلام بود و تذاکر امور جاہلیت بجہت تحقیر و تقبیح و تندیم بر آں بود"

"یعنی احتمال ہے کہ وہ ایسے اشعار ہوں جن میں اسلام اور اطاعت پر ترغیب اور شوق دلایا گیا ہو اور جاہلی ایام کے قصوں میں ان لوگوں کی تحقیر برائی اور شرمندگی کا بیان ہو"

جابر بن سمرہ فرماتے ہیں " اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہتے، نیز بسا اوقات ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے " جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں :۔

" دریں دلیل است بر جواز استماع و انشاد در شعر کہ از فحش و ہجو مسلمانان خالی بود اگرچہ مشتمل باشد بر ذکر شے از ایام جاہلیت"

"اس میں دلیل ہے ایسے اشعار اور قصص کے سننے کے جواز میں جو فحش اور مسلمانوں کے ہجو سے خالی ہوں اگرچہ ایام جاہلیت کے کچھ بیان پر ہی مشتمل ہو"

حدیث ۲۳۸ حدثنا علی بن حجر انبانا شریک عن عبد الملک بن عمیر عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اشعر کلمۃ تکلمت بہا العرب کلمۃ لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل۔

ترجمہ جناب ابی ہریرہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا شعراء عرب نے جو اشعار کہے ہیں ان میں سب سے زیادہ عمدہ لبید کا یہ شعر ہے۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ آگاہ رہو! سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر چیز فانی ہے۔

حل لغات اَشْعَرُ۔ سب سے عمدہ، بہت پسندیدہ۔ کَلِمَۃٍ۔ شعر۔
تَکَلَّمْتُ۔ جو کہے گئے ہیں۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۱ اسی باب میں گذر چکی ہے۔

حدیث ۸/۲۳۹ حدثنا احمد بن منیع حدثنا مروان بن معاویہ عن عبد اللہ بن عبد الرحمن الطائفی عن عمرو ابن الشرید عن ابیہ قال کنت ردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانشدتہ مائۃ قافیۃ من قول امیۃ بن ابی الصلت کلما انشدتہ بیتا قال لی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھیہ حتی انشدتہ مائۃ یعنی بیتا فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کاد لیسلم۔

ترجمہ شرید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک سواری پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹھ مبارک کے پیچھے سوار تھا تو میں نے امیہ بن ابی الصلت کے ایک سو شعر سنائے جب میں سو شعر سنا چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا "اور پڑھ" حتی کہ میں نے سو شعر پڑھ دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہو جائے۔

حل لغات رِدْفٌ۔ بمعنی ردیف، پیچھے۔
ھِیْہِ۔ زیادہ کر، اور پڑھ، ان کاد، نزدیک ہے، ممکن ہے، عنقریب۔

تشریح شرید کا ارشاد ہے "تو میں نے امیہ بن ابی الصلت کے ایک سو شعر سنائے" امیہ بن ابی الصلت مشہور و معروف شاعر تھا اور اس کے اشعار توحید، حقائق، نصائح اور اخلاق کی تعلیم پر مبنی ہوتے تھے، مگر مسلمان نہیں ہوا جناب علامہ علی القاری رحمہ اللہ باری ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من لسانہ وکفر قلبہ،

Marfat.com

توحید کے متعلق اس کا یہ شعر حضرت علی القاری نے نقل فرمایا ہے۔

"لك الحمد والنعماء والفضل ربنا
فلا شئ اعلیٰ هنك حمدا ولا مجدا"

ایسے ہی موحدانہ اشعار پر تو فرمایا کہ "ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہو جائے"۔

حدیث ۹/۲۴ حدثنا اسماعیل[۱] بن موسیٰ الفزاری وعن علی[۲] بن حجر والمعنی واحد قالا انبانا عبدالرحمٰن[۳] بن ابی الزناد عن هشام[۴] بن عروه عن ابیه[۵] عن عائشة[۶] رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیه قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او قالت ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما ینافح او یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حدثنا اسماعیل بن موسیٰ وعلی بن حجر قالا حدثنا ابن ابی الزناد عن ابیه عن عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثله۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد (نبوی مبارک) میں حسان بن ثابت کے لئے منبر رکھایا کرتے تھے کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مفاخرۃ کریں، یا ام المومنین نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مدافعت کریں اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک حسان بن ثابت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مدافعت یا مفاخرۃ بیان کرتے رہیں گے یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت حسان کی جبریل کے ذریعہ مدد فرماتے رہیں گے۔

حل لغات یُفَاخِرُ۔ مفاخرہ کریں، فخریہ کلمات کہیں۔
یُنَافِحُ۔ مدافعت کریں۔ جوابیہ کلمات کہیں۔

تشریح جب کافر اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اشعار میں ہجو وغیرہ بیان کرتے تھے تو مسلمانوں نے بھی

اسماء الرجال حدیث نمبر ۹/۲۴
۱ اسماعیل بن موسیٰ الفزاری
۲ علی بن حجر دیکھو حدیث ۱
فاکھۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر
۴ ہشام بن عروہ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۵ عروہ بن زبیر دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۶ عائشہ صدیقہ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

Marfat.com

ان کا رد کیا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کے مطابق خود بنفسِ نفیس سرورِ عالم و عالمیان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی میں منبر رکھ کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس پر کھڑا کر کے نعت خوانی کروائی۔ ارشاد ہے کہ وہ اس پر (یعنی منبر پر) کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مفاخرۃ کریں" یعنی سید دو عالم فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات، تعریف، خاندانی شرافت، اخلاقِ کریمانہ اور معجزات میں فخریہ اشعار پڑھیں۔ یا ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے" وہ (حسان بن ثابت) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مدافعت کریں" یعنی کفار جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہجو کے اشعار کہتے تھے جناب حسان بن ثابت ان اشعار کا رد کریں۔ حضرت حسان فرماتے ہیں :-

هجوت محمدا واجبت عنه ... وعند الله فی ذاك الجزاء
هجوت مطهراً براً حنيفاً ... امين الله شيمته الوفاء
اتهجوه ولست له بكفء ... فشركما لخيركما الفداء
فان ابی و ولدی و عرضی ... لعرض محمد منكم وقاء [1]

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں فرماتے ہیں :-

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ ... كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ
وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقَطُّ عَيْنِيْ ... وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ [2]

یہی شان اور عزت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی اور مدح سرائی آپ رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی کہ فرمایا" جب تک حسان بن ثابت کافروں کی ہجو کے اشعار کا جواب دیتے رہیں گے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ، معجزات، کمالات، تعریف، خاندانی شرافت و عظمت اور مدح اور حسن پاک بیان کرتے رہیں گے، تب تک یقیناً اللہ جل جلالہ جناب حسان بن ثابت کی جبریلِ امین (یعنی روح القدس) کے ذریعہ امداد اور تائید فرماتے رہیں گے۔ حضرت علامہ مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"دریں حدیث دلالت است بجواز خواندن اشعار در مسجد بلکہ استحباب آں و جواز استماع آں چوں مشتمل

"یعنی یہ حدیث مسجد میں اشعار پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے بلکہ اس کے استحباب پر دلالت

[1] اے محمد آپ کی طرف سے جواب دیتا ہوں اور اس کا ثواب اللہ تعالیٰ سے پاؤں گا۔
[2] اے محبوب آپ کا مثل پیدا نہیں ہوا۔ یا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسی طرح پیدا ہوئے جیسا کہ آپ نے چاہا۔ اور آپ سے زیادہ حسین و خوبصورت میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ جمیل کسی عورت کی ماں نے نہیں جنا۔

Marfat.com

بود بر مدح انبیاء و اہلِ اسلام و مذمت و تحقیر کفار ظلام"

کرتی ہے اور ان کے اشعار کے سُننے کے جواز پر بھی دلیل ہے، مگر ہاں وہ اشعار جو انبیاء کی مدح میں ہوں اور اہلِ اسلام کی تعریف میں ہوں اور کفار کی تحقیر اور مذمت میں ہوں۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِی الشِّعْرِ

پُورا ہوگیا۔

○

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی السَّمَرِ

یہ باب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ان ارشادات کے متعلق ہے جو رات کو کہانیاں بیان کرنے کے بارے میں ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات اَلسَّمَرُ۔ رات کو باتیں سنانے والا۔ سَمُوْرٌ۔ جاگنا' رات کو باتیں کرنا' اس جگہ عشاء کے بعد چاندنی رات میں سونے سے پہلے یونہی باتیں کرنا یعنی گپ شپ لگانا۔

تشریح صاحب شمائل شریف نے اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو قصوں کا تذکرہ کیا ہے۔ عرب لوگوں کو چاندنی راتوں میں گپ شپ لگانے کی عادت اور رسم تھی' اسی لئے صاحب نہایہ نے السمر کے معنی لکھے ہیں۔ "ضوء لون القمر لانھم کانوا یتحدثون فیہ"

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ومقصود الباب ان المصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جوز السمر وسمعہ وفعلہ"

"اور مقصود باب یہ ہے کہ جناب مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رات کی کہانیاں بیان کرنے کو جائز فرمایا' انہیں سنا اور کہا۔"

Marfat.com

حدیث ۱/۲۴۱ حدثنا الحسن[۱] بن صباح البزاز حدثنا ابوالنضر[۲] حدثنا ابو عقیل[۳] الثقفی عبداللہ بن عقیل عن مجالد[۴] عن الشعبی[۵] عن مسروق[۶] عن عائشۃ قالت حدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات لیلۃ نساءہ فقالت امرءۃ منہن کان الحدیث حدیث خرافۃ فقال اتدرون ما خرافۃ ان خرافۃ کان رجلا من عذرۃ اسرتہ الجن فی الجاھلیۃ فمکث فیھم دھرا ثم ردوہ الی الانس فکان یحدث الناس بما رای فیھم من الاعاجیب فقال الناس حدیث خرافۃ.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیگمات کو ایک رات ایک قصہ سنایا' امہات المومنین میں سے ایک محترمہ نے فرمایا کہ یہ قصہ تو خرافہ کے قصہ کی طرح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ خرافہ کون تھا۔ خرافہ بنو عذرہ قبیلہ کا ایک فرد تھا جس کو زمانۂ جاہلیت میں جنوں نے قید کیا اور اپنے ساتھ لے گئے، وہ شخص جنوں میں کافی عرصہ رہا، ایک زمانہ کے بعد جن اس کو آدمیوں میں چھوڑ گئے۔ وہاں کے زمانۂ قیام کے وہ عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعات جو اس نے ان جنوں میں دیکھے تھے جب وہ لوگوں میں بیان کرتا تھا تو وہ حیران ہو جاتے تھے' اس کے بعد ہر عجیب وغریب قصہ کو حدیث خرافہ کہنے لگے۔

حل لغات اَسْرَتْہُ۔ اس کو قید میں ڈالا۔ مَکَثَ۔ عرصہ گذرا' رہا۔ دَھْرًا۔ عرصہ، زمانہ۔
اَعَاجِیْب، عجیب کی جمع ہے عجیب وغریب واقعات' حیران کن باتیں۔

تشریح ارشاد ہے "کیا تم جانتی ہو" عربی میں اَتَدْرُوْنَ ضمیر مذکر ہے حالانکہ مخاطب تو مؤنثات یعنی امہات المؤمنین ہیں۔ حضرت علامہ البیجوری فرماتے ہیں۔

"خاطبھن خطاب الذکور تعظیما لشانھن" یعنی امہات المومنین کو ضمیر مذکر سے ان کی تعظیم شان کے لئے لائی گئی ہے"

شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے "کانھن باعتبار کمال عقولھن بسبب شرف ملازمۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکور"

Marfat.com

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"بر تقدیر ضمیر مذکر احتمال است کہ باعتبار کمال عقل نساء خود بہ برکت صحبت آنحضرت بمنزلہ ذکور اعتبار کردہ باشد"

"یعنی یہ (تَذْرُوْن۔ جمع ضمیر مذکر) جو ضمیر مذکر آئی ہے ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ بابرکت کی وجہ سے آپ کی بیویوں کی عقل کمال درجے پر پہنچ چکی ہو اسلئے انہیں ذکور اعتبار کیا گیا۔

حدیث ۲/۲۴۲ حدثنا علیؒ بن حجر قال اخبرنا عیسیٰؒ بن یونس عن ہشامؒ بن عروہ عن اخیہ عبد اللہؒ بن عروۃ عن عائشۃ قالت جلست احدیٰ عشرۃ امرأۃ فتعاھدن وتعاقدن ان لا یکتمن من اخبار ازواجھن شیئا فقالت الاولیٰ زوجی لحم جمل غث علیٰ رأس جبل وعر لا سھل فیرتقی ولا سمین فینتقی۔ قالت الثانیۃ۔ زوجی لا اثیر خبرہ انی لخاف ان لا اذرہ ان اذکرہ اذکر عجرہ وبجرہ۔ قالت الثالثۃ۔ زوجی العشنق ان انطق اطلق وان اسکت اعلق۔ قالت الرابعۃ۔ زوجی کلیل تھامۃ لا حر ولا قر ولا مخافۃ ولا سآمۃ۔ قالت الخامسۃ۔ زوجی ان دخل فھد وان خرج اسد ولا یسأل عما عھد۔ قالت السادسۃ۔ زوجی ان اکل لف وان شرب اشتف وان اضطجع التف ولا یولج الکف لیعلم البث۔ قالت السابعۃ۔ زوجی عیایاء او غیایاء طباقاء کل داء لہ داء شجک او فلک او جمع کلا لک۔ قالت الثامنۃ۔ زوجی المس مس ارنب والریح ریح زرنب۔ قالت التاسعۃ۔ زوجی رفیع العماد عظیم الرماد طویل النجاد قریب البیت من الناد۔ قالت العاشرۃ۔ زوجی مالک وما مالک خیر من ذالک لہ ابل کثیرات المبارک قلیلات المسارح اذا سمعن صوت المزھر ایقن انھن ھوالک قالت الحادیۃ عشرۃ۔ زوجی ابو زرع وما ابو زرع اناس من حلی اذنی وملاء من شحم

Marfat.com

عَضُدَیَّ وَبَجَّحَنِیْ فَبَجَحْتُ اِلٰی نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ اَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَهْلِ صَهِیْلٍ وَاَطِیْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ اَقُوْلُ فَلَا اُقَبَّحُ وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ وَاَشْرَبُ فَاَتَقَمَّحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا ابْنُ اَبِیْ زَرْعٍ مَضْجَعُهٗ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَتُشْبِعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ اَبِيْهَا وَطَوْعُ اُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا وَلَا تَنْقُثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْ زَرْعٍ وَالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِیَ امْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِیْ فَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهٗ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَاَخَذَ خَطِّيًّا وَاَرَاحَ عَلَیَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَاَعْطَانِیْ مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِیْ اُمَّ زَرْعٍ وَمِيْرِیْ اَهْلَكِ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَیْءٍ اَعْطَانِيْهِ مَا بَلَغَ اَصْغَرَ اٰنِيَةِ اَبِیْ زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم كُنْتُ لَكِ كَاَبِیْ زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ .

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ وہ اپنے اپنے شوہروں کے متعلق کوئی بات چھپائیں گی نہیں، تو پہلی عورت نے کہا میرا شوہر دُبلے اُونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کا راستہ بہت دشوار گذار ہے کہ برآمد کیا جائے اور نہ موٹا ہے کہ اس کو منتقل کریں۔ دُوسری نے کہا میں اپنے خاوند کا حال ظاہر نہیں کرتی میں ڈرتی ہوں کہ اس کے عیوب بیان کروں تو پھر ختم ہونے کا ذکر نہیں اور اگر کہوں تو ظاہری اور باطنی عیوب سب ہی کہوں۔ تیسری نے کہا میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے اگر میں اس کی بات کہوں تو وہ مجھے طلاق دے دے، اگر چپ ہو جاؤں تو لٹکتی رہوں۔ چوتھی نے کہا میرا شوہر معتدل رات ہے نہ گرم ہے نہ سرد، نہ اس سے خوف ہے نہ ملامت۔ پانچویں نے کہا میرا شوہر جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے اور جب نکلتا ہے تو شیر ہے اور جو کچھ اپنے گھر میں ہوتا ہے اس کی تحقیق نہیں کرتا۔ چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھانے پر آئے تو سب کچھ چٹ کر جائے، اگر پینے پر آئے تو سب پی جائے، جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے،

Marfat.com

میری طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا جس سے میری پراگندگی معلوم ہوسکے۔ ساتویں نے کہا میرا شوہر عاجز و درماندہ اور بیوقوف ہے ہر بیماری اس میں موجود ہے' اخلاق ایسے کہ میرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔ آٹھویں نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو زعفران کی طرح مہکتا ہے۔ نویں نے کہا کہ میرا شوہر عالی نسب ہے' سخی' کثیر الضیافت اور بلند قامت ہے' اس کا مکان مشورہ گاہ کے قریب ہے۔ دسویں نے کہا میرا شوہر مالک ہے اور کتنا بہتر مردِ عظیم ہے' گویا کہ اس سے زیادہ مالدار بہتر اور بزرگ کسی دوسری عورت کا خاوند نہیں اس کے اونٹ بکثرت ہیں جو اکثر مکان کے قریب بٹھلائے جاتے ہیں اور تھوڑے اونٹ چراگاہ میں جانتے ہیں' وہ اونٹ جب باجہ کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ گیارہویں نے کہا میرا شوہر ابوزرع ہے' ابوزرع کی کیا تعریف کروں' زیوروں سے میرے کان جھکا دیئے اور میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے ہیں' اور اس نے مجھے خوش کر دیا پس آرام اور آسائش پاکر میں شاداں و فرحاں ہوگئی۔ اس نے مجھے چند ہی بکریاں رکھنے والے کے پاس سے مجھے حاصل کیا جو کہ بہت ہی معاش کی تنگی میں تھے' پس اس نے مجھے گھوڑوں والا' اونٹوں والا' اناج کوٹنے والا اور صاف کرنے والا بنا دیا' میں اس سے بات کرتی ہوں تو بُری نہیں ٹھہرتی' میں سورج چڑھے تک سوتی رہتی ہوں یعنی اپنی مرضی سے جاگتی ہوں' میں خوب سیر ہو کر پیتی ہوں' ابی زرع کی والدہ بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرے رہتے تھے' اس کا مکان بہت وسیع تھا۔ ابوزرع کا بیٹا بھلا اس کا کیا کہنا' اس کی خواب گاہ ایسی ہے جیسے ہری ڈالی کا پوست' اس کو چھوٹے بکرے کی دست شکم سیر کر دیتی ہے۔ ابوزرع کی بیٹی' بھلا اس کی کیا بات' یہ لڑکی اپنے ماں باپ کی بہت فرمانبردار ہے' کپڑوں سے بھری ہوئی' اسی وجہ سے ہمسایہ عورت اس پر غضب ناک ہے۔ ابوزرع کی لونڈی تو اس کی کیا ہی تعریف کروں وہ ہماری باتیں ظاہر نہیں کرتی' وہ ہمارے غلہ کو کہیں نہیں لے جاتی' وہ ہمارے گھروں کو گھونسلوں کا گھر نہیں بننے دیتی۔ ابوزرع کی بیوی نے کہا دودھ کی مشکوں سے مکھن نکالا جا رہا تھا کہ ابوزرع گھر سے نکلا اسے ایک عورت ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے پس اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ایک شریف آدمی سے نکاح کر لیا جو کہ بہترین گھڑسوار تھا اور نشانہ باز تھا اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں' اور ہر قسم کے جانور' ہر چیز سے ایک جوڑا دیا اور کہا اے ام زرع خود بھی کھا اور اپنے ماں باپ کے گھر بھی غلہ بھیج' اگر میں ان تمام نعمتوں کو جمع کروں جو اس نے مجھے دی ہیں ابوزرع کی ایک چھوٹی سی نعمت کے برابر بھی

marfat.com
Marfat.com

نہیں پہنچ سکتیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے لئے۔" بعض روایات میں آیا ہے کہ جہاں اس حدیث کی عبارت ختم ہوتی ہے وہاں یہ بھی ہے مگر میں تجھے طلاق نہیں دوں گا" اور طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا (بروایت الزبیر)

"بابی و امی لانت خیر لی من ابی زرع لام زرع"

"ابوزرع کی کیا حقیقت، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ میرے لئے اس سے بہت زیادہ بہتر ہیں"

حل لغات تَعَاهَدْنَ۔ آپس میں ان عورتوں نے عہد کیا۔ تَعَاقَدْنَ۔ آپس میں ان عورتوں نے مضبوط وعدہ کیا۔ جَمَلٌ۔ شتر نر۔ غَثٍّ۔ لاغر، کمزور۔ وَعْرٍ۔ ناہموار، دشوار گذار، درشت۔ فَيَرْتَقِي وہ چڑھتا ہے۔ سَمِينٌ۔ موٹا۔ يُنْتَقَى۔ منتقل کریں۔ ابثّ۔ پراگندہ کرنا، فاش کرنا، ظاہر کرنا۔ اَذَرَ۔ چھوڑا۔ عجرہ و بجرہ۔ تمام احوال و امور، عمر۔ رسولی کو بھی کہتے ہیں جو پیٹ میں چھپی ہوتی ہے۔ بجرہ، حال زار، سانحہ، برا نام وغیرہ اَلْعَشَنَّقُ۔ خشک لمبا، دبلا، پتلا۔ اُعَلِّقُ۔ میں لٹکی رہوں۔ كُلَيْلٍ۔ رات۔ تِهَامَةَ۔ معتدل، نہ گرم نہ سرد۔ حَرٌّ۔ گرم قَرٌّ۔ سرد۔ سَآمَةَ۔ ملامت۔ فَهْدٌ۔ چیتا، اَسَدٌ۔ شیر۔ لَفَّ۔ ملا لینا۔ اِشْتَفَّ۔ سب پی جائے۔ اِضْطَجَعَ۔ لیٹتا ہے۔ يُوْلِجُ۔ وہ گھستا ہے، مصدر ہے بہت گھسنا۔ عَيَايَاءُ۔ عاجز و درماندہ ہے۔ عَيَايَاء۔ عنبی ہے۔ طَبَاقَاءَ۔ حمق، بیوقوفی دَآءٍ، بیماری نَشَجَّ، سر توڑتا ہے۔ فَلَّ۔ اعضاء توڑتا ہے۔ اذنب۔ خرگوش۔ زَرْنَبٍ۔ رفیع العماد، عالی نسب عظیم الرماد، بڑا مہمان نواز، طویل النجاد، بلند قامت۔ النَّادِ۔ انجمن، مشورہ گاہ۔ المبارك۔ اونٹوں کا باڑہ، تھان۔ المسارح۔ چراگاہ۔ مِزْهَرٍ۔ طنبورہ، باجہ ستار۔ اَنَاسٍ۔ ہلنا، حرکت دینا۔ حُلِّيٍّ۔ زیور۔ شَحْمٍ۔ چربی۔ عَضُدٍ۔ مدد کرنا۔ بَجَّحَنِي۔ اس نے مجھے خوش کیا۔ غَنِيمَةٍ۔ چند بکریاں۔ شِقٍّ۔ معاش کی تنگی، جب شَقٍّ زبر کے ساتھ ہو تو غار کے معنی ہیں۔ صَهِيلٍ۔ گھوڑے کی آواز۔ اَطِيطٍ۔ اونٹ کی آواز۔ دَائِسٌ۔ آٹا کوٹنے والا۔ مُنَقٍّ۔ چھاننے والا۔ اُقَبِّحُ۔ میں بری نہیں۔ اَرْقُدُ۔ میں سوتی رہتی ہوں۔ اَلتَّقَمُّحُ۔ خوب سیر ہو کر پینا۔ عُكُومٌ۔ جامہ دان۔ عُكْمٌ کی جمع ہے۔ رَدَاحٌ۔ گھڑا، تھیلے، اس عورت کو کہتے ہیں جس کے سرین بھاری بھرکم ہوں۔ فَبَسَحَ۔ کشادگی، جگہ دینا، پروانہ راہداری۔ سَلَّ۔ سونت لینا، نرمی سے نکال لینا

Marfat.com

شَلْبَةٌ. ہری شاخ، خوش خلق. جَفْرَةٌ. بکری کا بچہ جس کی عمر چار ماہ کے قریب ہو. طَوْعٌ. مطیع، فرمانبردار. مِيرَةٌ. غلہ طعام. تَعْشِيشًا. گھونسلہ. رَطْبٌ. دودھ کی مشک. بڑی پستان، سخت آدمی. تَمْخَضُ. مَخْضٌ سے ہے جس کے معنی دودھ میں سے مکھن نکال لینا کے ہیں. خَصَى. سرین. رَعَانٌ. انار. خَطْيًا. نشان. نیزے کی سیخ، یا نیزہ مارنے کے لئے نشان لگانا. سَرِيًّا. سَرِيٌّ خوش رفتار، بہترین سوار. أَرَاحَ. واپس آتے تھے. نَعَمٌ. چارپائے، اونٹ.

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي السَّمَرِ

پورا ہوگیا.

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ نَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیند فرمانے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات نَوْمٌ۔ سوجانا۔ نَامَ۔ یَنَامُ۔ نَوْمًا وَنِیَامًا۔ اونگھنا، مرنا، نیند کی تعریف یوں کی ہے:۔

"ھو غشیۃ ثقیلۃ تھجم علی القلب فتقطع عند المعرفۃ بالاشیاء"

"وہ ایک بھاری غنودگی ہے جو دل پر طاری ہوجاتی ہے، پس اشیاء کے پہچاننے کی قوت (جس) اس غشی کی وجہ سے سلب ہوجاتی ہے"

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان، ہادی کل، اشرف خلائق، احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نیند فرمانا، نیند فرمانے کا طریقہ اور ان ادعیہ کا بیان ہے جو سونے سے پہلے اور پھر نیند سے اُٹھ کر پڑھتے اور بدن پر ہاتھوں پر پھونک کر لیتے۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خراٹے بھرنا اور پھر اسی طرح بغیر وضو کئے نماز پڑھنے کا بھی ذکر ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی خصوصیت ہے کوئی دوسرا اس حکم میں شریک نہیں۔

نیند کے آداب میں یہ بھی ہے کہ وضو کرکے سویا کرے۔ بخاری اور مسلم میں ہے۔

"اذا اخذت مضجعک فتوضاء وضوءک للصلوٰۃ"

"جب تو خواب گاہ کو آئے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرلیا کر"

Marfat.com

حدیث ۱/۲۴۳ حدثنا محمد[1] بن المثنیٰ انبانا عبدالرحمٰن[2] بن مهدی انبانا اسرائیل[3] عن ابی اسحٰق[4] عن عبداللہ[5] ابن یزید عن البراء[6] بن عازب اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَضَعَ کَفَّهُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّهِ الْاَیْمَنِ وَقَالَ رَبِّ قِنِیْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ . حدثنا محمد بن المثنی انبانا عبدالرحمن انبانا اسرائیل عن ابی اسحٰق عن ابی عبیدة عن عبداللہ مثله وَقَالَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ .

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر لیٹتے اور فرماتے رَبِّ قِنِیْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اے میرے رب! مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچائیو۔ اور عبداللہ کی روایت کے مطابق بجائے یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ کے یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ ہے۔

حل لغات مَضْجَعٌ۔ آرام کرنے کی جگہ۔
کَفٌّ۔ ہتھیلی۔ خَدٌّ۔ رخسار۔

تشریح ارشاد ہے کہ "جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر لیٹتے" اس سے معلوم ہوا کہ دائیں پہلو پر لیٹنا اور داہنی ہتھیلی کو داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹنا امور مستحبہ سے ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"وھذا دلیل علیٰ استحباب النوم علی الشق الایمن"

اور علماء کرام نے اُلٹا لیٹ کر اور بائیں پہلو پر لیٹ کر سونے کو مکروہ لکھا ہے۔ علماءِ امت فرماتے ہیں کہ یہ مستحب ہم لوگوں کے لئے ہیں اور یہ تعلیم اُمت ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دائیں جانب ہو یا بائیں کچھ فرق نہیں اس لئے کہ سید پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب شریف تو سوتا ہی نہیں۔ حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ثم نوم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الایمن انما ھو تشریف وتشریع

Marfat.com

وتعلیم لامته لانه لاینام قلبه فلا فرق فی حقه بین الایمن والایسر"
اور ارشاد ہے" اور فرماتے رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ " لہٰذا یہ دعا اور اسی طرح کی دیگر ادعیہ پڑھ کر سونا سُنّت ہے۔ حصن حصین شریف میں بجائے" رَبِّ" کے اَللّٰھُمَّ آیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین بار یہ فرماتے۔

حدیث ۲/۲۴۴ حدثنا محمودؒ بن غیلان حدثنا عبدالرزاقؒ حدثنا سفیانؒ بن عبدالملکؒ ابن عمیر عن ربعیؒ ابن حراش عن حذیفةؓ قال کان النبی صلی اللہ علیه والہ وسلم اذا اوی الی فراشه قال اللّٰھُمَّ باسمك اموت واحیی واذا استیقظ قال الحمدلله الذی احیانا بعدما اماتنا والیه النشور.

ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے بستر مبارک کی طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے" اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی " اے اللہ تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں" اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ " ہر قسم کی تعریف خاص اللہ جل جلالہٗ کے لئے ہے اور وہ ذات مبارک جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی جل جلالہٗ کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے۔"

حل لغات اَوٰی، متوجہ ہوتے۔ فِرَاش۔ بستر، بچھونا، آرام۔
اِسْتَیْقَظَ۔ نیند سے اُٹھنا، بیدار ہونا۔

تشریح ارشاد ہے" جب بستر مُبارک کی طرف متوجہ ہوتے" یعنی جب نیند کے لئے اپنے بستر مُبارک پر لیٹتے تو یہ دُعا کرتے" اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی "اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں" یعنی اے میرے اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعزّ اسمہٗ تو ہی موت دینے والا ہے اور تو ہی زندگی بخشنے والا ہے، یہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے، اسی لئے تو فرمایا گیا ہے النوم، هوالموت الاصغر۔ اور ارشاد ہے" اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ " ہر قسم کی تعریف خاص اللہ جل جلالہٗ کے لئے ہے، وہ ذات مُبارک جس نے

Marfat.com

جیں مرنے کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی جل جلالہ کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے " گویا سونے کے وقت اور بیدار ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہی ہے کہ کسی وقت بھی اس ذاتِ مبارک کی یاد سے غافل اور بے پرواہ نہ ہو جس کے دستِ تصرف میں موت وحیات ہے۔

حدیث ۳/۲۴۵ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا المفضل بن فضالۃ عن عقیل عن ابن شہاب عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ فنفث فیہما وقرء قل ہو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم مسح بہما ما استطاع من جسدہ یبدأ بہما راسہ ووجہہ وما اقبل من جسدہ یصنع ذالک ثلاث مرات۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات اپنے بستر پر آرام فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو (دعا کی طرح) اکٹھا کر کے ان دونوں پر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھ کر دم کرتے، پھر ان دونوں ہتھیلیوں کو تمام بدن پر ملتے جہاں تک وہ پہنچتیں، سر اور چہرے سے شروع کرتے اور اگلے تمام بدن پر، اور تین بار اسی طرح فرماتے۔

حل لغات نَفَثَ۔ پھونکا۔ دم کیا۔ نَفْثٌ۔ یعنی نفخ لطیف بلا ریق " ہلکی پھونک بغیر لعاب دہن (تھوک) کے " قَرَءَ۔ پڑھا۔ یَبْدَأُ۔ شروع کرتے، ابتداء کرتے۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح بنا کر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک کر وہ دونوں ہتھیلیاں سر سے شروع کر کے چہرے پر سے ہوتے ہوئے تمام بدن پر مسح کرتے یعنی ملتے اس حدیث شریف میں "نَفَثَ" پہلے اور "قَرَءَ" بعد میں ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ:

" دریں عبارت تقدیم وتاخیر است زیرا کہ مراد آنست کہ اول ایں سورت ہا می خواند وبعد ازاں میدمید "

" اس عبارت میں تقدیم وتاخیر ہے لہٰذا مراد یہ ہوئی کہ پہلے سورتیں پڑھتے اور پھر دم کرتے "

Marfat.com

شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے :۔

لان النفث ینبغی ان یکون بعد التلاوۃ لیوصل برکۃ القرآن الی بشرتہ "

"یہ جو دم کرنا ہے یہ تلاوت کے بعد ہی ہو سکتا ہے تاکہ قرآن مجید کی برکت تمام وجود تک پہنچ جائے۔"

صاحب اتحافات الربانیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے :۔

" وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقراء وینفث ثم یمسح بیدہ وھذا للتبرک بالقرآن "

"اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے اور دم کرتے تھے اور پھر اپنے ہاتھوں کو مسح کرتے تھے اور یہ اس لئے فرماتے تاکہ قرآن پاک کی برکت تمام وجود کو حاصل ہو جائے۔"

علماء راشدین فرماتے ہیں اس حدیث سے صوفیاء کرام کے دم کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

حدیث ۴/۲۴۶ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[۲] بن مھدی حدثنا سفین[۳] عن سلمۃ[۴] بن کھیل عن کریب[۵] عن ابن[۶] عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام حتی نفخ وکان اذا نام نفخ فاتاہ بلال فاذنہ بالصلوۃ فقام وصلی ولم یتوضا وفی الحدیث قصۃ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ خراٹے بھرے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب نیند فرماتے تو خراٹے بھرتے۔ جناب بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز کی اطلاع دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔

حل لغات نام، سو گئے۔ نفخ۔ خراٹے بھرے۔ فاذنہ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی، آگاہ کیا، اعلام کیا۔ اذان، جب مد کے ساتھ آئے تو وہ ایذان سے ہوگا جس کے معنی اعلام اور آگاہ کرنے کے ہیں۔

اسماء الرجال
۱ محمد بن بشار رحمۃ اللہ علیہ
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ سلمۃ بن کہیل الحضرمی الکوفی۔ ثقہ من الرابعۃ۔ خرج لہ الستۃ
۵ کریب۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

Marfat.com

تشریح ارشاد ہے کہ "نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہری نیند فرما رہے تھے کہ جناب بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی خبر دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح اٹھے اور بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی' بغیر وضو کے نماز پڑھنا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور علیہ التحیۃ والسلام کی نیند کرنے کے ساتھ وضو نہیں ٹوٹتا۔ شمائل الترمذی کے حاشیہ پر ہے۔

"ھذا من خصائصه علیه الصلوٰة والسلام لان عینه تنام وقلبه لا ینام"

"یہ حضرت رسول کریم کے خصائص سے ہے اس لئے کہ آپ کی آنکھیں سوتی ہیں مگر قلب نہیں سوتا"

شارح شمائل شریف حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

"وضو نکرد زیرا کہ از خصائص او بود کہ وضو او بخواب نمی شکست و دل او را دائماً بیدار بود نیز از حدث وعدم حدث مطلع می بود"

یعنی "وضو نہ فرما' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا' یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے تھا' اور آپ کا دل مبارک ہمیشہ بیدار رہتا' نیز بے وضو ہونے اور باوضو رہنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت باخبر رہتے۔"

جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء' احوال' کیفیات اور مشاہدات دیگر افراد کی طرح نہیں تھے اُسی طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند بھی عام لوگوں کی طرح نہیں تھی۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرِ قدرت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

حدیث ۵/۲۴۷ حدثنا اسحٰق[۱] بن منصور حدثنا عفان[۲] حدثنا حماد[۳] بن سلمة عن ثابت[۴] عن انس[۵] بن مالك ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کان اذا اوی الی فراشه قال الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وکفانا وآوانا فکم ممن لا کافی له ولا مؤوی.

Marfat.com

ترجمہ انس ابن مالک سے روایت ہے جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر مبارک پر آرام فرماتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَاکَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ. ہر قسم کی تعریف اللہ جل جلالہٗ کے لئے ہے جس نے ہمیں پیٹ بھر کر کھانا دیا اور ہمیں سیراب کیا اور ہماری مشکلات میں کفایت فرمائی اور ٹھکانا مرحمت فرمایا سو بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور نہ ہی ٹھکانہ دینے والا ہے.

حل لغات مُؤْوِیَ. ٹھکانہ.

تشریح جس طرح اوراد عیہ سونے کے وقت پڑھنا اور قرآن مجید کی سورتیں پڑھنا ثابت ہیں اسی طرح اس حدیث مبارک سے یہ دعا پڑھنی ثابت ہے. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ.

حدیث ۶/۲۴۸ حدثنا الحسین[۱] بن محمد الجریری حدثنا سلیمان[۲] بن حرب حدثنا حماد[۳] بن سلمہ عن حمید[۴] عن بکر بن عبد اللہ المزنی عن عبد اللہ[۶] بن رباح عن ابی قتادۃ[۵] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَیْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَہٗ وَوَضَعَ رَأْسَہٗ عَلٰی کَفِّہٖ.

ترجمہ ابی قتادہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اخیر رات میں سفر سے آرام کے لئے اترتے تو دائیں پہلو پر آرام فرماتے اور جب صبح کے قریب سفر سے آرام کے لئے اترتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور اپنی ہتھیلی پر سر اقدس رکھ کر آرام فرماتے.

حل لغات عَرَّسَ. اخیر رات میں سفر سے آرام کے لئے اترتے. اس کا مصدر تَعْرِیْسٌ ہے. اخیر رات کو سفر کے لئے اترنا آرام کے لئے ہے. نَصَبَ. کھڑا کیا.

تشریح ارشاد ہے "جب اخیر رات میں سفر سے آرام کیلئے اترتے تو دائیں پہلو پر آرام فرماتے" یعنی آرام کے ساتھ سو جاتے اور چونکہ عادت مبارکہ تھی دائیں پہلو پر سونے کی تو ابی قتادہ نے اسی طریق پر آرام فرمانے کا ذکر کیا اور اگر صبح قریب ہوتی تو تو دیے ہی کچھ دیر آرام فرما لیتے.

باب ماجاء فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہو گیا.

Marfat.com

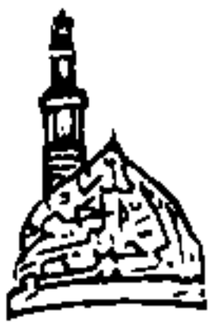

بَابُ مَاجَاءَ فِی عِبَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب جناب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کے بیان میں ہے

اِس باب میں چوبیس ۲۴ احادیث ہیں۔

حل لغات عِبَادَۃٌ۔ عُبُوْدِیَۃٌ اور عُبُوْدَۃٌ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی عاجزی کرنا، اطاعت کرنا، خدمت کرنا، بے چارگی دکھانا، ماندگی کا اظہار کرنا۔

تشریح اس باب میں حضُور اکرم، امام الانبیاء، سید الرسل، خاتم النبیین، سرورِ عالم و عالمیان، عالمِ علومِ اوّلین و آخرین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت یعنی نفل نماز پڑھنے کا ذِکر مُبارک ہے۔

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"این باب است درمیان آنچہ آمدہ است درعبادت یعنی صلوٰۃِ نافلہ آنحضرت وقتے کہ بیدار می شدے در شب وغیر آں"

"یہ باب اس بیان میں ہے کہ حضُورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت نیند سے بیدار ہوتے یا دوسرے اوقات میں نفل نماز ادا فرماتے۔"

عبادت غائت تذلّل کا نام ہے جس کا اظہار معبودِ حقیقی کے حضور میں کیا جاتا ہے۔ اس کے معروف طریقوں میں ایک طریقہ نماز ہے۔ حضُور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل مبارک سے اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں اس غائت تذلّل کا اظہار فرما کر اپنی عبودیت کا اقرار فرمایا ہے۔ نیز نماز ہی ایک ایسی عبادت

marfat.com
Marfat.com

ہے جس میں مشاہدہ حق نصیب ہوتا ہے ارشاد ہے۔

"جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" "میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"

اور مؤمن کی معراج بھی یہی نماز ہے۔ الصلوٰۃ معراج المومن۔

حدیث ۱/۲۴۹ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید وبشر[۲] بن معاذ قالا حدثنا ابوعوانۃ[۳] عن زیاد[۴] ابن علاقۃ عن المغیرۃ[۵] بن شعبۃ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ اتتکلف ھذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ اتنی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے کے اور تمہارے پچھلوں کے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں۔

حل لغات انتفخت۔ پھول جاتے تھے، سوج جاتے تھے، متورم ہو جاتے تھے۔ قدما۔ دونوں پاؤں۔ اتتکلف۔ آیا مشقت و رنج می کشی تو بر خود، آپ اپنے اوپر محنت و مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، آپ کیوں تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ ذنب۔ گناہ۔ شکورا۔ شکر کرنے والا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "دونوں پاؤں (مبارک) پھول جاتے" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات کو اتنی لمبی رکعتیں نماز کی پڑھتے کہ کھڑے کھڑے پاؤں مبارک سوج جاتے۔ ارشاد ہے "عرض کیا گیا" شارحین فرماتے ہیں کہ یہ عرض کرنے والے حضرت سیدنا عمر فاروق تھے۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتنی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں" یعنی اپنی جان مبارک پر اپنے وجودِ اقدس پر اتنی محنت اٹھاتے ہیں، اتنی زیادہ مشقت فرما رہے ہیں اتنی سخت تکلیف میں پڑ رہے ہیں کہ کھڑے کھڑے پاؤں مبارک متورم ہو گئے ہیں، آخر یہ کیوں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو معصوم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تو کسی قسم کے گناہ کا تو شائبہ تک نہیں۔ "لا ذنب علیہ لکونہ معصوما" بلکہ تمام امتِ اسلامیہ

اسماء الرجال حدیث ۱/۲۴۹
۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھئے حدیث ۱/۲۴۹
۲ بشر بن معاذ البصری ہے العقدی ہے الضریر ہے صدوق ہے خرج لہ النسائی وابن ماجہ۔
۳ ابوعوانہ الواضاح الواسطی ثقہ ہے من اتباع التابعین خرج لہ الستۃ۔
۴ زیاد بن علاقہ۔ ابو یسار الکوفی ہے ثقہ ہے رمی بالنصب من الطبقۃ الرابعۃ خرج لہ الستۃ۔
۵ مغیرہ بن شعبہ۔ دیکھئے حدیث ۱/۲۴۹

marfat.com
Marfat.com

کے گناہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ اور برکت سے بخشے جائیں گے اور معاف کئے جائیں گے تو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "آیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں" یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ان انعامات و کرامات پر اس نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام، رکوع اور سجدے کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی اُمت کو طریقہ بتلایا اور سکھایا کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ وعزاسمہ کے بیشمار ظاہری اور باطنی احسانات اور اکرامات تم پر ہیں لہٰذا زیادہ سے زیادہ اس جل شانہٗ کے حضور میں سجدے ادا کر کے اس کا ان نعمتوں پر شکریہ ادا کرو۔ نیز اس شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی کہ صرف عبادت کی یہی غرض نہیں ہے کہ گناہ معاف ہوں، بلکہ اور بھی اغراض ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ ان عظیم احسانات، انعامات اور اکرامات کا شکریہ بھی اس عاجزی کے اظہار کرنے سے ادا کیا جائے اور پھر اللہ جل جلالہ کے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کریمانہ احسان ہیں ان کا نہ تو شمار ہو سکتا ہے اور نہ ہی حساب، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "آیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں"۔ حضرت شارح شمائل شریف جناب علامہ محمد المعروف بمصلح الدین اللاری الانصاری فرماتے ہیں :۔

"واکثر محدثان ومفسران برآنند کہ مراد از گناہان گذشتہ وآئندہ گناہان امت است، والا آنحضرت پیش از بعثت وبعد آں محفوظ بود ند از کبائر وصغائر در ہیچ زمانے ازآں حضرت امرے کہ خلاف حق باشد بوقوع نیامدہ"

(صفحہ منک ۱۱)

"اکثر محدثین ومفسرین یہ فرماتے ہیں کہ گناہوں سے مراد امت کے گذشتہ یا آئندہ گناہ مراد ہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد محفوظ تھے، کوئی بھی کبیرہ وصغیرہ کسی ایک زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حق کے خلاف کوئی کام وقوع پذیر نہیں ہوا۔"

برگزیدہ عبادت تو وہ ہے جو بے غرض ہو اور صرف رضائے الٰہی کی جائے۔ حضرت امام الاولیاء شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا :۔

"ان قوما عبدوا رغبۃ فتلک عبادۃ التجار وان قوما عبدوا رھبۃ فتلک عبادۃ العبید وان قوما عبدوا شکرا فتلک عبادۃ الاحرار"

"بے شک جو لوگ جنت وغیرہ کی حرص اور لالچ پر عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت تاجروں کی عبادت ہے، اور بے شک جو لوگ خوف اور ڈر کی وجہ سے

marfat.com

Marfat.com

عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت غلاموں کی عبادت ہے اور جو لوگ بلا رغبت و بلا خوف محض نعماء الٰہی کے شکریہ میں عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت احرار کی عبادت ہے"

صاحب اتحاف الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی نقل فرماتے ہیں :-

"قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا یکونن احدکم کالعبد السوء ان خاف عمل ولا کالاجیر السوء ان لم یعط الاجر لم یعمل" ۵

حدیث ۲/۲۵۰ حدثنا ابوعمار[۱] الحسین بن حریث حدثنا الفضل[۲] بن موسی عن محمد[۳] بن عمرو عن ابی سلمۃ[۴] عن ابی ھریرۃ[۵] قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی ترم قدماہ قال فقیل لہ تفعل ھذا وقد جاءک ان اللہ تعالی قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے، ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت میں اتنی مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ تو ارشاد فرمایا آیا میں شکر کرنے والا عبد نہ بنوں۔

حل لغات تَرِمَ۔ سوج جاتے تھے، پھول جاتے تھے، متورم ہو جاتے تھے۔

تشریح دیکھو تشریح حدیث شریف ۱/۲۴۹ باب ہذا کے ضمن میں۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۵۰

۱ ابوعمار الحسین بن حریث دیکھو حدیث ۱/۲۵ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ و خاتم الانبیاء

۲ الفضل بن موسی دیکھو حدیث ۱/۲۵ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۳ محمد بن عمرو علامہ مناوی لکھتے ہیں کذا اقتصر علیہ فی نسخۃ وزاد فی نسخۃ اخری "بن علقمۃ اللیثی"

۴ ابی سلمۃ دیکھو حدیث ۱/۲۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۱

۵ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱/۲۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

Marfat.com

حدیث ۳/۲۵۱ حدثنا عیسیٰ بن عثمان بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن الرملی حدثنی عمی یحییٰ بن عیسیٰ الرملی عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقوم یصلی حتی تنتفخ قدماہ فیقال لہ یا رسول اللہ اتفعل ھذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبہ وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے ہوئے اتنی نماز پڑھتے کہ دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی لمبی نماز پڑھتے ہیں کہ پاؤں مبارک سوج جاتے ہیں حالانکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے، تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے، تو ارشاد فرمایا، آیا میں شکر کرنے والا عبد نہ بنوں۔

تشریح دیکھو حدیث شریف ۱/۲۴۹ باب ہذا کے ضمن میں۔

حدیث شریف ۱/۲۴۹ سے لے کر حدیث شریف ۳/۲۵۱ تک کا مضمون ایک ہی ہے مگر اسناد مختلف ہیں، لہٰذا صاحب شمائل شریف نے تقویت مضمون کے لئے تینوں اسناد سے حدیث شریف کو ذکر کر دیا ہے۔ حضرت علامہ البیجوری فرماتے ہیں:-

"وانما ذکر ھذا الحدیث بالاسانید الثلاثۃ للتاکید والتقویۃ"

"سوائے اس کے نہیں کہ یہ جو تینوں اسانید کے ساتھ اس حدیث شریف کو ذکر کیا گیا ہے تاکید اور تقویت کے لئے ہے۔"

حدیث ۴/۲۵۲ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق عن الاسود بن یزید قال سألت عائشۃ عن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باللیل فقالت کان ینام اول اللیل ثم یقوم فاذا کان من السحر اوتر ثم اتی فراشہ فاذا کانت لہ حاجۃ الم بأھلہ فاذا سمع الاذان وثب فان کان جنبا افاض علیہ من الماء والا توضأ وخرج الی الصلوٰۃ۔

Marfat.com

ترجمہ اسود بن یزید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رات آرام فرماتے تھے، پھر نیند سے بیدار ہوتے پس جب رات کا آخر ہوتا تو وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف فرما ہوتے، اگر ضرورت سمجھتے تو اپنی کسی بیوی کے پاس جاتے، جب اذان سنتے تو فوراً اٹھتے، اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرماتے اور نماز کے لئے چلے جاتے۔

حل لغات اَلسَّحَر۔ آخر اللیل۔ رات کا آخری حصہ۔ اَوْتَرَ۔ وتر پڑھتے۔ اَلَمَّ۔ قریب جاتے، پاس جاتے، جمت کرتے۔ وَثَبَ۔ فوراً، جلدی سے، دفعۃً۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا" یعنی رات کے کس کس حصہ میں عبادت کرتے تھے اور تہجد کی نماز کس وقت ادا کرتے تھے وتر کس وقت پڑھتے تھے وغیرہ وغیرہ، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رات آرام فرماتے تھے" یعنی عشاء کی نماز پڑھ کر نصف شب تک نیند فرماتے۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"بعد صلوٰۃ العشاء الی تمام نصفہ الاول لانہ کرہ النوم قبلھا"

ارشاد ہے "پھر نیند سے بیدار ہو جاتے" یعنی نصف شب کے بعد نماز پڑھنے میں مصروف ہو جاتے، گویا نماز تہجد ادا فرماتے تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوتے نماز میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی طرح عبادت الٰہی میں "رات کا آخری حصہ ہو جاتا تو وتر ادا فرماتے" حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"وعن ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقراء فی الاولیٰ "سبح اسم ربک الاعلیٰ" قل یایھا الکافرون" و"قل ھو اللہ احد" فی رکعۃ رکعۃ"

"ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور قل یایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔"

Marfat.com

گویا تین رکعت وتر ادا فرماتے اور مندرجہ بالا سورتیں ہر ایک رکعت میں الفاتحہ کے بعد پڑھتے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :-

"کان یقراء فی الاولی بسبح اسم ربك الاعلی و فی الثانیہ بقل یا ایھا الکافرون و فی الثالثة بقل ھو اللہ احد والمعوذتین رواہ ابوداؤد والمصنف"

"کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ کی سورت دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون کی سورۃ اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین کی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔"

وتر پڑھ کر صبح کی اذان تک آرام فرماتے، اگر ضرورت محسوس کرتے تو کسی ایک بیوی صاحبہ سے صحبت فرما لیتے ورنہ نہیں۔ اگر صحبت فرماتے تو غسل فرما لیتے ورنہ وضو کر کے نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ علامہ البیجوری فرماتے ہیں کہ وضو فرما کر حجرہ مبارکہ میں ہی صبح کی سنتیں ادا کر کے فرض نماز کے لئے مسجد تشریف فرما ہو جاتے۔ نیز علامہ البیجوری فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ وضو فرمانا تجدید وضو ہو۔

"لان نومہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا ینقض الوضوء"

"اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیند مبارک وضو کو توڑنے والی نہیں"

حدیث ۵/۲۵۳ عن قتیبۃ[۱] بن سعید عن مالك[۲] بن انس ح وحدثنا اسحٰق[۳] بن موسیٰ الانصاری حدثنا معن[۴] عن مالك[۵] عن مخرمۃ[۶] بن سلیمان عن کریب[۷] عن ابن عباس[۸] انہ اخبرہ انہ بات عند میمونۃ وھی خالتہ قال فاضطجعت فی عرض الوسادۃ واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی طولھا فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل او قبلہ بقلیل فاستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فجعل یمسح النوم عن وجھہ ثم قرء العشر الایات الخواتیم من سورۃ ال عمران ثم قام الی شن معلق فتوضا منہ فاحسن الوضوء ثم قام یصلی قال عبد اللہ

---

۱ قتیبہ۔ دیکھو حدیث ۱۲
۲ مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ۱
۳ اسحٰق بن موسیٰ الانصاری۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۴ معن بن عیسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۵ مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۶ مخرمۃ بن سلیمان۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۷ کریب۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۸ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اصحاب الرجال ویلیہ ذکر عدد قتیبۃ بن سعید ویلیہ ذکر باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۱ مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۲ اسحٰق بن موسیٰ الانصاری۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۳ معن۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۴ مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۵ مخرمۃ بن سلیمان۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۶ کریب۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۷ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۸

Marfat.com

بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَدَاهُ الْیُمْنٰی عَلٰی عَلٰی رَاسِیْ ثُمَّ اَخَذَ بِاُذُنِی الْیُمْنٰی فَفَتَلَهَا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَکْعَتَیْنِ قَالَ مَعْنٌ سِتَّ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّی الصُّبْحَ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ انہوں نے جناب میمونہ کے گھر میں رات گذاری، اور وہ ان کی خالہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں تکیہ کی چوڑائی پر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ کی لمبائی پر لیٹ گئے، کم و بیش آدھی رات گذر گئی کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے نیند پونچھی پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر اُٹھے پانی کے مشکیزہ کی جانب جو لٹکا ہوا تھا اس سے پانی لے کر نہایت ہی احسن وضو فرمایا۔ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں کھڑا ہوگیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا پھر میرا دایاں کان پکڑا اور میرا کان مروڑا پھر حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں یہ چھ بار پڑھیں، معن نے کہا کہ چھ بار پھر وتر پڑھے اس کے بعد لیٹ گئے۔ پھر مؤذن آیا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور دو ہلکی سُنتیں پڑھیں پھر صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

حل لغات بَاتَ۔ رات گذاری۔ شَنٌّ۔ مشکیزہ۔ مُعَلَّقٌ۔ لٹکا ہُوا۔ جَنْب۔ پہلو، جانب۔ سِتَّ۔ چھ مرات مرتبہ، بار۔ فَتَلَ۔ مروڑا۔ خَفِیْفَتَیْنِ۔ ہلکی پھلکی۔ شَنٌّ۔ مشک کہنہ۔

تشریح اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوتے ہیں پہلا یہ کہ امر معروف بفعلِ قلیل نماز میں جائز ہے جیسا کہ ابن عباس کا کان مروڑا اور بائیں طرف سے دائیں کو لائے۔ دوسرا یہ کہ رات کو نماز کے بعد وتر پڑھنا افضل ہے۔ تیسرا یہ کہ مؤذن کو مستحب ہے کہ امام صاحب اگر گھر میں ہو اور نماز تیار ہو تو اسے اعلام کرے۔ چوتھا یہ کہ صبح کی سُنتیں ہلکی پھلکی پڑھنا مسنون ہیں، پانچواں یہ کہ صبح کی سنتیں گھر میں ادا کرنا بہتر ہیں۔ چھٹا یہ کہ لڑکے کا نماز امام کے پیچھے ادا کرنا جائز ہے۔ ساتواں یہ کہ جماعت بغیر فرائض کے یعنی نوافل وغیرہ میں بلا تدامی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

حدیث ۶/۲۵۴ حدثنا ابو کریبؑ محمد بن العلاء حدثنا وکیعؑ عن شعبۃؑ عن ابی جمرۃؑ عن ابن عباسؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

حل لغات ثلث عشرۃ۔ تیرہ۔

تشریح صاحب قاموس کے کہنے کے مطابق مِنْ بمعنی فیہ ہے وہ مثال دیتے ہیں جیسے "اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ" یعنی ارشاد ہے "کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے" گویا عشاء کی نماز کے بعد اوّل نصف شب آرام کر کے پھر رات کے دوران صبح کی نماز سے پہلے تہجد کی نماز تیرہ رکعت ادا فرماتے تھے۔ دس رکعت تہجد کے نفل اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ تہجد کی نماز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت یا اس سے زیادہ بھی ادا فرمائی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جتنی رکعت پڑھتے دیکھا وہی بیان کر دیا۔

حدیث ۲/۲۵۵ حدثنا قتیبہؑ بن سعید حدثنا ابو عوانۃؑ عن قتادہؑ عن زرارۃؑ بن اوفی عن سعدؓ بن ہشام عن عائشۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا لم یصل باللیل منعہ من ذالک النوم او غلبتہ عیناہ صلی من النہار ثنتی عشرۃ رکعۃ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کی نماز نہ ادا کر سکتے یعنی نیند کی وجہ سے یہ نماز نہ پڑھ سکتے یا آنکھوں میں نیند غالب آجاتی تو دن میں بارہ رکعت یہ نماز ادا کر لیتے۔

حل لغات عیناہ۔ دونوں آنکھیں مبارک۔ ثنتی عشرۃ۔ بارہ۔

Marfat.com

سعد بن ہشام انصاری
ہے المدنی ہے ثقہ ہے
من الطبقة الثالثة
خرج له الستة استشهد

بخاری ۔
۲ عائشہ ۔ کیف صلوٰۃ رسول اللہ
باب ما جاء فی شغل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الصلوٰۃ

تشریح ام المومنین یا کسی راوی کا شک ہے کہ "منعه من ذالك اليوم" ہے یا "غلبته عيناه" ہے بہرحال مطلب واضح ہے کہ کبھی کبھار اگر نماز تہجد کسی عارض کی وجہ سے (اگرچہ وہ آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہی کیوں نہ ہو) رہ جاتی تو اسی دن زوال سے پہلے پہلے بارہ رکعت نماز ادا کر لیتے، چونکہ وترِ عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لئے ہوں گے۔ اس لئے صرف بارہ رکعت ہی ادا فرمائیں۔ میرے استاذِ محترم محدثِ کبیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ "کہ اگر کسی صاحب کا وردِ رات کو رہ جائے تو دوسرے دن اس کی ادائیگی کرے اور مشائخ کا یہی معمول ہے" صحیح مسلم شریف میں حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے :-

"من نام عن حزبه من الليل او عن شئ منه فقراءة مابين صلوٰة الفجر وصلوٰة الظهر كان كمن قراءة من الليل"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو رات کے وقت سو گیا اور اپنا ورد یا کوئی معمول پورا نہ کر سکا تو اسے صبح کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیان پورا کر لیا تو گویا اس نے اس کو رات ہی میں پورا کر لیا"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں۔

"ایں حدیث دلالت دارد بر آنکہ کسے را "وردِ شب" اگر فوت شود مستحب است کہ روز را قضا کند"

یعنی یہ حدیث اس مسئلہ پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی کا رات کا وردرہ جائے تو مستحب ہے کہ دن میں اسے پورا کرے"

ارشاد ہے "تو دن میں بارہ رکعت نماز ادا کر لیتے" گویا تہجد کی نماز بارہ رکعت تھیں۔ اس حدیث شریف کے حاشیہ پر ہے :-

"فيه دليل على ان صلوٰة الليل ثنتى عشر ركعة كما هو المختار عند ابى حنيفة"

"اس میں دلیل ہے کہ تہجد کی نماز بارہ رکعتیں ہیں اور یہی حضرت امام ہمام امامِ اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ہے"

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۸ / ۲۵۶ حدثنا محمد[1] بن العلاء حدثنا ابو اسامة[2] عن هشام[3] یعنی ابن حسان عن محمد[4] بن سیرین عن ابی هریرة[5] عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اِذَا قَامَ اَحَدُکُم مِنَ لَیلِ فَلیَفتَتِح صَلوٰتَہٗ بِرَکعَتَینِ خَفِیفَتَینِ.

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم سے کوئی ایک رات کی نماز کے لئے بیدار ہو تو اپنی نماز کا آغاز دو ہلکی رکعتوں کے ساتھ کرے۔

تشریح یعنی تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اُٹھو تو وضو کر کے دو نماز تحیۃ الوضو پڑھو اور اس میں قرأت مختصر ہو اور پھر تہجد کی نماز حسب توفیق و استطاعت ادا کرے۔ تہجد کی نماز میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھے۔ رکوع و سجود میں انتہائی عاجزی اور فروتنی اختیار کرے۔

حدیث ۹ / ۲۵۷ حدثنا قتیبة[1] بن سعید عن مالک[2] بن انس ح وحدثنا اسحٰق[3] بن موسیٰ حدثنا معن[4] حدثنا مالک[5] عن عبد اللہ[6] بن ابی بکر عن ابیہ[7] ان عبد اللہ[8] بن قیس بن مخرمة اخبرہ عن زید بن خالد الجهنی انہ قال لارمقن صلوٰة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتوسدت عتبة او فسطاطہ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکعتین خفیفتین ثم صلی رکعتین طویلتین طویلتین طویلتین ثم صلی رکعتین وهما دون اللتین قبلهما ثم رکعتین وهما دون اللتین قبلهما ثم اوتر فذالک ثلث عشرة رکعة.

ترجمہ زید بن خالد الجہنی سے روایت ہے یہ کہ وہ فرماتے ہیں میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو بہت ہی غور سے دیکھتا رہوں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانۂ اقدس کی اینٹ کا میں نے تکیہ بنایا، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ مبارک کے دروازہ پر میں نے تکیہ لگایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل طویل طویل دو رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے ہلکی دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھے اور یہ تیرہ رکعت ہو گئیں۔

حل لغات لَارمُقَنَّ۔ البتہ ضرور بالضرور میں نماز کو تاکتا رہوں گا۔ اس کا مصدر رَمْقٌ ہے جس کے معنی دزدیدہ

اسماء الرجال صدیث ۸ / ۲۵۶
۱ محمد بن العلاء دیکھو حدیث ۹
باب ماجاء فی صفة مزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ ابو اسامہ دیکھو حدیث ۱۲
باب ماجاء فی صفة مزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ هشام یعنی ابن حسان دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ محمد بن سیرین دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی صفة مزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ ابو ہریرہ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال صدیث ۹ / ۲۵۷
۱ قتیبة بن سعید دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ مالک بن انس دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ اسحٰق بن موسیٰ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ معن دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ مالک دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ عبد اللہ بن ابی بکر دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۷ ابو بکر دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۸ عبد اللہ بن قیس دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نگاہ سے دیکھنا' دیر تک دیکھتے رہنا ۔ تَوَسَّدْتُ. تکیہ لگایا میں نے ۔ عَتَبَةٌ ۔ آستانہ ۔ فُسْطَاط ۔ خیمہ' ڈیرہ ' شہر ۔

تشریح ارشاد ہے" دو رکعتیں ہلکی پڑھیں" یعنی تحیۃ الوضو کی نماز پڑھی ۔ ارشاد ہے" طویل طویل طویل دو رکعتیں پڑھیں" یعنی تہجد کی پہلی دو رکعتیں بہت ہی لمبی پڑھیں ۔ یہ تکرار مبالغہ کے لئے آیا ہے' پھر چار بار دو دو رکعتیں پڑھیں جو کہ ہر ایک دوسری سے ہلکی تھیں' پھر تین رکعت وتر پڑھے ۔ نماز تہجد میں تحیۃ الوضو شمار نہیں ہے ۔

ارشاد ہے" کہ نماز کو بہت ہی غور سے دیکھتا رہوں گا" یعنی پوری توجہ سے نگاہ رکھوں گا' اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت مُبارک اور عمل مُبارک کے مطابق اپنی نماز ادا کروں' سبحان اللہ کتنا مبارک اور عشق بھرپور جذبہ ہے کہ ساری رات پیارے محبُوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانۂ اقدس کی دہلیز پر سر رکھے ہوئے عبادتِ محبُوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں ۔

حدیث ۱۰/۲۵۸ حدثنا اسحٰق بن موسیٰ حدثنا معنٌ حدثنا مالكٌ عن سعيد بن ابی سعيد المقبری عن ابی سَلَمَةَ بن عبد الرحمٰن انه اخبره انَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِيَزِيْدَ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَيْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّیْ اَرْبَعًا لَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّیْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِیْ .

ترجمہ ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان مبارک میں نماز کی کیا کیفیت تھی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان کے گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے ۔ پڑھتے چار رکعتیں' نہ پوچھ کہ کتنی عمدگی سے ادا فرماتے اور نہ ہی ان کے طویل ہونے کے متعلق پوچھ' پھر تین رکعت پڑھتے ۔ ام المومنین نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر سے پہلے سو جاتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ۔

حل لغات لَا تَسْئَلْ ۔ نہ پوچھ ۔ کیا پوچھتے ہو ۔

Marfat.com

تشریح ارشاد ہے" ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان میں نماز کی کیا کیفیت تھی" شارحین فرماتے ہیں کہ صدر اول میں خیال کیا جاتا تھا کہ شاید رمضان شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مخصوص نماز پڑھتے ہیں اسی لئے انہوں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے اس قسم کا سوال کیا تو انہوں نے انکار کا جواب دیا۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

" ایں سوال برائے آں بود کہ در صدر اول نزد اکثر ایشاں چناں مقرر بود کہ برائے رسولِ خدا در ماہِ رمضان نماز مخصوص بود و مادر مومنان عائشہ انکار آں کرد کہ برائے آنحضرت نماز مخصوص نبود۔"

"صدر اول میں خیال کیا جاتا تھا کہ شاید رمضان شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مخصوص نماز پڑھتے ہیں اسی لئے انہوں نے ام المومنین سے اس قسم کا سوال کیا تو انہوں نے انکار کا جواب دیا۔"

ارشاد ہے" نہ پوچھ کہ کتنی عمدگی سے ادا فرماتے اور نہ ہی ان کے طویل ہونے کے متعلق پوچھ" یعنی نہایت ہی اطمینان، وقار، عظمت، فروتنی، عاجزی اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ انتہائی عمدگی اور خوبصورتی سے ادا فرماتے اور ان میں قرأت بھی لمبی پڑھتے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد کتنا پیارا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نماز کی ادائیگی کے حسن و خوبصورتی کو بیان ہی نہیں کر سکتی ہوں۔ حضرت شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص اگر پچاس رکعت نماز ادا کرے تو وہ طوالت میں ان آٹھ رکعت کے برابر ہوں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا فرماتے تھے۔" حضرت مولانا مولوی مصلح الدین محمد صلاح بن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ لکھتے ہیں :۔

" شیخ ابن حجر در اشرف الوسائل شرح الشمائل آوردہ کہ درازی ایں ہشت رکعت موازنہ پنجاہ رکعت بودہ کسے دیگر میگذارد"

ارشاد ہے" پھر تین رکعت وتر پڑھے" یعنی ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر پڑھے۔ ہم احناف کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ایک ہی سلام کے ساتھ واجب ہیں۔ ارشاد ہے" یارسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں" گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی نصف شب سوتے تھے اور آرام فرماتے تھے پھر اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے اور پھر وتر پڑھتے۔ ام المومنین کو جواب ارشاد فرمایا کہ" بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا" یعنی اگرچہ میں ظاہری طور پر سوتا ہوں مگر حقیقتاً بیدار ہوتا ہوں، لہذا مجھے وتر کے نہ پڑھنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا، اسی لئے فقہاء نے لکھا

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ جس شخص کو اس بات پر وثوق ہے کہ وتر اس سے فوت نہیں ہوتے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وتر تہجد کے بعد پڑھے نیز یہ خاصۂ انبیاء علیہم السلام سے ہے کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہوں تو ان کا دل بیدار ہوتا ہے۔ حضرت علامہ مصلح الدین محمد صلاح بن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

" وایں معنی خاصۂ انبیاء علیہم السلام است از جہۃ حیات دلہائے ایشاں و استغراق ایشاں بمشاہدۂ جمال کبریاء جل ذکرہ "۔

حدیث ۱۱/۲۵۹ حدثنا اسحٰق بن موسیٰ حدثنا معن حدثنا مالك عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی من اللیل احدیٰ عشرۃ رکعۃ یوتر منہا بواحدۃ فاذا فرغ منہا اضطجع علی شقہ الایمن۔ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا معن عن مالك عن ابن شہاب نحوہ ح وحدثنا قتیبۃ عن مالك عن ابن شہاب نحوہ۔

ترجمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعت پڑھتے تھے جبیں وتر کی ایک رکعت ہوتی تھی' جب آپ یہ نماز پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر آرام فرمانے کے لئے لیٹ جاتے۔

تشریح ارشاد ہے" کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعت پڑھتے تھے جبیں وتر کی ایک رکعت ہوتی تھی" گویا دس رکعت تہجد کی اور ایک رکعت وتر کی نماز پڑھتے تھے۔ تہجد کی نماز تو مختلف رکعت کا پڑھنا مختلف اوقات میں ثابت ہے ، البتہ اس حدیث شریف سے ایک رکعت وتر پڑھنا معلوم ہو رہا ہے' اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔ ہمارے احناف کے نزدیک تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ واجب ہیں بعض ائمہ ایک رکعت کے ساتھ اس سے پہلے دو رکعت علیحدہ سلام کے ساتھ واجب بتلاتے ہیں۔

Marfat.com

حدیث ۱۲/۲۶۰ حدثنا هنادٌ حدثنا ابو الاحوص عن الاعمش عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصلي من الليل تسع ركعات حدثنا محمود بن غيلان حدثنا يحيى بن آدم حدثنا سفيان الثوري عن الاعمش نحوه.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز نو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

حل لغات تِسع ۔ نو۔

تشریح ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز نو رکعت پڑھا کرتے تھے" یعنی چھ رکعت نماز تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حدیث شریف کی سند جب ختم ہو تو نَحْوَهٗ یا مِثْلَهٗ کے الفاظ بعض مقامات پر ہوتے ہیں تو جان لینا چاہیئے کہ یہ محدثین کی اصطلاحات ہیں۔ نَحْوَهٗ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں دوسری روایات کے الفاظ میں کچھ فرق ہو لیکن معنی قریب قریب ہوں اور مِثْلَهٗ وہاں کہتے ہیں جہاں دوسری روایت پہلی روایت کے لفظ بلفظ مطابق ہو۔

حدیث ۱۳/۲۶۱ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن عمرو ابن مرة عن ابي حمزة رجل من الانصار عن رجل من بني عبس عن حذيفة ابن اليمان انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الليل قال فلما دخل في الصلوة قال الله اكبر ذو الملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة قال ثم قرأ البقرة ثم ركع فكان ركوعه نحوا من قيامه وكان يقول سبحان ربي العظيم سبحان ربي العظيم ثم رفع رأسه وكان قيامه نحوا من ركوعه وكان يقول لربي الحمد لربي الحمد ثم سجد فكان سجوده نحوا من قيامه وكان يقول سبحان ربي الاعلى سبحان

Marfat.com

رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَکَانَ مَابَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ نَحْوًا مِنَ السُّجُوْدِ وَکَانَ یَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِیْ حَتّٰی قَرَاَ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَآءَ وَالْمَآئِدَةَ اَوِالْاَنْعَامَ شُعْبَةُ الَّذِیْ شَکَّ فِی الْمَآئِدَةِ وَالْاَنْعَامِ قال ابوعیسٰی وابوحمزہ اسمہ طلحۃ بن زید وابوجمرۃ الضبعی اسمہ نضر بن عمران۔

ترجمہ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ اس نے فرمایا کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز شروع کی تو فرمایا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ذُوالْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظْمَةِ، راوی کہتا ہے کہ پھر سورۂ بقرہ پڑھی پھر رکوع کیا اور رکوع بھی قیام کی طرح طویل تھا۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھتے تھے، پھر سر اقدس اٹھایا اور قیام بھی رکوع کی طرح تھا اور لِرَبِّیَ الْحَمْدُ لِرَبِّیَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے، پھر سجدہ فرمایا اور سجدہ بھی قیام کی طرح تھا اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھتے تھے پھر سر اقدس اٹھایا یہ بھی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا سجدہ کی طرح طویل تھا اور رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ فرماتے تھے، یہاں تک کہ سورۂ بقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ یا الانعام پڑھیں، شعبہ وہ شخص ہے جس نے یہ شک کیا ہے کہ یا مائدہ پڑھی یا الانعام پڑھی۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نفلی نماز جتنی بھی طویل پڑھی جائے۔ رکوع اور سجود میں بھی کلمات مبارک زیادہ پڑھیں تو بہت ہی افضل ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ایں ذکر در ہر رکوع مطلوب است واقل او یک بار است وادنیٰ کمال او سہ بار واعلےٰ او یازدہ بار"

"یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کا ذکر رکوع میں مطلوب ہے کم سے کم ایک بار، ادنیٰ کمال تین بار اور اعلیٰ کمال گیارہ بار پڑھنا ہے"

فرائض میں ایک بار پڑھنا ضروری ہے اور تین بار پڑھنا افضل ہے اسی طرح سجدے میں بھی، ارشاد ہے "یہاں تک کہ سورۂ بقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ یا الانعام پڑھیں" یعنی چار رکعتوں میں چار سورتیں پڑھیں۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

شیخ ابن حجر گفتہ کہ ظاہر آں است کہ ایں چہار سورہ

یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یا بات ظاہر ہے کہ

Marfat.com

در چہار رکعت خواندہ و روایت ابی داؤد صریح آمدہ کہ گفت "فصل اربع رکعات قرأ فیہن البقرۃ، آل عمران، والنساء والمائدہ او الانعام" یعنی پس خواند آنسرور چہار رکعت و خواند در انہا ایں چہار سورہ پس ایں روایت گویا بیان اوست و تائید می کند او را"

یہ چار سورتیں چار رکعتوں میں پڑھیں اور ابوداؤد کی روایت صریح ہے کہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھیں جن میں یہ چار سورتیں پڑھیں لہٰذا یہ روایت اس روایت کا بیان ہے اور تائید کرتی ہے۔"

حدیث ۱۴/۲۶۲ حدثنا ابوبکر محمد[1] بن نافع البصری حدثنا عبد الصمد[2] بن عبد الوارث عن اسمٰعیل[3] بن مسلم العبدی عن ابی[4] المتوکل عن عائشہ[5] رضی اللہ عنہا قالت قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بآیۃ من القرآن لیلۃ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی ایک ہی آیت تمام رات نماز میں پڑھتے رہے۔

تشریح ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی ایک ہی آیت تمام رات نماز میں پڑھتے رہے" یعنی ایک ہی آیت کی تکرار نماز میں تمام رات کرتے رہے، یہ آیۂ کریمہ یہ تھی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

اے اللہ! اگر تو ان سب کو عذاب کرنا چاہے تو یہ تیرے ہیں یعنی ہر طرح سے تیری ملک ہیں تیری چیزیں ہیں تو جو چاہے تصرف فرمادے۔ اگر تو ان کی مغفرت فرمادے اور سب کو معاف کردے، تو تیری شان سے کچھ بعید نہیں تو بڑی قدرت والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔

جناب مولینا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"حاصل آنکہ عذاب کنی عدل است و اگر مغفرت

یعنی اے اللہ تعالیٰ اگر تو ان کو ان کے گناہوں پہ

اسماء الرجال روایت ۱۴/۲۶۲

ع۱ ابوبکر محمد بن نافع البصری کے بارے میں کچھ نہیں ملا۔

ع۲ عبد الصمد بن عبد الوارث۔ دیکھو حدیث ۱۰

ع۳ اسمٰعیل بن مسلم العبدی کے بارے میں کچھ نہیں ملا۔

ع۴ ابی المتوکل کا نام علی بن ابی داؤد ہے اور ابن داؤد کہا جاتا ہے۔

ع۵ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲

باب ما جاء فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما یقرء ۵

Marfat.com

کنی فضل است"

عذاب دیتا ہے تو عین عدل ہے اور ہر کزان گناہوں کو میری اس عاجزی اور دعا کو قبول فرما کر معاف فرماتا ہے تو یہ تیرا عین فضل ہے۔"

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ جل جلالہ کے حضور یہ تکرار دعا' تضرع اور طلب مغفرت کے لئے تھا۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں :-

"ان القرأة قصد بها الدعا والتضرع وطلب المغفرة من الله العزيز الحكيم"

حدیث ۱۵/۲۶۲ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا سلیمان[2] بن حرب حدثنا شعبة[3] عن الاعمش[4] عن ابی وائل[5] عن عبد الله[6] قال صلیت لیلة مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فلم یزل قائما حتی همممت بامر سوء قیل له وما همممت به قال همممت ان اقعد واذع النبی صلی الله علیه وآله وسلم حدثنا یوسف بن وکیع حدثنا جریر عن الاعمش نحوه .

ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لمبا قیام کیا یہاں تک کہ میں نے ایک امر قبیح کا ارادہ کیا' ان سے پوچھا گیا وہ کیا ارادہ تھا۔ انہوں نے کہا میں نے بیٹھنے کا ارادہ کر لیا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلا چھوڑ دینے کا۔

حل لغات هممت ۔ میں نے ارادہ کیا۔
الهم ۔ ارادہ کرنا۔ سوء ۔ قبیح ۔ برا۔

تشریح ارشاد ہے" میں نے ایک امر قبیح کا ارادہ کر لیا" وہ ارادہ کیا تھا خود ہی ارشاد فرمایا" کہ میں نے بیٹھنے کا ارادہ کر لیا تھا" اور" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلا چھوڑ دینے کا" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی لمبی نماز پڑھی' اتنا طویل قیام کیا اور اتنی دراز قرأت فرمائی کہ جناب عبداللہ بن مسعود کھڑے کھڑے تھک گئے اور ایک ایسے کام کا ارادہ کر لیا جسے وہ خود بھی انتہائی ناپسند اور برا سمجھتے تھے' اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا کھڑے رہیں اور یہ بیٹھ جائیں۔ جناب

Marfat.com

عبداللہ بن عباس کے فرمانے کا یہ منشا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی نماز کافی طویل ادا فرماتے تھے۔ بعض شارحین نے "بیٹھ جاؤں" کا یہ مطلب لیا ہے کہ "نماز ہی پڑھنی چھوڑ دوں" حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح صلوٰۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ ..

"ایں معنی بعید است زیرا کہ نسبت ترک نماز بالکلیہ بعبداللہ پسر مسعود کہ از اکمل صحابہ بود رضی اللہ عنہم غیر ملایم است واللہ اعلم بالصواب۔"

"یہ معنی ناقابل اعتنا ہیں اس لئے کہ بالکل نماز کو ترک کرنے کی نسبت عبداللہ بن مسعود جو کہ اکمل صحابہ سے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف قطعاً نامناسب ہے۔"

حدیث ۱۶/۲۶۴ حدثنا اسحٰق بن موسیٰ الانصاری حدثنا معن حدثنا مالک عن ابی النضر عن ابی سلمۃ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی جالسا فیقرأ وھو جالس فاذا بقی من قرأتہ قدر ما یکون ثلثین او اربعین اٰیۃ قام فقرء وھو قائم ثم رکع وسجد ثم صنع فی الرکعۃ الثانیۃ مثل ذالک۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے پس قرأت فرماتے بیٹھے ہوئے، پس جب قرأت میں تیس یا چالیس کے قریب آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے اور باقی قیام میں پڑھتے، پھر رکوع اور سجدہ کرتے، پھر دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا فرماتے۔

حل لغات ثلثین۔ تیس۔
اربعین۔ چالیس۔

تشریح شارحین رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس طرح بیٹھ کر نوافل میں تلاوت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑھاپے کے وقت کا عمل ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخر عمر کے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بوجہ ضعف و نقاہت) نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے۔ مولانا محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ کسی کہ دشوار باشد بروئے درازی ایستادن در نماز نفل بعارضہ کبر سن یا غیر آں مستحب است"

"شیخ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اگر بڑھاپے کی وجہ سے یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے نفل نماز میں طویل قیام

Marfat.com

ء اور اگر ایں چنیں کند یعنی بعضے آیات بحال جلوس خواند و بعضے بحال قیام و آنسرور نکردی مگر بحال کہ بر من مبارک ۔"

کرنا کسی پر دشوار ہو تو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ اس طرح کرے یعنی کچھ آیات بیٹھے ہوئے پڑھے اور کچھ قیام کی حالت میں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑھاپے میں ہی اس طرح کیا تھا۔"

حدیث ۱۰۶۲ حدثنا احمد بن منیع حدثنا ھشیم حدثنا خالد الحذاء عن عبد اللہ ابن شقیق قال سالت عائشۃ عن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن تطوعہ فقالت کان یصلی لیلاً طویلاً قائماً ولیلاً طویلاً قاعداً فاذا قرء وھو قائم رکع وسجد وھو قائم واذا قرء وھو جالس رکع وسجد وھو جالس۔

ترجمہ عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفل نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے طویل حصہ میں کھڑے ہو کر نوافل پڑھتے تھے اور طویل حصہ میں بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے، پس جب قیام کی حالت میں قرأت فرماتے تو رکوع اور سجدہ بھی قیام ہی کے دوران کرتے۔ اور جب بیٹھنے کی حالت میں قرأت فرماتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھے ہوئے فرماتے

حل لغات تطوع۔ تابعداری کرنا، زیادہ کرنا، احسان کرنا، نفل نماز پڑھنا یا کوئی اور نفلی کام کرنا جو واجب نہ ہو۔

تشریح شارحین نے فرمایا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفل نماز کی دونوں کیفیتوں کا حال بیان فرمایا ہے اس لئے کہ سید دو عالم رحمۃ اللعالمین شفیق اُمت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مبارک میں تعلیم مقصود ہوتی ہے، گویا اُمت کو تعلیم دینا ہے کہ یہ کام اس طرح بھی کرنا جائز ہے اس کو بیان جواز کہتے ہیں۔ صاحب اتحافات الربانیہ صفحہ ۳۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ھذا الحدیث یروی احوالاً اخری من عبادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا تنافی بین ھذا الحدیث والذی قبلہ"

Marfat.com

حدیث ۱۸ / ۲۶۶

حدثنا اسحٰق[1] بن موسیٰ الانصاری حدثنا معنٌ[2] حدثنا مالکٌ[3] عن ابن شہابٍ[4] عن السائبِ[5] بن یزید عن المطلبِ[6] بن ابی وداعۃ السہمی عن حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کان رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی فی سبحتہ قاعدًا ویقرأ بالسورۃ ویرتلہا حتی تکون اطول من اطول منہا.

ترجمہ جنابہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ اپنی نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے اور قرآن کی کوئی ایک سورۃ پڑھتے اور اسے ترتیل سے پڑھتے تا آنکہ وہ سورۃ اپنے سے لمبی سورت سے بڑھ جاتی۔

حل لغات سُبحَتِہٖ، اپنی نفلی نماز۔ سُبحۃ، نفلی نماز اور شمار دانہ یعنی تسبیح، دعا کو بھی کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں قَضَیْتُ سُبحَتِی۔ میں نے اپنی دعا پوری کرلی۔

تشریح اس حدیث شریف سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفل نماز بیٹھ کر بھی رات میں پڑھ لیتے تھے اور اس میں مخارج، اظہار حروف اور حرکات انتہائی ترتیل سے ادا فرماتے اور نہایت ہی اطمینان، سکون، وقار سے ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور بقول ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پڑھنے میں جلدی نہ فرماتے بلکہ ایک چھوٹی سورت بھی اتنی دیر میں ختم ہوتی جتنی دیر میں کوئی دوسرا شخص ایک لمبی سورت پڑھ لے۔

حدیث ۱۹ / ۲۶۷

حدثنا الحسنُ[1] بن محمد الزعفرانی حدثنا الحجاجُ[2] بن محمد عن ابن جُریجٍ[3] قال اخبرنی عثمانُ[4] بن ابی سلیمان ان اباسَلَمۃَ[5] بن عبد الرحمٰن اخبرہ ان عائشۃ اخبرتہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ یَمُتْ حَتّٰی کَانَ اَکْثَرُ صَلٰوتِہٖ وَہُوَ جَالِسٌ۔

ترجمہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال مبارک کے قریب ایام میں نفلی نماز بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں نفلی عبادت اکثر اوقات بیٹھ کر کرتے تھے اور ان میں تلاوت بہت زیادہ فرماتے تھے۔ ام سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔

Marfat.com

والذی نفسی بیدہ مامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی کان اکثر صلواتہ قاعدا الا المکتوبات :

حدیث ۲۰/۲۶۸ حدثنا احمدؑ بن منیع حدثنا اسماعیلؑ بن ابراھیم عن ایوبؑ عن نافعؑ عن ابن عمرؓ قال صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِیْ بَیْتِہٖ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِیْ بَیْتِہٖ ،

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعت اور ظہر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھیں۔

تشریح اس حدیث شریف سے نماز سے پہلے اور بعد سنتیں پڑھنا ثابت ہے۔ نیز مسجد میں اور گھر میں بھی سنتوں کا پڑھنا ظاہر ہو رہا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ سنتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ ابن عمر کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سنتیں پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سنتیں جماعت سے پڑھتے تھے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پڑھتے تھے اور میں بھی پڑھتا تھا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ اسی لئے احناف ظہر کی نماز سے پہلے چار سنتیں، ظہر سے بعد دو سنتیں، مغرب کے بعد دو سنتیں اور صبح سے پہلے دو سنتیں موکدہ پڑھتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ چونکہ حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر مبارک میں ظہر کی چار سنتیں پڑھ کر مسجد میں تشریف فرما ہوتے (جیسا کہ مسند احمد و ابوداؤد وغیرہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لے جاتے تھے) اس لئے یہ دو سنتیں جن کا ذکر حدیث مندرجہ بالا میں ابن عمر نے فرمایا ہے تحیۃ المسجد ہیں۔

Marfat.com

حدیث ۲۱/۲۷۰ حدثنا احمدؒ بن منیع حدثنا اسماعیلؒ بن ابراھیم حدثنا ایوبؒ عن نافعؒ عن ابن عمرؓ قال ابن عمر وحدثنی حفصۃؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَیُنَادِی الْمُنَادِیْ قَالَ اَیُّوْبُ اُرَاہُ قَالَ خَفِیْفَتَیْنِ۔

ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری ہمشیرہ ام المومنین جناب حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت اذان دینے والا اذان دیتا صبح صادق طلوع ہوجانے کے بعد تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ ایوب فرماتے ہیں کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ نافع نے کہا کہ وہ دو رکعتیں ہلکی ہوتی تھیں۔

حل لغات اُرَاہُ۔ بضم یعنی اُظُنہ۔ گمان کرتے۔

تشریح اس حدیث شریف اور دوسری احادیثِ مبارکہ سے صبح کی دو سنتیں ہلکی قرأت سے ثابت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دو سنتوں میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْن اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ کی سورتیں پڑھتے۔ ایک حدیث مبارک میں ہے۔

"نعم السورتان تقرابھما فی رکعتی الفجر" کہ یہ دونوں سورتیں کیسی اچھی ہیں کہ صبح کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

"قل یا ایھا الکافرون و قل ھواللہ احد" یعنی سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص صبح کی سنتوں میں پڑھنے کی بہت تاکید وارد ہوئی ہے یہاں تک کہ مسلم شریف میں ان کے متعلق ارشاد ہے "احب الی من الدنیا جمیعا" حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل ص۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ولھذا روی عن ابی حنیفۃ انھما واجبتان فلا شک انھما افضل من سائر الرواتب" "اور اسی لئے امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ دو سنتیں واجب ہیں۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ تمام رواتب سے یہ افضل ہیں۔"

اسماء الرجال ص۲۱ ج۲۷۰
۱ احمد بن منیع ۔ دیکھو حدیث ۲۷۰ باب ماجاء فی شغور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۲
۲ اسماعیل بن ابراہیم ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شغور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲
۳ ایوب ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شغور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ نافع ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شغور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۵ ابن عمر ان لم دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شغور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۶ حفصہ ۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی عیادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۲۲ / ۲۷۰ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا مروان[2] بن معاویۃ الفزاری عن جعفر[3] ابن برقان عن میمون[4] بن مہران عن ابن[5] عمر قال حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَحَدَّثَتْنِیْ حَفْصَۃُ بِرَکْعَتَیِ الْغَدَاۃِ وَلَمْ اَکُنْ اَرَاھُمَا مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آٹھ رکعتیں ازبر کی ہیں۔ دو رکعتیں ظہر کی نماز سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کی نماز کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کی نماز کے بعد و دو رکعتیں عشاء کی نماز کے بعد۔ ابن عمر نے فرمایا کہ مجھے میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعتیں فجر کی۔ حالانکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ دو سنتیں نہیں دیکھیں۔

حل لغات حَفِظْتُ۔ میں نے ازبر کرلیا۔ یاد کرلیا۔
ثَمَانِیَ۔ آٹھ ۔ رَکْعَتَیْ۔ دو رکعتیں۔

تشریح چونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم عموماً صبح کی سنتیں اپنے گھر مبارک میں ہی ادا کیا کرتے تھے اسلئے ابن عمر کا یہ فرمانا "میں نے نہیں دیکھا کوئی مستبعد امر نہیں ہے۔ صاحب التحافات الربانیہ فرماتے ہیں۔

"اصل الغداۃ مابین طلوع الفجر وطلوع الشمس" — غداۃ صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔

نیز ظہر سے قبل کی چار رکعت سنت بھی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس میں ہی ادا فرماتے تھے۔ اس لئے ابن عمر نے ان کا بھی ذکر نہیں فرمایا۔

حدیث ۲۳ / ۲۷۱ حدثنا ابوسلمۃ[1] یحیی بن خلف حدثنا بشر[2] بن المفضل عن خالد[3] الحذاء عن عبداللہ[4] بن شقیق قال سَاَلْتُ عَائِشَۃَ[5] عَنْ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَتْ کَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ الظُّھْرِ رَکْعَتَیْنِ وَبَعْدَھَا رَکْعَتَیْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ

Marfat.com

رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْفَجْرِ تَنْتَيْنِ .

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے متعلق میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر سے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے پڑھتے تھے۔

تشریح بخاری شریف میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت، صبح سے قبل دو رکعت نہیں چھوڑتے تھے" یعنی ہمیشہ پڑھتے تھے حنفیوں کے نزدیک سوائے ظہر سے قبل دو رکعتوں کے باقی تمام سنتیں مؤکدہ ہیں اور ظہر سے قبل چار رکعت سنتِ مؤکدہ ہے۔

حدیث ۲۴ / ۲۷۲ حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنا محمد[2] بن جعفر حدثنا شعبة[3] عن ابی اسحٰق[4] قال سمعت عاصم[5] بن ضمرة يَقُوْلُ سَاَلْنَا عَلِيًّا[6] عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تُطِيْقُوْنَ ذَالِكَ قَالَ قُلْنَا مَنْ اَطَاقَ مِنَّا ذَالِكَ صَلّٰى فَقَالَ كَانَ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هٰهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هٰهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَيُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ .

ترجمہ عاصم بن ضمرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے، حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان نوافل کے بارے میں عرض کیا جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت کہاں رکھتے ہو۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ جو ہم سے طاقت رکھتا ہوگا وہ پڑھے گا۔ تو امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ صبح کے وقت جب سورج آسمان پر اتنا چڑھ جاتا ہے جتنا اوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت

اسماء الرجال حدیث ۲۴ / ۲۷۲

[1] محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۲

[2] محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۲

[3] شعبہ۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۲

[4] ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۲

[5] عاصم بن ضمرہ

[6] علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ابو الحسن یحییٰ بن ظفر ابو علی البصری ابو وہاری ہے صدوق ہے حرف لہ مسلم وابو داؤد والنسائی ۲۴۲ھ میں وفات پائی۔

[7] عمر بن الخطاب۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی لحن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۲

[8] عبداللہ بن شقیق۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۲

Marfat.com

(صلوٰۃ الاشراق) پڑھتے تھے اور جب مشرق کی طرف اس قدر اُوپر ہو جاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اس وقت چار رکعت (نماز چاشت) پڑھتے تھے۔ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے۔ چار رکعت کے درمیان بیٹھ کر ملائکہ مقربین انبیاء اور مومنین پر سلام بھیجتے تھے۔

حل لغات لَا تُطِيقُونَ۔ تم طاقت نہیں رکھتے ہو۔

تشریح اس حدیث مبارک میں نماز اشراق دو رکعت، نماز چاشت چار رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ ارشاد ہے "تم اس کی طاقت کہاں رکھتے ہو" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی فروتنی، عاجزی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خشوع، خضوع، حسن اہتمام، تعدیل ارکان اور اللہ جل جلالہ کے حضور میں کمال درجے کی عبودیت کا اظہار تم کہاں کر سکتے ہو۔

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ عِبَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پُور ہو گیا۔

Marfat.com

marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰی

یہ باب چاشت کی نماز کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات الضحیٰ۔ چاشت گاہ۔ صاحبِ قاموس کہتے ہیں "ضحیٰ بالاتر است ضحوہ" "الوقت من طلوع الشمس الی الزوال" "سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوالِ آفتاب تک یہ وقت ہے" اس کے تین نام ہیں:۔

۱۔ ضحوہ ، ذالك عند الشروق

۲۔ ضحیٰ ، ذالك اذا ارتفعت الشمس

۳۔ ضحاء ، ذالك الی الزوال

مولینا محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ علماءِ حنفیہ کے نزدیک ضحیٰ کا وقت :

"گذشتن حصہ چہارم از روز است تا وقت استواء"

یعنی "چوتھائی دن کے بعد سے نصف النہار تک چاشت کا وقت ہے"۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان، امام الانبیاء، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ چاشت کی ادائیگی کا ذکرِ خیر ہے۔

اس نفلی نماز میں چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک کی نماز ادا کی جاتی ہے اور احناف کے نزدیک یہ نماز پڑھنی مستحب ہے۔ اس نماز کی ادائیگی میں گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ امام احمد

Marfat.com

سے روایت ہے۔

"من حافظ علیٰ صلاۃ الضحیٰ غفرت له ذنوبه وان کانت مثل زبد البحر"

"جس شخص نے نماز چاشت کی محافظت کی اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

حدیث ۱/۲۷۳ حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[۲] الطیالسی حدثنا شعبة[۳] عن یزید[۴] الرشک قال سمعت معاذة[۵] قالت قلت لعائشة اکان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم یصلی الضحیٰ قالت نعم اربع رکعات ویزید ما شاء اللہ عزوجل۔

ترجمہ معاذہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ ہاں! چار رکعت اور جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا زیادہ فرما دیتے۔

حل لغات نعم۔ ہاں۔ اربع۔ چار۔ یزید۔ زیادہ کرتے

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ "ہاں چار رکعت اور جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا زیادہ فرما دیتے" یعنی کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ جتنا توفیق ایزدی سے دل نے سرور و انبساط سے قبول کیا پڑھیں۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری۔ جمع الوسائل جلد دوم صـ۸۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"صحیح اور ضعیف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ رکعات سے زیادہ یہ نماز نہیں پڑھی اور لیکن بارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے کی ترغیب بھی نہیں دی، اور چار رکعت پڑھنا افضل ہے"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ صـ۱۵۰ پر لکھتے ہیں کہ:-

"اس نماز کے متعلق انیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

---

۱ اسماء الرجال حدیث ۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو صـ۱ ۲ ابوداؤد الطیالسی۔ دیکھو صـ۱ ۳ شعبہ۔ دیکھو صـ۱ ۴ یزید الرشک۔ رشک بڑی داڑھی والا، یہ اس کا لقب ہے۔ تقریب رضی کا لقب ہے، اس کی داڑھی بہت بڑی تھی اور لمبی بھی کہ ایک مٹھی میں نہ آتی تھی اور لمبی بھی اتنی کہ ناف سے نیچے تک پہنچتی تھی اور لمبی بھی اتنی کہ ناف سے نیچے تک پہنچتی تھی اس میں رہا لیکن دن تک اس میں رہا لیکن یزید کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ بعض نے رشک سے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اس کی داڑھی اہل زمانہ سے بڑی تھی۔ ۵ معاذہ۔ بنت عبداللہ العدویہ العبا البصری کی والدہ ہے ثقہ ہے۔ من الثالثة۔ ۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو صـ۱ ۷ باب ما جاء فی شعب رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم دیکھو صـ۱

Marfat.com

یہ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

"حتی قال ابن حجر اخبارھا بلغت حد التواتر"

"یہاں تک کہ ابن حجر نے فرمایا کہ روایات اتنی کثرت سے ہیں کہ تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔"

حدیث ۲/۲۷۴ حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنی حکیم[2] بن معاویہ الزیادی حدثنا زیاد[3] بن عبید اللہ بن الربیع الزیادی عن حمید[4] الطویل عن انس[5] بن مالک اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یُصَلِّی الضُّحٰی سِتَّ[6] رَکَعَاتٍ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت چھ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

حل لغت سِتَّ۔ چھ۔

تشریح چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف اوقات میں نماز چاشت کی رکعتیں مختلف مروی ہیں، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

حدیث ۳/۲۷۵ حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنا محمد[2] بن جعفر انبانا شعبۃ[3] عن عمرو[4] بن مرۃ عن عبد الرحمٰن[5] بن ابی لیلی قَالَ مَا اَخْبَرَنِیْ اَحَدٌ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی الضُّحٰی اِلَّا اُمَّ ھَانِیٍٔ فَاِنَّھَا حَدَّثَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَخَلَ بَیْتَھَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ فَاغْتَسَلَ فَسَبَّحَ ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مَا رَاَیْتُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلّٰی صَلٰوۃً قَطُّ اَخَفَّ مِنْھَا غَیْرَ اَنَّہٗ کَانَ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔

ترجمہ عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ام ہانی کے سوا مجھے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۷۴
[1] محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۳/۲۷۵
[2] حکیم بن معاویہ الزیادی۔ مستور ہے۔ من العاشرۃ، اخرج لہ مسلم "الزیادی" کو حکیم بن معاویہ البصری سے احتراز کیا ہے۔
[3] زیاد بن عبید اللہ بن الربیع الزیادی ہے، البصری ہے، والد محمد ہے، مقبول ہے، من الثانیۃ۔
[4] حمید الطویل۔ دیکھو حدیث ۳/۲۷۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
[5] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱/۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۷۵
[1] محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۲/۲۷۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۲/۲۷۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] شعبۃ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۷۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
[4] عمرو بن مرہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۷۴ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
[5] عبد الرحمٰن

Marfat.com

کی نماز چاشت پڑھنے کی خبر نہیں دی۔ پس بے شک ام ہانی نے بیان کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر میں فتح مکہ کے دن تشریف لے گئے۔ پھر غسل فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز نفل پڑھی، میں نے اس نماز سے ہلکی نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں دیکھی مگر یہ کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع اور سجدے پورے پورے کر رہے تھے۔

حل لغات

قَطّ۔ صرف۔ اَخَفّ۔ ہلکی پھلکی۔ یُتِمُّ۔ پورا پورا ادا کرتے۔

تشریح

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ کہنا "ام ہانی کے سوا مجھے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز چاشت پڑھنے کی خبر نہیں دی" سے لازم نہیں آتا کہ اس نماز کا علم سوائے ام ہانی کے کسی اور صاحب کو نہیں تھا علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"والمنفی ھنا انما ھو اخبار غیر ام ھانی لعبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بصلوٰۃ النبی صلاۃ الضحیٰ وھو لا ینافی ماتقدم من ان من اکابر الصحابۃ تسعۃ عشر شھدوا ان النبی کان یصلیھا"

شارح شمائل مصلح الدین محمد صلاح بن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ (رحمۃ اللہ علیہ) شیخ ابن حجر کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر در شرح شمائل آوردہ کہ قرأت پیغمبر خدا در نماز چاشت دراز بود وجزایں نیست کہ در روز فتح مکہ تخفیف کردہ باشد بواسطہ مہمات ومشاغل کہ بآں سرور کائنات رجوع بودہ"

یعنی "شیخ ابن حجر اپنی شرح شمائل میں نقل کرتے ہیں کہ نماز چاشت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت لمبی ہوتی تھی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ فتح مکہ کے دن کے مشاغل اور مشکل ذمہ داریوں کے پیش نظر اس نماز کی قرأت کو نہایت مختصر فرما دیا ہو۔"

مگر باوجود قرأت کے مختصر فرمانے کے رکوع اور سجدے نہایت اطمینان سے ادا کئے۔

بن ابی لیلیٰ۔ الانصاری ... ہے المدنی الکوفی ... تابعی ... جلیل ہے۔ کان اصحابہ ... یعظمونہ کانہ امیر۔ فتح ... لہ الجماعۃ۔ اتفقوا علی ... توثیقہ، واثنی علیہ ... الدکالہ ... ۸۸ھ میں فوت ہوئے۔

ام ھانی۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ما جاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۴/۲۷۶ حدثنا ابی عُمر[1] حدثنا وکیع[2] حدثنا کھمس[3] بن الحسن عن عبد اللہ[4] بن شقیق قال قلت لعائشۃ[5] اَکَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی الضُّحٰی قَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ یَجِیْئَ مِنْ مَغِیْبِہٖ۔

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ فرمایا نہیں مگر جب سفر سے واپس آتے تو پڑھتے۔

حل لغات مُغِیْبِہٖ۔ سفر سے واپس لوٹتے، سفر سے واپس تشریف لاتے۔

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے "نہیں" یعنی یہ نفی مداومت کی ہے۔ ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ یہی معنی فرماتے ہیں۔ اپنی شرح کے صفحہ ۱۵۰ پر لکھتے ہیں:۔

"ای لم یکن یداوم علی صلوٰتھا فقولھا ھنا لا نفی للمداومۃ"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نماز پر ہمیشگی نہیں فرماتے تھے پس ان کا اس جگہ یہ ارشاد کہ نہیں ہمیشگی کی نفی ہے"

نیز یہ ارشاد کہ "جب سفر سے واپس آتے تو پڑھتے" کے یہ معنی ہیں کہ جب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ منورہ میں چاشت کے وقت قدم رنجہ فرماتے اور سب سے پہلے مسجد مبارک میں جاکر نفل پڑھتے پھر وہیں تشریف رکھتے۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ:

"انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان لایقدم من سفرہ الا نھارا من الضحیٰ فاذا قدم بداء بالمسجد اول قدومہ فصلی فیہ رکعتین ثم جلس فیہ"

"یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کے وقت سفر سے واپس تشریف لایا کرتے تھے اور جب تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد مبارک میں رونق افروز ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر وہیں جلوہ افروز رہتے"

اسماء الرجال ص ۲۷۶
۱ ابی عمر دیکھو حدیث ۲۷۶ باب ماجاء فی صفۃ عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ وکیع دیکھو حدیث ۲۷۶ باب ماجاء فی رحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳ کھمس بن حسن
۴ عبداللہ بن شقیق دیکھو حدیث ۲۷۶ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۵ عائشہ صدیقہ دیکھو حدیث ۲۷۶ باب ماجاء فی سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

لہٰذا علماء کرام نے یہ بھی فرمایا کہ یہاں جوام المومنین نے نفی فرمائی ہے یہ اس بات کی بھی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں یہ نماز جب ہی پڑھتے تھے جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے ورنہ مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث ۲۷۷ حدثنا زیادؑ بن ایوب البغدادی حدثنا محمدؑ بن ربیعۃ عن فضیلؑ ابن مرزوق عن عطیۃؑ عن ابی سعیدؑ الخدری قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی الضُّحٰی حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یَدَعُهَا وَیَدَعُهَا حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یُصَلِّیْهَا۔

ترجمہ ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب کبھی ترک ہی نہیں فرمائیں گے اور جب ترک فرماتے تھے تو ہم لوگ کہتے کہ اب گویا نہیں پڑھیں گے۔

حل لغات لَا یَدَعُهَا۔ نہ ترک کریں گے اسے، نہ چھوڑیں گے اسے۔

تشریح حضور پاک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز چاشت کو پڑھنا پھر ترک کرنا علماء فرماتے ہیں کہ اس لئے تھا کہ پیروان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اپنے اوپر فرض ہی نہ سمجھ لیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض امور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنے کو دل چاہتا تھا مگر اس ڈر سے اہتمام نہیں فرماتے تھے کہ مبادا امت پر فرض نہ ہو جائے۔

حدیث ۲۷۸ حدثنا احمدؑ بن منیع عن ھشیمؑ حدثنا عبیدۃؑ عن ابراھیمؑ عن سھمؑ ابن منجاب عن قرطؑ الضبی اوعن قرعۃؑ عن قرطؑ عن ابی ایوبؓ الانصاری اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یُدْمِنُ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تُدْمِنُ ھٰذِہِ الْاَرْبَعَ رَکَعَاتٍ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ

Marfat.com

فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَآءِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَلَا تُرْتَجُ حَتّٰی یُصَلِّیَ الظُّهْرَ فَاُحِبُّ اَنْ یَصْعَدَ لِیْ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ خَیْرٌ قُلْتُ اَفِیْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ هَلْ فِیْهِنَّ تَسْلِیْمٌ فَاصِلٌ قَالَ لَا حدثنا احمد بن منیع حدثنا ابو معاویة حدثنا عبیدة عن ابراهیم عن سهم بن منجاب عن قرهٔة عن القرثع عن ایوب عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم نحوه۔

ترجمہ ابی ایوب انصاری سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ زوال سورج کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! آپ زوالِ آفتاب کے بعد یہ رکعتِ چہار مداومت سے پڑھتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک زوالِ آفتاب کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس ظہر کی نماز پڑھنے کے وقت تک بند نہیں ہوتے۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک کام اس وقت آسمان پر پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا کیا ہر ایک رکعت میں قرأۃ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے۔ ارشاد فرمایا کہ نہیں۔

حل لغات یُدْمِنُ۔ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ اِدْمَانٌ۔ مصدر ہے لازم کرلینا' ہمیشہ کرنا۔ لَا تُرْتَجُ۔ نہیں بند کئے جاتے۔ رَتْجٌ مصدر ہے بند کرنا۔ یَصْعَدُ۔ چڑھتا ہے۔ صَعْدٌ یا صُعُوْدٌ مصدر ہے چڑھنا۔ فَاصِلٌ۔ علیحدہ کرنے والا' جُدا کرنے والا۔ مصدر ہے فَصْلٌ جدا کرنا۔ علیحدہ کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "ہمیشہ زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت پڑھتے" صاحبِ اتحافاتِ الربانیہ صفحہ ۳۳ پر پر لکھتے ہیں۔ اربع رکعات عند زوال الشمس ای عقبه، یعنی زوال شمس کے بعد' حضرت علامہ محمد عاقل صاحب حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ بدرستی بود پیغمبر درود خدا باد بردی وسلام کہ مداومت میکردی بر چہار رکعت پس از زوالِ آفتاب"

یہ کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت ہمیشہ پڑھتے تھے"

چونکہ شارحین "عند زوال الشمس" کا ترجمہ "زوالِ آفتاب کے بعد" فرمایا ہے۔ اسی لئے اس فقیر نے بھی یہی ترجمہ

عرہ ابراہیم۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں یہ متعدد ہیں علامہ علی القاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں ابن الہمی ہے۔
عرہ سہم بن منجاب بن راشد الضبی الکوفی ہے "من السادسة"
عرہ قرثع الضبی۔ صدوق ہے مخضرم ہے۔ من الثالثة خرج له ابوداؤد والنسائی وابن ماجه۔
عرہ اول قرثع ابن مسلم ابن جحر ابو علی ہے۔ مختلف فیہ، خرج له الستة۔

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے۔ ارشاد ہے "کہ زوالِ آفتاب کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نظر رحمت کے ساتھ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے جیسا کہ اس کی شانِ اقدس کے مناسب ہے اور یہ کیفیت ظہر کی نماز ادا کر لینے کے وقت تک رہتی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا "ظہر کی نماز پڑھ لینے تک (یہ رحمت کے) دروازے بند نہیں ہوتے" تو سید الکائنات، محبوب رب العالمین، ہادی انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں، میں بہت ہی پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک کام آسمان پر چڑھ جائے" یعنی قبول ہو جائے۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں "تدبیر ادبا الصعود، القبول" جناب ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ "میں نے عرض کیا ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے تو ارشاد فرمایا کہ نہیں" نہیں دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرنا بلکہ چار رکعت کے بعد سلام پھیرنا ہے، احناف کے نزدیک نفلی نماز میں چار رکعت ایک سلام کے ساتھ جائز ہیں۔ بلکہ امام ہمام امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضل ہے۔

حدیث ۲۷۹ حدثنا محمد بن[۱] المثنی حدثنا ابو داؤد[۲] وحدثنا محمد بن[۳] مسلم بن ابی الوضاح عن عبد[۴] الکریم الجزری عن مجاهد[۵] عن عبد[۶] اللہ بن السائب اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِیْهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ یَّصْعَدَ لِیْ فِیْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ۔

ترجمہ عبداللہ بن سائب سے روایت ہے یہ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے بے شک وہ ایک ایسا وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک عمل اس وقت بارگاہِ الٰہی میں پہنچ جائے۔

تشریح یہ چار رکعت زوالِ آفتاب کے بعد نمازِ ظہر سے قبل پڑھیں اور اس میں وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ یہ وقت اتنا مبارک ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں پر اس وقت نظرِ رحمت فرماتا ہے لہٰذا میں اس وقت نماز پڑھتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں شرفِ قبولیت حاصل ہو جائے۔ حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد کی سُنتیں بہت پسند فرماتے تھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سبب دریافت فرمایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تفتح فیها ابواب السماء وینظر الله الیٰ خلقه بالرحمة وهی صلوٰة یحافظ علیها آدم ونوح وابراهیم وموسیٰ عیسیٰ علیهم السلام"

"اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ جل جلالہ وعزوا سمہٗ اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھتے ہیں (جیسا کہ اس کی شان کے مُناسب ہے) اور یہ وہ نماز ہے جس پر حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے مداومت کی ہے"

حدیث ۸/۲۸۰ حدثنا ابوسلمة یحییٰ بن خلف حدثنا عمر بن علی المقدمی عن مسعر بن کدام عن ابی اسحٰق عن عاصم بن ضمرة عن علی انه کان یصلی قبل الظهر اربعا وذکر ان النبی صلی الله علیه والہ وسلم کان یصلیها عند الزوال ویمد فیها۔

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم زوال کے بعد ان کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قرأت پڑھتے تھے۔

حل لغات یَمُدُّ۔ لمبی قرأت کرتے۔

تشریح حدیث ۶، ۷، ۸ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ضمن میں ہونی چاہئیں اس لئے ان ہر سہ احادیث کا اس باب سے تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

باب صلوٰۃ الضحیٰ پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال ۸/۲۸۰
۱ ابوسلمہ یحییٰ بن خلف۔ دیکھو ابواب الوتر باب ۲۳ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۲
۲ عمر بن علی المقدمی۔ مقدم کی طرف نسبت ہے، بصری ثقہ، مدلس، من السابعة، خرج له الجماعة۔
۳ مسعر بن کدام۔ دیکھو ابواب الوتر باب ماجاء فی صفة قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۲
۴ ابی اسحٰق۔ دیکھو ابواب الوتر باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۲
۵ عاصم بن ضمرة۔ دیکھو ابواب الوتر باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۲
۶ علی المرتضیٰ۔ دیکھو ابواب الوتر باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۲

marfat.com
Marfat.com

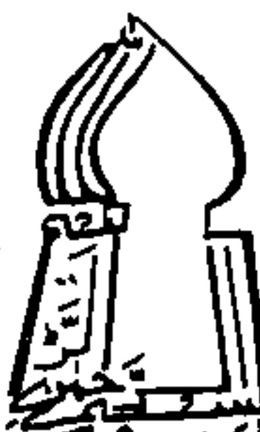

بَابُ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں نفلی نماز پڑھنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں ایک حدیث ہے)

حل لغات اَلتَّطَوُّع۔ نفل نماز پڑھنا یا اور کوئی نفلی کام کرنا جو واجب نہ ہو مثلاً صدقہ وغیرہ، احسان کرنا، زیادہ کرنا۔ اَلْبَیْت۔ گھر۔

تشریح اس باب میں حضور عالم عُلُوم اوّلین و آخرین، صاحب لواء حمد، خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفلی نماز کا گھر میں پڑھنا پسند فرمایا ہے۔

مساجد فرائض کی ادائیگی کے لئے بنائی گئی ہیں، اس لئے فرائض مساجد میں پڑھے جائیں، باقی رہے نوافل، تو نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل و بہتر ہے تاکہ نماز کی برکات اور رحمتوں سے گھر محروم نہ ہو اور ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے، نیز فرائض کی ادائیگی میں ریا نہیں ہے مگر نفل کی ادائیگی میں اخفا چاہیئے تاکہ عبادت میں ریا، سمعہ اور عجب پیدا نہ ہو اس لئے اس عبادت کے لئے پوشیدگی کے لحاظ سے گھر ہی بہتر ہے۔ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اجعلوا فی بیوتکم من صلوٰتکم ولا تتخذوھا قبورا" — "اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں بھی ادا کیا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔"

یعنی سُنیتں اور نوافل گھروں میں پڑھا کرو، گھروں کو مقبرہ نہ بناؤ کہ جہاں نماز نہیں ہوتی یا مُردے نماز نہیں پڑھتے۔

Marfat.com

حدیث ۱/۲۸۱

حدثنا عباس[1] العنبری حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی عن معاویة[3] بن صالح عن العلاء[4] بن الحارث عن حرام[5] بن معاویه عن عمه عبد الله[6] بن سعد قال سألت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن الصلوٰة فی بیتی والصلوٰة فی المسجد قال قد ترٰی ما اقرب بیتی من المسجد فلان اصلی فی بیتی احب الیّ من اصلی فی المسجد الا ان تکون صلوٰة مکتوبة۔

ترجمہ عبداللہ بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہیں یا مسجد میں۔ ارشاد فرمایا کیا تو دیکھتا نہیں کہ یقیناً میرا گھر مسجد کے کتنا ہی قریب ہے مگر میں گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند کرتا ہوں اس سے کہ مسجد میں نماز پڑھوں سوائے فرض نماز کے۔

حل لغات قد۔ تحقیق۔ یقیناً، بے شک۔ علامہ البیجوری فرماتے ہیں "وقد لتحقیق" قد تحقیق کے لئے ہے۔ صلوٰة مکتوبة، فرض نماز۔

تشریح جناب عبداللہ بن سعد کے استفسار کا یہ مطلب تھا کہ نفلی نماز گھر پہ پڑھنی افضل و بہتر ہے یا مسجد میں، تو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہی پیارا اور خوبصورت جواب ارشاد فرمایا کہ اے ابن سعد، یقیناً تو دیکھ رہا ہے کہ میرا گھر اس مسجد یعنی مسجد نبوی مبارک کے کتنا ہی نزدیک ہے کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ اور بغیر کسی رکاوٹ اور تکلیف برداشت کرنے کے مسجدِ نبوی میں نمازِ نفل ادا کر سکتا ہوں مگر میں پسند یہی کرتا ہوں کہ علاوہ فرائض کے باقی نفلی نمازیں گھر میں ہی پڑھوں۔ علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں۔

"فمعنی الحدیث انه مع کمال قرب بیتی من المسجد صلاتی فی بیتی احب الی من صلاتی فی المسجد الا المکتوبة"

یعنی باوجود اس کے جو میرے گھر کو مسجد کا کمال قرب حاصل ہے مگر میں پسند یہی کرتا ہوں کہ سوائے فرضی نمازوں کے نوافل اپنے گھر پر ہی ادا کروں"

(حاشیہ جمع الوسائل ص۹۳ جلد ۲)

اور دلیل میں ایک اور حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ صحیحین میں ہے۔

اسماء الرجال وبیان ۱/۲۸۱
۱ عباس العنبری۔ ابو الفضل عبد العظیم بن عباس بن عبد العظیم العنبری البغدادی ثقہ حافظ۔ بخاری نے تعلیقاً و ابن خزیمہ، خرج لہ الجماعۃ سنہ ۲۴۶ھ میں فوت ہوا۔
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو صفحہ ۱۰۲ باب ما جاء فی متعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ معاویہ بن صالح۔ ابو عبد الرحمٰن الحضرمی الاشعری قاضی الاندلس کان ثقۃ صادقا فقیہا رمی بالقدر واختلط بآخرہ۔ خرج لہ مسلم وابن ماجۃ۔
۴ ع العلاء بن الحارث۔ ابن یعمر او ابن کثیر او ابن عبد الرحمٰن او ابن عبد اللہ التوأم ابو وہب الدمشقی، صدوق ربما وہم۔ خرج لہ الجماعۃ الا البخاری تعلیقاً۔
۵ ع حرام بن معاویہ۔ الانصاری قتیبی من الثالثۃ۔ خرج لہ ابو داؤد وابن ماجۃ۔
۶ ع عبد اللہ بن سعد الانصاری الخزاعی ہے اور کہا گیا ہے کہ القرشی الاموی ہے۔ حرام بن حکیم کا چچا ہے مجہول ہے نقل کیا گیا ہے کہ مشہد فتنۃ القادسیۃ۔

Marfat.com

"افضل الصلوٰۃ صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ"

"سوائے فرض نماز کے نفل نماز آدمی کے لئے گھر میں ادا کرنا افضل ہے"

علماء فرماتے ہیں کہ تحیۃ المسجد کے نفل کا استثنا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ وہ سُنتیں جو جماعت کے ساتھ ادا ہوئی ہیں ان کا مسجد میں پڑھنا اولیٰ ہے جیسے نمازِ کسوف اور نماز تراویح۔

بَابُ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ

پُورا ہوگیا۔

○

Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِی صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے بیان میں ہے

(اِس باب میں سولہ احادیث ہیں)

حل لغات صَوم۔ لُغت میں اَلْاِمْسَاک کے معنی میں ہے یعنی بند کرنا، رُک جانا، چاہے کھانے سے ہو یا بولنے سے۔ شرع میں "صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک نیتِ معتبرہ کے ساتھ کھانے پینے اور جماع کرنے سے رُک جانا" روزہ ہے۔

تشریح اس باب میں حضور شفیع المذنبین، شفیقِ اُمت، سرورِ عالم وعالمیان، پیغمبرِ اسلام جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفلی روزے رکھنے کا بیان ہے کہ مہینہ میں کتنے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور مہینہ مہینہ مسلسل بھی روزہ رکھتے۔

مہینہ کے پہلے تین دِن بھی اور آخری تین دن بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے رکھے۔ ایامِ بیض یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو تو اکثر روزے رکھتے۔ پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تو ارشاد ہوا کہ "فیہ ولدت وانزل علی فاحب الحدیث، اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اس دن مجھ پر قرآن اُترا، لہذا میں بہت پسند کرتا ہوں کہ اس دِن روزہ رکھوں۔

عاشورہ کے دِن روزہ رکھنا، روزہ فرض ہونے سے پہلے واجب تھا۔ جب شعبان ۲ھ میں روزہ فرض قرار دیا گیا تو یہ روزہ مستحب ہوگیا۔ اب جس کا جی چاہے رکھے یا نہ رکھے۔

marfat.com
Marfat.com

ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھنا فرض ہے، باقی تمام سال میں روزے رکھنے نفل ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نفلی عبادت کا بڑا اہتمام فرماتے اور یہ افضل عبادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بنفسِ نفیس اس نفلی عبادت کو بہت پسند فرمایا، یہاں تک کہ ارشاد فرمایا۔

"فَاَحَبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ"

پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے (یعنی اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں) تو میں روزہ سے ہوں۔"

حدیث ۱/۳۸۲ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید حدثنا حماد[۲] بن زید عن ایوب[۳] عن عبد اللہ[۴] بن شقیق[۵] قال سالت عائشۃ عن صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کان یصوم حتی نقول قد صام ویفطر حتی نقول قد افطر قالت وما صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہرا کاملا منذ قدم المدینۃ الا رمضان۔

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے متعلق دریافت کیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ رکھنا شروع کرتے تو ہم لوگ یہ خیال کرتے کہ اب آپ روزہ ہی رکھیں گے اور جب افطار فرماتے تو ہم لوگ یہی خیال کرتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور فرمایا لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

حل لغات قَدِمَ۔ تشریف لائے۔

تشریح یعنی کبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متواتر روزے رکھتے تو ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے، اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے کہ ہم لوگ یہ خیال کرتے کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ماہ میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۸۲
۱ قتیبۃ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱/۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ حماد بن زید۔ دیکھو حدیث ۱/۱
باب ما جاء فی خصائص النبوۃ حاشیہ ۲
۳ ایوب۔ دیکھو حدیث ۱/۳
باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ عبداللہ بن شقیق۔ دیکھو حدیث ۱/۳
۵ عبداللہ باب ما جاء فی عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ دیکھو حدیث ۱/۳
باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

Marfat.com

والہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ مدینہ منورہ کی تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینہ کے روزے نہیں رکھے۔ رمضان مبارک کے روزے شعبان ۲ھ میں فرض ہوئے۔

حدیث ۲/۲۸۳ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا اسماعیل[2] بن جعفر عن حمید[3] عن انس[4] بن مالك انه سئل عن صوم النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال كان يصوم من الشهر حتى نرى ان لا يريد ان يفطر منه ويفطر منه حتى نرى ان لا يريد انه يصوم منه شيئا وكنت لا تشاء ان تراه من الليل مصليا الا رايته مصليا ولا نائما الا رايته نائما۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو جناب انس نے جواب دیا کہ کسی ماہ میں تو اتنے روزے رکھتے تھے کہ یہ خیال ہونے لگتا کہ اس میں افطار کرنے کا ارادہ ہی نہیں اور کسی مہینہ میں ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ آپ کا روزہ کا ارادہ ہی نہیں ہے۔ اگر تم رات کو نماز پڑھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا چاہتے ہو تو ضرور دیکھ لوگے اور اگر سوتا ہوا دیکھنا چاہو تو وہ بھی میسر ہے۔

حل لغات نَرٰی۔ ہم یہ خیال کرتے۔ تَشَاءُ۔ تم چاہتے ہو۔ مُصَلِّیًا۔ نماز پڑھتے تھے۔
نَائِمًا۔ سوتا ہوا۔

تشریح یعنی حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے بھی رکھتے تھے اور افطار بھی فرماتے تھے' اور رات کو نماز بھی پڑھتے تھے اور نیند بھی فرماتے تھے۔ بقول حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزے اور نمازیں کمال اعتدال پر ہوتیں ان میں نہ افراط تھا نہ تفریط۔ فرماتے ہیں:-

" والحاصل ان صومه وصلاته صلى الله عليه وآله وسلم كانا على نهاية الاعتدال فلا افراط فيهما ولا تفريط " (المواہب اللدنیہ ص۱۵۲)

اسماء الرجال
۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۲
۲ اسماعیل بن جعفر المدنی ۔ ثقہ ہے ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے
۳ حمید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

حدیث ۳/۲۸۴ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[2] حدثنا شعبۃ[3] عن ابی بشر[4] قال سمعت سعید[5] بن جبیر عن ابن عباس[6] قال کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصوم حتی نقول مایرید ان یفطر منہ ویفطر حتی نقول مایرید ان یصوم وما صام شہرا کاملا منذ قدم المدینۃ الا رمضان۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی مہینہ میں اکثر روزے رکھتے تھے کہ ہمارا یہ خیال ہوتا کہ اس مہینہ میں افطار نہیں فرمائیں گے اور کسی مہینہ میں مسلسل افطار ہی فرماتے کہ ہم یہ خیال کرتے کہ اب اس ماہ میں روزے رکھنے کا ارادہ ہی نہیں۔ اور مدینہ منورہ سے تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

حل لغات شہرا کاملا۔ پورا مہینہ۔ منذ۔ جب سے۔

حدیث ۴/۲۸۵ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبدالرحمن[2] بن مہدی عن سفین[3] عن منصور[4] عن سالم[5] بن ابی الجعد عن ابی سلمۃ[6] عن ام سلمۃ قالت ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصوم شہرین متتابعین الا شعبان ورمضان قال ابوعیسیٰ ہذا اسناد صحیح وہکذا قال عن ابی سلمۃ عن ام سلمۃ وروی ہذا الحدیث غیر واحد عن ابی سلمۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ویحتمل ان یکون ابوسلمۃ بن عبدالرحمن قد روی ہذا الحدیث عن عائشہ وام سلمۃ جمیعا عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ ام سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سوائے شعبان و رمضان کے کہ دو مہینے پے در پے روزے رکھتے ہوں۔

حل لغات شہرین۔ دو مہینے، متتابعین۔ پے در پے، مسلسل، متواتر۔

Marfat.com

تشریح ارشاد ہے "کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے شعبان ورمضان کے، کہ دو مہینے پے درپے روزے رکھتے ہوں" یعنی ماہِ شعبان اور ماہ رمضان کے روزے ملاکر پورے پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے اور باقی دس مہینوں میں ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ چونکہ گذشتہ احادیث میں وارد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے رمضان شریف کے مہینہ کے کسی دوسرے مہینہ میں مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے اس لئے محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان احادیث میں تطبیق کی بہت وجوہات تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں مکمل شعبان کے مہینہ کے روزے رکھے ہوں جن کی خبر کسی اور کو نہ ہو یا شعبان کے مہینہ میں اکثر روزہ سے ہوتے ہوں، اور انہوں نے مبالغہ کے طور پر فرمایا کہ گویا شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ۵/۲۸۶ حدثنا هنادٌ[1] وحدثنا عبدةٌ[2] عن محمد بن عمرٍو[3] وحدثنا ابو سلمةَ[4] عن عائشةَ[5] قالت لم ار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم فی شهرٍ اکثر من صیامه فی شعبان کان یصوم شعبان الا قلیلا بل کان یصوم کله۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے شعبان کے مہینہ کے دوسرے کسی مہینہ میں بہت زیادہ روزے (نفلی) رکھتے نہیں دیکھا، شعبان میں بہت کم افطار فرماتے زیادہ روزے ہی رکھتے بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے۔

تشریح یعنی سال گیارہ مہینے میں تو چند دن نفلی روزے رکھتے مگر شعبان کے مہینے میں تو اکثر روزہ ہی ہوتا بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے۔ اور رمضان مبارک کا مہینہ تو تھا ہی فرضی روزہ کا۔ ارشاد ہے "شعبان میں بہت کم افطار فرماتے زیادہ روزے ہی رکھتے تھے بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے" جناب صاحب حلاوۃ المتعلمین مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ کلمہ بَلْ برائے اضراب است یعنی در کلام سابق احتمال بود کہ دو ثلث روزہ داشتے"

"یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ کلمہ بَلْ اضراب کیلئے ہے یعنی پچھلے جملہ میں احتمال تھا کہ دو تہائی

---

[1] ھنادٌ ۔ دیکھو حدیث ۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

[2] عبدۃ ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی بناء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

اسماء الرجال رقم ۵/۲۸۶

[3] محمد بن عمرو ۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ عبدۃ ابن سلیمان ابو محمد الکلابی الکوفی ۔ المتوفی ۱۸۷ھ ہے ۔ زیادۃ مع صلاحہ وشدۃ فقرہ ۔ سنہ ۱۸۰ھ میں فوت ہوا ۔ (حاشیہ ترمذی)

[4] ابو سلمۃ ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ عبد بن حمید ابن نصر ابن الکسی ابو النضر التمیمی المکی ہے ۔ ثقہ ثبت عابد ۔ سنہ ۲۱۱ھ میں فوت ہوا ۔ (حاشیہ ترمذی)

[5] عائشہ ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵

Marfat.com

ویک ثلث افطار می کردے ، پس بلکہ بَلْ اضراب نمود کہ ایں صورت مراد نیست بلکہ مُراد آنست کہ اکثر ایام روزہ میداشتے بحیثیتی کہ حکم می کردیم کہ تمام ماہ روزہ داشتہ است کہ افطار بغایت قلیل بود ، واکثر را حکم کل است پس ثانی مفسر و مبین اوّل است ، فافہم "

مہینہ کی اکثریت روزہ رکھتے اور ایک تہائی افطار فرماتے پس کلمہ بَلْ نے اضراب پیدا کیا کہ یہ صورت مُراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اکثر ایام روزہ رکھتے تھے بحیثیت اس کے حکم کرتے تھے کہ تمام مہینہ روزہ رکھتے تھے کہ افطار انتہائی تھوڑی تھی اور اکثر کا حکم کُل پر ہوا کرتا ہے لہٰذا دوسرا جملہ پہلے جملہ کا مفسر و مبین ہے ، فافہم "

شعبان کا مہینہ بڑی عزت اور عظمت والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ میرا مہینہ ہے" "شعبان شہری" علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صـ۹۸ پر نقل فرماتے ہیں کہ :-

"ورد فی الخبر الصحیح علی ما رواہ النسائی و ابوداؤد وصححہ ابن خزیمہ عن اسامۃ بن زید قال قلت یارسول اللہ لم اراک تصوم شہرا من الشہور ما تصوم من شعبان قال ذالک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شہر ترفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم"

"صحیح حدیث میں وارد ہے جیسے نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اسامہ بن زید سے اس کی تصحیح فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعبان کے مہینہ میں جتنے زیادہ روزے رکھتے دیکھا کسی دوسرے مہینے میں نہیں دیکھا ارشاد فرمایا کہ یہ وہ مہینہ ہے کہ لوگ اس سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں یہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ رب العلمین

Marfat.com

کے حضور میں اس ماہ میں اعمال پیش کئے جائیں گے پس میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل اٹھایا جائے تو میں روزہ سے ہوں۔"

حدیث ۶/۲۸۷ حدثنا القاسم[1] بن دینار الکوفی حدثنا عبید[2] اللہ بن موسیٰ وطلق[3] بن غنام عن شیبان[4] عن عاصم[5] عن زر[6] بن حبیش عن عبد[7] اللہ قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَصُوْمُ مِنْ غُرَّۃِ کُلِّ شَھْرٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَقَلَّ مَا کَانَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔

ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ کی ابتداء میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے۔

حل لغات غُرَّۃ۔ مہینہ کا پہلا دن۔ قَلَّ۔ بہت کم۔ بہت ہی تھوڑے۔

تشریح ارشاد ہے "حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ کی ابتداء میں تین روزے رکھتے تھے" یعنی مہینہ کے اوائل میں تین روزے رکھتے تھے۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری ارشاد فرماتے ہیں:۔

"وھکذا رواہ ایضاً اصحاب السنن وصححہ ابن خزیمہ" (جمع الوسائل ص۹۹)

"اور اسی طرح اصحاب السنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابنِ خزیمہ نے بھی اس کو صحیح فرمایا ہے"

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر فرماتے ہیں:۔

"ومن ثم ورد فی الخبر صوم ثلثۃ ایام من کل شھر صوم الدھر"

"گویا مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا سال بھر کے روزہ رکھنے کا ثواب لے لینا ہے"

ارشاد ہے "اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے" یعنی جمعہ کو تو اکثر روزہ ہی ہوتا۔ شمائل ترمذی مطبوعہ کراچی مولوی مسافر خانہ قرآن محل کے ص۲۵ پر اسی حدیث شریف کے حاشیہ پر ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۶/۲۸۷
۱ القاسم بن دینار الکوفی
۲ عبید اللہ بن موسیٰ کوفی۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۳۸۶
۳ طلق بن غنام۔ الکوفی ہے۔ خرج لہ البخاری والاربعہ۔ ۲۱۱ھ میں فوت ہوا۔
۴ شیبان۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۳۸۶
۵ عاصم
۶ زر بن حبیش۔ ابو مریم الاسدی ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۸۲ھ میں فوت ہوا ۱۲۰ برس کی عمر پائی۔
۷ عبداللہ بن مسعود۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۳۸۶

Marfat.com

"وهو دليل لابی حنيفة ومالك حيث ذهب الی ان صوم يوم الجمعة وحدہ حسن"

"یعنی یہ امام ہمام امام اعظم اور امام مالک رضی اللہ عنہما کی دلیل ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنا حسن ہے"

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صـ۹۹ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"وهو دليل لابی حنيفة ومالك حيث ذهب الی ان صوم يوم الجمعه وحدہ حسن"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب سعد بن سعد ساعری سے نقل کرتے ہیں :-

"حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ جمعہ سے قبل کچھ بھی تناول نہیں فرماتے تھے مگر بعد از نمازِ جمعہ"

حدیث ۲۸۸ حدثنا محمود[۱] بن غيلان حدثنا ابوداؤد[۲] حدثنا شعبه[۳] عن يزيد[۴] الرشك قال سمعت معاذة[۵] قالت قلت لعائشة[۶] اكان النبی صلی الله عليه وآله وسلم يصوم ثلثة ايام من كل شهر قالت نعم قلت من ايه كان يصوم قالت لايبالی من ايه صام۔ قال ابوعيسیٰ ويزيد الرشك هو يزيد الضبعی البصری وهو ثقة وروی عنه شعبة وعبد الوارث بن سعيد وحماد بن يزيد واسمٰعيل بن ابراهيم وغير واحد من الائمة وهو يزيد القاسم ويقال القسام والرشك بلغة اهل البصرة هو القسام۔

ترجمہ معاذہ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا ہر مہینہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ کون سے دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ ارشاد فرمایا اس بات کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ کون سے دنوں میں روزہ رکھیں۔

حل لغات لَايُبَالِیْ۔ پرواہ نہیں فرماتے تھے، لحاظ نہیں فرماتے تھے، باک نمی داشت۔ اَیّ۔ کون سے

تشریح ارشاد ہے "کون سے دنوں میں روزہ رکھتے تھے" یعنی مہینہ کے اوّل میں، یا وسط میں، یا آخر میں،

اسماء الرجال حدیث ۲۸۸
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱۷
۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۲۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۴ یزید الرشک۔ دیکھو حدیث ۲۷ باب صلوٰۃ الضحیٰ حاشیہ ۲
۵ معاذہ۔ دیکھو حدیث ۲۷ باب صلوٰۃ الضحیٰ حاشیہ ۲
۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲۷ باب ما جاء فی شمائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

Marfat.com

انہوں نے جواب معاذہ کو فرمایا" اس کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ کون سے دِنوں میں روزہ رکھیں" گویا مہینہ میں تین دن روزہ تو رکھتے مگر مخصوص دِنوں کا تعیین نہیں فرمایا۔ کبھی پہلی، دو اور تین کو کبھی مہینہ کے آخری تین دنوں میں روزہ رکھے، بہرحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے مہینہ میں تین دن روزے رکھنا سُنّت ہے اور چونکہ حدیث ۶/۲۸۸ میں گذرا ہے یکم، دو اور تین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھا ہے۔ اگر کوئی ان تاریخوں میں روزہ رکھتا ہے تو بہتر ہے اور ایام بیض کے روزے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر و حضر میں بھی ترک نہیں کئے۔ نسائی میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یفطر ایام البیض فی حضر ولا سفر" یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں ترک نہیں فرماتے تھے"۔

اور یہ تین دن مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو ہوتے ہیں، چونکہ یہ چاند کی پوری روشنی کے دِن ہیں اس لئے انہیں ایام بیض کہتے ہیں۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک کافی جماعت نے اِن تین دنوں کو ایام بیض ہی قرار دیا ہے۔

حدیث ۸/۲۸۹ حدثنا ابو حفص[1] عمرو بن علی حدثنا عبد[2] اللہ بن داؤد عن توربن[3] یزید عن خالد[4] بن معدان عن ربیعۃ[5] الجرشی عن عائشۃ[6] قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتحری[7] صوم الاثنین والخمیس[8]۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ رکھنے کا قصد پیر اور جمعرات کو فرمایا کرتے تھے۔

حل لغات یَتَحَرّٰی۔ قصد فرملتے۔ تحرّی مصدر ہے بمعنی قصد کرنا، فضیلت دینا۔ اَلْاِثْنَیْن۔ پیر۔ اَلْخَمِیْس۔ جمعرات۔

تشریح ارشاد ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ رکھنے کا قصد پیر اور جمعرات کو فرمایا کرتے تھے" یعنی پیر کے دن اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے۔ شمائل شریف کے صـ۲۵ پر حاشیہ ۱۴ میں ہے (مطبوعہ

اسماء الرجال مرقات ۲/۳۸۹
۱ ابو الاحفص عمرو بن علی۔ دیکھو ترمذی ابواب الصوم ۵ باب ماجاء فی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی السماء حدیث ۲
۲ عبد اللہ بن داؤد۔ ابو سلمی بصری ثقہ ہے۔ امام نسائی نے فرمایا فیہ نظر۔ مناوی فرماتے ہیں کہ امام احمد نے کہا تفرد المصنف بالروایۃ عنہ، حالانکہ یہ نہیں ہے۔
۳ توربن یزید۔ دیکھو ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی قبلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ما یفرغ منہ حدیث ۶
۴ خالد بن معدان۔ دیکھو ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی قبلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الطعام وبعد ما یفرغ منہ حدیث ۵
۵ ربیعۃ الجرشی ابن ابی دارد اختلف فی صحبتہ لہ وقیل ہو ابن کلثوم خرج لہ الاربعۃ۔
۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الطعام حدیث ۶

marfat.com

Marfat.com

قرآن محل، محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

" صوم الاثنین قد ثبت عند مسلم عن ابی قتادۃ قال سئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وانزل علی فاحب

الحدیث "

یعنی پیر کے دن کا روزہ سو یہ ثابت ہے مسلم شریف سے ابی قتادہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں پیر کے دن کا روزہ رکھنے کے متعلق عرض کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن مجید اترا ہے لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ اس دن روزہ رکھوں۔ الحدیث "

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ پیر کے دن روزہ رکھا جائے اور اولیاء کرام کا یہ معمول ہے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حدیث ۹/۲۹۰ حدثنا ابو مصعب[1] المدینی عن مالک[2] بن انس عن ابی النضر[3] عن ابی سلمۃ[4] ابن عبد الرحمٰن عن عائشۃ[5] قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصوم فی شھر اکثر من صیامہ فی شعبان۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ شعبان کے مہینہ میں جتنے زیادہ روزے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم رکھتے تھے، دوسرے کسی اور مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔

حل لغات اکثر۔ بہت زیادہ۔

تشریح اس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۹/۲۹۰

۱ ابو مصعب المدینی، دیکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی خاتم النبوۃ

حاشیہ ۱

۲ مالک بن انس، دیکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

۳ ابی النضر، دیکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

۴ ابی سلمۃ ابن عبد الرحمٰن، دیکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

۵ عائشہ صدیقہ، دیکھو حدیث ۱

باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۱/۲۹۱ حدثنا محمد[۱] بن یحیٰی حدثنا ابو عاصم[۲] عن محمد[۳] بن رفاعہ عن سہیل[۴] بن ابی صالح عن ابیہ[۵] عن ابی ہریرۃ[۶] ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزہ سے ہوں۔

حل لغات تُعْرَضُ۔ پیش کئے جاتے ہیں۔ عَرْض۔ پیش کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں" یعنی اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں اس کے بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ پیشی اعمال ہفتہ واری ہے اور ایک پیشی اعمال روزانہ ہے۔ وہ مسلم شریف کی حدیث مبارک میں ہے۔

"یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار وعمل النہار قبل عمل اللیل"

اُٹھائے جاتے ہیں یعنی پیش کئے جاتے ہیں اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں رات کے اعمال دن سے پہلے اور دن کے اعمال رات سے پہلے۔

اور ایک پیشی اعمال سالانہ ہوتی ہے جو کہ شعبان میں ہوتی ہے۔ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی مصری اتحافات الربانیہ صفحہ ۳۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"وحکمۃ العرض، کما ذکرہ العلماء، ان اللہ یباھی ملئکتہ بالطائعین الصالحین من بنی ادم، واللہ سبحانہ غنی عن العرض وعلیم بدقائق عبادہ"

اور اس پیشی کی حکمت جیسا کہ علماء نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بنی آدم کی اطاعت کرنے والے صالحین کے اعمال پر فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات فرماتے ہیں (جیسا کہ ان کی شان اقدس کے مناسب ہے) حالانکہ اللہ جل جلالہٗ عرضِ اعمال سے غنی ہے کیونکہ وہ تو اپنے بندوں کے

اسماء الرجال ومراجع نمبر ۱/۲۹۱

۱ محمد بن یحیٰی۔ دیکھو حدیث ۱/۲۹۱ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ

۲ ابو عاصم۔ دیکھو حدیث ۵/۲ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ

۳ محمد بن رفاعہ القرظی۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ من السابعۃ، خرج لہ النسائی

۴ سہیل بن ابی صالح۔ دیکھو حدیث ۱/۲ باب ماجاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ

۵ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۱/۲۵ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ

۶ ابی ہریرۃ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ

Marfat.com

ہر ایک آن، لمحہ اور لحظہ کے بھی عمل سے علیم ہے"

حدیث ۱۱/۲۹۳ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابو احمد[2] ومعویۃ[3] بن ھشام قالا حدثنا سفین[4] عن منصور[5] عن خثیمہ[6] عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم من الشھر السبت والاحد والاثنین ومن الشھر الاخر الثلاثاء والاربعاء والخمیس۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مہینہ میں تو ہفتہ، اتوار اور پیر کو روزہ رکھتے تھے اور ایک مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

حل لغات اَلسَّبْت۔ ہفتہ۔ اَلْاَحَد۔ اتوار۔ اِثْنَیْن۔ پیر۔ اَلثَّلَاثَاء۔ منگل۔ اَلْاَرْبِعَاء۔ بدھ
اَلْخَمِیْس۔ جمعرات۔ اَلشَّھْر۔ مہینہ

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے "جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مہینہ میں تو ہفتہ، اتوار اور پیر کو روزہ رکھتے تھے، اور ایک مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے" یعنی ایام کو مقرر اور مخصوص نہیں فرمایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کسی قسم کی مشکل یا صعوبت پیدا ہو بلکہ مہینہ میں تین دن جو بھی آسان ہوں ان میں روزہ رکھ لیں۔ شفیقِ امت، شفیع المذنبین، حضرت احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس امتِ مرحومہ پر کتنے مہربان ہیں، اور کیوں نہ ہوں جبکہ اللہ جل جلالہ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (مومنین پر رؤف بھی اور رحیم بھی) اپنی دو مبارک محترم اور عزت والی صفاتِ عظیم سے مشرف فرمایا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۱/۲۹۳
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱۰/۲۹۲
۲ ابو احمد۔ دیکھو حدیث ۱۰/۲۹۲
۳ معویہ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۱۰/۲۹۲
۴ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱۰/۲۹۲
۵ منصور۔ دیکھو حدیث ۱۰/۲۹۲
۶ خثیمہ بن عبدالرحمٰن الجعفی الکوفی ہے۔ ثقہ ہے۔ لیھمی
عائشۃ۔ عنہ الجماعۃ
۷ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱۰/۲۹۲

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱۲ / ۲۹۳ حدثنا هارون[1] بن اسحاق الهمدانی حدثنا عبدة[2] بن سليمان عن هشام[3] بن عروة عن ابيه[4] عن عائشة[5] قالت كان عاشوراء يوما تصومه قريش في الجاهلية وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصومه فلما قدم المدينة صامه وامر بصيامه فلما افترض رمضان كان رمضان هو الفريضة وترك عاشوراء فمن شاء صامه ومن شاء تركه.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی قریش عاشورا کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن روزہ رکھتے، پھر جب مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو بھی خود اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ پس جب رمضان فرض کیا گیا اور مختص ہوگیا فرض رمضان میں ہی، اور ترک کردیا عاشورا کو۔ لہذا اب جو چاہے اس دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

حل لغات الجاهلية۔ اس سے پہلے کا زمانہ۔ شاء۔ چاہے۔ افترض۔ فرض کیا گیا۔
عاشوراء، محرم کے مہینہ کا دسواں دن۔

تشریح چونکہ قریش محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کے فرض ہونے سے پہلے اس دن روزہ رکھتے تھے مگر مکہ مکرمہ میں کسی اور کو اس دن روزہ رکھنے کا امر نہیں فرمایا۔ جب مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لائے تو یہ روزہ رکھا اور رکھنے کا امر بھی فرمایا۔ پھر شعبان ۲ھ میں جب رمضان شریف کے پورے مہینہ کے روزے فرض کئے گئے تو یہ روزہ استحبابی ہوگیا جبکہ پہلے واجب تھا۔ اب جو چاہے رکھے جو چاہے نہ رکھے۔

حدیث ۱۳ / ۲۹۴ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمن[2] بن مهدي حدثنا سفين[3] عن ابراهيم[5] عن علقمه[6] قال سألت عائشة اكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخص من الايام شيئا قالت كان عمله ديمة وايكم يطيق ما كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يطيق.

اسماء الرجال حدیث ۱۲ / ۲۹۳
ع۱ ہارون بن اسحاق الہمدانی۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی عامة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
ع۲ عبدہ بن سلیمان۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
ع۳ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
ع۴ ابیہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
ع۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۱۳ / ۲۹۴
ع۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
ع۲ عبد الرحمن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ع۸ باب ماجاء فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
ع۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
ع۴ منصور۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
ع۵ ابراہیم۔ دیکھو حدیث ع۱۰ باب صلوٰۃ الضحیٰ
ع۶ علقمہ۔ دیکھو حدیث ع۱۰ باب صلوٰۃ الضحیٰ

Marfat.com

ترجمہ علقمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دِن کو دنوں میں سے روزہ کے لئے خاص فرماتے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل دائمی ہوتا تھا، تم میں سے کون ایسی طاقت رکھتا ہے جیسی رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاقت رکھتے تھے۔

حل لغات یَخُصُّ۔ خاص فرماتے تھے، مقرر فرماتے تھے، مُختص کرتے تھے۔ دِیمَۃٌ۔ دائمی۔ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ یُطِیقُ۔ طاقت رکھتا ہے۔

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل دائمی ہوتا تھا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر روزہ رکھتے یا نماز پڑھتے یعنی جو بھی نفلی عبادت کرتے وہ ہمیشہ ہمیشہ کرتے رہتے۔ گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت تمام احوال و واقعات پر شامل تھی۔ دیمۃٌ کے معنی جناب علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

" فان الدیمۃ فی الاصل المطر الذی لا رعد فیہ ولا برق وفیہ سکون واقلہ ثلث اللیل او ثلث النہار واکثرہ مابلغ من عدۃ "

دِیمَۃ دراصل اس بارش کو کہتے ہیں کہ جس میں نہ گرج ہوتی ہے نہ چمک بلکہ مُوسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے دو تہائی رات یا دو تہائی دن کم از کم اور زیادہ کی کوئی حد نہیں برستی رہتی ہے۔"

ارشاد ہے "تم میں سے کون ایسی طاقت رکھتا ہے جیسی رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے تھے" استاذِ محترم صدر الافاضل حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان نوّر اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اس مہتم بالشان جُملہ پر غور و فکر کرو کہ جس ریاضت، عبادت، مجاہدہ اور استغراقِ اوقات پر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مواظبت اور مداومت فرماتے تھے اس کی طاقت اور توفیق کس کو حاصل ہو سکتی ہے۔ نیز استاذ گرامی منزلت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لطیف نکتہ ارشاد فرمایا کہ دیکھو ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی باوجود اس کے کہ ان کی علو ہمت اور قلبی جلا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مُبارک سے نُورٌ علیٰ نور

Marfat.com

تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اس معاملہ میں عاجز تھے تو جب یہ حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین ویسی عبادت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے تو کون اس قسم کی برابری کی بات کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ایسے گمراہ کن عقیدہ سے بچائے جو کہ کسی صورت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برابری کرنے کا ہو۔ آمین ثم آمین۔

حدیث ۱۴/۲۹۵ حدثنا هارون[1] بن اسحٰق حدثنا عبدة[2] عن هشام[3] بن عروة عن ابيه[4] عن عائشة[5] قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعندي امرأة فقال من هذه قلت فلانة لا تنام الليل فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليكم من الاعمال ما تطيقون فوالله لا يمل حتى تملوا وكان احب ذالك الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الذي يدوم عليه صاحبه۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس وقت میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں ہے جو کہ ساری رات نہیں سوتی۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنی تم طاقت رکھتے ہو اتنے ہی نیک عمل کرو پس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ وہ نہیں تھکتا۔ یہاں تک کہ تم خود تھک جاؤ گے اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ تھی کہ اس پر عمل کرنے والا مداومت کرے۔

حل لغات لَا يَمَلُّ۔ نہیں تھکتا، نہیں تنگ ہوتا، نہیں رنج میں ڈالتا۔

تشریح ارشاد ہے "میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی" یہ عورت قبیلہ بنی اسد سے تھی اس کا نام حولا بنت تویت تھا اور تویت حبیب بن عبدالعزیٰ کا لڑکا تھا۔ ام المومنین نے فرمایا "فلاں ہے جو کہ ساری رات نہیں سوتی" یعنی بڑی عابدہ ہے تہجد خوان ہے۔ بڑی نیک بخت ہے۔ علامہ عبدالجواد الدومی مصری اتحافات الربانیہ ص ۳۳۹ پر لکھتے ہیں:۔

اسماء الرجال حدیث ۱۴/۲۹۵
۱ ہارون بن اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء في عامة النبي صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۱
۲ عبدہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۲
۳ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۳
۴ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۲
۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۵

Marfat.com

"وفیہ جواز المدح فی الوجہ اذا امنت الفتنۃ"

"اس میں مدح کا جواز ہے بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "جتنی طاقت رکھتے ہو اُتنے ہی عمل کرو" یعنی خواہ روزہ ہو یا نماز یا قرآن مجید کی تلاوت یا ذکرِ الٰہی وغیرہ وغیرہ اپنی بساط کے مطابق نفلی عبادت کرو' اپنی طاقت اور بساط سے زیادہ نہ کرو تاکہ تکلیف مالایطاق کا باعث نہ بنے اور تم خود بھی دِل برداشتہ نہ ہو جاؤ۔ ارشاد ہے "وہ نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود تھک جاؤ گے" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ ثواب عطا فرمانے میں ہرگز نہیں تھکتا مگر تم اپنی طاقت سے زیادہ عبادت کرو گے تو تھک جاؤ گے اور جب تمہاری عبادت میں اس تھکاوٹ کے باعث بے اطمینانی اور دِل برداشتگی پیدا ہوگی تو خلوص عاجزی اور جو خشوع و خضوع ہونا چاہیئے وہ جاتا رہا تو پھر قبولیت نہیں ہوگی۔ ام المومنین کا ارشاد ہے کہ "حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ تھی کہ اس پر عمل کرنے والا مداومت کرے" یعنی ایسی عبادت کرے جو ہمیشہ کرے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ وہ عبادت جو زیادہ کی جائے اور منقطع ہو اس سے ہمیشگی کی عبادت اگرچہ تھوڑی ہو بہتر ہے۔

حدیث ۱۵/۲۹۶ حدثنا ابوھشام[۱] محمد بن یزید الرفاعی حدثنا ابن فضیل[۲] عن الاعمش[۳] عن ابی صالح[۴] قال سألت عائشۃ[۵] وام سلمۃ[۶] ای العمل کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت ما دیم علیہ وان قل۔

ترجمہ ابی صالح سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کونسا عمل محبوب تر تھا۔ اِن دونوں نے ارشاد فرمایا کہ وہ عمل جو کہ دائمی کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

حل لغات مَادِیمَ۔ وہ جو ہمیشہ کیا جائے' دائمی کیا جائے' جس پر مداومت کی جائے۔
قَلَّ۔ قلیل، تھوڑا، کم۔

تشریح ارشاد ہے "وہ عمل جو کہ دائمی کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو" یعنی نفلی عبادات، ذکر مراقبہ، اخلاص،

Marfat.com

تلاوتِ قرآنِ مجید اور روزہ وغیرہ اپنی طاقت، صحت اور بساط کے مطابق ادا کرے۔ ایسا نہ ہو کہ نفلی عبادت کی زیادتی کی وجہ سے طاقت اور صحت جاتی رہے اور فرائض کی ادائیگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ لہٰذا اس شفیق اُمت نے اپنی اُمت کو تعلیم دی کہ تھوڑی عبادت کرو مگر باقاعدہ اور ہمیشہ کرو، اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں بھی برکت عطا فرمائے گا۔

حدیث ۱۶/۲۹۷

حدثنا محمد بن[1] اسماعیل حدثنا عبد[2] اللہ بن صالح حدثنا معویہ[3] بن صالح عن عمرو[4] بن قیس انہ سمع عاصم[5] بن حمید قال سمعت عوف[6] بن مالك یقول کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلۃً فاستاك ثم توضأ ثم قام یصلی فقمت معہ فبدأ فاستفتح البقرۃ فلا یمر بایۃ رحمۃ الا وقف فسأل ولا یمر بایۃ عذاب الا وقف فتعوذ ثم رکع فمکث راکعا بقدر قیامہ ویقول فی رکوعہ سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ ثم سجد بقدر رکوعہ ویقول فی سجودہ سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ ثم قرأ آل عمران ثم سورۃً سورۃً یفعل مثل ذالك۔

ترجمہ عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک فرمائی، پھر وضو کیا پھر اٹھے نماز پڑھی، میں نے حضورِ پاک کی اقتداء کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی۔ جب بھی کوئی رحمت کی آیت تلاوت فرماتے تو ٹھہر جاتے پس دُعا فرماتے۔ اور جب بھی کوئی عذاب کی آیت تلاوت فرماتے تو ٹھہر جاتے اور عذابِ الٰہی سے پناہ مانگتے۔ پھر رکوع کیا اور رکوع بھی قیام کے برابر کیا اور رکوع میں سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَۃِ پڑھتے رہے اور سجدے میں بھی سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَۃِ پڑھتے رہے اور سجدہ بھی رکوع کے برابر فرمایا۔ پھر دوسری رکعت میں سورۂ آلِ عمران تلاوت فرمائی اسی طرح ہر ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ تلاوت فرماتے۔

حل لغات فاستاك۔ پھر مسواک کی۔ یمر۔ گذرتے تھے۔ مکث۔ ٹھہرے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۶/۲۹۷

ع۱ محمد بن اسماعیل۔ ابن ابراہیم بن المغیرۃ البخاری ابو عبداللہ الجعفی مولاھم۔ کاتب اللیث۔ کان مکثرا جدا۔ ابوزرعہ رحمہ اللہ قال کان حسن الحدیث لم یکن ممن یکذب۔ الفضل الرقاشی قال ما رایتہ الا محدثا۔ ابو یعلی۔ الکدیمی قال ما رایت اعلم بالحدیث منہ۔ وقال اغالیط وکذبہ جزرۃ۔ خرجلہ البخاری فی التعلیق وابو داؤد۔ ۲۲۳ھ۔ بین فوت ہوئے۔

ع۲ معاویہ بن صالح۔ ویقال ابن حدیر۔ الحمیری ابو عمرو۔ قاضی طرابلس۔ صدوق ربما وھم۔ من السابعۃ۔ خرجلہ ابوداؤد والنسائی۔

ع۳ عمرو بن قیس۔ الکوفی الملائی۔ احدھما عمرو بن قیس الماضی۔ وعمرو بن قیس المشرقی۔ ثقۃ عابد۔ من کبار الثالثۃ۔ خرجلہ ابوداؤد والنسائی۔

ع۴ عاصم بن حمید۔ الکوفی السکونی۔ ثقۃ۔ من الثالثۃ۔ خرجلہ ابوداؤد والنسائی۔

ع۵ عوف بن مالک۔ ابن ابی عوف الغطفانی ابو عوف الدمشقی۔ نزیل حمص۔ ثقۃ۔ من مسلمۃ الفتح۔ خرجلہ الجماعۃ الا البخاری۔

Marfat.com

تشریح حدیث ع۱۴ ، ع۱۵ اور ع۱۶ کا تعلق اس باب سے بظاہر نظر نہیں آتا۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ جیسا کہ صاحب حلاوۃ المتعلمین نے لکھا۔ "ایں از سہو کاتب است" یعنی یہ کاتب کی بھول ہے" ورنہ ان احادیث کو باب عبادتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذیل میں ہونا چاہیئے۔ مگر حضرت محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک توجیہہ بیان فرمادی کہ :۔

"مقصود مصنف آں باشد کہ در روز روزہ داشت و در شب ایں نماز کرد پس اشعار است بآنکہ آنسرور صائم الدھر و قائم اللیل بود و ہر مومن را ہمچنیں می باید' واللہ اعلم"

"یعنی مصنف کا مقصود یہ ہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو روزہ رکھتے' اور رات کو اس طرح کی نماز پڑھتے۔ لہٰذا یہ رہنمائی ہوتی ہے اس طرف کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صائم الدھر اور قائم اللیل تھے اور ہر ایک مومن کو اس طرح کی عبادت کرنی چاہیئے۔ واللہ اعلم"

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کا بیان

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قِرْأَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرآنِ مجید میں قرأت کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات قِرَأَۃٌ ۔ پڑھنا۔

تشریح اس باب میں حضورِ اکرم، سرورِ عالم و عالمیان، امام الانبیاء، فخرِ موجودات، رحمتِ عالمیان، بدرالدجیٰ، نورُالہدیٰ جناب محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرآنِ مجید تلاوت فرمانے کا بیان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلاوت کس طرح تھی۔

تلاوت سے مُراد ترتیل، مد، وقف، اسرار، اعلان اور ترجیع وغیرہ کے ساتھ دُرست پڑھنا جس میں افراط تفریط نہ ہو اور میانہ روی ہو۔

حضورِ سیدِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انتہائی اطمینان، وقار اور ٹھہر کر تلاوت فرماتے، ہر ایک حرف واضح ادا فرماتے جس سے سُننے والے کو کوئی شُبہ نہ ہوتا۔

تلاوتِ قرآنِ مجید اعظم عبادات سے ہے اور افضل القربات ہے، قرآن مجید کی تلاوت پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی۔ قرآن مجید کے ایک ایک حرف پڑھنے پر دس دس نیکیوں کا اجر ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آہستہ بھی تلاوت فرماتے اور اُونچی آواز سے بھی۔ اللہ پاک تلاوتِ قرآنِ حکیم کی توفیق صبح و شام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الرؤف الرحیم۔

marfat.com

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حدیث ۱/۲۹۸ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا اللیث[2] عن ابن ابی[3] ملیکۃ عن یعلی[4] بن مملک انہ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَۃَ[5] عَنْ قِرَاءَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاِذَا ھِیَ تَنْعَتُ قِرَاءَۃً مُفَسَّرَۃً حَرْفًا حَرْفًا.

ترجمہ یعلی بن مملک سے روایت ہے یہ کہ اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے قرآن مجید پڑھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھنے کے طریقہ پر اور حروف کو ادا کیا روشن واضح اور الگ الگ.

حل لغات تَنْعَتُ. قرأت کرنے لگیں، بیان کرنے لگیں. نَعْتٌ مصدر ہے، وصف بیان کرنا، تعریف بیان کرنا مُفَسَّرَۃٌ. واضح، روشن. حَرْفًا حَرْفًا. کلمہ کلمہ. الگ الگ.

تشریح گویا جنابہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت عمدہ طریقہ پر حرف ادا کر کے انتہائی واضح اور کلمہ کلمہ پڑھ کر جس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتی تھیں سنایا اور اسی طرح تلاوت فرمائی. علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسی تشریح کو مناسب سمجھا ہے. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی اطمینان سکون وقار اور بہت ہی اثر انگیز لہجہ میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے.

حدیث ۲/۲۹۹ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا وھب[2] بن جریر بن حازم حدثنا ابی[3] قتادۃ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ کَیْفَ کَانَ قِرَاءَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَدًّا.

ترجمہ ابی قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت قرآن مجید کس طرح تھی، انہوں نے فرمایا کہ مد سے پڑھتے تھے.

حل لغات مَدٌّ. دراز کرنا، پھیلا دینا، لمبا ہونا. مَدًّا. لمبا کر کے پڑھتے تھے.

تشریح ارشاد ہے کہ "مد سے پڑھتے تھے" یعنی حروف علت کو بلا افراط لمبا کر کے پڑھتے تھے. ایک دوسری

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے "کَانَ یَمُدُّ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کو مد کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی اللہ کے الف کو اور رحمان کی میم کو دراز کرتے تھے۔ اسی طرح رحیم کی یا کو بھی لمبا فرماتے۔

حدیث ۳/۳۰۰ حدثنا علی بن حجر حدثنا یحییٰ بن سعید الاموی عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن ام سلمۃ قالت کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُقَطِّعُ قِرَاءَتَہٗ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ثُمَّ یَقِفُ ثُمَّ یَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ یَقِفُ وَکَانَ یَقْرَاُ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔

ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قرأت میں قرآن مجید کی آیت کو جدا جدا کرتے پڑھتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پھر ٹھہر جاتے پھر پڑھتے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر ٹھہر جاتے پھر مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے تھے۔

حل لغات یُقَطِّعُ۔ قطعہ قطعہ پڑھتے تھے، ٹکڑا ٹکڑا پڑھتے تھے، جدا جدا کرتے تھے۔
تَقْطِیْعٌ۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

تشریح حضور سید الکائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت انتہائی اطمینان اور سکون سے ہوتی تھی۔ ہر حرف اپنے مخرج سے نہایت ہی عمدگی اور دلکشی سے ادا فرماتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا جس طرح ہر پہلو امت کی تعلیم کے لئے بہترین نمونہ عمل تھا اسی طرح یہ تلاوتِ قرآن حکیم بھی ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت صدہا برکات اور عظیم انعام کی حامل ہے۔ تلاوتِ قرآن مجید سے گناہ بخشے جاتے ہیں، حسنات میں زیادتی ہوتی ہے۔ تلاوت کے وقت رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، تجلیاتِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔ قیامت کے دن قرآن مجید کی تلاوت پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہٗ اس کی شفاعت پڑھنے والوں کے حق میں قبول فرمائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو تلاوت کرنے والے کا فرض ہے کہ وہ پیارے محبوب صاحب شفاعتِ کبریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرے، ٹھہر ٹھہر کر، سکون و اطمینان کے ساتھ

اسماء الرجال حدیث ۳/۳۰۰
۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۲/۲
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۲ یحییٰ بن سعید الاموی۔ ذکر ہے والاشتقاق۔ ثقہ ہے۔ من الثالثۃ اخرج لہ البخاری فی الادب ومسلم
۳ ابن جریج۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ ابن ابی ملیکۃ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۵ ام سلمۃ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

marfat.com
Marfat.com

عمدگی اور زیبائی کے ساتھ تلاوت کرے۔ ترتیل، مد، وقف، اسرار، اعلان، ترجیع وغیرہ وغیرہ کا پورا پورا لحاظ رکھے تاکہ درجاتِ قرب سے محروم نہ ہو، اور نہ ہی اتباعِ سنت سے محروم ہو۔

حدیث ۴۷/۳۰۱ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا اللیث[2] عن معویہ[3] بن صالح عن عبداللہ[4] بن ابی قیس قال سألت عائشۃ عن قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم أکان یسر بالقراءۃ أم یجھر؟ قالت کل ذالک قد کان یفعل ربما أسر وربما جھر قلت الحمد للہ الذی جعل فی الأمر سعۃ۔

ترجمہ عبداللہ بن ابی قیس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے بارے میں پوچھا کہ آیا وہ آہستہ تلاوت فرماتے تھے یا اونچی آواز سے۔ انہوں نے فرمایا دونوں طرح پر، کبھی تو آہستہ اور کبھی بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ میں نے کہا ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے دین کے امور میں فراخی عطا فرمائی۔

حل لغات یُسِرُّ۔ آہستہ تلاوت فرماتے تھے۔ یَجْھَرُ۔ اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔ رُبَّمَا۔ کبھی تو الأمر۔ دین۔ سَعَۃً۔ فراخی، گنجائش، وسعت۔

تشریح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ تلاوتِ قرآنِ مجید دونوں طرح یعنی آہستگی سے بھی اور اونچی آواز سے بھی جائز ہے۔ ..... نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ بھی ایسی تھی کہ رات کے درمیان کبھی نہایت ہی آہستگی سے اور کبھی بلند آواز سے تلاوت فرماتے۔ ارشاد ہے کہ "میں نے کہا ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے دین کے امور میں فراخی عطا فرمائی۔" یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی عنایت اور بخشش پر شکریہ کے لئے عبداللہ بن ابی قیس نے فرمائے کہ اس دینی امر میں اللہ جل جلالہ نے گنجائش اور وسعت عطا فرما دی۔ معلوم ہوا کہ امورِ دینیہ میں تکلیف مالایطاق نہیں بلکہ وسعت ہے۔

Marfat.com

حدیث ۵/۳۰۲ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا وکیع[2] حدثنا مسعر[3] عن ابی العلاء[4] العبدی عن یحیی[5] بن جعدہ عن ام[6] ھانی قال کنت اسمع قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باللیل وانا علی عریشی۔

ترجمہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تلاوتِ قرآن مجید کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں فرماتے تھے اپنے بستر پر سنتی تھی"

حل لغات عریشی۔ اپنے بستر پر۔ دراصل عریش لغت میں چھت اور جس چیز سے سایہ کریں اسے کہتے ہیں سائبان وغیرہ، اس جگہ بستر مراد ہے۔ چھپر کھٹ۔ ابیجوری نے لکھا علی سریری، اپنے چھپر کھٹ پر۔

تشریح ام ہانی رضی اللہ عنہا کا گھر بیت اللہ شریف کے سامنے رکن یمانی کے مقابل تھا۔ جب رات کو حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف میں عبادت فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ تو جنابہ ام ہانی اپنے گھر میں اپنے بستر پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز قرآن خوانی سنتیں۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری۔ عریش کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"والمراد بہ السریر الذی ینام علیہ" یعنی "عریش سے مراد سریر ہے اور وہ وہ ہے جس پر سویا جاتا ہے"

گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونچی آواز سے بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ نیز یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے ہوں تاکہ قریش کے وہ لوگ جو قرآن مجید نہیں سن سکتے سن لیں، اور رات کی تلاوت میں خشوع بھی زیادہ ہوتا ہے۔ استاذِ گرامی منزلت حضرت حافظ علی احمد جان منور اللہ مرقدہ نے فرمایا۔

" اور ریا کا گمان تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ناممکن ہے بلکہ زوالِ ایمان کا باعث ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلند آواز سے تلاوت فرمانا حکمتِ عظیمہ پر مبنی ہے۔"

اسماء الرجال ورجال حدیث ۵/۳۰۲

۱ محمود بن غیلان (دیکھو حدیث ۴)
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۳ مسعر۔ دیکھو حدیث ۲۰
باب ماجاء فی صفۃ ادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۴ ابی العلاء العبدی۔ ہلال بن خباب ہے نسب دفتر ہے۔ تغیر آخرا من الخامسۃ
۵ یحیی بن جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی ہے۔ دیکھو حدیث ۲ فی ذکر نسبہ آخرہ
لہ ابو داؤد وابن ماجۃ
۶ ام ہانی دیکھو حدیث ۵
باب ماجاء فی نشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۶/۳۰۳ حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[۲] انبانا شعبۃ[۳] عن معاویۃ[۴] بن قرۃ قال سمعت عبداللہ[۵] بن مغفل یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی ناقتہ یوم الفتح وھو یقرأ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال فقرأ ورجع قال وقال معاویۃ بن قرۃ لولا ان یجتمع الناس علی لاخذت لکم فی ذالک الصوت او قال اللحن۔

ترجمہ عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اونٹنی پر سوار دیکھا اس حال میں آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی آیۂ کریمہ تلاوت فرما رہے تھے، راوی کہتا ہے کہ آخر سورۃ تک پڑھا اور نہایت خوش آوازی سے پڑھتے تھے۔ شعبہ نے کہا کہ معاویہ بن قرہ نے کہا اگر مجھے لوگوں کے جمع ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں اسی آواز اور لہجہ میں پڑھ کر سناتا۔

حل لغات ناقۃ۔ اونٹنی۔ رجع۔ مجمع البحرین میں ہے ترجیع بہ معنی خوش آوازی سے پڑھنا۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا۔ ایک ایک آیت کو دو دو تین تین بار پڑھتے۔ صاحب مصباح اللغات نے لکھا۔ رجع۔ فی صوتہ۔ حلق میں آواز کو گھمانا۔

تشریح یہ مندرجہ حدیث شریف میں چونکہ فتح مکہ کا دن مسلمانوں کے لئے انتہائی خوشی اور سرور کا دن تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی اس دن بڑے محظوظ تھے۔ اونٹنی پر سوار تھے جو الغضبا تھی یا دوسری اور سرور و انبساط کے عالم میں سورۂ فتح انتہائی خوش آوازی سے تلاوت فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خوشی اور سرور کا یہ عالم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تلاوت کو سن کر اور اسلام کے غلبہ کو دیکھ کر فرحان و شادمان ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خوشی اور سرور کے موقع پر جو انعام الٰہی کا موقعہ ہوتا ہے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور خداوند بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کیا جائے۔

---

۱ محمود بن غیلان ۲ ابوداؤد ۳ شعبہ ۴ معاویہ بن قرہ ۵ عبداللہ بن مغفل

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۳۰۴ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا نوح[2] بن قیس الحدانی عن حسام[3] بن مصك عن قتادۃ[4] قال مابعث اللہ نبیا الا حسن الوجہ حسن الصوت وکان نبیکم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن الوجہ حسن الصوت وکان لا یرجع۔

ترجمہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ایک نبی کو خوش رو اور خوش آواز مبعوث فرمایا اور تمہارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین صورت اور حسین آواز والے تھے۔ اور آواز کو گلے میں گھما کر نہیں پڑھتے تھے۔

تشریح یعنی پیغمبر تو خوش رو اور خوش آواز ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پیغمبروں سے زیادہ خوش شکل اور حسین آواز والے ہیں۔ باوجود انتہائی حسین آواز ہونے کے قرآن مجید کو راگ رنگ میں نہیں پڑھتے تھے، گا کر نہیں پڑھتے تھے، آواز کو حلق میں گھما گھما کر نہیں پڑھتے جو خوبصورتی کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آواز کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی ہے اور بخشی ہے اسی خوش آوازی کے لہجہ میں تلاوت فرماتے ہیں۔

؎ اے حسن تو در شکل بشر خوش بشرے نیست
خوبی کہ تو داری صنما در دگرے نیست

اور دیگر احادیث میں بھی خوش آوازی کے ساتھ تلاوت فرمانا ثابت ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔

"حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِالْقُرْآنِ صَوْتِكَ" "قرآن خوش آوازی کے ساتھ پڑھو"

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ" "قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو"

ایک تیسری حدیث میں ہے۔

"لِكُلِّ شَيْءٍ حِلْيَةٌ وَحِلْيَةُ الْقُرْآنِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ" "ہر چیز کا ایک زیور ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے"

اچھی آواز کا مطلب یہ ہے کہ تکلف سے یا گا کر نہیں بلکہ انتہائی خوبصورتی اور عمدگی سے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

اسماء الرجال حدیث ۳۰۴
۱ قتیبۃ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۲۰۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲ نوح بن قیس الحدانی۔ ابو روح البصری ہے۔ ذہبی نے کہا لین الحدیث ہے اور نسائی نے کہا ہے۔ خرج لہ مسلم والاربعہ ۳ حسام بن مصك۔ ابو سہل البصری ہے۔ الاسدی کہا ہے۔ ضعیف ہے۔ متروک ہے۔ خرج لہ المصنف، ومن السابعۃ۔ ۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارہ

marfat.com
Marfat.com

مولینا محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں۔ چونکہ یہ حدیث قتادہ پر ختم ہوتی ہے لہذا مرسل ہے۔

حدیث ۸/۳۰۵

حدثنا عبدُ اللهِ بن عبد الرحمٰن حدثنا يحيىٰ بنُ حسان حدثنا عبدُ الرحمٰن بن ابی الزناد عن عمرو بن ابی عمرو عن عکرمۃ عن ابنِ عباس قَالَ كَانَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم رُبَّمَا يَسْمَعُهَا مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ۔

ترجمہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت سنی جاتی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوٹھڑی میں فرماتے تو صحن والے سُن لیتے تھے۔

حل لغات

اَلْبَيْت۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا۔ کوٹھڑی۔ گھر۔

اَلْحُجْرَة۔ صحن

تشریح

یعنی حضورِ پاک سیدِ دو عالم اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اندر والان میں تلاوت فرماتے تو صحن والے سُن لیتے تھے یعنی نہ تو بہت ہی اُونچی آواز میں تلاوت فرماتے اور نہ ہی بہت پست آواز میں، بلکہ بین بین آواز میں تلاوت فرماتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صـ۱۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"والمقصود ان قرأته كانت متوسطه لا فی نهاية الجهر ولا فی غاية الاخفاء"

نیز اس حدیث شریف سے یہ بھی ظاہر ہے کہ گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہیئے۔ آج کل ہمارے گھر انتہائی طور پر تلاوتِ کلام الٰہی اور ذکرِ الٰہی سے خالی ہو چکے ہیں اور ان کی جگہ منکرات اور فواحشات نے لے رکھی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ صبح و شام اُمتِ مسلمہ کو تلاوتِ قرآن حکیم نصیب فرمائے۔ آمین بحرمتِ بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

علامہ یوسف بنھانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں نقل فرماتے ہیں "عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تین راتوں سے کم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید ختم نہیں فرماتے تھے اور جب قرآن مجید ختم فرماتے تو تمام اہل و عیال کو جمع فرماتے اور دعا کرتے۔ جب قرآن مجید ختم ہوتا تو قرآن کی ابتدائی پانچ آیتیں بھی تلاوت فرماتے اور اس کے بعد دُعا فرماتے۔"

بَابُ مَاجَاءَ فِي قِرَاءَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم پورا ہو گیا۔

اسماء الرجال حدیث ۸/۳۰۵

۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو صدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ یحییٰ بن حسان۔ دیکھو صدیث ۱۰ باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یختم حاشیہ ۲

۳ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد۔ دیکھو صدیث ۱۰ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ عمرو بن ابی عمرو الہ عثمان مطلب کا مولیٰ ہے۔ ابن معین اور ابوداؤد نے کہا۔ ثقہ ہے۔ اور اصحاب ستہ نے اس سے روایت کی ہے۔ دیکھو صدیث ۱۰ باب ما جاء فی صفۃ خز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

۵ عکرمہ۔ دیکھو صدیث ۱۰ باب ما جاء فی صفۃ خز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

۶ ابن عباس۔ دیکھو صدیث ۱۰ باب ما جاء فی صفۃ خز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ بُکَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اس باب میں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آنسو بہانے (گریہ) کا ذکر ہے

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات بُکَآءً۔ آنسو بہانا۔ گریہ کرنا۔ رونا۔ وھو سیلان الدموع من الحزن غم کی وجہ سے آنسوؤں کا بہنا۔

تشریح اس باب میں حضور سید المعصومین، مومنین کے رؤف ورحیم، مالک شفاعتِ کبریٰ، اقوا علم کے شاہد حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نماز میں تجلیات جلالیہ وجمالیہ کے ظہور کے وقت، اشتیاق محبت کے ازدیاد کے باعث رونا، قرآن مجید کے سننے کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہیبت، عظمتِ کبریائی اور اپنی اُمت پر شفقت ورحمت کی وجہ سے رونا، نماز میں اپنی اُمت مرحومہ کے لئے بخشش ومغفرت طلب کرتے ہوئے رونا، میت پر رحم ومودت کی وجہ سے رونے کا ذکر ہے۔ حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں۔

"ومنه حزن وهو الداؤد ومنه شوق وهو لابراهيم ومحبة وهو لمحمد"

"یعنی اس رونے میں غم کا رونا حضرت داؤد علیہ السلام کا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رونا شوق کا تھا اور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا محبت کا رونا تھا"

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۱/۳۰۶ حدثنا سویدؒ بن نصر حدثنا عبدؒ اللہ بن مبارک عن حمادؒ بن سلمۃ عن ثابتؒ عن مطرفؒ وھو عبداللہ بن الشخیر عن ابیہؒ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یصلی ولجوفہ ازیزٌ کازیز المرجل من البکاء۔

ترجمہ عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ انور سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز آتی جیسے ہانڈی کے جوش کی آواز ہوتی ہو۔

حل لغات جوفٌ۔ پیٹ، سینہ درمیان۔ ازیزٌ۔ ہانڈی کے ابلنے کی آواز۔ المرجل۔ ہانڈی دیگ، اس کی جمع مراجل ہے۔

تشریح حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ:۔

"وھذا دلیل علیٰ کمال خوف وخشیتہ وخضوعہ فی عبودتیہ"

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال خوف کا اظہار اور کمال درجے کا خشوع وخضوع کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبودیت کاملہ کی دلیل ہے"

اور اس کمال عبودیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمام حقائق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر آشکارا اور روشن ہوگئے، اسی لئے ارشاد فرمایا۔

"لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا"

"جو کچھ میں جانتا اگر تم جانو تو بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ گریہ کرو۔"

اور فرمایا:۔

"وقال انی لا علمکم باللہ واشدکم لہ خشیۃ"

"میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم سے بہت ہی زیادہ جانتا ہوں اور اس کے حضور میں تم سے

marfat.com
Marfat.com

بہت زیادہ خشیت رکھتا ہوں" (رواھا البخاری)

اور مسلم شریف میں ہے :-

"والذی نفسی محمد بیدہٖ لو رایتم ما رأیت لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً قالوا وما رأیت یارسول اللہ قال رایت الجنۃ والنار"

"اور قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان (مبارک) ہے اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھو تو بہت کم ہنسو اور بہت ہی زیادہ روتے رہو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ! آپ کیا دیکھتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ میں جنت اور دوزخ کو دیکھتا ہوں"

یہ لکھنے کے بعد حضرت موصوف لکھتے ہیں :-

"فجمع له تعالیٰ بین علم الیقین عین الیقین فلمع له حق الیقین"

"سو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں علم الیقین اور عین الیقین کو جمع فرما دیا اور حق الیقین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پُرانوار پر روشن و آشکارا فرما دیا"

(جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۱۶)

حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف مناوی جمع الوسائل کے حاشیہ پر جو کہ ص ۱۱۶ ج ۲ پر لکھتے ہیں :-

"ھذا الحال انما کان یعرض للمصطفیٰ عند تجلی الصفات الجمالیۃ والجلالیۃ معایفی الجلال المزوج بالجمال والافغیر المزوج لایطیقه احد من البشر بل ولا من الخلائق وکان اذا تجلی لقلبه الجمال یمتلئی نورا

"یہ وہ خاص حال ہے جو کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع عالیہ پر اس وقت طاری ہوتا تھا جبکہ آپ صفاتِ جلالیہ اور جمالیہ کی تجلی سے بیک وقت مشرف ہوتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک تجلی جلالی اور ایک صفاتی

marfat.com
Marfat.com

وسروراً وملاطفة واينا ساوبسطاوكل وارث من امته له نصيب من هذين التجليين فتجلى الجلال يورث الخوف والقلق والوجد المزعج، وتجلى الجمال يورث الانس والسرور"

ہوا کرتی تھی اور متذکرہ بالا حال میں ہر دو کا وُرود بیک وقت ہوتا، گویا جلال کا پیوند جمال کے ساتھ لگایا جاتا، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی بشر کی طاقت اور ہمت نہ ہوتی کہ ایسی تجلّی کی تاب لا سکتا بشر تو کیا بلکہ تمام مخلوقاتِ عالم میں سے ایک فرد کو بھی یہ یارا نہ ہوتا، پھر جب جمالی تجلّی وارد ہوتی تو چہرۂ اقدس سے پانچ لطائف کا ظہُور ہوتا۔ اوّل نُورانیت، دوم سرُور، سوم شفقت، چہارم محبت اور پنجم شگفتگی۔ اِس سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ آپ کی اُمت میں سے ہر ایک ولی کو ان ہر دو تجلّیوں سے حصّہ وافر ملا ہے، پس جلالی تجلّی خشیت، طبعی اضطراب اور وجدانی کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں اور جمالی تجلّی سے محبت اور سرُور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:۔

"ومن هذا الحديث ونحوه استنن اهل الطريق الوجد والتواجد فى احوالهم وعرفوا به فى اوقاتهم"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح کے ص۱۵۹ پر فرماتے ہیں:۔

"وذالك مما ورثه عن ابيه ابراهيم عليه السلام فانه كان يسمع من صدره

"یعنی یہ سینۂ اقدس کی آواز اپنے باپ جناب ابراہیم علیہ السلام کی وراثت میں پائی اس لئے کہ

marfat.com

Marfat.com

صوت كغليان القدر على النار من
سيرة ميل"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینۂ انور کی آواز جوکہ اُبلتی ہوئی دیگ کی طرح تھی جوکہ آگ پر رکھی ہوتی ہے ایک میل کی دُوری سے سُنی جاتی تھی"

حدیث ص ۲ / ۳۰۷

حدثنا محمودؒ بن غیلان حدثنا معاویۃؒ بن ہشام حدثنا سفیانؒ عن الاعمشؒ عن ابراھیمؒ عن عبیدۃؒ عن عبداللہؓ بن مسعود قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرأ علیّ فقلت یا رسول اللہ اقرأ علیک وعلیک انزل قال انی احب ان اسمعہ من غیری فقرأت سورۃ النساء حتی بلغت فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا قال فرأیت عینی رسول اللہ تہملان۔

ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سُناؤ میں نے عرض کیا کہ یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کو قرآن سُناؤں حالانکہ قرآن تو آپ پر اُترا ہے۔ ارشاد فرمایا میں دوسرے شخص سے قرآنِ مجید سُننا پسند کرتا ہوں۔ تو میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی۔ یہاں تک کہ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا پر پہنچا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ دونوں آنکھوں مُبارک سے آنسو بہ رہے ہیں۔

حل لغات تَهْمِلَانِ۔ دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ هَمْلٌ کے معنی بہنا، برسنا کے ہیں۔

تشریح حضور کا ارشاد ہے کہ "عبداللہ بن مسعود مجھے قرآن سناؤ" اس نے عرض کیا کہ "کیا میں آپ کو قرآن سُناؤں حالانکہ قرآن تو آپ پر اُترا ہے" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجھ سے ہزارہا درجہ بہتر جانتے ہیں۔ رب العالمین کی جانب سے آپ کے قلب شریف پر اُترا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مُبارک قرآن ہے میرا آپ کو سُنانا کیا معنی رکھتا ہے، ارشاد فرمایا "میں دوسرے شخص سے قرآنِ مجید سُننا پسند کرتا ہوں" یعنی دوسرے

Marfat.com

کے سنانے سے سُننے والے کو معانی میں تدبّر و تفکر کا خوب موقع ملتا ہے اور کلام الٰہی کی تاثیر سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور روح فرحاں و شاداں ہوتی ہے یا جیسے کہ حضرت مولینا محمد عاقل صاحب نے فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ جبریل امین آپ کو قرآن مجید سُناتے تھے وہ تشریف نہ لائے تو انہیں حکم دیا تاکہ تلاوت سُنیں۔ ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا۔

"چنانچہ عادت عشاق مُشتاق می باشد اگر دیدن محبوب میسر نیاید امثال و اشباہ او را می خواہند بہ بینند تا نشاط حاصل شود"

"چنانچہ عشاق کی عادت اس امر کی مُشتاق رہتی ہے کہ اگر انہیں اپنے معشوق کا دیدار میسر نہ ہو تو وہ اپنے معشوق سے ملتی جلتی صورتوں اور مثالوں کی خواہش کرتے ہیں تاکہ انہیں کیف و سرور حاصل ہو۔"

حدیث ۳/۳۰۸

حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید حدثنا جریر[۲] عن عطاء[۳] بن السائب عن ابیہ[۴] عن عبد اللہ[۵] بن عمرو قال انکسفت الشمس یوما علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی حتی لم یکد یرکع ثم رکع فلم یکد یرفع رأسہ ثم رفع رأسہ فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع رأسہ فجعل ینفخ ویبکی ویقول رب الم تعدنی ان لا تعذبہم وانا فیہم رب الم تعدنی ان لا تعذبہم وہم یستغفرون ونحن نستغفرک فلما صلی رکعتین انجلت الشمس فقام فحمد اللہ تعالی واثنی علیہ ثم قال ان الشمس والقمر ایتان من ایت اللہ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا انکسفا فافزعوا الی ذکر اللہ تعالی۔

ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مُبارک میں ایک دِن سُورج گرہن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور نماز شروع کی۔ اتنی دیر قیام فرمایا گویا رکوع کرنے کا ارادہ ہی نہیں اور پھر رکوع اتنا لمبا کیا کہ گویا اس سے اُٹھنے کا ارادہ ہی نہیں، پھر سر اُٹھایا قومہ میں بھی اتنی دیر تک کھڑے رہے گویا سجدہ ہی نہیں کرنا، پھر سجدہ کیا گویا سجدہ سے اُٹھتے ہی نہیں، پھر اسی طرح سجدہ سے اُٹھ کر

Marfat.com

جلسہ کیا اور پھر جلسہ کے بعد دُوسرا سجدہ بھی طویل۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سانس مبارک آتا جاتا تھا اور روتے تھے اور دُعا فرماتے تھے اے اللہ! آیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا کہ میں ان میں موجود ہوں تو تُو عذاب انہیں نہیں دیگا اے میرے پروردگار! آیا تُو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ استغفار کریں گے انہیں عذاب نہیں ہوگا، اور ہم تجھ سے استغفار کرتے ہیں پس جب دو رکعتیں پڑھ چکے سُورج کھل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور ثنا بیان کی پھر فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ کی دو نشانیاں ہیں، کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے انہیں گہن نہیں لگتا۔ جب یہ گہنا جائیں تو فوراً اللہ جل جلالہٗ کی یاد کی طرف دوڑو۔

حل لغات انْكَسَفَ۔ گہن ہُوا۔ لَمْ يَكَدْ۔ قریب نہیں تھا۔ اَلَمْ تَعِدْ۔ کیا نہیں وعدہ کیا تو نے۔ يَنْفَخُ می دمید، سانس لیتے تھے۔ اِنْجَلَتْ۔ روشن ہوگیا، کُھل گیا، گہن صاف ہوگیا۔ فَافْزَعُوْا۔ پس دوڑو۔ جلدی کرو۔

تشریح اس حدیث شریف میں ایک نہایت غلط اور بے ہودگی کی بات کی تردید فرمائی گئی کہ کسی کے مرنے یا جینے سے سُورج گہن لگتا ہے۔ اتفاقاً جس دِن سُورج گہن ہُوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہُوا تھا تو یہ بات مشہور ہوگئی چونکہ پیغمبر علیہ السلام کا صاحبزادہ فوت ہُوا ہے اس لئے سُورج گہن ہُوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نہایت ہی شدت سے تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جب چاند یا سورج گہن ہو تو نماز پڑھو، استغفار کرو اور صدقہ دو۔

حدیث ۴/۳۰۹ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابو احمد[2] حدثنا سفین[3] عن عطاء[4] ابن السائب عن عکرمہ[5] عن ابن عباس[6] قال اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابْنَةً لَهٗ تَقْضِیْ فَاحْتَضَنَهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَاتَتْ وَهِیَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصَاحَتْ اُمُّ اَيْمَنَ فَقَالَ يَعْنِی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَتَبْكِيْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَتْ اَلَسْتُ اَرَاكَ تَبْكِیْ قَالَ لَسْتُ اَبْكِیْ اِنَّمَا هِیَ رَحْمَةٌ اِنَّ الْمُؤْمِنَ بِكُلِّ خَيْرٍ عَلٰی كُلِّ حَالٍ اِنَّ نَفْسَهٗ تُنْزَعُ مِنْ بَيْنِ جَنْبِهٖ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ تَعَالٰی۔

Marfat.com

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لڑکی قریب المرگ تھی اسے لیا اور گود مبارک میں اٹھایا (کہ دونوں ہاتھوں پر لیا) تو وہ فوت ہوگئی اس حال میں کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں تھی۔ ام ایمن چلا کر رونے لگی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اللہ کے نبی کے سامنے روتی ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کو نہیں دیکھ رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا میرا رونا رونا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی رحمت ہے، بے شک مومن ہر حال میں خیر ہی میں ہوتا ہے، یقیناً جب اس کا نفس نکالا جاتا ہے اس کے پہلو سے اس وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے۔

حل لغات تَقْضِیْ۔ وہ قریب المرگ تھی۔ فَاحْتَضَنَهَا۔ پس گود میں لیا اسے۔ حَضْنٌ مصدر ہے۔ گود میں لینا۔ صَاحَتْ۔ وہ چلا کر روئی۔ تُنْزَعُ۔ وہ نکالا جاتا ہے۔ نَزْعًا مصدر ہے۔ نکالنا نکلنا۔ جَنْبٌ۔ پہلو۔

تشریح حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ میت پر چلا چلا کر رونا اور جزع فزع کا اظہار کرنا منع ہے، پیٹنا، بال نوچنا، گریبان چاک کرنا، منہ پر طمانچے مارنا، سینہ کوبی کرنا، خاک اڑانا، رونے کی یہ تمام قسمیں قطعاً ممنوع ہیں اور ان کے کرنے سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت ہی شدت سے روکا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے اور اسی لئے ام ایمن کو فرمایا کہ میرا رونا تیرے رونے کی طرح نہیں اور یہ میرا رونا رونا نہیں ہے اس رونے میں صبر ہے، حوصلہ ہے، چیخ نہیں ہے، بین نہیں ہے، مرثیہ نہیں ہے بلکہ مصیبت پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں صبر اور استقامت کی دعا کرنا ہے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ"

"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو منہ پیٹے اور گریبان پھاڑے، اور جاہلیت کی طرح چیخ چلائے۔" (بخاری شریف و مسلم شریف)

یعنی شور و شیون کرے، نوحہ خوانی اور واویلا کرے۔ جناب ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

"جو نوحہ کرتی ہے اور نوحہ سنتی ہے اس عورت

Marfat.com

النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ " پر لعنت ہے۔" (ابوداؤد)

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ دونوں عورتیں دُور ہیں۔ بخاری و مسلم شریف میں ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

" اَنَا بَرِئٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ" "میں اس شخص سے جو سر منڈھائے اور چلّا کر روئے، اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے بیزار ہوں"

اور حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں کا بہنا، تو خود ہی ارشاد فرمایا "یہ اللہ کی رحمت ہے" یعنی یہ رونا آثارِ رحمتِ الٰہی اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دِل میں جو درد پیدا کر رکھا ہے اس کا نتیجہ ہے اور یہ ممنوع نہیں ہے۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

" ویؤیدہٗ ماورد ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا مایرضی الرب وانا علیٰ فراقك یا ابراھیم لمحزنون" "اور اس کی تائید اس حدیث شریف سے ہے بے شک آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین ہے ہم وہی بات کہیں گے جو رب تعالیٰ کو پسند ہے اور اے ابراہیم! میں تیرے فراق میں البتہ بہت غمگین ہوں" (جمع الوسائل ج دوم صـ۱۲۲)

یہ ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندِ ارجمند تھے اور بچپن میں ہی ان کا وصال ہوا تھا۔

حدیث ۵/۳۱۰ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[۲] بن مہدی حدثنا سفیان[۳] عن عاصم[۴] بن عبید اللہ عن القاسم بن محمد عن عائشۃ[۶] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَھُوَ مَیِّتٌ وَھُوَ یَبْکِیْ اَوْ قَالَ وَعَیْنَاہُ تُھْرَاقَانِ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ حضور سیدِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کا بوسہ لیا، اس حال میں کہ وہ فوت ہو چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے تھے۔

اسماء الرجال ص ۳۱۰
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی فقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ عاصم بن عبید اللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب۔ لہ عن جابر وابن عمر وعدۃ وعنہ شعبۃ و مالك والثوری وابن عیینۃ وابن معین وقال البخاری منکر الحدیث۔ خرج لہ البخاری والاربعۃ
۵ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق۔ ان کے مناقب بے شمار ہیں۔ خرج لہ الجماعۃ۔
۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

marfat.com
Marfat.com

یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں مُبارک سے مسلسل آنسُو بہہ رہے تھے۔

حل لغات قَبَّلَ۔ بوسہ لیا۔ چُوما۔ تَقْبِیْلٌ مصدر ہے چُومنا، بوسہ لینا۔ تُھَرَاقَانِ۔ مسلسل آنسُو بہہ رہے تھے۔ ھَرْقٌ مصدر ہے بہنا۔ اَوْ۔ یا۔ تُھَرَاقَانِ۔ صاحب اتحافات الربانیہ نے لکھا۔ ای تنزلان وھو موعاغز ارا (ص۳۵۱) بہت زیادہ آنسو بہہ رہے تھے۔

تشریح عثمان بن مظعون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، قرشی تھے تیرہ مسلمانوں کے بعد ایمان لائے اور دونوں ہجرتیں کی تھیں، بہت عابد تھے، صاحبِ مجاہدہ تھے۔ فضلاء صحابہ سے ہیں غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے اسلام لانے سے پیشتر بھی شراب نہیں پی۔ یہ مہاجرین میں پہلے مہاجر ہیں جو ۳ھ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل ج۲ ص۱۲۳ پر طبقات ابن سعد سے بروایت سفیان ثوری ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کا جس وقت وہ فوت ہوگئے تھے بوسہ لیا۔

"فرأیت دموع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسیل علی خد عثمان" "پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں کو جناب عثمان کی گال پر گرتے دیکھا۔"

کتاب الوفا میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مُنہ مبارک سے چادر کو ہٹایا۔ اور ــــــ

"قبل بین عینیہ ثم بکی طویلاً" دونوں آنکھوں کے درمیان چُوما اور بہت روئے۔

اور پھر جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ارشاد فرمایا۔

"طوبیٰ لک یا عثمان لک تلبسک الدنیا ولم تلبسھا" "خوشخبری ہے تیرے لئے اے عثمان! نہ تو تُونے دنیا پہنی اور نہ دُنیا تجھے پہن سکی۔"

Marfat.com

حدیث ۶/۳۱۱ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا ابوعامر[2] حدثنا فلیح[3] وھو ابن سلیمان عن ھلال[4] بن علی عن انس[5] بن مالك قال شَهِدْنَا بِنْتَهٗ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ اَفِيْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَنَا قَالَ انْزِلْ فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حاضر ہوئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کی تدفین پر۔ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے قریب تشریف فرما تھے پس میں نے دیکھا کہ سیدِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں مبارک سے آنسو بہ رہے تھے۔ سو ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے آج رات اپنی بیوی کے ساتھ صحبت نہیں کی ہو۔ ابوطلحہ نے عرض کیا میں ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ قبر میں اُتر۔ تو وہ قبر میں اُترا۔

حل لغات تَدْمَعَان۔ آنکھیں بہہ رہی تھیں، رو رہے تھے۔ لَمْ يُقَارِفْ۔ اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ قَرَفٌ۔ نزدیک ہونا۔ جماع کرنا۔

تشریح یہ صاحبزادی جس کا انتقال ہوا تھا جنابہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں، اور سیدنا عثمان ذی النورین کی دوسری بیوی تھیں۔ پہلی جنابہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ ابوطلحہ تو قبر میں اُتر، اور پھر وہ اُترے اس سے :-

"یوخذ ان لولی المیت الاذن لاجنبی فی نزول قبرھا وحل تنزول الاجنبی بالاذن"

"یہ پایا جاتا ہے کہ ولی میت کی اجازت سے عورت کی قبر میں اجنبی اُترے، اور یہ جائز ہے"

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ بُكَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال
۱ اسحٰق بن منصور دیکھو ص ۳۱۱ باب ماجاء فی تیمم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۲ ابوعامر۔ عبدالملک بن عمرو العقدی قیل ہے البصری الحافظ ہے۔ خرج لہ الستۃ۔
۳ فلیح وھو ابن سلیمان دیکھو ص ۳۱۱ باب ماجاء فی صفۃ آدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
۴ ھلال بن علی العامری ہے المدنی ہے ثقہ ہے من الخامسۃ۔ خرج لہ الجماعۃ۔
۵ انس بن مالک دیکھو ص ۳۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بستر مبارک کا بیان ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات

فِرَاشٌ۔ بستر۔ بچھونا۔ صاحب اتحافات الربانیہ صـ۳۵۳ پر لکھتے ہیں:۔

"مایفرش لینام الانسان علیہ" "وہ فرش جس پر انسان سوجائے"۔

تشریح

اس باب میں حضور سردار کل، مفخر گیہان، صفوت آدمیان، تتمۂ دور زمان، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بستر مبارک کا ذکر ہے کہ وہ کتنی قسم کا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چمڑے، ٹاٹ اور بوریا کا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نرم بستر پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضرت علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصول میں فرماتے ہیں:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بستر چمڑہ کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، اس کی لمبائی کم و بیش دو گز تھی اور چوڑائی ایک گز اور ایک ہاتھ تقریباً۔ آپ دنیاوی ساز و سامان سے بالکل الگ رہتے۔ باوجودیکہ خدا نے دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں آپ کو عنایت فرمادی تھیں مگر آپ نے کبھی دنیا کی خواہش نہیں کی ہمیشہ آخرت پر اور اس کی نعمت پر نظر رکھی اور آخرت کو اختیار کیا۔" [1]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک چٹائی ہوتی جسے جہاں بھی تشریف لے جاتے اپنے ساتھ رکھتے

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صنیع بخش اردو بازار لاہور

Marfat.com

اس پر کبھی سو بھی جاتے۔ کبھی اسے دہرا کر کے بچھا لیتے۔ بقول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھجور کے پتوں کا ایک پلنگ بھی تھا جس پر سیاہ چادر بچھی رہتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی بچھونے اور پلنگ میں عیب جوئی نہیں کی (صحابہ فرماتے ہیں) اگر ہم نے آپ کے لئے بستر بچھا دیا تو اس پر لیٹ گئے، اگر نہ بچھایا تو زمین پر ہی لیٹ جاتے تھے۔ آپ کا تکیہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری پڑی تھی۔" [1]

حدیث ۱/۳۱۲ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا علی[2] بن مسہر عن ہشام[3] بن عروۃ عن ابیہ[4] عن عائشۃ[5] قالت اِنَّمَا کَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَنَامُ عَلَیْہِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُہٗ لِیْفٌ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک جس پر سوتے تھے چمڑے کا ہوتا تھا۔ جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حل لغات اَدَمٌ۔ چمڑہ۔ اس کی جمع اُدُمٌ اور اَدَامٌ آتی ہے۔ حَشْوٌ۔ بھرنا۔
لِیْفٌ۔ کھجور کے درخت کی چھال۔

تشریح حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم بستر کو پسند نہیں فرماتے تھے چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو عبادت، زہد، ریاضت، محنت، مسلسل تبلیغ اسلام کی راہ میں مشقت اٹھانے اور ہر وقت خدمت خلق کرنے کی زندگی اور تعلیم دینی مقصود تھی اس لئے خود بھی عیش آرام اور تنعم کی زندگی ترک فرما دی تھی، یہاں تک کہ نیند بھی سخت بستر پر فرماتے اور آرام دہ گدیلے یا توشک پر پسند نہ فرماتے۔ بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ میرے پاس انصار کی ایک عورت آئی، اس نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بسترہ دیکھا جو کہ چمڑا کو دہرا کر کے بچھا رکھا تھا۔

"فبعثت الی بفراش حشوۃ صوف" "وہ عورت گئی اور اس نے روئی سے بھری ہوئی

---

[1] اسماء الرجال ص ۳۱۲ ۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۳۱۲
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۲ علی بن مسہر۔ الغرشی الکوفی حافظ الحدیث ہے۔ کان فقیہا محدثا وعالما۔ خرج لہ الستۃ، ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔
۳ ہشام بن ۲ ۔۔۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۵ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

Marfat.com

توشک (لحاف) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لئے میرے پاس بھیج دی"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس کو دیکھا۔ فرمایا اے عائشہ! یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ انصار کی فلاں عورت نے آپ کا بستر دیکھا تو پھر جا کر آپ کے لئے یہ روئی سے بھرا ہوا گدا بھیج دیا ہے۔ سرور عالم دعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! یہ اسے واپس کر دے۔

"واللہ لو شئت اجری اللہ معی جبال الذھب والفضۃ"

اور فرمایا قسم ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی، اگر میں چاہوں تو اللہ جل جلالہ، سونے اور چاندی کے پہاڑ عطا کر دے۔"

یعنی خوب آرام، عیش اور تنعم کی زندگی بسر کروں، مگر میں تو راحت و آسائش کے ہر قسم کے سامان کو ہیچ سمجھتا ہوں اور درحقیقت راحت اور آرام تو وہ ہے جو آخرت میں نصیب ہو۔ امام احمد اور ابوداؤد و انطیالسی نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے فاثر فی جنبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر و اقدس پر اس بوریے کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ عرض کیا گیا کہ کیا آپ کے لئے کوئی نرم بستر ہم نہ لائیں تو ارشاد فرمایا۔

"مالی وللدنیا انما انا والدنیا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا"

"مجھے دنیاوی آرام سے کیا کام، میری مثال تو اس مسافر کی ہے جو کہ راستے میں کسی درخت کے نیچے ذرا آرام کر لے اور پھر اپنی منزل کی جانب روانہ ہو جائے۔"

وسائل الوصول میں علامہ یوسف النبھانی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جسم مبارک پر بوریے کے نشان نظر آ رہے تھے۔ حجرہ کی یہ حالت تھی کہ ایک طرف تھوڑے سے جَو پڑے ہوئے تھے۔ دیوار پر کھال لٹکی ہوئی تھی (نماز پڑھنے کے لئے)، میں نے یہ حال دیکھا تو میرے آنسو نکل آئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابن خطاب کیوں روتا ہے۔ میں نے عرض

Marfat.com

کیا اے اللہ کے نبی! میں اب بھی نہ روؤں۔ اس چٹائی نے آپ کے جسم پر نشان ڈال دیئے ہیں۔ مفتوحہ علاقوں سے جو روپیہ آرہا ہے کیا اس میں آپ کا کوئی حصہ نہیں۔ دُوسری طرف یہ قیصر وکسریٰ ہیں جو دُنیا کی بے اندازہ نعمتوں میں کھیل رہے ہیں اور آپ اللہ کے نبی اور محبُوب ہیں، پھر بھی اس تنگدستی میں گذر بسر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابنِ خطاب! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ آخرت کی ابدی نعمتیں ہمارے لئے ہوں اور دنیا کی چند روزہ آسائشیں انہیں دے دی جائیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں یہی کچھ آسائشیں دے کر بہلا دیا گیا ہے، جن کی مدت بہت مختصر ہے اور ہم وہ لوگ ہیں جو آخرت میں ایسی نعمتوں سے نوازے جائیں گے جو کبھی ختم نہ ہوں گی۔" [1]

شرح سُنۃ میں حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، میں نے حضُور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ :-

"یرکب الحمار العری ویجیب دعوۃ المملوک وینام علی الارض ویجلس علی الارض ویاکل علی الارض"

"برہنہ گدھے پر سواری فرماتے، غلاموں کی دعوت قبول فرماتے، زمین پر سوتے، زمین پر بیٹھتے اور زمین پر کھانا کھاتے۔"

عارفِ کامل مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

بساط زرکش شاہی چہ نقش ما دارد — تن برہنہ ما نقشِ بوریا دارد
بہ تخت و دولتِ اقبال عصر غرہ مشو — کہ زخم سیلے ادبار در قفا دارد

بہ پشت پازدہ جامی دو کون را و ہنوز
ز فقر چشم خجالت بہ پشت پا دارد

ایک اُردو کے شاعر نے کیا خُوب کہا ہے :-

شہنشاہِ عالم کا بستر تو دیکھو
چٹائی کھجُوروں کی، کالی کملیا

[1] اردو ترجمہ وسائل الوصول الی شمائل الرسول۔ صفحہ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

حدیث ۲/۳۱۲ حدثنا ابوالخطاب[1] زیاد بن یحییٰ البصری حدثنا عبداللہ[2] بن میمون حدثنا جعفر[3] بن محمد عن ابیہ[4] قال سُئِلَتْ عائشۃ[5] مَا کَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ بَیْتِکِ قَالَتْ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُہٗ مِنْ لِیْفٍ وَسُئِلَتْ حَفْصَۃُ مَا کَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ بَیْتِکِ قَالَتْ مِسْحًا نَثْنِیْہِ ثِنْیَتَیْنِ فَیَنَامُ عَلَیْہِ فَلَمَّا کَانَ ذَاتُ لَیْلَۃٍ قُلْتُ لَوْ ثَنَیْتُہٗ اَرْبَعَ ثِنْیَاتٍ کَانَ اَوْطَاَ لَہٗ فَثَنَیْنَاہُ بِاَرْبَعِ ثِنْیَاتٍ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ مَا فَرَشْتُمُوْلِیْ اللَّیْلَۃَ قَالَتْ قُلْنَا ھُوَ فِرَاشُکَ اِلَّا اَنَّا ثَنَیْنَاہُ بِاَرْبَعِ ثِنْیَاتٍ قُلْنَا ھُوَ اَوْطَاُ لَکَ قَالَ رُدُّوْہُ لِحَالَتِہِ الْاُوْلٰی فَاِنَّہٗ مَنَعَتْنِیْ وَطَاَتُہٗ صَلٰوتِیَ اللَّیْلَۃَ.

ترجمہ امام محمد باقر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا چمڑہ کا تھا بھرا ہوا تھا کھجور کی چھال سے۔ اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا ایک ٹاٹ تھا جس کو دہرا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے ہم بچھا دیتے تھے جس پر آپ سو جاتے۔ پھر ایک رات میں نے یہ کہا کہ اگر اس ٹاٹ کو میں چار تہ کر دوں تو زیادہ نرم ہو جائے گا، میں نے اسے چار تہ کر کے بچھا دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو اُٹھے تو فرمایا تم نے رات کو میرے لئے کیسا بستر بچھایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یہ آنجناب کا ہی بستر تھا مگر میں نے اسے چار تہہ کر دیا تھا تاکہ آپ کے لئے نرم ہو جائے۔ ارشاد فرمایا اسے پہلی ہی حالت پہ لوٹا دو، پس اس کی نرمی میری رات کی نماز میں روک بن رہی تھی۔

حل لغات مِسْحًا۔ ٹاٹ، کمبل، اونی لباس جس کو زاہد لوگ تقشف کی بنا پر پہنا کرتے تھے۔
اَوْطَاُ۔ میں نرم کرتی ہوں۔ وَطْاٌ مصدر ہے جس کے معنی 'نرم کرنا' ہیں۔

تشریح حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو عملی طور پر سمجھایا کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ یہ تمہارے نرم نرم بستر ے، یہ آرام و آسائش، یہ تنعم دنیوی تمہیں یادِ الٰہی، نماز اور تہجد سے بے پروا غافل نہ کر دیں۔ صرف اس لئے ذرا سا نرم بستر ہ استعمال کرنا نہیں پسند فرمایا کہ نمازِ تہجد کہیں نہ پڑھی جا سکے۔ آج ہمیں سرورِ انبیاء، شفیقِ امت، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنتِ مبارکہ کو زندہ کرنا چاہیئے۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۳۱۲
۱ ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ البصری۔ دیکھو صحیح بخاری باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینتظم فی یمینہ حاشیہ ۱
۲ عبداللہ بن میمون۔ دیکھو صحیح بخاری باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینتظم فی یمینہ حاشیہ ۲
۳ جعفر بن محمد۔ دیکھو صحیح بخاری باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینتظم فی یمینہ حاشیہ ۳
۴ ابیہ۔ دیکھو صحیح بخاری باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینتظم فی یمینہ حاشیہ ۴
۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو صحیح بخاری باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان

Marfat.com

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا اور آپ بوریئے پر نماز پڑھتے تھے، اور اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ دباغت کی ہوئی کھال ہو اور آپ اس پر نماز ادا فرمائیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہو گیا۔

○

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِي تَوَاضُعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاجزی اور انکساری ظاہر کرنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں تیرہ احادیث ہیں)

حل لغات تَوَاضُعٌ۔ عاجزی اور انکساری ظاہر کرنا۔ تَوَاضُع، کبر کی ضد ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان، صاحب لواءِ حمد، عالم علوم اولین و آخرین، صاحب خلق عظیم، رحمۃ اللعالمین، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی متواضع ہونے کا ذکر ہے۔ حضرت محدثِ جلیل، فقیہہ اعظم الشیخ یوسف النبہانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"نبی علیہ السلام تواضع اور انکساری میں سب سے بڑھ کر تھے۔ بہت کم گو تھے مگر آپ کی کم گوئی کبر کی وجہ سے نہ تھی، جب بات کرتے تو بہت مختصر کرتے، بہت خوب رُو تھے دنیا کے کسی بڑے سے بڑے کام سے بھی نہ گھبراتے تھے، آپ اس حد تک بھی تواضع اور انکسار سے کام نہیں لیتے تھے کہ دوسرا آدمی حقیر سمجھنے لگے۔"[1]

مدینہ کی کنیزیں یا عام لڑکیوں میں سے کوئی لڑکی اپنی ضرورت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں لے جانا چاہتی لے جاتی آپ اس کی ضرورت پوری فرماتے۔

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ کوئی آزاد، غلام، کنیز، فقیر اور مسکین ملتا تو اس کے پاس کھڑے ہو جاتے اور اس سے پوچھتے کہ تمہیں کوئی تکلیف اور ضرورت تو نہیں۔

---

[1] وسائل الوسائل الی الوصول الی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العارف بمنع بخش، لاہور

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا کہ مجلس میں تشریف لاتے تو مل جُل کر بیٹھتے: کبھی ممتاز جگہ پر تشریف نہ فرماتے۔ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے جنازہ میں شریک ہوتے۔ اگر کوئی مسکین سے مسکین آدمی بھی تھوڑے سے کھانے کی دعوت بھی دیتا، تو آنجناب از راہ تواضع قبول فرماتے، کبھی کسی کو حقیر اور کم تر نہ سمجھتے۔ کمزور، لاچار اور ضرورت مند صاحبان کے پاس تشریف لے جا کر ان کی حاجتیں برلاتے اور ان کی مشکل کشائی فرماتے۔ گھر کے کام کاج بنفسِ نفیس کرتے اور قطعاً عار نہ سمجھتے، مہمانوں کی مہمانداری خود فرماتے۔

حدیث ۱/۳۱۴ حدثنا احمدؒ بن منیع وسعیدؒ بن عبد الرحمٰن المخزومی وغیر واحد قالوا حدثنا سفیانؒ بن عیینۃ عن الزھریؒ عن عبیدؒ اللہ عن عبدؒ اللہ بن عباس عن عمرؓ ابن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تطروني كما اطرت النصارىٰ عيسىٰ ابن مريم انما انا عبد الله فقولوا عبد الله ورسوله۔

ترجمہ عمر بن الخطاب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ میری تعریف میں ایسا مبالغہ مت کرو جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا تھا، میں تو عبد اللہ ہوں پس تم بھی کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

حل لغات لا تطروني۔ میری تعریف میں مبالغہ مت کرو۔ اطراء سے ہے حد سے زیادہ تعریف کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "تم لوگ میری تعریف میں ایسا مبالغہ مت کرو جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا تھا" یعنی جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرطِ محبت میں (استغفر اللہ) اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا لیا، اس طرح میرے متعلق کوئی بات مُنہ سے نہ نکالنا بلکہ یہ کہنا کہ "اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں" اس میں کوئی جھوٹ نہیں نہیں اور یہی کمال تعریف ہے۔ حضرت علامہ بوصیری صاحبِ قصیدہ بُردہ شریف نے فرمایا۔

دع ما ادعته النصارىٰ فی نبیهم ۔۔۔ واحکم بما شئت مدحا فیه واحتکم

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۱۴

ع۱ عمر بن خطاب دیکھو حدیث ۳

باب ما جاء فی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳

ع۲ سعید بن عبد الرحمان المکی۔ لہ عن ابن عیینۃ وعدہ۔ ثقہ۔ خرج لہ النسائی۔ ۲۴۹ھ میں فوت ہوا۔

ع۳ سفیان بن عیینہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

ع۴ الزہری۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

ع۵ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

ع۶ عبد اللہ بن عباس۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

ع۷ عمر بن الخطاب۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی صفۃ آدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

Marfat.com

حضرت علامہ علی القاری رحمۃ الباری جمع الوسائل جلد دوم صفحہ ۱۳۰ پر اسی حدیث کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"فلا ینافی ان لہ اوصافا من الکمال غیر العبودیۃ والرسالۃ منھا انہ سید ولد آدم واللہ اعلم"

"یعنی سوائے عبودیت اور رسالت کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی بڑے اوصاف و کمالات ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدم کی اولاد کے سردار ہیں تو یہ حدیث مندرجہ بالا ان کے منافی نہیں ہے واللہ اعلم"

نیز فرماتے ہیں :-

"اقول یکفی فی مدحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمالا انہ محمد یحمدہ الاولون والآخرون وانہ احمد من حمد واحمد من حمد ولہ المقام المحمود واللواء المدود والحوض المورود، والشفاعۃ العظمیٰ فی یوم مشھود وآدم ومن دونہ تحت لوائہ فلا یستغنی احد عن حمدہ وثنائہ ثم ھذا الحدیث من باب تواضعہ حیث اقتصر امرہ علیٰ مجرد الرسالۃ والعبودیۃ نظرا الی کمال نعوت ربہ من الالوھیۃ والربوبیۃ فھو لیس من قبیل التنزل عمن ھو دونہ بل من باب تعظیم من فوقہ"

"گذارشاً میں یہ کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف میں مختصراً یہ کہنا کافی ہے کہ وہ ہیں جو محمد، تو اولین و آخرین نے ان کی صفت و ثنا کی اور جب حضور احمد بھی ہوئے تو اس کا اشتقاق حمد سے ہے اور اس کی توجیہہ یہ ہے کہ آپ کے لئے مقام محمود ہے اور عَلَمِ شفاعت ہے جو اتنا وسیع ہے کہ تمام انبیاء کی اُمتیں اس کے سایہ کے نیچے ہوں گی اور حوضِ کوثر بھی اسی ذاتِ اقدس کا ہے جہاں کہ تشنگانِ فیض کا ورود ہوگا اور قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ بھی ان کے وجود سے منسوب ہے، اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ حضرت آدم اور اس کے علاوہ تمام مخلوق جو آدم کے ماسوا ہے حضور کے جھنڈے کے نیچے ہوگی - پس اب کوئی شخص حضور

marfat.com

Marfat.com

کی صفت وثنا کرنے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اب اس
حدیث میں جو اشکال واقع ہوا اس کا حل یہ ہے کہ
یہ حدیث آپ کی منکسر المزاجی پر دلالت کرتی ہے
اس میں آپ نے اپنی رسالت اور عبودیت پر
اکتفا کیا ہے کیونکہ آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی
ربوبیت اور الوہیت کی دو شانیں ہیں تو الوہیت
اور ربوبیت کے مقابلہ میں رسالت اور عبودیت
کا ظہور بہت حسین ہے۔ پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ
معاذ اللہ خاکم بدہن حضور کی صفات کا تنزل یعنی
اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف واقع ہوا بلکہ یہ تو ادنیٰ سے
اعلیٰ کی طرف تعظیماً عروج ہے جو الفاظ سے ثابت
ہو رہا ہے"

حدیث ۲/۳۱۵ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا سوید[2] بن عبد العزیز عن حمید[3] عن انس[4] بن مالك ان امرأة جاءت الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقالت ان لي اليك حاجة فقال اجلسي في اي طريق المدينة شئت اجلس اليك.

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے عرض کیا۔ کہ آپ کے ساتھ ایک کام ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہر کے کسی راستہ پر بیٹھ جائیں وہاں بیٹھ کر تیری بات سنوں گا۔

حل لغات حَاجَةٌ۔ ضرورت، کام۔ طَرِيقٌ۔ راستہ۔ سڑک۔ اَلْمَدِيْنَة۔ شہر۔
شِئْتِ۔ تو چاہے۔

---

[1] علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[2] سوید بن عبد العزیز۔ الحمام نے کہا۔ لم توجد ترجمتہ علامہ خادمی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں۔ یہ ابو محمد الدمشقی ہے لعلک لما قال فی تحفۃ۔ پھر دمشق میں نائب الحکومت تھا امام بخاری نے کہا کہ فی حدیثہ نظر لا یحتمل اور قرار دیا علی الوفادی وغیرہ وعنہ وکیع ومحمد بن مصفی۔ ۱۹۴ھ میں فوت ہوا۔
[3] حمید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[4] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com
Marfat.com

تشریح ارشاد ہے کہ "ایک عورت حاضر ہوئی" اس عورت کے نام کا پتہ نہیں. مگر انصاریہ تھی۔ ارشاد ہے "شہر کے کسی راستہ پر بیٹھ جا" یعنی ایک طرف ہو کر بیٹھ جا' اور میں وہاں بیٹھ کر تیری ہر بات سنوں گا اور حاجت برآری کروں گا۔ علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے فرمایا کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی نہ ہوتا کہ شریر طبیعت افراد کو کسی قسم کی شرارت کرنے کا موقع میسر نہ ہو۔ حضرت محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"نشستن بسر راہ و توجہ آں سرور بحاجت زنے کم عقل از کمال تواضع آں حضرت است"

یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ راہ بیٹھ جانا اس بے وقوف سی عورت کی ضرورت کے لئے' یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع ہے"

اور حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں :-

"ھذا دلیل علیٰ مزید تواضعه وبراءته من جمیع انواع الکبر"

یعنی "یہ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال تواضع اور ہر قسم کے غرور و تکبر سے پاک اور مبرا ہونے کی دلیل ہے۔"

(جمع الوسائل جلد دوم صـ۱۳۱)

علامہ یوسف النبہانی رحمۃ اللہ علیہ الوسائل الوصول میں نقل فرماتے ہیں :-

"ابو الطفیل کہتے ہیں' میں چھوٹا سا تھا میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی۔ وہ آپ کے قریب آگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ نبی علیہ السلام کی طرف سے اس عورت کا اعزاز و اکرام دیکھا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے۔ ساتھیوں نے کہا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہے"

حدیث ۳/۳۱۶ حدثنا علی بن حجر حدثنا علی بن مسہر عن مسلم الاعور عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعود المریض و یشہد الجنازۃ و یرکب الحمار و یجیب دعوۃ العبد وکان یوم بنی قریظۃ علی حمار

Marfat.com

مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِنْ لِيْفٍ عَلَيْهِ اِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ .

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماروں کی بیمار پُرسی فرماتے تھے، جنازے میں شریک ہوتے تھے، گدھے پر سواری فرمالیتے تھے، ہر آدمی کی دعوت قبول فرماتے بنی قریظہ کی لڑائی میں آپ ایک ایسے گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پتوں کی تھی اور کاٹھی بھی اسی کی تھی۔

حل لغات يَعُوْدُ - بیمار پُرسی کرتے تھے، عیادت فرماتے تھے۔ اَلْعَبْدُ - آدمی، غلام۔ مَخْطُوْم - مہار۔ لگام اِكَافٌ - کاٹھی۔ پالان گدھے کی، جس طرح زین گھوڑے کی ہوتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "بیماروں کی بیمار پرسی فرماتے تھے" یعنی بیمار کی عیادت کرنے میں کوئی فرق یا تمیز نہیں برتتے تھے۔ ہر ایک شخص کو چاہے وہ آزاد ہوتا یا غلام، جوان ہوتا یا بوڑھا، عورت ہوتی یا مرد، مسلمان ہوتا یا کافر بیمار پُرسی فرماتے، مریض کے قریب بیٹھتے، اس کے سر سے اسے پیار فرماتے، پھر اس کا حال دریافت فرماتے، اس کو تسلی دیتے، نہایت مشفقانہ اور محبت سے بھری ہوئی گفتگو بیمار کے ساتھ کرتے۔ جو جگہ اس کی دکھتی یا جس جگہ اسے درد ہوتا وہاں اپنا مُبارک ہاتھ پھیرتے، اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دم ڈالتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ "بیمار کی درد کی جگہ پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرماتے بسم اللہ ارقیك من کل داء یوذیك اللہ یشفیك۔" اور صحیحین یعنی بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ جناب جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوگیا۔ حضُور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ ان دونوں گرامی قدر حضرات نے مجھے بے ہوش پایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، سو مجھے افاقہ ہوگیا تو حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے میں مشرف ہوا، اور ابوداؤد میں ہے کہ "فنضح فی وجهی فافقت" میرے مُنہ پر دم کیا تو مجھے افاقہ ہوگیا اور اسی میں ہے کہ ارشاد فرمایا۔

"یاجابر لا اراك میتا من وجعك هذا" "اے جابر تو اس درد سے نہیں مرے گا۔"

اور مسلم شریف میں ہے کہ :-

"یجب للمسلم علی المسلم ست" یعنی "ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں"

جن میں سے ایک بیمار پُرسی کا بھی ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

Marfat.com

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مریض کو دیکھنے جاتے یا کوئی بیمار آپ کی خدمت میں حاضر کیا جاتا تو آپ فرماتے۔
"اذهب الباس رب الناس، واشف انت الشافی، لا شفاء الا شفاءك شفاء لا یغادر سقما"
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیمار پرسی فرمانا علاوہ اور باتوں کے کمال تواضع بھی ہے اس لئے کہ:۔
"لان التوضع خروج الانسان عن مقتضی جاهه وتنزله عن مرتبة امثاله"

گدا گر تواضع کند خوئے اوست
تواضع زگردن فرازاں نکوست

ارشاد ہے "جنازے میں شریک ہوتے تھے" یعنی جنازہ پر تشریف لے جاتے، اس پر نماز ادا فرماتے اس کی بخشش کیلئے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہِ عالیہ میں دُعائیں فرماتے اور ایسے مُبارک ارشادات فرماتے کہ جو بڑی عبرت اور بڑی موعظت کا باعث ہوتے۔ ارشاد ہے "گدھے پر سواری فرما لیتے تھے" یعنی اُونٹ، اُونٹنی اور گھوڑے کی موجودگی میں بھی گدھے پر سواری فرما لیتے تھے اور بسا اوقات اپنے ساتھ آگے یا پیچھے کسی دوسرے آدمی کو بٹھا لیتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے، بنی عبد المطلب کے بچوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو آگے بٹھا لیا اور ایک کو اپنے پیچھے۔

ارشاد ہے "ہر آدمی کی دعوت قبول فرماتے" یعنی کوئی شخص بھی چاہے وہ غریب سے غریب اور بیکس ہی کیوں نہ ہو اس کی دعوت کو قبول فرما کر اس کے ہاں تشریف لے جاتے اور اس کی دلجوئی فرماتے اور اس کی عزت افزائی ہوتی۔

حضرت الحافظ زین الدین العراقی نے تین اشعار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تواضع کو بیان فرمایا ہے۔

ولا یمشی مع المسکین والارملة — فی حاجة من غیر ما انفة
یردف خلفه علی الحمار — علی اکاف غیر ذی استکبار
یمشی بلا نعل ولا خف الی
عیادة المریض حوله الملا

Marfat.com

حدیث ۴/۳۱۷ حدثنا واصل[1] بن عبد الاعلیٰ الکوفی حدثنا محمد[2] بن فضیل عن الاعمش[3] عن انس[4] بن مالك قال كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُدْعَىٰ إِلٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ وَالْإِهَالَةِ السَّنِخَةِ فَيُجِيْبُ وَلَقَدْ كَانَتْ لَهٗ دِرْعٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فَمَا وَجَدَ مَا يَفُكُّهَا حَتّٰى مَاتَ.

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جَو کی روٹی اور کئی دن کی باسی پرانی چکنائی کی دعوت دیتا تو قبول فرما لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زرہ یہودی کے پاس تھی وصال مبارک تک رقم نہ ہونے کی وجہ سے اسے یہودی سے نہ چھڑا سکے۔

حل لغات يُدْعَىٰ۔ دعوت کئے جاتے، بلائے جاتے۔ الشَّعِيْر۔ جَو۔ الإِهَالَة۔ ہر وہ روغن جو بطور سالن کے استعمال ہو، پگھلی ہوئی چربی۔ السَّنِخَة۔ جس کی بو متغیر ہو وہ چکنائی جو کافی دن رہ گئی ہو۔

تشریح یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں اتنا انکسار تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے صاحبِ تواضع تھے کہ تھوڑے سے تھوڑے کھانے کی دعوت کو بھی قبول فرماتے تھے اور کسی معمولی سے معمولی دی گئی دعوت کو رد نہ فرما کر دل آزردگی کا سبب نہ بنتے تھے۔

حدیث ۵/۳۱۸ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابو داؤد[2] الحضری عن سفین[3] عن الربیع[4] بن صبیح عن یزید[5] بن ابان[6] عن انس بن مالك قال حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰى رَحْلٍ رَثٍّ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ لَا تُسَاوِيْ أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَا رِيَاءَ فِيْهِ وَلَا سُمْعَةَ.

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج فرمایا، اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بوسیدہ اور پھٹے پرانے پالان پر سوار تھے، اس پر ایک چادر تھی جو کہ چار درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھی، اور یہ دعا فرما رہے تھے اے اللہ! اس حج کو ایسا حج بنانا جس میں نہ تو دکھاوا ہو اور نہ ہی شہرت۔

اسماء الرجال حدیث ۴/۳۱۷
۱ واصل بن عبد الاعلیٰ الکوفی
۲ محمد بن فضیل
۳ الاعمش۔ دیکھو حدیث ۴
باب ما جاء فی صفۃ منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴
۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴

اسماء الرجال حدیث ۵/۳۱۸
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴
۲ ابو داؤد الحضری۔ ابو داؤد سے حضری ایک مقام ہے۔ اس کی نسبت سے الحضری کہلائے تھے اور علیحدہ ہے۔
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۴
باب ما جاء فی تزجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴
۴ ربیع بن صبیح۔ یہ سعدی یعنی بنی سعد سے تعلق رکھتا ہے۔ حسن الحفظ ہے اور انس سے ابن ابزی سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن المبارک اور علی بن الجعد روایت کرتے ہیں۔ یہ ۲ھ
۵ یزید بن ابان۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی تزجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴
۶ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴

Marfat.com

حل لغات رَحْلٍ۔ اونٹ کا پالان۔ رَثٍّ۔ بوسیدہ، پھٹا۔ قَطِيفَةٌ۔ چادر، کملی، وہ چادر یا کملی جس کا حاشیہ ہو۔ رِيَاءٌ۔ جو کام لوگوں کو بتلانے کے لئے کیا جائے۔ سُمْعَةٌ۔ جو کام لوگوں میں شہرت کے ارادہ سے کیا جائے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج فرمایا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بوسیدہ اور پھٹے پرانے پالان پر سوار تھے اس پر ایک چادر تھی جو کہ چار درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھی' یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع' فروتنی اور عاجزی تھی جس کا اظہار اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر قسم کی عنایتوں' بخششوں اور نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا جس کا اظہار اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسی حج مبارک میں قربانی کے وقت ایک سو اونٹ کی قربانی اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں پیش فرمائی' اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ کچھ عطا فرمایا جس کا کوئی حساب ہی نہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ارشاد ہے "اے اللہ! اس حج کو ایسا حج بنانا جس میں نہ تو دکھاوا ہو اور نہ ہی شہرت" یعنی اللہ جل جلالہٗ کے حضور مبارک میں اپنی عاجزی' مسکینی اور تواضع کا اظہار بھی کمال درجے کا فرماتے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وھذا من عظیم تواضعه صلی اللہ علیه وآله وسلم اذ لا یتطرق الریاء والسمعة الا لمن حج علی المراکب النفیسة والملابس الفاخرة والاغشیة المحبرة والاکوان المضفة الی غیر ذالک مما ھو مکروه لا سیما فی زماننا ھذا سیما لعلمائه ھذا مع انه صلی اللہ علیه وآله وسلم اھدی فی ھذا الحجة مائة بدنة واھدی

"یہ وعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع کی ایک اعلیٰ دلیل ہے، کیونکہ اس سے نہ تو کوئی دکھاوا اور نہ سُمعہ پیدا ہوتا ہے۔ ویسے ریا اور سُمعہ تو اس شخص سے آسکتی ہے جو کہ نفیس سواریوں پر اعلیٰ قیمتی لباس سے حج کرے اور اس کے ساتھ تمام عیش کا سامان موجود ہو' بلکہ گروہ در گروہ اونٹوں کی جماعتیں ہوں یا کوئی اور ایسی اشیاء ہوں جو مکروہ ہیں خاص کر ہمارے اس زمانے اور اس کے علماء

Marfat.com

لاصحابه مالا یسمح به ومنهم عمر اهدی فیما اهدی له بعیرا اعطی فیه ثلثمائة دینارا فابی تبولها "

کے لئے یہ عبرت ہے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حج میں ایک سو اونٹ قربان کئے اور اپنے صحابہ کو تحفے دیئے اور یہ سخاوت اس قدر کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہ سُنی اور نہ دیکھی ان اصحاب میں ایک مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے آپ کو ہدیہ کے طور پر بے شمار اونٹ عطا کئے اور مزید برآں تین سو دینار بھی ان کی طرف بھیجے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر عطا دیکھ کر حیران ہو گئے اور قبول نہ کر سکے۔"

نیز فرمایا :-

"وذالك لانه فی اعظم مواطن التوضع اذا الحج حاله تجرد واقلاع وخروج عن من المواطن صقرا الی اللہ الا تری مافیه من الاحرام ومعناه احرام النفس من الملابس تشبیها بالغازین الی اللہ و لتذکر الموقف الحقیقی فکان التواضع فی هذا المقام من رسول اللہ اعظم المحاسن"

"اور حج ایک ایسا فعل ہے کہ انسان اس کے علاوہ باقی سب کام چھوڑ دیتا ہے اور دنیاوی کاموں کا قلع قمع کرتا ہے، پھر اپنے گھروں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرتا ہے اس صورت میں حضور کا فعل تواضع کے عظیم الشان مواقع میں گنا جاتا ہے۔ اے مخاطب! کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ حج میں کئی کاموں کا اپنے اوپر حرام کرنا ہوتا ہے اور حج کا معنی یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کو اپنے اوپر حرام کر دے مثلاً عام لباس وغیرہ۔ اس کی مثال اُن غازیوں جیسی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور اپنی منزل جاودانی کو یاد کرنے کی

marfat.com

Marfat.com

نیز یہ دُعا فرمانا

اللہ جل جلالہ کے حضورِ اقدس میں انتہائی خشوع اور عاجزی کا اظہار ہے اور اُمتِ مُسلمہ کو یہ تعلیم دینا ہے یہ سکھانا ہے کہ ہر نیک عمل میں یہاں تک کہ حج ہی کیوں نہ ہو اخلاص، للّٰہیت اور خاص اللہ جل جلالہ کی رضا کی نیت رکھو تاکہ یہ بُرے ظاہری اور باطنی عمل تمہاری عبادت کو ضائع نہ کردیں۔ حضرت استاذ گرامی، محدثِ جلیل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ

"یہ بات یاد رکھو کہ سیّدِ دوعالم، شفیع المذنبین، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس ان زمائم سے پاک اور منزہ تھی۔ یہاں پر یہ ارشاد ایک تو تعلیمِ اُمت ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ سے نیک عمل کی توفیق طلب کرنا خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ ہے۔"

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری، جمع الوسائل جلد دوم صـ۱۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"قال القسطلانی فی اسناد ھذا الحدیث ضعف واخرجہ ابن حبان ایضاً وقال میرک وضعہ لاجل الربیع بن صبیح فانہ ضعیف لہ مناکیر ویزید ابن ابان ایضاً متروک الحدیث۔"

یعنی "قسطلانی نے فرمایا کہ اس حدیث کے اسناد میں ضعف ہے اور ابن حبان نے بھی یہی کہا ہے۔ میرک فرماتے ہیں کہ یہ ضعف ربیع بن صبیح کی وجہ سے ہے اس لئے کہ وہ ضعیف ہے، لہ مناکیر اور یزید ابن ابان بھی متروک اور منکر الحدیث ہے۔"

غرض سے نکلتے ہیں۔ پس اس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی تواضع باقی تمام خوبیوں سے اعلیٰ اور برتر تھی۔"

حدیث ۶/۳۱۹ حدثنا عبد اللہ[۱] بن عبد الرحمان حدثنا عفان[۲] حدثنا حماد[۳] بن سلمۃ عن حمید[۴] عن انس[۵] قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم قال وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذالک

Marfat.com

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا شخص نہیں تھا، وہ فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھڑے نہ ہوتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پسند نہیں تھا۔

تشریح ارشاد ہے "صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا شخص نہیں تھا" اور کیسے کوئی دوسرا آدمی پیارا اور محبوب ہوسکتا ہے جبکہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دولتِ توحید سے نوازا۔ گمراہی کے عمیق گھڑوں سے نکال کر سعادت اور نیک عملی کی بلندیاں نصیب فرمائیں۔ جہنم کے عذاب سے بچاکر جنت کی نعمتیں مرحمت فرمادیں۔ جاہلی عرب کی انتہائی بداخلاقیوں سے چھٹکارا دلاکر مکارمِ اخلاق پر فائز فرمایا۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کو محبوب رکھنا ہی تکمیل ایمان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر تو مسلمان، مسلمان ہی نہیں ہوتا۔

"لا ایمان لمن لا محبۃ لہ" "آگاہ رہو کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں اس کا ایمان مکمل ہی نہیں۔"

ایک بار سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "اے اللہ تعالیٰ کے رسول ہر ایک چیز سے آپ مجھے پیارے ہیں سوائے اپنی جان کے" تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں جب تک کہ تجھے میں اپنی جان سے بھی پیارا نہ ہوجاؤں" تو (حضرت) عمر کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر عرض کیا کہ "اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں" تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "الآن تم ایمانک یا عمر" اے عمر اب تیرا ایمان پورا ہوگیا۔"

یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے باپ، بھائی، ماں اور ہر چیز سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت فرماتے ہیں، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں مست و الست تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضور سراپا نور سرورِ عالم و عالمیان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کاملہ و صادقہ عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

ارشاد ہے کہ " باوجود اس کے جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کھڑے نہ ہوتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پسند نہیں فرماتے تھے " گویا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قلبی محبت یہ تقاضا کرتی تھی مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کی ظاہری باتوں کو ناپسند فرماتے تھے لہٰذا کھڑے نہ ہوتے۔ دوسری یہ بات ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسا اوقات ضرورت کے لئے گھر میں آتے جاتے یا دیگر ضرورت کے لئے اٹھتے تو ہر وقت صحابہ کا اٹھنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار خاطر ہوتا' اور اس میں تواضع کا پہلو بھی پایا جاتا ہے کہ اے دوستو میرے لئے نہ اٹھا کرو۔ وغیرہ

بعض لوگوں نے اس سے یہ بات اخذ کی ہے کہ کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ناپسند فرمانا تو اپنے صحابہ پر شفقت و تواضع سے تھا اور اس وجہ سے تھا کہ کہیں تعظیم میں انتہائے افراط نہ کر گزریں۔ امام نووی فرماتے ہیں۔

"هذا القيام للقادم من اهل الفضل من علم او صلاح او شرف مستحب"

"یہ قیام آنے والے کے لئے جو کہ صاحب فضل ہو صاحب علم ہو' متقی ہو یا صاحب شرف ہو' مستحب ہے"

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"ليس هذا من القيام المنهى عنه انما ذالك فيمن يقومون عليه وهو جالس ويمكثون قياما طول جلوسه"

"اس جگہ تعظیماً قیام منع نہیں ہے بلکہ اس قیام کی ممانعت آئی ہے کہ بڑا آدمی بیٹھا رہے اور لوگ اس کے آگے کھڑے رہیں"

ابوداؤد میں ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں :-

"كان النبى صلى الله عليه وآله وسلم يحدثنا فاذا قام قمنا قياما حتى نراه قد دخل"

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے گفتگو فرماتے جب اچانک اٹھتے تو ہم بھی تعظیماً کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر مبارک میں داخل ہو جاتے۔"

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۶/۳۲۰

حدثنا سفین[1] بن وکیع حدثنا جمیع[2] بن عمیر بن عبد الرحمٰن العجلی حدثنی رجل[3] من بنی تمیم من ولد ابی هالة[4] زوج خدیجة یکنی ابا عبد الله عن ابن ابی هالة[5] عن الحسن[6] بن علی رضی الله عنهما قال سألت خالی هند بن ابی هالة وکان وصافا عن حلیة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وانا اشتهی ان یصف لی منها شیئا فقال کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فخما مفخما یتلألأ لأوجهه تلألؤ القمر لیلة البدر فذکر الحدیث بطوله قال الحسن فکتمتها الحسین زمانا ثم حدثته فوجدته قد سبقنی الیه فسأله عما سألته عنه ووجدته قد سأل اباه عن مدخله ومخرجه وشکله فلم یدع منه شیئا قال الحسین فسألت ابی عن دخول رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال کان اذا اوی الی منزله جزأ دخوله ثلاثة اجزاء جزءا لله وجزءا لاهله وجزءا لنفسه ثم جزأ جزءه بینه وبین الناس فیرد ذلک بالخاصة علی العامة ولا یدخر عنهم شیئا وکان من سیرته فی جزء الامة ایثار اهل الفضل باذنه وقسمه علی قدر فضلهم فی الدین فمنهم ذو الحاجة ومنهم ذو الحاجتین ومنهم ذو الحوائج فیتشاغل بهم ویشغلهم فیما یصلحهم والامة من مسئلتهم عنه واخبارهم بالذی ینبغی لهم ویقول لیبلغ الشاهد منکم الغائب وابلغونی حاجة من لا یستطیع ابلاغها فانه من ابلغ سلطانا حاجة من لا یستطیع ابلاغها ثبت الله قدمیه یوم القیمة ولا یذکر عنده الا ذلک ولا یقبل من احد غیره یدخلون رواد ولا یفترقون الا عن ذواق ویخرجون ادلة یعنی علی الخیر قال فسألته عن مخرجه کیف کان یصنع فیه قال کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یخزن لسانه الا فیما یعنیه ویؤلفهم ولا ینفرهم ویکرم کریم کل قوم ویولیه علیهم ویحذر الناس ویحترس منهم من غیر ان یطوی علی احد منه بشره ولا خلقه ویتفقد اصحابه ویسئل الناس

اسماء الرجال حدیث ۶/۳۲۰

۱ سفین بن وکیع دیکھو حدیث ۲۰

باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲

۲ جمیع بن عمیر بن عبد الرحمٰن العجلی دیکھو حدیث ۲

باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲

۳ رجل من بنی تمیم من ولد ابی هالة دیکھو حدیث ۲

باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲

۴ ابی هالة دیکھو حدیث ۲

باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲

۵ ابی هالة دیکھو حدیث ۲

باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲

۶ الحسن بن علی دیکھو حدیث ۲

باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیث ۲

Marfat.com

عَمَّا فِي النَّاسِ وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُقَوِّيهِ وَيُقَبِّحُ الْقَبِيحَ وَيُوَهِّيهِ مُعْتَدِلَ الْأَمْرِ غَيْرَ مُخْتَلِفٍ وَلَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ أَنْ يَغْفُلُوا وَيَمِيلُوا لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهُ عَتَادٌ لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهُ الَّذِينَ يَلُونَهُ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ أَعَمُّهُمْ نَصِيحَةً وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَمُؤَازَرَةً قَالَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم لَا يَقُومُ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا عَلَى ذِكْرٍ وَإِذَا انْتَهَى إِلَى قَوْمٍ جَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَأْمُرُ بِذَالِكَ يُعْطِي كُلَّ جُلَسَائِهِ بِنَصِيبِهِ لَا يَحْسَبُ جَلِيسُهُ أَنَّ أَحَدًا أَكْرَمُ عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهُ أَوْ فَاوَضَهُ فِي حَاجَةٍ صَابَرَهُ حَتّٰى يَكُونَ هُوَ الْمُنْصَرِفُ وَمَنْ سَأَلَهُ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ إِلَّا بِهَا أَوْ بِمَيْسُورٍ مِنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهُ وَخُلُقُهُ فَصَارَ لَهُمْ أَبًا وَصَارُوا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ عِلْمٍ وَحَيَاءٍ وَصَبْرٍ وَأَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيهِ الْأَصْوَاتُ وَلَا تُؤْبَنُ فِيهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثَى فَلَتَاتُهُ مُتَعَادِلِينَ يَتَفَاضَلُونَ فِيهِ بِالتَّقْوٰى مُتَوَاضِعِينَ يُوَقِّرُونَ فِيهِ الْكَبِيرَ وَيَرْحَمُونَ فِيهِ الصَّغِيرَ وَيُؤْثِرُونَ ذَا الْحَاجَةِ وَيَحْفَظُونَ الْغَرِيبَ.

ترجمہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ھالہ سے دریافت کیا اور وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک کا بیان بہت فرمایا کرتے تھے اور مجھے اس کی بہت ہی خواہش ہوتی کہ میرے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی اوصاف بیان کرے تو انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی شان والے تھے۔ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخِ انور چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ تک میں نے اس حدیث کو امام حسین علیہ السلام سے بیان نہیں کیا۔ پھر جب میں نے یہ حدیث اسے بیان کی تو میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ پر اس کے جاننے میں سبقت لے گئے ہیں، اور دریافت کر چکے تھے جس کے متعلق میں نے پوچھا تھا نیز امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے جانے اور باہر تشریف لانے اور آپ کے طور و طریقہ کے متعلق دریافت کر چکے تھے اور اس بارے میں ان سے کوئی

Marfat.com

شے نہیں رہ گئی تھی. جناب امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک میں تشریف لے جانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر مبارک تشریف لے جاتے تو اپنے اوقات کو تین حصوں میں بانٹ دیتے. ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے، ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے اور ایک حصہ اپنے لئے. پھر وہ حصہ جو اپنے لئے مخصوص فرماتے اسے دو حصوں میں بانٹ دیتے، کچھ اپنے لئے اور کچھ لوگوں کے لئے. لوگوں کے حصہ میں خواص کو عوام پر ترجیح دیتے، اور ان سے کوئی چیز چھپا کر نہ رکھتے. اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ سے تھا کہ اجازت کے ساتھ اہل فضل کو ترجیح دیتے اور اس وقت بھی فضل دینی کے اعتبار سے تقسیم فرما لیتے. بعض ایک ضرورت والے ہوتے، اور بعض دو ضرورتوں والے، اور بعض زیادہ ضرورتوں والے ہوتے، پس اپنے آپ کو ان کے ساتھ مشغول رکھتے. ان تمام امور میں جس سے ان کی اصلاح ہوتی اور امت کی اصلاح ہوتی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ایسی چیزوں کی خبر دیتے جو کہ ان کے لئے ضروری ہوتیں. اور فرماتے چاہیئے کہ موجود صاحبان ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں، یہ احکام پہنچا دیں. اور فرماتے کہ جو مجھ تک پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی ضرورت مجھے پہنچاؤ. پس بیشک جو امیر تک کسی ایسے شخص کی ضرورت پہنچائے جو خود نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ثابت قدم رکھے گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہی باتیں ہوتی تھیں اور کسی ایک سے سوائے ان باتوں کے اور کچھ قبول نہ فرماتے. حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اپنی حاجتیں لے کر داخل ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے کچھ چکھنے کے بغیر نہیں جدا ہوتے تھے. اور وہاں سے نکلے تو لوگوں کو دلالت کرنے والے ہوتے خیر کی. امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک سے باہر قدم رنجہ فرمانے کے بعد کیسے بسر ہوتا تھا. امیر المومنین نے فرمایا فضول باتوں سے اپنی زبان مبارک کو محفوظ رکھتے تھے، اور ان کی تالیفِ قلوب فرماتے، انہیں اپنے سے مانوس کرتے، اور قوم کے سردار کی تکریم فرماتے اور اسی کو ان پر امیر فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں ڈراتے. اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے ان کو دریافت فرماتے اور ہر نیک بات کی تحسین فرماتے اور اس اچھی بات کو مزید تقویت عطا فرماتے، اور بری بات کی برائی بیان فرماتے اور اس کو زائل فرماتے، اور ہر کام میں میانہ روی اختیار فرماتے نہ کہ متلون اور جلد باز تھے اور کسی وقت بھی مخلوقِ خدا کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے کہ کہیں وہ لوگ امورِ دین سے غافل نہ ہو جائیں اور کسی دوسرے طرف مائل

marfat.com
Marfat.com

نہ ہو جائیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر کام کے لئے باقاعدہ انتظام ہوتا تھا اور حق کے ارشاد فرمانے میں کوتاہی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی حد سے بڑھ جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی افراد انتہائی بہترین افراد ہوتے۔ آپ کے نزدیک صاحبِ فضیلت وہ ہوتا جو کہ از روئے نصیحت کرنے کے ہر ایک کی بھلائی چاہتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بڑے مرتبے والا وہ ہوتا جو کہ مخلوقِ خدا کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لیتا۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے لوگوں میں بیٹھنے کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھتے بیٹھتے ذکرِ الٰہی کرتے، اور جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ اس مجلس میں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جاتے اور اس بات کا حکم بھی فرماتے اور حاضرینِ مجلس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ عطا فرماتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مُبارک میں ہر ایک بیٹھنے والا یہی سمجھتا کہ کوئی ایک اس سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بُزرگ نہیں ہے۔ جو شخص کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھتا یا اپنی کوئی ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیان کرتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے حوصلہ کے ساتھ تشریف فرما رہتے یہاں تک کہ وہ شخص خود اُٹھ کر چلا جاتا، اور جو شخص اپنی کسی ضرورت کو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا تو آپ اسے نامراد نہ لوٹاتے۔ اگر وہ چیز میسر نہ ہوتی تو نہایت ہی معقول طریقہ پر عُذر فرما دیتے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خندہ روئی اور اخلاقِ کریمانہ ہر ایک کو احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کیلئے باپ کی طرح ہو گئے تھے۔ حقوق کے لحاظ سے تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ مُبارک میں برابر تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مُبارک علم حیا، صبر اور امانت کا مرقع ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں کوئی بھی اُونچی آواز نہ کرتا اور نہ ہی کسی بے حُرمتی کی جاتی، کسی کی لغزشوں کو شہرت نہ دی جاتی۔ سب لوگ برابر جانے جاتے باہم ایک دوسرے پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک فضیلت تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک میں بڑی عمر والے کی توقیر کی جاتی اور مجلسِ پاک میں چھوٹی عمر والوں پر شفقت کی جاتی۔ باہم ضرورتمندوں کو ترجیح دیتے۔ مسافر کی رعایت کرتے۔

حل لغات اَلشَّکل۔ مشابہت، مِثل، نظیر، صُورت۔ جَزَّءَ۔ تقسیم کرتے تھے۔ یُدَّخِرُ۔ پوشیدہ نہیں رکھتے تھے، چھپا کر نہیں رکھتے تھے۔ سِیْرَت۔ عادت، طریقہ، روش، طرزِ زندگی، ہیئت

marfat.com

Marfat.com

حَاجَةٌ کی جمع حَاجٌ آتی ہے جیسے رَاحَةٌ کی جمع رَاحٌ آتی ہے حَاجٌ کے علاوہ حاجات حَوْجٌ اور حَوَائِجُ بھی اس کی جمع آتی ہے۔ اس کے معنی ضرورت کے ہیں۔ رُدَّادًا۔ پانی طلب کرنا۔ رَوْد سے ہے اس کی جمع رائد ہے رَائد اس شخص کو کہتے ہیں جو جماعت سے آگے بڑھ کر دانہ، چارہ اور پانی کی تلاش میں جاتا ہے، گویا طلب اور جستجو کرنے والا۔ ذَوَاقِن۔ کھانا، پینا، چکھنا، فائدہ اُٹھانا۔ ذَوَاق، فَعَال کے وزن پر ہے جو کہ مفعول کے معنی دیتا ہے اس کا مصدر ذَوْق ہے جس کے معنی چکھنا کے ہیں لغت میں اس کے معنی آزمانا اور کھینچنا کے ہیں۔ اَلذَّوْقُ وَالذَّوَاق طبیعت کو بھی کہا جاتا ہے۔ یَحْتَرِزُنَ کے معنی یَحْفَظُ کے ہیں یعنی حفاظت فرماتے یُحَذِّرُ ڈراتے تھے، تنبیہ کرتے تھے اس کا مصدر تَحْذِیرٌ ہے جس کے معنی ڈرانا، تنبیہ کرنا ہے۔ یَحْتَرِسُ۔ یک سُو رکھتے تھے۔ اس کا مصدر اِحْتِرَاسٌ ہے جس کے معنی محفوظ رکھنا، اپنے آپ کو کسی سے بچانا، ہوشیار رہنا، یک سو رہنا ہے۔ یَطْوِیَ۔ طوی ماضی یَطْوِیْ مضارع اور طَیًّا مصدر ہے جس کے معنی کسی چیز سے پہلو تہی کرنا، کسی چیز سے ہٹ جانا، اعراض کرنا، چھوڑ دینا، اور مُنہ پھیر لینا ہے۔ بِشْرَ۔ خندہ پیشانی، کشادہ روئی، چہرہ کی رونق، پیشانی پر خفگی کی وجہ سے شکن نہ ڈالنا، تیوری نہ چڑھانا۔ یہ عَبُوْس کی ضد ہے عبوس کے معنی ترش روئی کرنا، چیں بچیں ہونا، تیوری چڑھانا ہے۔ یَتَفَقَّدُ۔ تلاش کرتے تھے۔ تَفَقُّدٌ۔ گمشدہ چیز کو ڈھونڈنا، غیر حاضر کی جستجو کرنا، تلاش کرنا۔ یُوْهِیْهِ۔ بُری بات کو مٹاتے۔ یَوْهِیْ کے معنی یَسْقُطُ کے بھی کرتے ہیں۔ بجائے یُوْهِیْهِ کے یُوْهِنُهٗ بھی آیا ہے جس کے معنی ہیں قبول نہ پاتے تھے اس پر اعتبار نہ کرتے۔ مُعْتَدِلٌ۔ اِعْتِدَال سے ہے جس کے معنی توسط اور تناسب ہے، برابری، افراط اور تفریط کا درمیانی درجہ۔ مَخَافَةٌ۔ گھبرانا، احتیاط کرنا، ڈرنا۔ غَفْلَةً۔ غافل ہونا، بھول جانا، چھوڑ دینا۔ عَتَادٌ۔ تیار ہونا۔ سامان جو کسی مقصد کے لئے تیار کیا جائے۔ ما اعدہ الرجل من السلاح والدواب وآلة الحرب۔ اسلحہ، گھوڑے اور سامان جنگ کو تیار رکھنا، لیس ہونا۔ لَا یُقَصِّرُ۔ کسی قسم کی کمی یا کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ قَصَّرَ، یُقَصِّرُ، تَقْصِیْرًا کوتاہی کرنا۔ یَلُوْنَهٗ۔ ان کے نزدیک ہوتے، اس کا مصدر وَلْیٌ ہے جس کے معنی نزدیک ہونا، متصل ہونا، قریب ہونا ہے۔ خِیَار۔ پسندیدگی، بہت اچھا، بہترین، نیک۔ عَمّ۔ شامل ہونا، عام ہونا۔ مَوَاسَاةٌ۔ مدد دینا۔ وَمِیَ یَسِیُ وَمْیًا۔ مدد دینا، تسلی دینا، ہمدردی کرنا۔ تاج بیہقی میں ہے المواساة کسے را در چیزے ہم چو خویش دانستن۔ مَوَانَزَة۔ بوجھل چیزوں کا پیٹھ پر اُٹھانا۔ وَنَرَ، وِنْرًا اس کے معنی ہاتھ بٹانا، تقویت دینا اور اعانت

Marfat.com

کرنے کے بھی آتے ہیں۔ تاج بیہقی میں ہے موازرۃ بمعنی معاونہ یعنی مددگاری کردن۔ جلسَاء۔ ہم نشین صحبت میں بیٹھنے والے۔ یہ جمع ہے اس کا واحد جَلِیْسٌ ہے۔ النَصِیْبِ۔ حِصّہ۔ اَکْرَمَ۔ بزرگ ہُوا۔ کَرَمَ یَکْرُمُ کَرَمًا۔ عزیز ونفیس ہونا۔ بزرگ ہونا۔ معزز ہونا۔ فَاوَضَعَ۔ تَفَاوَضَ سے ہے جس کے معنی ہیں باہم بات چیت کرنا۔ شریک ہونا۔ صَابِرَہ۔ صبار اومصبرۃ کے معنی میں ہے یعنی صبر کرنے میں غالب رہنا۔ مَیْسُوْر۔ اس کی جمع میاسر ہے۔ آسان بنایا ہُوا' وہ جو آسانی سے ہوسکے۔ ممکن ہونے کے قابل۔ صاحب لغت فرماتے ہیں میسور از یسر است یعنی آسان کردہ شد و مُراد سخنِ نرم است۔ وَسَعَ۔ وَسَعَ یَسَعُ وَیَسَعُ سَعَۃً وسِعَۃً۔ کشادہ ہونا' احاطہ کرنا۔ عام کرنا۔ بُہت ہونا۔ بَسَطَ۔ پھیلانا' خوش کرنا۔ قبول کرنا۔ کشادہ روٹی۔ تُؤْبَنَ۔ اَبْنٌ بالفتح ہے جس کے معنی تہمت لگانا۔ عیب لگانا۔ شرم دلانا کے آتے ہیں اور جب بالکسرہ ہو یعنی اِبْنٌ تو اس کے معنی بیٹا ہے۔ اَلْحَرَمُ۔ وہ چیز جس کی حفاظت کی جائے اور جس کی طرف سے مدافعت کی جائے۔ تَنْمِیْ۔ نَمٰی' یَنْمِیْ' نَمْیًا۔ جس کے معنی بیان کرنا' پھیلانا' افشاء کرنا' فاش کرنا' مشہور کرنا کے ہیں۔ فَلَتَاتَ۔ فلتۃ کی جمع ہے لغزشیں' غلطیاں۔ کہا جاتا ہے فلتات الکلام۔ کلام کی لغزشیں' غلطیاں۔ مُتَعَاوِلَیْن۔ ای متساویین یعنی باہم برابر۔ یَتَفَاضَلُوْن۔ تَفَاضَلَ سے ہے جس کے معنی ایک دُوسرے پر فضیلت حاصل کرنا یا دعویٰ کرنا کے ہیں۔ مُتَوَاضِعِیْن۔ تَوَاضع سے یعنی عاجزی اور انکساری کرنا۔ یہ تکبّر کی ضد ہے۔ یُؤْثِرُوْن۔ الاَثَرَہ سے ہے جس کے معنی پسندیدگی' ترجیح کے ہیں۔ الغَرِیْب۔ گھر بار سے دُور۔ اکیلا۔ اجنبی۔ مسافر۔

تشریح ارشاد ہے "خود شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی شان والے تھے" یعنی حضورِ پاک سیّدِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے مرتبہ والے وجیہہ اور پُروقار شخصیت کے مالک تھے اور اسی طرح لوگوں کی نگاہ میں بھی بڑے عالیشان اور صاحبِ رعب معلوم ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رعب ودبدبہ دِلوں پر پڑتا تھا گو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے جسامت زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کی ہیبت تھی جو اس تبارک وتعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر باوجود حسن وجمال ظاہری کے جلوہ فرما کی تھی۔ ارشاد ہے" ایک حصّہ اللہ تعالیٰ کے لئے "یعنی نماز' ذکرِ الٰہی' تسبیح وتخلیل کے لئے۔ گویا اس حصّہ میں عبادتِ خداوندی میں مشغول رہتے۔ اور" ایک حصّہ اپنے گھر والوں کے لئے" یعنی ضروریاتِ اہلِ خانہ' حسنِ معاشرت اور ان کے ساتھ اختلاط کیلئے مخصوص

Marfat.com

فرماتے اور "ایک حصہ اپنے لئے" یعنی وضو، غسل، دیگر حوائج ضروریہ اور نیند کے لئے مختص فرماتے۔ ارشاد ہے "پھر وہ حصہ جو اپنے لئے مخصوص فرماتے اسے دو حصوں میں بانٹ دیتے، کچھ اپنے لئے اور کچھ لوگوں کے لئے۔ یعنی جو بھی علم و حکمت، اسرار و معارف، اصلاح احوال و تزکیۂ نفس حاصل کرنے کے لئے آتے اور تبلیغ کرنے کے امور سیکھنے کے لئے آتے ان کے لئے خاص وقت مقرر فرما کر انہیں علم و حکمت سے بہرہ ور فرماتے۔ اسرار و معارف سے ان کے سینہ کو منور فرماتے۔ تزکیۂ باطن سے ان کے قلوب کو تجلیاتِ الٰہی کا مرکز بنا دیتے۔ اصلاحِ احوال فرما کر ان کو اخلاق حسنہ سے آراستہ فرماتے اور امورِ تبلیغ سکھا کر ان کو توحید و رسالت کا داعی اور مبلغ بناتے اور پھر ان حضرات گرامی کو ترجیح دیتے جو کہ صاحبِ علم و فضل اور مشرف بتقویٰ ہوتے۔ ایسے حضرات کو اپنے گھر میں استفادہ کرنے کے لئے اس وقت میں عوام پر فوقیت دیتے اور یہی وجہ تھی کہ جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ بابرکت سے زیادہ سے زیادہ فیوض و برکات حاصل کرتا۔ علوم و معارف سے خوب وافر حصہ پاتے اور صاحبِ صلاح و تقویٰ ہوتے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ان کی فضیلت اور بھی زیادہ ہوتی نیز ان کی محنت اور حصولِ علم و معرفت کے شوق کو ملاحظہ فرما کر ان سے کچھ بھی پوشیدہ نہ رکھتے اور تمام اسرار و رموز سے آگاہ فرماتے، جو کچھ وہ دریافت کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو جوابات دے کر مطمئن فرماتے۔ یہ حضرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جب مکمل طور پر اسوۂ حسنہ کا پیکر بن جاتے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو امورِ تبلیغ پر مامور فرما دیتے تاکہ وہ حضرات جو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں نہیں پہنچ سکتے انہیں وہ احکام پہنچا دیں اور جس احسن اور مناسب طریقہ پر ان حضرات کی تعلیم و تربیت کی گئی ہے وہ اسی طرح دوسروں کی اصلاح اور تربیت کریں۔ ارشاد ہے "جو مجھ تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا، اس کی ضرورت مجھے پہنچاؤ" یعنی بوجہ بیماری یا بسبب دوری مسافت یا کسی اور عذر یا وجہ سے مجھ تک نہیں آسکتا تاکہ اپنی ضروریات یا تکالیف سے مجھے آگاہ کرے تو تم لوگ اس کے دنیاوی اور دینی حوائج مجھ تک پہنچاؤ۔ مجھے اس کی تکالیف سے خبردار کرو تاکہ میں انہیں حل کروں اور اس کی تکالیف کو دور کروں اور تمہیں اس کا اجر اللہ تبارک و تعالیٰ اس صورت میں دے گا کہ قیامت تک تم ثابت قدم رہو گے۔ ارشاد ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہی باتیں ہوتی تھیں اور کسی ایک سے سوائے ایسی باتوں کے اور کچھ قبول نہ فرماتے" یعنی تہذیب، اخلاق، تزکیہ نفس، علم اور معرفتِ الٰہی کی گفتگو کے سوا اور کوئی فضول یا بے فائدہ باتیں قطعاً نہ ہوتیں یا صاحبانِ حوائج اپنی یا دوسروں کی

Marfat.com

ضروریات عرض کرتے ۔ نیز سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سوائے اِن امور کے دیگر باتوں کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ ارشاد ہے "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک سے کچھ چکھنے کے بغیر جدا نہ ہوتے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے کچھ کھا پی کر ہی اُٹھتے۔ یہاں پر عَنْ زَوَاقٍ میں عَنْ بمعنی بعد ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارکہ سے رخصت نہ ہوتے جب تک کچھ کھا پی نہ لیتے۔ گویا کچھ کھانے کے بعد ہی مجلس سے جاتے۔ یہ کھانا معنوی بھی ہو سکتا ہے گویا حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے فائدہ حاصل کر کے اٹھتے، تربیت حاصل کرتے، اصلاحِ حال کرتے۔ علم و معارف سے بہرہ ور ہوتے، اپنی ضروریات اور حاجات پوری کروا کر جاتے، تکالیف اور مشکلات حل کرواتے ادب، اخلاق اور معرفتِ الٰہی حاصل کر کے رُوح کی پرورش کرتے اور ایمان کا مزہ پا لیتے۔ ارشاد ہے " اور وہاں سے نکلتے تو لوگوں کو خیر پر دلالت کرنے والے ہوتے" یعنی یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب پیارے محبُوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ سے باہر تشریف لاتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہاتِ عالیہ کی برکات سے لوگوں کے لئے شمع ہدایت ہوتے۔ علم و عمل سے آراستہ ہوتے، سُنّتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہوتے۔ لوگ ان مُبارک اور بابرکت بزرگ ترین ہستیوں سے تہذیبِ نفس، تزکیۂ باطن، اخلاق حسنہ اور علم و معرفتِ الٰہی حاصل کرتے۔ اور ارشاد ہے" کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فضول باتوں سے اپنی زبان مُبارک کو محفُوظ رکھتے تھے" یعنی امام حسین علیہ السلام کے استفسار پر امیر المومنین مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر اللہ کی مخلُوق کے نفع اور فائدہ کی بات کے اور گفتگو نہ فرماتے یعنی خاموش رہتے اپنی زبان مُبارک اپنی حفاظت میں رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کبھی بھی بے ضرورت اور بے فائدہ باتوں پر رواں نہیں ہوئی بلکہ جب بھی گفتگو فرمائی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بھلائی، بہبود اور فائدہ کی خاطر فرمائی پوچھی ہوئی بات کا جواب ہی ارشاد فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے لوگوں کو رُوحانی اور جسمانی فائدہ پہنچتا۔ ارشاد ہے" اور ان کی تالیفِ قلوب فرماتے انہیں اپنے سے مانوس فرماتے" یعنی ان لوگوں میں اپنی محبت و اُلفت کا جذبہ پیدا فرماتے اور ایسی روش اختیار فرماتے کہ ان لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نفرت کے جذبات پیدا ہی نہ ہو سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ساتھ کمال حسن اخلاق سے زندگی گذارتے۔ نتیجۃً لوگ خود بخود حضور

Marfat.com

شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرویدہ ہوجاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و اُلفت کرنے لگتے۔ اور ایسا طریقہ اختیار نہ فرماتے کہ لوگ متوحش اور متنفر ہوتے یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال حلم اور تواضع تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق خدا سے پیش آتے۔ ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے اپنے کو یک سُو رکھتے۔ باوجود یک سُو رہنے کے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خندہ روئی اور خوش خلقی میں کمی آنے نہیں دیتے تھے" یعنی عام لوگوں سے بہت کم اختلاط فرماتے اور اس معاملے میں بہت احتیاط فرماتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں منافقین اور مخالفین بھی آتے تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے باوقار طریقہ پر رہتے تاکہ ان لوگوں کے دِلوں میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ہو اور باوجود اِس ہیبت و عظمت کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے افراد کے ساتھ بھی انتہائی خندہ پیشانی، کشادہ روئی اور بشاشت سے پیش آتے تھے۔ باجود منافقین اور مخالفین کی شرارتوں اور سازشوں کے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نیک، پاکیزہ طبیعت اور اعلیٰ اخلاق کا ہی اظہار فرماتے، اور کبھی بدخوئی، گِلہ، شِکوہ نہ فرماتے۔ ارشاد ہے" اپنے صحابہ کی جُستجو فرماتے" یعنی جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی وجہ سے اگر چند ایک مجالس میں حاضر نہ ہوتے، یا نماز باجماعت میں شریک نہ ہوتے تو شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا تفحص فرماتے۔ ان کے نہ آنے کی وجوہات دریافت فرماتے، ان کی تکالیف اور حوائج کا پتہ چلاتے اور ان کی مشکلات کو حل فرما کر ان کی دلجوئی فرماتے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے، اگر کوئی مسافر ہوتا تو اس کے لئے دُعا فرماتے، اگر کوئی فوت ہوگیا ہوتا تو اس کے لئے بخشش طلب فرماتے۔ ارشاد ہے" اور ہر نیک بات کی تحسین فرماتے اور اس اچھی بات کو مزید تقویت عطا فرماتے اور ہر بُری بات کی برائی بیان فرماتے اور اس کو زائل فرماتے" ایک روایت میں بجائے یُوَهِّیْهِ کے یُوَهِّنُهٗ بھی آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ" اس پر بات کو قبول نہ فرماتے اور اس پر اعتبار نہ کرتے" عُلمائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم سرورِ عالم و عالمیان پیغمبرِ اسلام حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی اکابرینِ اُمت حکمران، علماء اور صلحاء کے لئے مشعلِ ہدایت ہے کہ وہ اس طریقہ پر لوگوں کی اصلاح کریں۔ نیکی کو پھیلائیں۔ بدی اور بُرائی کو زائل کریں، مٹائیں اور رد کریں۔ حضرت شارح شمائل شریف جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

marfat.com

Marfat.com

"دریں ہدایت است باکابرینِ امت و ازحکام و علماء و صلحا کہ بامردم چناں بکنند"

"اس حدیث شریف کے ٹکڑے میں اکابرینِ امت حکام، علماء و صلحاء کیلئے ہدایت ہے کہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کریں۔"

ارشاد ہے "کسی وقت بھی مخلوقِ خدا کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے کہ کہیں وہ لوگ امورِ دین سے غافل نہ ہو جائیں اور کسی دوسری طرف مائل نہ ہو جائیں" یعنی حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت تبلیغ و ارشاد میں مصروف رہتے تاکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دُنیاوی امور میں اُلجھ کر عبادتِ الٰہی اور اصلاحِ احوال سے سست اور کاہلی برتنانہ شروع کر دیں۔ لہٰذا ان لوگوں کی اس کیفیت اور حال سے کسی وقت بھی بے پرواہی نہ فرماتے۔ آپ کی اس پوری توجہ مبارک کی وجہ سے امورِ دین کی انجام دہی میں سُستی کاہلی اور تنفر نہیں پیدا ہوتا تھا بلکہ استقامت اور انتہائی مضبوط ارادہ کے ساتھ دینِ اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ارشاد ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر کام کے لئے باقاعدہ انتظام ہوتا" یعنی پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد ہو یا دیگر امورِ دین ہر وقت اور ہر حال میں اور ہر موقع کیلئے تیار رہتے۔ اسلحہ جانور اور دیگر ضروریاتِ جنگ تیار رکھتے صاحبِ لغات الحدیث لکھتے ہیں :-

" ہر واقعہ کی تدبیر پیش از وقوع کر لیتے جو کمال دانشمندی اور انجام بینی کی دلیل ہے "

ارشاد ہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی افراد انتہائی بہترین افراد ہوتے" یعنی وہ لوگ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہوتے وہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ بابرکت کی بدولت، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکتساب فیوض و برکات کر کے اور علوم و معرفت الٰہی حاصل کر کے اور تزکیۂ نفس کر کے، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایات اور توجہاتِ عالیہ کی بدولت اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں مسلسل حاضر رہنے کی وجہ سے لوگوں میں بہترین افراد ہوتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی کسے کہ بخدمت او ماند بہتر مردم می شد"

"جو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو جاتا انسانیتِ کاملہ کی معراج کو پا لیتا۔"

Marfat.com

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک صاحبِ فضیلت وہ ہوتا جو از روئے نصیحت کرنے کے ہر ایک کی بھلائی چاہتا" یعنی حضور سراپا نور کے ہاں افضل ترین شخص وہ ہوتا جو لوگوں کی بھلائی چاہنے میں سب سے زیادہ پیش پیش ہوتا، گویا وہ صاحب جو وعظ، نصیحت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمومیت سے کرتا اور بہت کرتا۔ وہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پسندیدہ تھا اور آپ کی نظروں میں قبولیت رکھتا تھا۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

"خیر الناس من ینفع الناس" "بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو بہت فائدہ پہنچانے والا ہو"

ارشاد ہے "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بڑے مرتبے والا وہ ہوتا جو مخلوقِ خدا کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لیتا" یعنی از روئے مرتبہ کے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظروں میں بزرگ ترین وہ لوگ تھے۔ جو دوسرے لوگوں کی تکالیف اور مصیبتوں کو دور کرتے اور امداد و اعانت کرتے، گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وہی شخص محترم، مکرم اور بزرگ تر ہے جس کے دل میں مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے جذبات ہوں جو غمگین لوگوں کے کام آئے، دکھیاروں کی دوا ہو، جو صاحبانِ حوائج کی حاجت برآری کرے، مصیبت زدوں کے بوجھ اٹھا کر ان کی مصیبتوں کو دور کرے اور ہر ایک انسان کو اس کی ضرورت کے وقت کام آئے۔ ارشاد ہے "کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے بیٹھتے ذکرِ الٰہی کرتے" یعنی مجلس مبارک کی ابتدا میں بھی اور اختتام پر بھی ذکرِ الٰہی فرماتے یا ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وفیہ ندب الذکر عند القعود والقیام وھو من اعظم العبادات لقولہ سبحانہ وتعالیٰ ولذکر اللہ اکبر" الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم" "اس میں ثابت ہو رہا ہے کہ بیٹھے اور کھڑے ذکرِ الٰہی کرنا فضائل کی طرف سبقت کرنا ہے اور یہ بزرگ ترین عبادت ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی (عبادت) ہے" اور دوسری آیت میں ہے "وہ لوگ جو کہ (صاحبان عقل و فراست ہیں) کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں کے بل اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ نیز حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

marfat.com
Marfat.com

"وھذہ الآیۃ اصل فی ذالک اعنی الذکر عند القعود والقیام"

"اور یہ آیت اس مسئلہ میں یعنی بیٹھے اور کھڑے ذکرِ الٰہی کرنے میں اساسی حکم رکھتی ہے۔"

جو مجلس ذکرِ الٰہی کے بغیر ہی ختم ہو جائے۔ اس پر حسرت اور افسوس ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ما من قوم یقومون من مجلس لا یذکرون اللہ فیہ الا قاموا عن مثل جیفۃ حمار وکان علیھم حسرۃ" (رواہ احمد و ابوداؤد)

"نہیں اٹھی کوئی قوم کسی مجلس سے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو مگر اٹھے مردار گدھے کی طرح اور ان پر حسرت و افسوس ہے"

اسی لئے فقراءِ اسلام و صوفیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ "یک دم غافل سو دم کافر" ذکرِ الٰہی ہی ایک ایسا پاکیزہ اور اعلیٰ ترین عمل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ جناب معاذ بن جبل فرماتے ہیں

"ما عمل العبد عملہ انجیٰ لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ" (رواہ مالک والترمذی و ابن ماجہ)

"کہ بندے کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے عذابِ الٰہی سے بہت زیادہ نجات دے بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے"

ارشاد ہے "جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ اس مجلس میں جگہ مل جاتی وہاں بیٹھ جاتے اور اس طرح کا حکم بھی فرماتے" یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسی جگہ تشریف لے جاتے جہاں پہلے ہی سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو اس مجلس میں جو جگہ بھی خالی ہوتی وہاں بے تکلف تشریف فرما ہو جاتے، بالانشینی پسند نہ فرماتے اور اسی طرح بے تکلف مجلس میں بیٹھنے کا اپنے صحابہ کو بھی ارشاد فرماتے۔ یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے صحابہ کے ساتھ کمال درجے کی تواضع کا مظاہرہ تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دینا تھا اور فعلاً و عملاً سکھانا مقصود تھا کہ مجلس میں بیٹھنے کے وقت ایک دوسرے کو دھکے نہ دیں، ریل پیل نہ کریں، کندھوں پر چھلانگیں نہ لگائیں۔ بالانشینی کی ہوس میں ایک دوسرے کو آزار نہ دیں، نیز ایسا کرنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ارشاد ہے "اور حاضرینِ مجلس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ عطا فرماتے" یعنی حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو کچھ کھانے پینے کی شے ہوتی ہر ایک کو اس کے حصہ کے مطابق برابر عطا فرماتے۔ اور جس پر

marfat.com

Marfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت پڑ جاتی۔ حسبِ توفیق اپنے نصیبے کے مطابق رُوحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہو جاتا۔ غرضیکہ کوئی صاحب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مُبارک سے نامراد نہ ہوتا بلکہ سیر ہو کر بامُراد اُٹھتا۔ ارشاد ہے "اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ہر ایک بیٹھنے والا یہی سمجھتا کہ کوئی ایک اس سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بزرگ نہیں ہے" یعنی آنجناب شفیقِ امت، مومنوں پر رؤف و رحیم، خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھنے والا ہر ایک شخص یہ یقین رکھتا تھا کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک دوسرے سے میں ہی زیادہ عزیز ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک ہم نشین، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایتوں، مہربانیوں، بخششوں، کمال حُسنِ اخلاق اور حُسنِ معاشرت کی بدولت یہ سمجھتا تھا کہ میں ہی حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی قریب، عزیز، بزرگ اور معزز ہوں، کوئی دُوسرا اتنا نہیں ہے۔ ارشاد ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھتا یا اپنی کوئی ضرورت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیان کرتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی حوصلہ کے ساتھ تشریف فرما رہتے۔ یہاں تک کہ وہ شخص خود اُٹھ کر چلا جاتا۔ یعنی جس شخص کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی کام ہوتا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی معاملہ میں گفتگو کرنی مقصود ہوتی تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطعاً اس شخص سے نہ اُٹھتے جب تک کہ وہ خود اس مجلس کو ختم نہ کر دیتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی صبر اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس شخص کی عام گفتگو کو سماعت فرماتے۔ انتہائی حلم اور بردباری کا اظہار فرماتے، نیز اس شخص کو خود نہ فرماتے کہ بس اُٹھ جا، چلا جا وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ وہ خود جب اُٹھ کر چلا جاتا تو آپ بھی (صلی اللہ علیہ وسلم) اُٹھ کھڑے ہوتے۔ ارشاد ہے "اور جو شخص اپنی کسی ضرورت کو حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے نامُراد واپس نہ کرتے، اگر وہ چیز میسر نہ ہو سکتی تو نہایت ہی نرمی سے اسے جواب مرحمت فرما دیتے" یعنی جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا۔ حاجت برآری کی طلب کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ضرورت کو پُورا فرماتے۔ اس کی حاجت بَر لاتے اور اگر اس کی ضرورت یا حاجت ایسی ہوتی جس کا پورا ہونا نہ ہو سکتا تو نہایت ہی نرمی اور معقُول عُذر کے ساتھ اس کو جواب مرحمت فرماتے۔ جس سے سائل کی تسلی اور تشفی ہو جاتی۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفاتِ حسنہ، حِلم، بُردباری اور مروّت کا کمال مظاہرہ ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں"

marfat.com

Marfat.com

"وھذہ من کمال سخائہ ومروتہ وحیائہ"

"یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی سخاوت مروت اور حیا کی دلیل ہے"۔

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خندہ روئی اور اخلاق ہر ایک کو احاطہ کئے ہوئے تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال درجے کے کشادہ رو، خندہ پیشانی والے اور خوش خلق تھے اور انتہائی برگزیدہ اور نیک خصلت تھے، جو بھی ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کا گرویدہ ہو جاتا، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفات عالیہ تمام انسانوں کیلئے عام تھیں۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے باپ کی طرح ہو گئے تھے" یعنی شفقت محبت مؤدت، اصلاح خبر گیری حاجات برآری، مشکلات کا حل کرانا اور مخلوق خدا کی ہر ایک ضرورت کو پورا کرنے کی وجہ سے والد کی مثل تھے، بلکہ والد اپنی اولاد پر وہ مہربانیاں نہیں کرتا جو حضور شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس گنہگار اُمت پر فرماتے ہیں حضرت علامہ اجل مفسر قرآن وحدیث مولینا بالفضل اولینا سید محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ خزائن العرفان میں آیہ کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورۃ احزاب پ۲۱) کی تفسیر فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: "یا یہ معنی ہیں کہ نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رأفت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں" بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر مومن کیلئے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے بعد وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ بھی ہے" ارشاد ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارک علم، حیاء، صبر اور امانت کا مرقع ہوتی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پاک علم کا افادہ اور استفادہ ہوتا تھا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حیا اور شرم کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر ہوتے اور یہ حیاء و شرم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت کی تعلیم و تربیت سے ان حضرات کو حاصل ہوا تھا اور اپنی خواہشات کو پامال کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارک سے صبر کی سعادت حاصل کرتے۔ "مجلس امانت" کا یہ معنی ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے فیوض و برکات حاصل کرتا یا احکام وغیرہ سنتا تو بغیر کسی قسم کی کمی زیادتی کے اس پر عمل کرتا بغیر کسی کمی بیشی کے دوسروں تک پہنچاتا اور یہ چاروں باتیں یعنی علم، حیا، صبر اور امانت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک

marfat.com

Marfat.com

میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں کوئی بھی اُونچی آواز نہ کرتا" یعنی اہل مجلس انتہائی تواضع، ادب، آہستگی اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرنے کا مظاہرہ کرتے، کسی قسم کا شور و شغب نہ ہوتا، نہ ایک دوسرے کو اُونچی آواز سے بُلاتے، نہ جھگڑا وغیرہ ہوتا۔

حدیث ۳۲۱ حدثنا محمدؒ بن عبداللہ بن بزیع حدثنا بشرؒ بن المفضل حدثنا سعیدؒ عن قتادۃؒ عن انسؓ بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِيْتُ عَلَيْهِ لَاَجَبْتُ .

ترجمہ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے بکری کے پائے کا بھی ہدیہ بھیجا جائے تو میں اسے قبول کروں گا۔ اگر مجھے اس کی دعوت پر بُلایا جائے تو ضرور اس بلاوے کو منظور کروں گا۔

حل لغات اَلْكُرَاعُ۔ بکری یا گائے کے پائے۔ بعض کے قول کے مطابق ٹخنوں کے نیچے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اَكْرُعٌ اور اَكَارِعُ آتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اگر مجھے بکری کے پائے کا بھی ہدیہ بھیجا جائے تو میں اسے قبول کروں گا" یعنی تحفہ اگر کم سے کم اور تھوڑے سے تھوڑا کیوں نہ ہو قبول کروں گا کیونکہ تحفہ کے قبول کرنے میں حظ نفس نہیں ہوتا بلکہ بھیجنے والے کی دلجوئی مقصود ہوتی ہے لہٰذا تھوڑا یا بہت برابر ہے۔ ارشاد ہے اگر مجھے اس کی دعوت پر بُلایا جائے تو ضرور اس بلاوے کو منظور کروں گا" گویا دعوت دینے والا اگرچہ یہ ایک حقیر اور معمولی سی چیز ہے) میرے انکار پر ملول خاطر نہ ہو اور اس کے ہاں میرے جانے پر وہ خوش ہو جائے، اس کو تسکین خاطر ہو۔ نیز ایسا نہ ہو کہ وہ میرے انکار پر کسی قسم کے احساسِ کہتری میں مبتلا ہو کر اپنے دل میں نفرت اور تذبذب کے جذبات نہ لے بیٹھے۔ اور یہ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ اخلاق اور کمال تواضع کی روشن دلیل ہے۔ حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"وفيه ندب قبول الهدية واجابة الدعوة ولو لشئ قليل وكمال تواضعه

"اگرچہ تھوڑی سی چیز کا تحفہ کیوں نہ ہو یا تھوڑی شئی پر دعوت کیوں نہ دی گئی ہو اُسے قبول کرنا اور

اسماء الرجال
۱ قرن عبداللہ البصری ۳۲۱ھ
خرج لہ مسلم۔ ۱۵۳ھ میں انتقال کیا۔
۲ بشر بن المفضل۔ دیکھو حدیث ۱
۳ سعید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی نکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

Marfat.com

وحسن خلقه وجلبه القلوب "

دعوت پر جانا اس حدیث شریف سے مندوب ہے اور اسی حدیث شریف سے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال تواضع، حسنِ اخلاق اور دلوں کو موہ لینا ثابت ہو رہا ہے۔"

حدیث ۹/۳۲۲ حدثنا محمدؑ[1] بن بشارؒ حدثنا عبدؑ[2] الرحمٰن حدثنا سفیانؑ[3] عن محمدؑ[4] ابن المنکدرؒ عن جابرؓ[5] قال جاءنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وس لیس براکب بغل ولا برذون .

ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا تو خچر یا ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے۔

حل لغات براکب ۔ سوار ۔ رکب ، یرکب ، رکبا ۔ سوار ، چڑھنا ۔ بغل ۔ خچر ۔ البرذون ۔ ٹ گھوڑا ، ترکی گھوڑا ۔ اس کی جمع براذین ہے ۔

تشریح ارشاد ہے "میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو خچر یا ترکی گھوڑے پر سوار ہوتے تھے" یعنی پیادہ پا چل کر ہمارے ہاں تشریف فرما ہوتے۔ جناب جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ کونین کی فروتنی انکساری اور تواضع کو بیان فرماتے ہیں اور اس بات کو بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاں پیدل جانے میں کوئی باک نہیں فرماتے تھے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

" فکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتواضعه یدور علی اصحابه ماشیا "

یعنی "سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاں تواضعاً پیادہ تشریف لے جایا کرتے ۔"

بخاری شریف میں روایت ہے کہ جناب جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

اسماء الرجال حدیث ۹/۳۲۲
۱ محمد بن بشار ۔ دیکھو حدیث ۳
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عبدالرحمٰن
۳ سفیان ۔ دیکھو حدیث ۳
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ محمد بن المنکدر ۔ دیکھو حدیث ۳
باب ما جاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۵ جابر ۔ دیکھو حدیث ۳
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

Marfat.com

"مرضت مرضا فاتانی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعودنی وابابکر وھما ماشیان فوجدانی اغمی علی فتوضاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم صب وضوءہ علی قال فافقت الحدیث"

"کہ میں بیمار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں پا پیادہ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور مجھے بیہوشی کے عالم میں پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر اس وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آگیا، آرام ہوگیا۔"

جناب جابر رضی اللہ عنہ ایک دوسری حدیث شریف میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت، فروتنی، انکساری اور تواضع کا بیان اس طرح فرماتے۔

"ہمارے پاس نبی علیہ السلام تشریف لائے، آپ نہ کسی عمدہ گھوڑے پر سوار تھے اور نہ کسی خچر پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سواری پر سوار ہوتے تو اپنے پیچھے کسی غلام کو بٹھا لیتے، اور کبھی کسی عام آدمی کو، کبھی ایسا ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود درمیان میں ہو جاتے اور ایک عام آدمی پیچھے بٹھا لیتے اور ایک آدمی آگے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے بچوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو آگے بٹھا لیا اور ایک کو پیچھے۔" [1]

حدیث حدثنا عبداللہ[1] بن عبدالرحمٰن حدثنا ابونعیم[2] انبانا یحییٰ[3] بن ابی الھیثم العطار قال سمعت یوسف[4] بن عبداللہ بن سلام قال سمّانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوسف اقعدنی فی حجرہ و مسح علی راسی۔

ترجمہ یحییٰ بن ابی الھیثم العطار فرماتے ہیں کہ میں نے یوسف بن عبداللہ بن سلام سے سنا اس نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اسماء الرجال حدیث ۱ ۳۲۳
۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دیکھو حدیث ۱۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابونعیم دیکھو حدیث ۲۵ باب ماجاء فی باس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ یحییٰ بن الھیثم العطار۔ لولی ہے۔ تقہ من الخامسۃ ادب المفرد میں امام بخاری نے اس سے روایت لی ہے۔
۴ یوسف بن عبداللہ بن سلام صحابی صغیر ہیں۔ الاسرائیلی المدنی ہیں۔ ابو یعقوب کنیت تھی۔ ابجی نے تقلت نا یعنی لکھا ہے۔

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

marfat.com
Marfat.com

حل لغات سَمَّانِیْ۔ میرا نام رکھا۔
اَقْعَدَنِیْ۔ مجھے بٹھایا۔ مجھے لیا۔ حِجْر۔ گود۔

تشریح جس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور محبت و پیار کا ذکر یوسف بن عبداللہ بن سلام کرتے ہیں اسی طرح تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت و پیار فرماتے تھے۔ حضرت علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ وصائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب کہیں راستہ میں بچے ملتے تو ان کو سلام کرتے اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے گفتگو فرماتے جب باہر سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے گھر کے بچوں سے ملتے۔ بچوں اور گھر والوں سے حد سے زیادہ شفقت و محبت فرماتے۔ جب کوئی شخص کسی بچہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لاتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کھانے کی چیز اپنے دہن مبارک میں چبا کر اس بچے کے منہ میں ڈال دیتے۔ اس کے لئے خیر و برکت کی دعا فرماتے' انصار کے گھروں میں تشریف لے جاتے تو ان کو سلام کرتے اور پیار سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔"

حدیثِ مندرجہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال خُلق' شفقت اور بچوں پر کمال رحمت کا اظہار تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچوں کو گود میں لیتے' نام رکھتے اور پیار فرماتے' نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آنحضور' رحمۃ اللعالمین' سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کتنی کمال درجے کی عقیدت اور محبت تھی کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈال دیتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں پھینک دیتے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت کی پناہ میں دے دیتے' اور پھر قربان جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبت اور پیار کے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں باپ سے زیادہ امت کے بچوں پر شفیق ہیں' ان سے محبت فرماتے ہیں' ان سے شفقت و پیار فرماتے ہیں' سر پہ ہاتھ پھیرتے ہیں' دعاءِ برکت فرماتے ہیں۔ اپنے دستِ مبارک سے خرما کا گودا بچے کے تالو میں لگاتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت علامہ شارح شمائل شریف جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"و دریں حدیث دلالت است بانکہ مستحب است پسر نوزاد را نام آں از زبان بزرگ آں وقت باید نہاد' واز جملہ اسماء انبیاء باید گرفت کہ احسن اسماء اند و بزرگ قوم را می باید کہ بفرزندان قوم خود تلطف نماید و در کنار خود گیرد و دست بر سر آنہا بمالد"

یعنی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نومولود کا نام اس وقت قوم میں جو بزرگ ترین ہو اس سے رکھوانا مستحب ہے اور انبیاء کرام کے نام پر نام رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ بہترین نام ہیں، اور قوم کے بزرگ کو چاہیئے کہ قوم کے بچوں پر شفقت کرے انہیں گود میں لے اور پیار و محبت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرے۔"

طبرانی میں ہے کہ یوسف بن عبداللہ بن سلام نے یہ بھی فرمایا کہ "دَعَانِیْ بِالْبَرَکَۃِ" یعنی "میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔"

حدیث ۱۱ / ۳۲۴

حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا ابوداؤد[2] الطیالسی حدثنا الربیع[3] وھو ابن صبیح حدثنا یزید[4] الرقاشی عن انس[5] بن مالک رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَجَّ عَلٰی رَحْلٍ رَثٍّ وَقَطِیْفَۃٍ کُنَّا نَرٰی ثَمَنَھَا اَرْبَعَۃَ دَرَاھِمَ فَلَمَّا اِسْتَوَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ قَالَ لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ لَا سُمْعَۃَ فِیْھَا وَلَا رِیَاءَ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پرانے پالان پر حج کیا' اور اس ایک کملی حاشیہ والی پڑی ہوئی تھی جس کی قیمت کا اندازہ ہماری نظروں میں چار درہم کے قریب تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ تبارک و تعالیٰ میں حج کے لئے تیرے حضور میں کھڑا ہوں ایسے حج کیلئے کہ جس میں لوگوں کو نہ سنانا مقصود ہے اور نہ ہی دکھاوا۔

حل لغات رَحْلٌ۔ روانہ ہونا' کوچ کرنا' زین لگانا۔ پالان۔ رَثٌّ۔ پرانا' خراب' خستہ' پھٹا ہوا۔ قَطِیْفَۃٌ۔ وہ کملی جس کا حاشیہ ہو' بالاپوش۔ گلیم ریشہ دار۔ اَلسُّمْعَۃ۔ شہرت۔ دوسروں کو سنانا

اسماء الرجال حدیث ۱۱ / ۳۲۴

ع۱ اسحٰق بن منصور۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی مبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

ع۲ ابوداؤد الطیالسی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

ع۳ الربیع وھو ابن صبیح۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

ع۴ یزید الرقاشی۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

ع۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

Marfat.com

دُبَّاءٌ - دکھاوا، کوئی کام لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرنا۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۵/۳۱۲ اسی باب میں دیکھئے۔

حدیث ۱۲/۳۲۴ حدثنا اسحٰق[1] حدثنا عبد الرزاق[2] حدثنا معمر[3] عن ثابت البنانی[4] وعاصم[5] الاحول عن انس[6] بن مالك اَنَّ رَجُلاً خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فَقَرَّبَ لَهٗ ثَرِيْدًا عَلَيْهِ دُبَّاءٌ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم يَاْخُذُ الدُّبَّاءَ وَكَانَ يُحِبُّ الدُّبَّاءَ قَالَ ثَابِتٌ فَسَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ فَمَا صُنِعَ لِيْ طَعَامٌ اَقْدِرُ اَنْ يُّصْنَعَ فِيْهِ دُبَّاءٌ اِلَّا صُنِعَ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ایک درزی نے سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید پیش کی گئی اس پر کدو کے ٹکڑے تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس پر سے کدو اٹھاتے تھے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو کدو بہت پسند تھے۔ ثابت فرماتے ہیں کہ میں نے جناب انس سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اس کے بعد سے میرے لئے کوئی کھانا تیار نہیں کیا گیا، جس میں کدو ڈلوانے کی طاقت ہو اور اس میں کدو نہ ڈالا گیا ہو۔

حل لغات ثَرِيْد۔ روٹی کو شوربے میں چُور کر کے جو کھانا تیار کیا جائے، اسے ثرید کہتے ہیں۔
دُبَّاء۔ کدو۔

تشریح یہ حدیث باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں گذر چکی ہے یہاں پر پھر بقول جناب حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ۔

لدلالته على تواضعه

"چونکہ یہ حدیث شریف آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی تواضع پر دلالت بھی کرتی ہے"۔

لہٰذا اس باب میں بھی ذکر کی گئی ہے۔ ارشاد ہے کہ "حضرت انس فرماتے تھے کہ اس کے بعد میرے لئے کوئی کھانا تیار نہیں کیا گیا جس میں کدو ڈلوانے کی طاقت ہو اور اس میں کدو نہ ڈالا گیا ہو" سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ

اسماء الرجال حدیث ۱۲
۱ اسحٰق دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲ عبد الرزاق دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲
۳ معمر دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲
۴ ثابت البنانی دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲
۵ عاصم الاحول دیکھو حدیث ۲
باب صفۃ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲
۶ انس بن مالک دیکھو حدیث ۲
باب صفۃ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲

Marfat.com

علیہم اجمعین حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے میں اتنا انہماک رکھتے تھے کہ جس طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کھانا کھاتے دیکھا۔ تو وہ بھی اسی طرح اسی کھانے کو کھا کر اپنی محبت و اطاعت کا اظہار کرتے۔ حضرت استاذ گرامی محدثِ جلیل شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"ہم مسلمانوں کے لئے بہت ہی بہتر اور لازمی ہے کہ آنجناب محبوبِ کبریا، امام الانبیاء، صاحبِ لواءِ حمد، مالک شفاعتِ کبریٰ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی طرح پیروی کریں جس طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کرتے تھے۔ اسی طرح حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کی ہوئی چیزوں کو محبوب از جان اور پسند رکھیں اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناپسند کی ہوئی چیزوں کو ناپسند رکھیں بلکہ ان ناپسندیدہ اشیاء کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھیں۔"

حدیث ۱۳/۳۲۶ حدثنا محمد[1] بن اسماعیل حدثنا عبد اللہ[2] بن صالح حدثنا معاویۃ[3] بن صالح عن یحییٰ[4] بن سعید عن عمرۃ[5] قالت قیل لعائشۃ ماذا کان یعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بیتہ قالت کان بشرا من البشر یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخدم نفسہ۔

ترجمہ عمرہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر مبارک میں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں جوں ڈھونڈ لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی کر لیتے تھے۔

حل لغات یَفْلِیْ۔ فَلَا یَفْلِیْ فلیا۔ جب یہ الامر کے ساتھ آئے تو کسی معاملہ کے اسباب و وجوہ پر غور کرنا مراد ہوتا ہے جب السیف کے ساتھ آئے تو تلوار کے ساتھ مارنا مراد ہوتا ہے جب عقل کے ساتھ آئے تو آزمائش کرنا مراد ہوتا ہے اور جب رأس یا ثوب کے ساتھ آئے تو سر یا کپڑے سے جوئیں ڈھونڈنا تلاش کرنا مراد ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی ہے اس کا مصدر تَفْلِیَۃٌ بھی آتا ہے۔ یَحْلِبُ۔ حَلْبٌ یا حَلَبٌ یا حِلَابٌ مصدر

Marfat.com

ہے جس کے معنی دُودھ دوھنا ہے۔ یَخْدُمُ۔ خَدْمَۃٌ یا خِدْمَۃٌ۔ جس کے معنی تابعداری، اطاعت، خدمت کرنا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "آدمیوں میں سے ایک آدمی ہیں" یعنی جس طرح کوئی شخص اپنے گھر کا کام وغیرہ کرتا ہے، اور اپنے گھر میں خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی زندگی گذارتا ہے اپنے کام خود سرانجام دیتا ہے حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح زندگی گذارتے ہیں، معمولی سے معمولی اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اپنے ہاتھ مبارک سے کر لیتے تھے اور اس کی انجام دہی میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں اولادِ آدم علیہ السلام سے ایک اولاد تھے جناب حضرت خواجہ محمد عبداللہ صاحب کے فرزند تھے۔ آپ کی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) والدہ ماجدہ جنابہ آمنہ تھی۔ استغفر اللہ معاذ اللہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں سے نہیں تھے جنوں سے نہیں تھے کسی دوسری نوع کی مخلوق سے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بہت سی خصوصی عنایات اور بخششوں سے نوازا، وحی الٰہی اور نبوت سے سرفراز فرمایا، معجزاتِ ظاہرہ عطا فرمائے، اپنا حبیب بنایا اپنے دیدار انور سے مشرف فرمایا۔ شمائل ترمذی ص۲۹ اسی حدیث شریف کے حاشیہ ع۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی پر ہے:۔

"کان بشراً یقولہ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الخ انہ قیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یقع علیہ ذباب قط ولم یکن القمل یوذیہ تعظیما وتکریما لجاھہ"

یعنی "اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں مجھ پر وحی ہوتی ہے الخ۔ اور محدثین نے فرمایا ہے کہ ہرگز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اطہر و اقدس پر مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی جوں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ انور میں ایذا پہنچانے کے لئے پیدا ہوئی۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال عزت و تعظیم ہے۔"

marfat.com

Marfat.com

دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور و معروف محدث جناب محمد ذکریا صاحب سہارنپوری شرح شمائل کے صلا۲۹ (مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی) پر لکھتے ہیں :-

"حدیث بالا میں جُوں تلاش کرنے کا بھی ذکر ہے اور علماء کی تحقیق یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن (مبارک) یا کپڑوں میں جُوں نہیں پڑتی تھی' اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جُوں بدن کے میل سے پیدا ہوتی ہے اور پسینہ سے بڑھتی ہے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراسر نور تھے وہاں میل کچیل کہاں تھا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ سراسر گلاب تھا جو خوشبو میں استعمال کیا جاتا تھا۔ بھلا عرقِ گلاب میں جُوں کا کہاں گذر ہو سکتا ہے اس لئے اس تلاش کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اس احتمال سے کہ شاید کسی دوسرے کی جُوں نہ چڑھ گئی ہو تلاش فرماتے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تلاش کرنا دوسروں کی تعلیم کے لئے تھا کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اہتمام کرتے دیکھیں گے تو زیادہ اہتمام کریں گے۔"

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی شرح شمائل میں جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہما کی روایت نقل فرماتے ہیں :-

"نبی علیہ السلام انتہائی بلند حوصلہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر میں تشریف لے جاتے تو عام لوگوں کی طرح کام کاج میں مصروف ہو جاتے۔ اکثر کپڑے وغیرہ خود ہی سی لیتے۔ گھر کی چیزوں کو خود ہی اٹھاتے رکھتے' گوشت کاٹتے' خادم کی مدد فرماتے' گھر سے باہر جاتے تو گدھے پر سوار ہو کر چلے جاتے' اپنے جُوتے خود ہی گانٹھ لیتے' قمیص میں پیوند لگا لیتے' چادر پھٹ جاتی تو اسے سی لیتے' اور فرمایا کرتے کہ جو میرے طریقے سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں' اپنے اُونٹ خود چرا لیتے' خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے' آٹا خود گوندھ لیتے' بازار سے گھر کا سودا سلف خود اُٹھا کر لے آتے۔" [1]

آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی تواضع کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ہے :-

"ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نجاشی بادشاہ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس

[1] وصائل الوصول الی شمائل الرسول صـ۱۳ مطبوعہ المعارف۔ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

میں حاضر ہوا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفسِ نفیس ان کی خدمت اور تواضع میں مصروف ہو گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ہمیں ارشاد فرمائیے اس خدمت کے لئے ہم کافی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انہوں نے ہمارے لوگوں کا اعزاز و اکرام کیا تھا میں پسند کرتا ہوں کہ بذاتِ خود ان کی مہمان داری اور تواضع کروں۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَوَاضُعِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں پندرہ ۱۵ احادیث ہیں۔)

حل لغات خُلُقٌ۔ عادت، طبیعت، خصلت، وہ قوت جس سے افعال بِن سوچے اور فکر کئے ہوئے بہ سہولت صادر ہوں، اس کی جمع اَخْلَاقٌ ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خَلق خ کی زبر کے ساتھ ہو تو ظاہری صورت مُراد ہوتی ہے جو کہ آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے اور خُلق خ کی پیش کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں اس صورتِ ظاہری کے "کہ دیدہ می شود از ملکہ نفسانیہ کہ پیدا می گردد و ازو افعال جمیلہ و او صورت باطنی است۔" [1]

تشریح اس باب میں حضورِ اکرم صاحبِ خلقِ عظیم، عالمِ علومِ اوّلین و آخرین، شفیع المذنبین، مومنوں پر رؤف و رحیم، پیغمبرِ اسلام، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اخلاقِ حسنہ کا ذکر ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ صاحبِ شمائل شریف نے مختلف ابواب کے عنوان قائم فرما کر ان کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ اس باب میں بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا کچھ تذکرہ فرمایا ہے۔ سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ میں جنابہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آنحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا "کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن" قرآنِ حکیم ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] حلاوۃ المتعلمین از مولانا محمد عاشق صاحب لاہوری قدسی

Marfat.com

کا خلق عظیم ہے۔" استاذِ گرامی قدر، فاضلِ اکمل، محدثِ کبیر حضرت مولانا مولوی گل فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "قرآنِ مجید کی ہر ایک آیت سے صاحب خلقِ عظیم، سراپا نورِ مجسم، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ بیان ہو رہے ہیں۔" قرآنِ مجید میں سورۂ قلم پ ۲۹ میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" "بے شک تمہاری خُو بُو بڑی شان کی ہے"

اور حضورِ پاک، صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ" "میں پیغمبر ہی اس لئے بنا کر بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کر دوں۔"

دُوسری جگہ ارشاد ہے۔

"اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" "ایمان والوں میں سب سے زیادہ مکمل ایمان والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خُلق ہو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:۔

"اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ" "جنت میں جو بات اکثر لوگوں کو لے جائے گی وہ پرہیزگاری اور خوش خلقی ہے۔"

نیز ایک مقام پر ارشاد ہے:۔

"لَيْسَ شَيْءٌ فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ" "اعمال کے ترازو میں خوش خلقی سے زیادہ کوئی نیکی بھاری نہ ہوگی۔"

حضرت علامہ محدثِ کبیر الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "شفا" شریف سے نقل کرتے ہیں۔

"ایک روایت میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر انتہائے آفرینش

marfat.com

Marfat.com

تک پوری کائنات کو جتنی عقل عطا کی ہے۔ وہ اس عقل کا ایک ذرہ ہے جو سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشی گئی۔" [1]

امام قسطلانی "مواہب" میں "عوارف المعارف" کے حوالہ سے لکھتے ہیں :-

"اگر عقل کے سوا جزاء تسلیم کئے جائیں تو اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ننانوے جز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کئے گئے اور ایک جزو تمام لوگوں پر تقسیم کر دیا گیا۔"

قسطلانی فرماتے ہیں :-

"جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ تدبیر کے بارے میں غور کرے تو دیکھے گا کہ عرب جو دنیا کی وحشی ترقوم تھی جسے کسی تہذیب و تمدن کی ہوا تک نہیں لگی تھی نہ ان کے سامنے ماضی کی تاریخ تھی نہ مستقبل کے اندیشے، جن کے پاس تعلیم و تعلم کا کوئی ذریعہ اور سامان نہیں تھا، اس وحشی قوم کی تربیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انداز سے کی کہ چند ہی سالوں میں ان کی کایا پلٹ گئی۔ قتل و غارت گری کی جگہ انہوں نے ایک دوسرے سے محبت اور ایثار کو اپنا شعار بنالیا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک سے انہوں نے جس والہانہ عشق کا عملی مظاہرہ کیا وہ تاریخ عالم کا ایک انوکھا اور منفرد باب ہے۔ باپ بیٹے کے مقابل کھڑا ہوگیا اور بیٹے نے باپ کا سر تن سے جدا کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر شوہر نے بیوی کو اور بیوی نے شوہر کو چھوڑ دیا، وطن چھوڑا گھر بار چھوڑ دیئے۔ یہ تمام انقلاب آفریں باتیں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی زیرک، دانا، عقلمند اور صاحبِ اخلاق نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دانائی سارے عالم سے بڑھ کر ہے۔ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا دامن اتنا وسیع ہے کہ اسے دنیا کی کوئی چیز تنگ نہیں کر سکتی۔ اور بجا طور پر کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہے۔"

حضرت علامہ فاضلِ اکمل محدثِ کبیر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں [2] :-

---

[1] اردو ترجمہ مطبوعہ المعارف لاہور

[2] بحوالہ شفا شریف، جمع الوسائل جلد دوم صفحہ ۱۵۲

Marfat.com

"وحسن الخلق مخالطة الناس بالجميل والبشر واللطافة وتحمل الاذى والاشفاق عليهم والحلم والصبر وترك الترفع والاستطالة وتجنب الغلظه والغضب والمواخذة"

یعنی "اختلاطِ باہمی کے دلکشا مظاہر و آداب کے ہمرکاب، خندہ پیشانی اور بے پایاں لطف و مہربانی کے جلو میں دوسروں کی تکالیف کو برداشت کرنے نیز ان کے مصائب کی گرہ کشائی، بردباری، صبر و تحمل، پے در پے برتری کی نمو کا ترک، مروت و احسان کے مواقع پر درشتی اور سختی کی روش سے پہلوتہی بدلہ لینے کے محاسبے اور غصے سے اجتناب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور اخلاقِ حسنہ کے ممتاز اور نمایاں جواہر ہیں۔"

حدیث ۱/۳۲۷

حدثنا عباس[1] بن محمد الدوری حدثنا عبد[2] الله بن یزید المقری حدثنا لیث[3] بن سعد حدثنی ابو[4] عثمان الولید بن ابی الولید عن سلیمان[5] بن خارجة عن خارجة[6] بن یزید بن ثابت قال دخل نفر علی زید بن ثابت فقالوا له حدثنا احادیث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ماذا احدثکم کنت جارة فکان اذا نزل علیه الوحی بعث الی فکتبته له فکنا اذا ذکرنا الدنیا ذکرها معنا واذا ذکرنا الاخرة ذکرها معنا واذا ذکرنا الطعام ذکره معنا فکل هذا احدثکم عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم.

ترجمہ خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ چند افراد زید بن ثابت کے پاس آئے۔ انہوں نے استدعا کی کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں سے کچھ احادیث بیان کریں تو انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں کے سامنے کون کون سی باتیں بیان کروں، میں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسایہ ہوں۔

[1] عباس بن محمد الدوری ثقہ ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔
[2] عبداللہ بن یزید المقری ثقہ ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔
[3] لیث بن سعد الفہمی ثقہ ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔
[4] ابو عثمان الولید بن ابی الولید ثقہ ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔
[5] سلیمان بن خارجہ بن زید بن ثابت الفقیہ المدنی ثقہ ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔
[6] خارجہ بن زید بن ثابت الفقیہ المدنی ثقہ ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

Marfat.com

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اُترتی تو مجھے بُلا بھیجتے تو میں اس وحی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھ لیتا۔ پس جب ہم معاملات کی باتیں کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم اخروی اُمور کا ذکر کرتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے، اور یہ تمام باتیں ہیں جو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔

حل لغات نَفَرٌ۔ اشخاص، افراد۔ یہ تین سے لے کر دس تک افراد کی جماعت پر بولا جاتا ہے۔
جَار۔ ہمسایہ، پڑوسی۔

تشریح ارشاد ہے "کہ ہمیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے کچھ احادیث بیان کریں" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے ہمیں مستفیض فرمائیں جو ان کی زبان فیض ترجمان سے سُنے ہیں اور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی اور اخلاقِ حسنہ بیان کریں تاکہ ہم ان کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں اور ان سے ہدایت حاصل کریں۔ استاذ گرامی فاضلِ اکمل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ :-

"اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین سیدالکائنات کے حالاتِ زندگی سُننے اور اخلاقِ حسنہ سے واقفیت حاصل کرنے کا کمال درجے کا ذوق شوق ظاہر ہو رہا ہے اور ان کی اس بے پناہ محبت کا پتہ چلتا ہے جو ان کی سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔"

ارشاد ہے "زید نے فرمایا کہ تم لوگوں کے سامنے کون کون سی باتیں بیان کروں" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال مُبارک سے کون کون سے حالات واقعات اور ارشادات بیان کروں وہ تو لَا تَعُدُّ وَلَا تُحْصٰی ہیں احاطۂ بیان میں نہیں آسکتے۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ استفہام برائے تعجب است — یعنی "شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ استفہام تعجب
یعنی ظن آنست کہ سوال از جمیع احوال حضرت — کے لئے ہے یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com
Marfat.com

کردہ بودند۔ بناں براں تعجب کرد و بنا بر اں
جواب باجمال داد"

تمام احوال کے متعلق سوال کیا گیا ہو لہٰذا انہوں نے تعجب فرمایا اسی لئے جواب اجمالاً دیا۔"

ارشاد ہے "میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسایہ ہوں" یعنی بسبب قربت کے مجھ سے زیادہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کون حالات' اعمال' اقوال اور ارشادات سے باخبر ہو سکتا ہے یہاں تک کہ جب وحی اُترتی تو مجھے طلب فرماتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھ لیتا" حضرات شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ کاتبانِ وحی بالاتفاق آٹھ تھے یعنی جناب حضرت عثمانؓ ذوالنورین' جناب حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت اُبیؓ، خالد بن سعید' حضرت حنظلہؓ، حضرت علاءؓ حضرمی' حضرت ابانؓ بن سعید اور حضرت زیدؓ بن ثابت' اور امیر معاویہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ صرف مُراسلات لکھتے تھے وحی نہیں لکھتے تھے۔ صاحب الکمال فی اسماء الرجال فرماتے ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کی کتابت کرنے والوں میں حضرت معاویہ بھی شامل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ انہوں نے وحی بالکل نہیں لکھی۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراسلات یہی لکھتے تھے" [1]

ارشاد ہے "پس جب معاملات کی باتیں کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم اخروی اُمور کا ذکر کرتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسی ہی گفتگو فرماتے۔ اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے۔" یعنی حضور شفیق اُمت' صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود کمال قدرت و عظمت کے اپنی اُمتِ مرحومہ پر اپنے کمال حُسن اخلاق کی وجہ سے انتہائی تلطف اور شفقت فرماتے جو شخص بھی جس قسم کے مشورہ کے لئے آنا چاہے وہ دنیوی امور کا ہوتا یا اخروی امور کا یہاں تک کہ کھانے پینے کا' تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اپنے نیک اور مبارک مشوروں سے سرفراز فرماتے' نیز مشورہ دینے میں کسی قسم کے تکبر غرور یا نفرت کا اظہار نہ فرماتے بلکہ غایت درجہ بے تکلفی فرماتے اور پوری توجہ کرتے۔

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کے ضمن میں ایک فائدہ تحریر فرماتے ہیں:-

"مما یشهد بکمال لین المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما خرجه الحاکم عن ابن المسیب ان عمر لما ولی خطب ثم

"حاکم نے تخریج حدیث کرتے ہوئے جو حدیث ابن مسیب سے روایت کی ہے وہ آقائے نامدار سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

[1] مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی صفحہ ۴۰۰ و علامہ

Marfat.com

قال قد علمت انکم تؤنسون منی شدۃ وغلظۃ وذالک انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ وکان کما قال اللہ تعالیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا فکنت بین یدیہ کالسیف المسلول الا ان یغمدنی فاکف والا قدمت علی الناس لمکان لینۃ۔" لہ

کمال حلم کی گواہی دیتی ہے۔ ابن مسیّب جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی جناب عمر فاروق نے) مسندِ خلافت پر جلوہ آرا ہونے کے وقت جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم مجھ سے وہی پرانی شدّت اور سختی کی توقع رکھتے ہو لیکن اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں اپنے آقا و مولیٰ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُحبتِ بابرکت میں کافی سے زیادہ عرصہ رہ چُکا ہوں اور حضُور سراپا نُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا عبد بنا رہا جو کہ قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا طالب تھا۔ اور خادمِ خاص رہا، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہٗ کے ارشادِ گرامی کے مُطابق اپنی اُمّت کے ساتھ انتہائی ترحم اور رأفت کا سلُوک فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامان کے حلقہ میں میری حیثیت ایک سونتی ہوئی تلوار کی طرح تھی۔ یہ تلوار اسی وقت نیام میں بند ہو جاتی جب سرورِ عالم و عالمیان اشارہ فرما دیتے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تاثرات

لہ صحیح اوساط حاشیہ ۱۵ سطر ۲۰ جلد دوم

marfat.com
Marfat.com

لے کر لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا کرتا اور نرمی کو سختی پر ترجیح دیتا۔"

حدیث ۲/۳۲۸ حدثنا اسحٰق[1] بن موسیٰ حدثنا یونس[2] بن بکیر عن محمد[3] بن اسحٰق عن زیاد[4] بن ابی زیاد عن محمد[5] ابن کعب لقرظی عن عمرو[6] بن العاص قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُقْبِلُ بِوَجْہِہٖ وَحَدِیْثِہٖ عَلٰی اَشَرِّ الْقَوْمِ یَتَاَلَّفُھُمْ بِذٰلِکَ فَکَانَ یُقْبِلُ بِوَجْہِہٖ وَحَدِیْثِہٖ عَلَیَّ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنِّیْ خَیْرُ الْقَوْمِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا خَیْرٌ اَوْ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا خَیْرٌ اَمْ عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا خَیْرٌ اَمْ عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ فَلَمَّا سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَصَدَقَنِیْ فَلَوَدِدْتُ اَنِّیْ لَمْ اَکُنْ سَئَلْتُہٗ۔

ترجمہ عمرو بن العاص سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی طرف جو بُرے سے بُرا بھی ہوتا اپنے پُورے روئے انور کے ساتھ اور نرم گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے تاکہ وہ اس اخلاق حسنہ کی بدولت حق کی طرف الفت اور رغبت حاصل کرے۔ سو اسی طرح پُوری توجہ اور محبت بھری گفتگو میرے ساتھ بھی فرماتے یہاں تک کہ میرا یہ یقین ہو گیا کہ میں قوم کا بہترین فرد ہوں، پس میں نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہتر ہوں یا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہتر ہوں یا عُمر (رضی اللہ عنہ) تو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا عُمر (رضی اللہ عنہ)۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آیا میں بہتر ہوں یا عثمان (رضی اللہ عنہ) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ)۔ جب میں نے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات پوچھی تھی تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہایت ہی سچا جواب مرحمت فرما دیا۔ پس ہر وقت میں اس بات کی خواہش رکھتا کہ اے کاش میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہ پوچھی ہوتی۔

حل لغات یُقْبِلُ۔ اِقْبَالٌ مصدر سے مضارع ہے، اِقْبَالٌ کے معنی کسی کی طرف مُنہ کرنا، سامنے مُنہ کرنا

---

[1] اسحٰق بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب ابو محمد الہاشمی المدنی۔ روی عن ابیہ وعن انس بن مالک وابن ابی ذئب وعنہ البخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابو عوانۃ فی صحاحہم۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۸۸)

[2] یونس بن بکیر بن شداد بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن ہلال الشیبانی ابو بکر الکوفی۔ روی عن ابیہ ومحمد بن اسحٰق وہشام بن عروۃ وعنہ البخاری فی الادب المفرد وابو داؤد وابن ماجہ۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۴۱۸)

[3] محمد بن اسحٰق بن یسار بن خیار المطلبی مولاہم ابو بکر المدنی نزیل العراق۔ روی عن ابان بن عثمان وابیہ وعنہ البخاری فی الادب المفرد ومسلم وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۹)

[4] زیاد بن ابی زیاد مولی بنی مخزوم ہے۔ مدنی ہے۔ کان ثقۃ کثیر الحدیث۔ تابعی جلیل ہے۔ ثقہ ہے حجت ہے۔

[5] محمد بن کعب القرظی تابعی ہیں۔ قریظہ سے نسبت ہے مدنی ہیں چند صحابہ سے حدیث کی اور ان سے محمد بن سیرین وغیرہ نے روایت کی۔ ۱۰۸ھ میں انتقال فرمایا۔

[6] عمرو بن العاص بن وائل سہمی اسلام لائے۔ ان سے ان کے بیٹے عبداللہ اور عبداللہ بن عمر اور قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں۔ مصر میں ۴۳ھ میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

پوری طرح متوجہ ہونا۔ یَتَاَلَّفُ۔ تاج اور بیہقی نے تَاَلَّفَ کے معنی دل بدست آوردن باہم پیوستہ شدن' کے کئے ہیں۔ مانوس ہونا' محبت کرنا۔ ظَنَّ۔ تہمت لگانا' گمان کرنا' یقین کرنا' اس جگہ یقین کا معنی ہے۔ صَدَقَ، اَلصِّدْق سے ہے' راست' صحیح صحیح بات کرنی۔ وَدِدْتُ۔ وِدًّا، وِدادًا، وِدًّا، مَوَدَّةً، مَوَدَّدَةً۔ خواہش کرنا' چاہنا' محبت کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی طرف جو بُرے سے بُرا بھی ہوتا اپنے پُورے روئے انور کے ساتھ اور نرم گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے تاکہ وہ اس اخلاقِ حسنہ کی بدولت حق کی طرف الفت اور رغبت حاصل کرے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی بداخلاق اور کمال درجے کے بدترین افراد سے بھی انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اپنا رُخ انور اس کی طرف پھیر کر پوری توجہ سے متوجہ ہوتے' محبت بھری گفتگو اور نظرِ کرم سے اس کے حال پر فکر فرماتے' اور اس کی اصلاح فرماتے، تاکہ اس کا دِل نرم ہو اور حق قبول کرنے کی طرف مائل ہو کر دینِ اسلام اور اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہو جائے اور قوم کا ایک قابل ترین فرد بن جائے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی ایسے بداخلاق لوگوں کے ساتھ بھی تکبر غرور یا رعونت کا طریقہ روا نہیں رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی طرح کے حِلم' بردباری اور شفقتِ کریمانہ کے نتیجہ پر جناب عمرو بن العاص نے یہ خیال کیا کہ گویا اب میں جناب ابوبکر صدیق' جناب عمر فاروق اور جناب عثمان ذی النورین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی افضل ہوں' تو جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں' ابوبکر' عمر اور عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین تجھ سے بہت افضل ہیں۔ جناب عمرو بن العاص نے جب یہ جواب سُنا تو فوراً پکار اُٹھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حقیقت تھی وہ صحیح صحیح فرما دی اور عمرو بن العاص نے فرمایا کہ "اے کاش میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہ پوچھی ہوتی شمائل شریف "اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ سَئَلْتُهٗ" کے نیچے بطرز حاشیہ تحریر ہے۔

"هذه الندامة من السوال استحیاء من الخطاء الفاحش"

یعنی "اظہارِ ندامت کا یہ کردار اس شرمندگی کی بنا پر ہوا کہ وہ یہ سوال کر کے صریح غلطی کے مرتکب ہوئے"

Marfat.com

حضرت علامہ شارح شمائل شریف قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے اس قول کی تشریح ان ہی کی زبانی تحریر فرماتے ہیں :۔

"بنای آں بر شرارت ست شاید کہ در من شرارت دیدہ باشد پس شرمندگی کشیدم و نادم شدم واللہ اعلم"

"شاید یہ اس شرارت کی اساس ہے کہ جوان کی عمیق نگہی نے میرے رگ و پے میں بھانپ لی تھی پس میں انتہائی شرمسار اور نادم ہوا"

حدیث ۳/۳۳۰ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا جعفر بن السلیمان الضبعی عن ثابت عن انس بن مالک قال خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف قط وما قال لی لشیء صنعتہ لم صنعتہ ولا لشیء ترکتہ لم ترکتہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احسن الناس خلقا ولا مسست خزا ولا حریرا ولا شیئا کان الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا شممت مسکا قط ولا عطرا کان اطیب من عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف دس برس تک حاصل رہا۔ مجھے کبھی بھی اف تک نہیں فرمایا اور نہ کسی کام کے کرنے میں یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں ایسا کیا اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے اخلاق کے تمام انسانوں میں بہت ہی بہتر تھے۔ اور میں نے کبھی کوئی ریشم اور ریشمی کپڑا اور کوئی اور نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم ہو اور میں نے ہرگز کبھی بھی کسی قسم کا مشک اور عطر ہی حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھی۔

حل لغات خدمت۔ میں نے خدمت کی۔ خدمۃ یا خدمۃ سے ہے جس کے معنی تابعداری

Marfat.com

اطاعت، خدمت کرنا کے ہیں۔ اُفٍّ۔ اسم فعل ہے بمعنی اَتَضَجَّرُ وَاَنکَرَہٗ۔ یعنی میں بے قرار ہوتا ہوں اور میں ناپسند کرتا ہوں، کبھی کسی کو ذلیل کرنے کے موقعہ پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے یا زجر کرنے کے موقعہ پر تھو تھو، افوہ، ولئے۔ قَطُّ۔ ظرف زمان ہے اور استغراق ماضی کے لئے آتا ہے، اور نفی کے ساتھ مختص ہے جیسے مَا فَعَلْتُ ھٰذَا قَطُّ۔ صاحبِ مصباح اللغات لکھتے ہیں کبھی قُطُّ اور قَطْ بھی کہا جاتا ہے۔ کبھی صَنْعٌ یا صُنْعٌ۔ بالفتح بالضم، کوئی کام کرنا یہاں یہی مُراد ہے اگر بالکسرہ ہو یعنی صِنْعٌ تو وہ مقام جہاں پانی اکٹھا یا جمع کیا جاتا ہے مراد ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ مَسِسْتُ، میں نے چھُوا۔ مَسٌّ۔ چھونا۔ خَزًّا: ٹھونسنا، مارنا، ایک کپڑا ہے جو اُون اور ریشم ملا کر بُنا جاتا ہے اور خالص ریشمی کپڑے کو بھی کہتے ہیں۔ مجمع البحرین میں ہے کہ خَزّ ایک دریائی جانور ہے اس کے اُون کے کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ حَرِیْرًا۔ ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔ اَلْیَن۔ نرم۔ شَمَمْ، سونگھنا۔ مِسْک، مشک، کستوری۔ عِطر۔ خوشبو۔ العَرَق۔ پسینہ، پسیجنا۔

تشریح ارشاد ہے" اور نہ کسی کام کے کرنے میں یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں ایسا کیا۔ اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ شمائل شریف میں اس مقام پر حاشیہ ہے۔

"اعلم ان عدم اعتراض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی انس فیما خالف امرہ انما ھو فیما یتعلق بالخدمۃ والآداب لا فیما یتعلق بالتکالیف الشرعیۃ فانہ لا یجوز ترک الاعتراض فیہ"

یعنی خوب جان لے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر عدم اعتراض ان امور میں تھا جو کہ خدمت اور آداب سے متعلق تھے نہ ان امور میں جو تکالیف شرعیہ سے متعلق ہے کیونکہ ان پر ترک اعتراض روا نہیں۔"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح میں فرماتے ہیں:-

"ازیں معلوم می شود افضلیت تمام برائے انس دریں خدمت دہ سال مرتکب امرے خلاف شرع نشدہ زیرا کہ بر تقدیر وقوع آں سکوت بر ارتکاب امرے مخالف شرع آنحضرت ممکن نبود۔"

یعنی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مکمل فضیلت کے مالک تھے کہ مکمل دس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہ کر خلاف شرع کسی امر کے مُرتکب نہیں

Marfat.com

ہوئے، اس لئے کہ خلافِ شرع کام پر آنحضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سکوت ممکن ہی نہ تھا۔"

ارشاد ہے " اور حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے اخلاق کے تمام انسانوں میں بہت ہی بہتر تھے۔" یعنی جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ ابتدائے حدیث شریف میں حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اخلاقِ حمیدہ کا ذکر فرمایا جو خاص ان کے متعلق تھا اور اس جگہ سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اخلاقِ حسنہ کا ذکرِ خیر کیا جو عام لوگوں کے ساتھ تھے گویا یہ تعمیم بعد تخصیص ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہر ایک کے ساتھ نہایت ہی حسنِ اخلاق سے پیش آتے۔ حضرت محدثِ جلیل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

" وحسن الخلق مخالطة الناس بالجميل والبشر واللطافة وتحمل الاذى والاشفاق عليهم والحلم والصبر وترك الترفع والاستطالة وتجنب الغلظة والغضب والمواخذة "

یعنی اختلاطِ باہمی کے دلکشا مظاہر و آداب کے ہمرکاب، خندہ پیشانی اور بے پایاں لطف و مہربانی کے جلو میں دوسروں کی تکالیف کو برداشت کرنے نیز ان کے مصائب کی گرہ کشائی بردباری، صبر و تحمل، پے بہ پے برتری کی نموکا ترک، مروت و احسان کے مواقع پر درشتی اور سختی کی روشنی سے پہلو تہی، بدلہ لینے کے مجابے اور غصے سے اجتناب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور اخلاقِ حسنہ کی عظمت کے ممتاز اور نمایاں جواہر ہیں"

ارشاد ہے " اور میں نے کبھی کوئی ہزار ریشم اور ریشمی کپڑا اور کوئی نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم ہو" یعنی جس طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے اعتبار سے

marfat.com

Marfat.com

نہایت ہی بلند، اعلیٰ اور ارفع مقام رکھتے تھے، اسی طرح خلقت کے لحاظ سے انتہائی لطیف اور نورانی وجود مبارک رکھتے تھے۔ ارشاد ہے "اور میں نے ہرگز کبھی بھی کسی قسم کا مشک یا عطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھی" یعنی یہ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کی اپنی خوشبو تھی کسی عطر یا مشک وغیرہ کی خوشبو نہیں تھی۔ اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں "اِنَّ تِلْكَ كَانَتْ رَائِحَتُهٗ بِلَا طِيْبٍ" اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ یہ خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوئے کے تھی گویا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس و مطہر کی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک طیب و مطیب تھا جس راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پاکر اسی راستے پر جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیتے۔ رئیس المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ کبیر میں جناب جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راستہ پر سے گذرتے اور کوئی شخص آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں" جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں :-

"كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا مر في طريق من طرق المدينه وجدوا منه رائحة الطيب وقالوا مر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من هذا الطريق"

(اخرج البزار و ابو یعلیٰ)

"حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ کے بازاروں میں سے کسی بازار کو تشریف لے جاتے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پاکر اسی راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیتے اور کہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی راستے سے گذرے ہیں"

ایک بار آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب انس رضی اللہ عنہ کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آیا۔

"فجاءت امه بقارورة تجمع فيها عرقه"

"تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ

Marfat.com

فسألها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن ذالك فقالت نجعله فی طیبنا وهو اطیب الطیب"

ایک شیشی لائیں اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک جمع کرنے لگ گئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پسینہ جمع کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب عرض کیا ہم اس کو اپنی خوشبو میں مدد دیں گے، اور یہ پسینہ مبارک اعلیٰ درجے کی خوشبو ہے۔"

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔

"قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَرْجُوْ بَرَکَتَہٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ." وروی البخاری نحوہ۔

کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہم قوی امید رکھتے ہیں کہ ہمارے بچے اس سے بابرکت ہو جائیں گے۔ شفیقِ امت مومنوں پر رؤف و رحیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ام سلیم تو نے سچ کہا"

صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں:۔

"وفیہ استحباب التبرك والتقرب بآثار الصالحین قیل لما حضر انس بن مالك الوفاۃ اوصی ان یجعل فی حنوطہ من ذالك الطیب"

یعنی" اس سے ثابت ہوا کہ اولیائے کرام کی نشانیوں کا تقرب اور تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔ جبکہ کہا گیا ہے کہ جناب انس بن مالک کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس خوشبو سے مجھے خوشبو لگائی جائے۔"

حضور پاک سرورِ عالم دعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی سے مصافحہ کرتے تو تمام دن اس شخص کو اپنے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست ہائے مبارک کو چھونے کی بدولت خوشبو آتی رہتی، اور اگر کسی بچے کے

Marfat.com

سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو وہ بچہ اس خوشبو کی وجہ سے دُوسرے بچوں میں پہچانا جاتا۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔

"قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدَّيَّ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ" (رواہ مسلم)

"وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر کی نماز حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لے جانے کے لئے مسجد سے نکلے، میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑا، پس جو بچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے آتے تو ہر ایک کی گال پر دستِ شفقت پھیرتے جب میری باری آئی تو میرے دونوں رخساروں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مُبارک کی ٹھنڈک کو پایا اور خوشبو بھی پائی وہ خوشبو ایسی تھی گویا کہ ابھی کسی عطر فروش کے ڈبیہ سے نکلی ہے۔"

ایک حدیث شریف میں ہے:۔

"عن ابی هريرة قال جاء رجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال يارسول الله انی تزوجت ابنتی واحب ان تعينی قال ما عندی شيئ ولكن ائتنی بقارورة واسعة الرأس وعود شجرة فجعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يسلت العرق من ذراعيه حتی امتلئت القارورة قال

"ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی میری امداد فرماویں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں مگر ہاں ایک

marfat.com
Marfat.com

خذها وامرابنتك ان تغمس هذا العود فی القارورة وتطیب به فکانت اذا تطیبت یتم اهل المدینة رائحة الطیب فسموا بیت المطیبین"

(اخرج ابویعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر)

کھلے مُنہ والی بوتل لا، وہ لے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے بازوؤں مُبارک سے پسینہ مُبارک لے کر اس شیشی میں ڈالا اور فرمایا یہ لے جا اور اپنی لڑکی سے کہہ دے کہ اس شیشی سے پسینہ مُبارک لے کر بطور خوشبو استعمال کرے۔ چنانچہ جب کبھی وہ اس پسینہ مُبارک کو بطور خوشبو استعمال کرتی تو تمام مدینہ منوّرہ اس خوشبو سے مہک جاتا۔ اسی وجہ سے اس گھر کا نام ہی خوشبو لگانے والوں کا گھر پڑ گیا۔"

ابراہیم بن اسماعیل مزنی نے جناب جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

انه اردفنی رسول الله صلی الله علیه والهٖ وسلم فالتقمت خاتم النبوة بفمی فکان شیم علی مسکا"

"یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مہرِ نبوت کو اپنے منہ کے اندر لے لیا تو اس سے مشک کی مہک اور لپٹ آرہی تھی۔"

صاحب روض نظیف فرماتے ہیں:۔

یفوح من عرق مثل الجمان له شذا تظل الفرانی منه تعتطر

یعنی "آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پسینہ مُبارک میں جو چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھی خوشبوئے مُشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اس کو بجائے عطر کے لگاتی تھیں۔"

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۴۷/۳۳۰ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید واحمد[2] بن عبدۃ هو الضبی والمعنی واحد قالا حدثنا حماد[3] بن زید عن سلم[4] العلوی عن انس[5] بن مالك عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان عندہ رجل بہ اثر صفرۃ قال وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یکاد یواجہ احدا بشئ یکرہہ فلما قام قال للقوم لو قلتم لہ یدع ہذہ الصفرۃ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایک شخص تھا جس کے کپڑوں پر زرد نشان تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ایسی تھی کہ کسی کی ناگوار بات کو منہ در منہ منع نہ فرماتے ہیں جب وہ شخص چلا گیا۔ تو اس وقت حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اسے کہتے کہ زردی لگانا چھوڑ دے۔

حل لغات صُفْرَۃ۔ زردی۔ صُفرہ جب اثر کے ساتھ آئے جیسا کہ یہاں ہے تو اس کے معنی خوشبو کے آتے ہیں۔ یَکَادُ۔ مضارع۔ کَوْدًا و مَکَادًا و مَکَادَۃً مصدر آتا ہے یہ افعال مقاربہ سے ہے۔ اس کی خبر کے ساتھ اَنْ بہت کم آتا ہے۔ فعل کرنے کے قریب ہونا اور نہ کرنا' کے معنی ہیں۔ نیز یہ کلام کا صلہ بھی واقعہ ہوتا ہے جیسے لَمْ یَکَدْ یَرَاھَا میں ہے۔ یُوَاجِہُ۔ منہ در منہ ہونا' سامنے ہونا مُوَاجَۃٌ مصدر ہے۔ یَکْرَہُ۔ ناپسند فرماتے ہیں۔ کَرِہَ' ماضی۔ یَکْرَہُ۔ مضارع۔ کَرْہٌ یا کَرَاھَۃٌ یا کَرَاھِیَۃٌ یا مَکْرَھَۃٌ مصدر ہے۔ بدصورت' بُرا جاننا' قبیح ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "جس کے کپڑوں پہ زرد نشان تھا" یعنی اس کے کپڑوں پر ایک قسم کی خوشبو لگی ہوئی تھی جس میں زرد زعفران کا اثر تھا اور یہ خوشبو عموماً زفاف کے موقع پر استعمال ہوتی ہے۔ ارشاد ہے کہ "تم لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اسے کہتے کہ زردی لگانا چھوڑ دے" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت موجود صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ کیا ہی بہتر ہوتا اور اچھا ہوتا کہ تم لوگ اس کو اس زعفرانی خوشبو کے استعمال کرنے سے منع کر دیتے۔ استاذ گرامی منزلت محدثِ کبیر حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا

اسماء الرجال
[1] قتیبۃ بن سعید۔ دیکھو ص ۳۰ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
[2] احمد بن عبدۃ الضبی۔ دیکھو ص ۱۰۰ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
[3] حماد بن زید۔ دیکھو ص ۸ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حدیث ۲
[4] سلم العلوی۔ بنی علی ان زبان کے قبیلے تھے ذلک رجل۔ قیس کا باپ ہے ضعیف ہے من الرابعۃ خرج لہ البخاری فی ادب المفرد و تکلم فیہ شعبۃ و تفقہ یحیی۔
[5] انس بن مالک۔ دیکھو ص ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱

Marfat.com

"سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس مجلس میں اس شخص کو غایت شفقت و حیا کی وجہ سے منع نہ فرمایا۔ یہ اس بات پر بھی دلیل ہے کہ اس قسم کی خوشبو لگانا حرام نہیں ہے ورنہ حرام کام کرنے کو حضور سرورِ انس و جان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی وقت بھی برداشت نہیں فرماتے تھے اور اگر کوئی شخص بھی کسی غیر شرعی کام کو کرتا اور آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم دیکھ لیتے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مزاج شریف غصہ کے عالم میں بدل جاتا اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کیفیت کو دیکھ کر کانپ اٹھتے۔"

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ شارح شمائل شریف حلاوۃ المتعلین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر گفتہ ظاہر آنست کہ ایں اثر صفرہ حرام نبود، والا تاخیر نمیکردے آنسرور او ترک او تا مفارقت مجلس"

"یعنی شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اس خوشبو کا استعمال حرام نہیں تھا، اگر حرام ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس شخص کے مجلس سے اُٹھ جانے تک کا انتظار نہ فرماتے اور اس کو اس خوشبو کے استعمال کے ترک کرنے کا حکم فرماتے۔"

حدیث ۵/۳۳۱ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق عن عبد اللہ الجدلی واسمہ عبد بن عبد عن عائشۃ انہا قالت لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاحشاً ولا متفحشاً ولا صخاباً فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ تو طبعاً بدخلق تھے اور نہ ہی متکلف فحش بات فرماتے نہ بازاروں میں شور فرماتے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے لیکن درگذر فرما دیتے اور اعراض فرما دیتے۔

Marfat.com

حل لغات فَاحِشاً۔ قبیح، بدخلق، بہت بخیل۔ مُتَفَحِّشاً۔ بدزبان، یاوہ گو، بے حیا۔ صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں "کرمانی نے کہا حدیث میں فاحش سے مُراد وہ شخص ہے جو خَلقۃً فحش گو، اور مُتفحش جو خواہ مخواہ فحش گو بنے مثلاً مسخرہ، بھانڈ وغیرہ" حد سے بڑی ہوئی بدی۔ صَخَّاباً۔ شور مچانے والا اور غل غپاڑہ کرنے والا۔ اَسْوَاقٌ۔ بازار، سُوق کی جمع ہے۔ یَعْفُوْ۔ درگذر کرتے۔ عفا ماضی، یعفو، مضارع اور عَفْواً مصدر ہے جس کے معنی درگذر کرنا، معاف کرنا، سزا کو چھوڑ دینا کے ہیں۔ یَصْفَحُ، اعراض کرتے تھے۔ صَفَحَ، ماضی، یَصْفَحُ مضارع اور صَفْحاً مصدر ہے، جس کے معنی روگردانی کرنا، اعراض کرنا، چھوڑ دینا، اور گناہ کو معاف کرنا کے آتے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو طبعاً بدخُلق تھے اور نہ ہی بتکلف فحش بات فرماتے۔" حضرت علامہ ملا علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل صـ۱۵۶ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"والمراد بالفاحش فی الحدیث ذوالفحش فی کلامہ وفعلہ والمتفحش یتکلف الفحش ویتعمدہ فنفت عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفحش والمتفحش بہ طبعا وتکلفا" ذکرہ میرک۔

یعنی اس حدیث میں غیر اخلاقی اندازِ تکلم کو خواہ وہ طبعاً ہو یا تکلفاً فحش گو کہا گیا ہے اور متفحش سے بتکلف فحش کہنا اور دیدہ و دانستہ عمل بیرا ہونا مُراد ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ام المومنین نے فحش اور متفحش ہونے کی نفی فرمادی۔"

گویا آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ طبعاً اور نہ ہی تکلفاً فحش گو تھے، ارشاد ہے" اور نہ بازاروں میں شور کرتے" یعنی بازاروں میں چیختے چلاتے نہ پھرتے تھے، بلکہ پہلی آسمانی کتابوں میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے موقع پر یہ صفت بھی بیان کی گئی ہے۔ کعب احبار نے کہا کہ:۔

"فی التوراۃ محمد عبدی لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخوب فی الاسواق"

"تورات میں ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا بندہ ہے اکھڑ اور سخت مزاج نہیں ہے، نہ بازار میں چلانے والا اور نہ ہی شور کرنے والا"

marfat.com
Marfat.com

وسائل الوصول میں علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں۔

"ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کوئی ناشائستہ اور نازیبا بات نہیں کرتے تھے۔ بازاروں میں اُونچی آواز سے بات نہیں کرتے تھے۔ کوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بُرائی کرتا تو اس کا بدلہ برائی میں نہیں دیتے تھے اسے معاف کر دیتے تھے۔"

توریت میں خدا نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"نہ بری شکل والا نہ سخت مزاج ہے اور نہ بازاروں میں اُونچی آواز سے بولتا ہے، برائی کا بدلہ برائی نہیں دیتا لوگوں کو معاف کر دیتا ہے، اس کی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔ طابہ (مدینہ منورہ) میں ہجرت کرے گا وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تہبند باندھتے ہوں گے اور وضو کرتے ہوں گے۔"

یہی تعریف انجیل میں بھی مذکور ہے[1]۔ ارشاد ہے "اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے لیکن درگذر فرماتے اور اعراض فرماتے" یعنی اگر آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص بداخلاقی، برائی اور بدی سے پیش آتا تو آنجناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے انتہائی کریمانہ اور بزرگانہ اخلاق سے بخش دیتے، اور معاف فرما دیتے۔ حضور پاک شفیقِ اُمت رسُول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ہزارہا ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ صاحبِ روض نظیف فرماتے ہیں۔

يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ عَنْ جَانٍ جَنٰى كَرَمًا
وَيَقْبَلُ الْعُذْرَ مِمَّنْ جَآءَ يَعْتَذِرُ

یعنی "آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے کرم سے ہر خطاوار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کا عذر قبول فرماتے۔"

---

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول، مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ دائرہ بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۱۲

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۶/۳۳۲ حدثنا ھٰرون[1] بن اسحٰق الھمدانی حدثنا عبدۃ[2] عن ھشام[3] بن عروۃ عن ابیہ[4] عن عائشۃ[5] قالت ما ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدہٖ شیئًا قط الا ان یجاھد فی سبیل اللہ ولا ضرب خادمًا ولا امرأۃ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ہاتھ سے کسی ایک کو نہیں مارا جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو کسی خادم کو اور نہ ہی بیوی کو کبھی مارا ہے۔

حل لغات ضَرَبَ۔ مارا۔ ضَرَبَ، ماضی، یَضْرِبُ مضارع اور ضَرْبًا مصدر ہے، جس کے معنی قرینہ کے لحاظ سے "مارنا" ہے۔

تشریح ارشاد ہے "حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ہاتھ مُبارک سے نہیں مارا" مگر ہاں مارا جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا" یعنی سوائے جہاد کے کسی کو بھی اپنے ہاتھ مُبارک سے نہیں مارا۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں شَیْئ سے مراد آدمی ہے کیونکہ بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری کے جانور کو مارا ہے۔ نیز حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ دست بدست لڑائی جنگِ اُحد میں واقع ہوئی تھی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مُبارک سے اُبی بن خلف مارا گیا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجاہدہ سے مُراد صرف کفار کے ساتھ جنگ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ عام بھی ہو سکتا ہے۔ نیز حدود وتعزیر بھی مُراد ہو سکتے ہیں۔ ارشاد ہے "اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو کسی خادم کو نہ ہی بیوی کو کبھی مارا ہے۔"
حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب شرح میں لکھتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ ایں تعمیم بعد تخصیص است از جہت اہتمام بشان ایں ہر دو کہ از مردم بوقوع می آیند۔"

"شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے چونکہ اکثر انہی دو گروہوں کے ساتھ مار کے واقعات پیدا ہوتے ہیں اس لئے ان دونوں کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔"

اور شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے:-

اسماء الرجال صفحہ ۶/۳۳۲
[1] ھارون بن اسحٰق الھمدانی دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی صفۃ عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱
[2] عبدۃ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲
[3] ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی منشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲
[4] ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲
[5] عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲

Marfat.com

" وهذا النفي مندرج تحت نفي العام الا انه خصه بالذكر اهتماما بشانه و وجهه ان ضرب الزوجة والخادم وان كانا مباحا للادب فتركه افضل"

یعنی یہ نفی نفی عام کے تحت ہے اور خصوصی طور پر ان دو کے ساتھ ذکر ہوئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے اگرچہ ادب کیلئے عورت یا خادم کو مارنا بھی مباح ہے مگر اس کا ترک یعنی نہ مارنا افضل و بہتر ہے۔"

حدیث ۳۳۳ حدثنا احمد بن عبدة الضبی حدثنا فضیل بن عیاض عن منصور عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت ما رایت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم منتصرا من مظلمة ظلمها قط ما لم ینتهك من محارم الله تعالیٰ شیئ فاذا انتهك من محارم الله تعالیٰ شیئ كان من اشدهم فی ذالك غضبا وما خیر بین امرین الا اختار ایسرهما ما لم یكن ماثما۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ اپنی ذات (اقدس) کے لئے کسی شخص سے ظلم کا بدلہ لیا ہو، ہاں البتہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے۔ سو جس وقت اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو کوئی توڑتا تو اس شخص پر از روئے غصہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ غضبناک کوئی دوسرا نہ ہوتا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کو اختیار فرماتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو۔

حل لغات مُنْتَصِرًا۔ اس کا مصدر اِنْتِصَارٌ ہے جس کے معنی بدلہ لینا، انتقام لینا، غائب ہونا کے ہیں مَظْلَمَةٍ یا مَظْلِمَةٍ یا مَظْلَمَةٌ۔ جو ناحق تجھ سے لیا جائے، اگر "لام" کی زیر سے ہو تو پھر ستم کے معنی میں ہے۔ ظُلِمَ مجہول ہے اس کا مصدر ظَلْمٌ یا ظُلْمٌ یا مَظْلَمَةٌ آتا ہے، جس کے معنی کسی چیز کو بے موقع یا بے محل رکھنا، ستم کرنا، زبردستی کرنا، کسی کا حق مار لینا وغیرہ وغیرہ آتے ہیں۔ یُنْتَهَكْ، انتہاك سے ہے جس

Marfat.com

کے معنی پھاڑنا' کھینچ کر کاٹ ڈالنا' رسوا کرنا' فضیحت کرنا۔ خَیَّرَ۔ پسند کے لئے اختیار کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے حضور پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ اپنی ذات (اقدس) کے لئے کسی شخص کے ظلم کا بدلہ لیا ہو" یعنی یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال اخلاق تھا کہ جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جتنی بھی زیادتی کی' حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے زیادتی کا بدلہ نہیں لیا بلکہ اسے معاف فرما دیا۔ علامہ یوسف نبہانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص بدسلوکی کرتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرتے' معذرت خواہ کوئی ہوتا اس کی معذرت قبول کرتے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا تو اس سے درگذر کرتے اور فرماتے خدا میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔"

ارشاد ہے "ہاں البتہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے" یعنی اگر کسی کو اوامر الٰہی کی نافرمانی کرتا اور نواہی پر علی الاعلان عمل پیرا ہوتا نیز حرام کاموں کا ارتکاب کرتا دیکھتے تو پھر اس شخص پر بہت ہی غضبناک ہوتے اور بہت سخت ناراض ہوتے اور غصہ فرماتے۔ ارشاد ہے۔ "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کو اختیار فرماتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو" یعنی جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دو امور کا اختیار دے دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کو اختیار فرماتے جس کی ادائیگی آسان اور سہل ہوتی بشرطیکہ اس کام کے کرنے میں شریعت اسلامیہ میں کوئی نقصان نہ ہوتا ہو۔ استاذ گرامی شیخ الدرس حافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی اُمت کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو امروں کا اختیار دیا جاتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حق میں جو آسان ہوتا اس کو اختیار فرماتے۔ نیز اسی طرح دنیاوی امور میں جہاں دو رائیں ہوتیں ان میں آسان کو اختیار فرمانے جب تک کہ اس میں کسی کا شرعی نقصان نہ ہو۔"

Marfat.com

حدیث ۸/۳۳۵ حدثنا ابن[1] ابی عمر حدثنا سفیان[2] عن محمد بن[3] المنکدر عن عروۃ[4] عن عائشۃ[5] قالت استاذن رجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا عندہ فقال بئس ابن العشیرۃ او اخو العشیرۃ ثم اذن لہ فالان لہ القول فلما خرج قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلت ما قلت ثم النت لہ القول فقال یا عائشۃ ان من شر الناس من ترکہ الناس او ودعہ الناس اتقاء فحشہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھی کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے قبیلے کا برا بیٹا ہے یا اپنے قبیلہ کا برا بھائی ہے پھر اسے اجازت دے دی اور بڑی نرمی سے اس کے ساتھ باتیں کیں، جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جناب نے تو اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں دی تھی پھر جب باتیں فرمائیں تو اس کے ساتھ بڑی نرمی سے کیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) بدترین انسانوں میں سے وہ انسان ہے جس کو لوگ چھوڑ دیں یا اس کی بدکلامی سے بچنے کی خاطر اس کو چھوڑ دیں۔

حل لغات اِسْتَاْذَنَ۔ اجازت مانگی۔ اِسْتِئْذَان سے ہے جس کے معنی اجازت طلب کرنا کے ہیں۔ بِئْسَ۔ فعل ماضی جامد ہے، مذمت کے لئے مستعمل ہوتا ہے، بُرا۔ اَلَانَ۔ نرمی سے باتیں کیں۔ تَلْیِیْن یا اَلَانَۃٌ سے ہے، نرم کرنا، ملائم کرنا۔ فُحْش۔ بدکلامی، بُری بات۔

تشریح ارشاد ہے "ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی" یہ شخص کون تھا؟ بعض نے فرمایا کہ یہ شخص عیینہ بن حصین تھا اور اسے احمق مطاع کہتے ہیں۔ یہ اگرچہ اسلام کا اظہار کرتا تھا مگر ڈانواں ڈول تھا اور نفاق کو چھپائے رکھتا تھا۔ ارشاد فرمایا "اپنے قبیلہ کا برا بیٹا ہے یا اپنے قبیلہ کا برا بھائی ہے" یا یہ راوی کا شک ہے کہ یہ فرمایا وہ فرمایا۔ العشیرہ اس قبیلہ کا نام ہے گویا یہ شخص اپنے قبیلہ کا اچھا آدمی نہیں ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا اور انتہائی افق، نرمی اور ملائمت سے گفتگو فرمائی تاکہ وہ مانوس ہو اور اس میں اُلفت پیدا ہو، اس کے دل میں اسلام کی سچی محبت پیدا ہو اور وہ پورے

اسماء الرجال حدیث ۸/۳۳۵
۱ ابن ابی عمر یہی حدیث ۳۶
باب ما جاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ سفیان۔ دیکھو حدیث ۳۶
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ محمد بن المنکدر۔ دیکھو حدیث ۳۶ باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ عروہ۔ دیکھو حدیث ۳۶
باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۳۶
باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

Marfat.com

طور پر اسلام کی طرف راغب ہو اور ایک اچھا انسان بن جائے۔ ارشاد ہے "کہ جب وہ چلا گیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب نے تو اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں دی تھی پھر جب باتیں فرمائیں تو بڑی نرمی کی کیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! بدترین انسانوں میں سے وہ انسان ہے جس کو لوگ چھوڑ دیں" یہ 'یا' راوی کا شک ہے کہ یہ فرمایا' یا یہ فرمایا" حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے بارے میں اس رائے کا اظہار فرمانا اس شخص کے حال کا بیان کرنا تھا تاکہ اور لوگ اس سے محفوظ رہیں اور اس سے اختلاط نہ کریں۔ نیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کرنے سے اسے اچھائی کی راغب کرنا تھا اور یہ اندازِ گفتگو کمال تالیفِ قلوب کا ذریعہ اور سبب ہوتا ہے یہ غیبت نہیں ہے۔ حضرت محدّثِ کبیر علامہ ملا علی القاری رحمہ الباری کی شرح جمع الوسائل کے حاشیہ ص ۱۵۹ پر حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری تحریر فرماتے ہیں :-

" ولیس ذلك من النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی حق امته غیبة ككل ما یصفهم به بل هو من النصیحة والشفقة علی الامة لیعرف حال المقول علیه علی ان عیینة كان اذ ك متزلزل الایمان مضمر النفاق بدلیل انه اظهر الردة بعد المصطفیٰ وجیئ به الی ابی بكر اسیرا فكان الصبیان یصیحون به فی ازقة المدینة هذا الذی خرج من الدین فیقول عمكم لم یدخل حتی خرج فكان ذالك القول من المصطفیٰ علما من

" اور یہ امر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی امت کے حق میں غیبت کا مقام نہیں رکھتا جیسا کہ غیبت کہہ کر بیان کیا جاتا ہے، بلکہ اسی میں اُمت کے واسطے نصیحت اور شفقت کا مواد موجود ہے اور اس کا اظہار اس لئے ضروری تھا کہ اس قسم کے حال و قال رکھنے والے شخص کی اس کی غیر موجودگی میں صحیح پہچان ہو جائے کہ اس کا ایمان ڈانوں ڈول اور اس کے دل میں نفاق کے جراثیم موجود ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اُس کا ارتداد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ظاہر ہو گیا اور وہ لایا گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے

Marfat.com

اعلام النبوة ومعجزة له لاخباره بغيب وقع"

قیدی کی حیثیت سے جبکہ بچے اس پر پھبتیاں کس رہے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو دین سے نکل گیا ہے اور وہ کہتا تھا کہ تمہارا چچا داخلِ اسلام ہی کب ہوا ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا یہ قول آپ کی نبوت صادقہ کی واضح علامات میں سے ایک علامت اور معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ جس بات کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگی خبر دے دی تھی، وہ ویسے ہی وقوع پذیر ہوئی۔"

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ علی الاعلان فسق کرنے والے (جس کو فاسق معلن کہتے ہیں) کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں ہے۔ فقیہہ اعظم مفسرِ جلیل محدثِ کبیر حضرت علامہ شاہ سید محمد نعیم الدین صاحب مُرادآبادی تحریر فرماتے ہیں:۔

"فاسق معلن کے عیب کا بیان غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔ مسئلہ حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں ایک صاحبِ ہوا (بدمذہب) دوسرا فاجر معلن تیسرا بادشاہ ظالم، یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔"[1]

حدیث ۳۳۵

حدثنا سفین بن وکیع حدثنا جمیع بن عمیر بن عبد الرحمٰن العجلی حدثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ھالة زوج خدیجة یکنی ابا عبد اللہ عن ابن لابن ابی ھالة عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما قال قال الحسین بن علی سألت ابی عن سیرة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جلسائہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم البشر سھل الخلق لین الجانب

[1] سورہ الحجرات ۴۹ آیت ۶ پ ۲۶ صفحہ ۸۴۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز

Marfat.com

لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مُشَاحٍّ يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِيْ وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ وَلَا يُجِيْبُ فِيْهِ قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ الْمِرَاءِ وَالْاِكْبَارِ وَمَا لَا يَعْنِيْهِ وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ كَانَ لَا يَذُمُّ اَحَدًا وَلَا يُعَيِّرُهٗ وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهٗ وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا فِيْمَا رَجَا ثَوَابَهٗ وَاِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَائُهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ فَاِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوْا لَا يَتَنَازَعُوْنَ عِنْدَهُ الْحَدِيْثُ وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ اَنْصَتُوْا لَهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ حَدِيْثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيْثُ اَوَّلِهِمْ يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُوْنَ مِنْهُ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُوْنَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيْبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِيْ مَنْطِقِهٖ وَمَسْاَلَتِهٖ حَتّٰى اِنْ كَانَ اَصْحَابُهٗ يَسْتَجْلِبُوْنَهُمْ وَيَقُوْلُ اِذَا رَاَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَاَرْفِدُوْهُ وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ اِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ حَتّٰى يَجُوْزَ فَيَقْطَعُهٗ بِنَهْيٍ اَوْ قِيَامٍ۔

ترجمہ حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ سے حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طور و طریقہ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا' ہر وقت ہنس مکھ ہوتے' نرم اخلاق والے تھے' نرم طبیعت تھے' نہ تو سخت کلام اور نہ ہی تند خو تھے' نہ تو چلانے والے اور نہ ہی فحش گو تھے' نہ کسی کے عیب بیان کرنے والے اور نہ ہی بخل یا حرص کرنے والے تھے' نہ تو کسی کی مدح کرنے والے تھے اور نہ کسی سے مذاق کرنے والے' جو چیز پسند نہ فرماتے اس سے تغافل برتتے اور اسے ناامید بھی نہ فرماتے اور اس کا جواب نہ دیتے۔ تین باتوں سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ کر رکھا تھا۔ جھگڑے سے' تکبر سے اور لایعنی باتوں سے' اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا' نہ کسی کی مذمت کرتے تھے نہ ہی کسی کا عیب بیان کرتے تھے اور نہ ہی کسی ایسی چیز کی جستجو کرتے تھے کہ جس کے واقع ہونے سے عار آتی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو نہیں فرماتے تھے مگر وہی جس سے ثواب کی امید ہوتی ہو' اور جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم مجلس رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت ہی خاموش آنکھیں نیچے کی ہوئیں بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں' پھر جب آنجناب صلی اللہ

اسماء الرجال حدیث ۳۵

۱ سفیان بن وکیع۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱

۲ ربیع بن یسر بن عبدالرحمٰن البصری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

۳ رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہالہ زوج خدیجۃ یکنی ابا عبداللہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳

۴ ابن ابی ہالہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴

۵ الحسن بن علی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵

Marfat.com

علیہ والہٖ وسلم خاموش ہوجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ہم مجلس رضوان اللہ علیہم اجمعین گفتگو کرتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی موجودگی میں اپنی باتوں میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کرتے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں عرض معروض کرتا باقی سب کے سب خاموش رہتے، یہاں تک کہ وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوجاتا۔ ان حضرات کی بات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے حضور مبارک میں ایسی ہوتی جیسے ان میں سے پہلے شخص کی بات، جس بات سے سب حضرات ہنستے آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بھی تبسم فرماتے اور جس سے سب تعجب فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بھی تعجب فرماتے، اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اجنبی یا مسافر کی سخت گفتگو اور بے ادبی کے پوچھنے پر صبر کرتے تاآنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، مسافروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لے آتے، اور حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم یہ بھی ہدایت فرماتے کہ جب کسی ضرورت مند کو دیکھو کہ وہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کی امداد کرو۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس شخص کی تعریف کرنا منظور فرماتے جو حد سے تجاوز نہ کرتا، کسی ایک کی گفتگو منقطع نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ حد سے نہ بڑھ جاتا پس اسے منع فرما کر بات ختم فرما دیتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

حل لغات

دَائِمًا۔ ہمیشہ۔ دَامَ۔ ماضی۔ یَدُوم و یَدَام مضارع۔ دُوْمًا و دوامًا و دیمومۃ مصدر ہے جس کے معنی ہمیشہ رہنا اور ثابت رہنا کے آتے ہیں۔ اَلْبِشْر بالکسرہ، طلاقت، پشاشت فَظٌّ۔ سخت کلام، بدخلق۔ غَلِیْظٌ۔ غَلْظا و غَلْظَۃ و غَلَظَۃ۔ گاڑھا ہونا، سخت ہونا اور تندخو ہونا۔ عَیَّاب بہت عیب پکڑنے والا۔ مُشَاحٌّ۔ بخیل یا حریص۔ شَحّ سے ہے جس کے معنی بخل، لالچ اور حرص کے آتے ہیں، باب مفاعلہ سے ہے اس کا مصدر المشاحۃ ہے۔ صاحب تاج نے لکھا باکسی چیزے بخیلی کردن و بعضی گفتہ اند بخیلی یا حرص۔ یُؤْئِسُ۔ ناامید کرتا ہے۔ اِیَاسًا مصدر ہے جس کے معنی مایوس کرنا، ناامید کرنا کے ہیں۔ اَلْمِرَاء جھگڑا، جنگ۔ الاِکْبَار۔ تکبر، غرور۔ رَجَاء۔ امید، اَطْرَقَ۔ خاموش ہوتے، چپ ہوتے۔ اَلْاِطْرَاق سے ہے جس کے معنی خاموش ہونا، نگاہ جھکا کر زمین کی طرف دیکھنا۔ نہایہ میں ہے "الاطراق ان یقبل ببصرہ الی صدرہ ویسکت ساکتًا" الاطراق سینہ کی طرف دیکھنا اور بالکل خاموش ہونا۔ اَلْاِنْصَاتُ لَہٗ۔ جب۔ انصات، صلہ لہ آئے تو اس کے معنی "بات سننے کیلئے خاموش رہنا" کے آتے ہیں اور جب اس کا صلہ لا آئے تو خاموش کرنے

marfat.com

Marfat.com

کے ہوتے ہیں۔ الغَرِیب۔ مسافر، وطن سے دور، اجنبی۔ جَفْوَۃٌ۔ جَفَاء یا جِفْوَۃٌ بھی آتا ہے جس کے معنی بے مروّت ہونا، دور ہونا، بے ادب ہونا، آرام نہ پانا اور سخت ہونا کے ہیں۔ یَسْتَعْجِلُوْنَ۔ وہ لے آتے تھے۔ جَلْبًا و جَلْبٌ مصدر ہے ہانکنا۔ ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جانا، وغیرہ وغیرہ۔ اَرْفَدُ۔ اَلْاِرْفَاد سے ہے جس کے معنی عطا کرنا، دینا اور مدد کرنا ہے۔ الاعطاء والاعانۃ، مُکَافِیٌ۔ مُکَافَاۃٌ سے ہے جس کے معنی بدلہ لینا، مشابہ ہونا، برابر ہونا، تاک میں رہنا، مقابل ہونا اور دفع کرنا کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "نرم اخلاق والے تھے اور نرم طبیعت تھے" یعنی انتہائی نرم خو، اپنے بیٹھنے والوں کے ساتھ انتہائی خوش لہجہ، جس کی بدولت نفرت مٹ جاتی اور میل ملاپ و محبت بڑھتی، ہر ایک کی بات کو سُنتے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی نرم طبیعت، حلیم اور بردبار تھے اس لئے اگر کسی کو کسی بات میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے مبارک کی موافقت کی ضرورت ہوتی تو بسہولت اور بآسانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت کو حاصل کر لیتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کریمانہ اخلاق تھے جن میں کسی قسم کی درشتگی نہ تھی اور کسی شخص کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی اور نہ ہی کسی کی تکلیف یا مصیبت کا سبب بنے۔ ارشاد ہے "نہ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت کلام تھے اور نہ ہی تند خو تھے" یعنی نہایت ہی خوش گفتار اور نرم دل تھے۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان دو صفتوں کا بیان مقام مدح ہے۔ تاکید اور مبالغہ کے لئے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ قرآن مجید پ۴ رکوع ۸ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔"

"تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہو اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج مبارک اور طبیعت شریف کمال درجے کی اور انتہائی رأفت و رحمت کا مظہر تھی کہ اپنے بڑے سے بڑے دشمنوں پر بھی غضب نہیں فرمایا اور ہمیشہ معاف فرمایا۔ ارشاد ہے "نہ کسی کے عیب بیان کرنے والے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر شرعی وجہ کے کسی میں کوئی عیب نہ پکڑتے اور نہ ہی کسی شخص کے

Marfat.com

عیوب بیان فرماتے یہاں تک کہ جو کھانا ہوتا اس کا بھی عیب نہ بیان فرماتے۔ حدیث شریف میں ہے۔

"مَاعَابَ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم طَعَامًا قَطُّ"

"حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کسی کھانے کا عیب نہیں بیان فرمایا۔"

یعنی یہ بدمزہ ہے یا پھیکا ہے یا تلخ ہے یا بدبُودار بلکہ اچھا معلوم ہُوا تو نوش فرمایا ورنہ چھوڑ دیا نہ کھایا۔ ارشاد ہے "جو چیز پسند نہ فرماتے اس سے تغافل نہ برتتے اور اسے نا اُمید بھی نہ فرماتے اور اس کا جواب نہ دیتے" یعنی ناپسند بات سے اعراض فرماتے ہیں اور ادھر التفات نہ فرماتے اس پر گرفت نہ کرتے۔ اگر کسی دوسرے شخص کی کوئی خواہش پسند نہ آتی تو تصریحاً آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس شخص کو مایوس نہ کرتے بلکہ خاموش بھی ہوجاتے، نیز یہ بھی معنی کئے گئے ہیں کہ اموال دُنیا کو آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پسند نہیں فرماتے اور دُوسروں کو محروم اور نا اُمید نہ کرتے تھے بلکہ دُوسروں کو عطا فرماتے۔ یہ معنی تقدیر پر ہیں کہ ضمیر مِنْہُ مالا یشتھی کی طرف راجع ہو اور اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف راجع ہو تو اس کے معنی ہوں گے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے کرم اور اپنی بخشش و عطا سے کسی کو نا اُمید و نامُراد نہ فرماتے۔ شمائل النبویہ کے حاشیہ پر ہے کہ وَلَا یَجِبُ فِیْہِ میں جو ضمیر ہے۔

"الضمیر راجع الی مالا یشتھی فالمعنی انہ لا یجیب احدا مالا یشتھی بل یسکت عنہ عفوا او تکرما"

یعنی نا امید نہیں کرتے تھے مالا یشتھی پر، بلکہ از روئے عفو و کرم خاموشی بھی اختیار فرما لیتے۔"

نیز یہ معنی بھی لکھے ہیں کہ:۔

"لانہ لیس لہ ان یتبع غیرہ"

"آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس بات میں کسی دُوسرے کی اتباع نہیں کرتے تھے۔"

اور نہ ہی یہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شانِ اقدس کے مُناسب ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کسی اور کی اتباع کریں۔ ارشاد ہے کہ "اور جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ہم مجلس رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت ہی خاموش آنکھیں نیچے کئے ہوئے بیٹھتے، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔" یعنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سرورِ دوعالم، شفیع المذنبین، عالمِ علوم اوّلین و آخرین

Marfat.com

جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور اقدس میں نہایت ہی خاموش، مؤدب، گردن جھکا کر آنکھیں نیچی کر کے بیٹھتے۔ ارشاداتِ گرامی سنتے اور سمجھتے اور ان پر عمل کرتے۔ صاحبِ نہایہ فرماتے ہیں۔

" اَلْاَطْرَاقُ اَنْ یقبل بَبَصَرِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ وَیَسْکُتَ سَاکِتًا "

"سینہ پر نظر جمائے رکھنا اور بالکل خاموش ہونا۔"

گویا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارک میں ہمہ تن سر بجیب مراقبہ رہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ فیض آثار اور توجہاتِ عظیمہ سے مستفید ہوتے رہتے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار و تجلیات سے اپنے سینوں کو منور کرتے رہتے تھے۔ ارشاد ہے " پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو جاتے تو پھر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم مجلس گفتگو کرتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اپنی باتوں میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کرتے " یعنی جب تک حضور سرورِ کونین مالک و مختار، آقا و مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادات سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرفراز فرماتے رہتے اور جب خاموش ہو جاتے تو پھر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں گفتگو کرتے مگر پھر بھی اس مجلسِ اقدس کا اتنا ادب اور احترام فرماتے کہ اپنی گفتگو میں نہ تو کسی قسم کا نزاع کرتے اور نہ ہی جھگڑا، اور نہ ہی باہم اُلجھتے، تاکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطرِ عالی کے لئے تشویش کا باعث نہ ہو۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی دنیا و آخرت دونوں کی تباہی و بربادی کا سبب ہے اس لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مجلس مبارک میں ادب و احترام کا انتہائی اہتمام کرتے اور نہایت ہی محتاط رہتے۔ ارشاد ہے " اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں عرض معروض کرتا باقی سب کے سب خاموش رہتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہو جاتا۔ ان حضرات کی بات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہوتی جیسے پہلے شخص کی بات" یعنی جب تک پہلا شخص جو کہ مصروفِ گفتگو ہوتا اپنی بات مکمل ختم نہ کر لیتا کوئی دوسرا بیچ میں اپنی بات شروع نہ کرتا بلکہ خاموش رہتا۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی گفتگو سے فارغ ہو جاتے تو پھر دوسرے شخص سے گفتگو ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک شخص کی بات نہایت ہی توجہ اور ہمدردی سے سماعت فرماتے۔ کسی کی بات کو بے قدری اور کم توجہی سے نہ سنتے جیسا کہ اکابرین کا طریقہ ہے کہ ادنیٰ اور اصاغر کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے بہت کم التفات کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں

marfat.com
Marfat.com

قطعاً یہ عادت نہ تھی بلکہ بات کرنے والا ہر شخص یہی سمجھتا کہ حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ مجھ پر ہی شفقت اور مہربانی فرما رہے ہیں اور مجھے ہی اوّلیت مل رہی ہے۔ ارشاد ہے "اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجنبی یا مسافر کی سخت گفتگو اور بے ادبی کے پُوچھنے پر صبر کرتے تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ مسافروں کو مجلس مُبارک میں لے آتے۔" یعنی جس وقت اجنبی یا مسافر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک میں حاضر ہوتا تو چونکہ وہ آدابِ مجلس اور حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرنے کے آداب سے ناواقف ہوتا تو جا و بے جا سوالات کرتا اور درشت و ادب کے خلاف لہجہ اختیار کرتا اور ادب ملحوظِ خاطر نہ رکھتا مگر حضور پاک سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کریمانہ اور بزرگانہ اخلاق کی بدولت ان پر گرفت نہ کرتے درگذر فرما کر انتہائی صبر، تحمل، بردباری اور حلم کا مظاہرہ فرماتے اور ان کی اس قسم کی روش پر توجہ نہ دیتے۔ ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی تعریف کرنا منظور فرماتے جو حد سے زیادہ تجاوز نہ کرتا" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تعریف کو پسند فرماتے تھے جو افراط و تفریط سے پاک ہوتی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہوتی وہ بیان کرتا۔ صاحبِ لغات الحدیث جناب وحید الزمان صاحب کتاب "ک" صـ۶۴ پر لکھتے ہیں:۔

"بغیر احسان کے ثنا خوانی پسند نہ فرماتے۔ ابن الانباری نے کہا یہ تفسیر غلط ہے کیونکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا احسان سارے عالم پر ہے اور آپ کی تعریف کرنا ایسا فرض ہے جس کے بغیر اسلام پورا نہیں ہوتا، بلکہ صحیح تفسیر یہ ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسی کی تعریف قبول فرماتے جس کو سچا مسلمان جانتے جو دل سے ثنا اور تعریف کرتا لیکن منافقوں کی تعریف کو قبول نہ کرتے جو صرف زبانی جمع خرچ ہوتا۔ ازھری نے کہا کہ ایک اور مطلب بھی ہو سکتا ہے یعنی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی تعریف پسند فرماتے جو اعتدال کے ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صحیح تعریف کرتا اس میں افراط اور تفریط نہ ہوتی یعنی جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی واقعی شان ہے نہ اس سے بڑھاتا نہ گھٹاتا۔"

حضرت استاذ گرامی قدر محدث کبیر شیخ الدرس مولانا مولوی حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا۔

"کہ ایسی مدح و ثنا حضور شفیع المذنبین، عالمِ علومِ اوّلین و آخرین، صاحبِ لواءِ حمد، سیّد الانبیاء جناب احمد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کرنا جو عیسائیوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی کی،

Marfat.com

کہ انہیں الوہیت میں شامل کردیا جو کہ عظمتِ باری تعالیٰ میں انتہائی تجاوز ہے اور وہ بات جو سیّد الکونین رحمۃ اللعالمین پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک سے کم ہو اور اسے ثنا یا مدح مُصطفٰے کہی جائے وہ بھی نامقبول اور مردُود ہے۔"

صاحبِ قصیدہ بردہ شریف (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا :۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ
وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمْ

یعنی حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے صِرف ایک بات کا خیال رکھو کہ کہیں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت پیدا نہ کردو۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہنا) اور اس کے ماسوا جس طرح کی ثنا و مدح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت کرو، دُرست ہے۔ اس کے ماسوا (یعنی جو نصاریٰ نے کہا) تو صفت بیان کرو اور اس پر قائم رہو۔"

اور نیز استاذِ گرامی فرمایا کرتے تھے :۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَآءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از خُدا بُزرگ توئی قِصّہ مُختصر

حدیث ۱/۳۳۶ حدثنا محمد[1] بشار، حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی حدثنا سفیان[3] عن محمد[4] بن المنکدر، قال سمعت جابر[5] بن عبد الله یقول ما سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔

ترجمہ محمد بن المنکدر فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ جناب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمادیا ہو۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۳۶
۱ محمد بن بشار ۔ دیکھو حدیث ۲۳۶
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۳ سفیان ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ محمد بن المنکدر ۔ دیکھو حدیث ۲۳۶
باب ما جاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۵ جابر بن عبد اللہ ۔ دیکھو حدیث ۲۳۶
باب ما جاء فی کمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

Marfat.com

حل لغات

قَطّ۔ کبھی
سُئِلَ۔ مانگا گیا۔ طلب کیا گیا' مجہول ہے، سَاَلَ ماضی ہے۔

تشریح

ارشاد ہے کہ جناب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمادیا ہو" یعنی جس وقت بھی آنحضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کچھ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا' اگر اس وقت موجود نہیں ہوتا تو کسی سے قرض لے کر اس کے سوال کو پورا فرمادیتے یا دوسرے وقت پر دینے کا وعدہ کرلیتے۔ غرضیکہ نہ نہ فرماتے۔ اکثر اس طرح بھی ہوتا کہ ایک چیز ہے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود ضرورت ہے اور مانگنے والا وہی چیز مانگتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ضرورت کی پرواہ نہ فرماتے ہوئے سائل کو وہ چیز عطا فرمادیتے۔ یہی جناب جابر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کام کے بارے میں کہا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کر گذرتے اور اگر ارادہ نہ ہوتا تو خاموشی اختیار فرماتے مگر "نہیں" کسی کے جواب میں نہیں فرماتے تھے بلکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت نہ ہوتا تو سائل سے فرماتے کہ "کچھ انتظار کر' اگر میرے پاس کچھ آیا تو دے دوں گا" ایک بار اسی طرح کا واقعہ ہوا تو حضرت سیدنا امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے طاقت سے بڑھ کر کسی کو کسی عمل کی تکلیف نہیں دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری یہ بات ناپسند فرمائی" عربی کا مشہور و معروف شاعر فرزدق آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اخلاقِ حمیدہ وجلیلہ کو اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

مَاقَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ کَانَتْ لَا ءُهٗ نَعَمَ

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز
بجز در اشہدان لا الٰہ الا اللہ

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۱۱/۳۳۷ حدثنا عبدُ اللّٰہ بن عمران ابوالقاسم القرشی المکی حدثنا ابراھیمُ ابن سعد عن ابنِ شھاب عن عبیدِ اللّٰہ عن ابن عباس قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ حَتّٰی یَنْسَلِخَ فَیَاْتِیْہِ جِبْرِیْلُ فَیَعْرِضُ عَلَیْہِ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِیَہٗ جِبْرِیْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو بھی اچھی چیز ہوتی اس کو عطا کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کا مکمل مہینہ بہت ہی سخاوت فرماتے ہوئے گذار دیتے تھے، جب جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قرآن مجید سنانے کے لئے حاضر ہوتے تو اس ملاقات کے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلائی میں نہایت تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

حل لغات اَجْوَد۔ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے، اس کا مصدر جَوْدٌ ہے جس کے معنی سخاوت کرنا ہیں۔ جَوَادٌ۔ سخی۔ فیاض۔ یَنْسَلِخَ مجرد میں سَلْخاً مصدر ہے جس کا معنی مہینہ ختم ہونا، پوست نکالنا، کھال کھینچنا اور گذار دینا کے ہیں۔ یَعْرِضُ۔ عَرْضٌ مصدر ہے جس کا معنی پیش کرنا ہے، اور جب اس کا قرینہ کتاب ہو تو زبانی پڑھنا مراد ہوتا ہے جیسے کہ اس جگہ ہے۔ اَلرِّیْحُ الْمُرْسَلَۃ۔ تیز بارش۔

تشریح ارشاد ہے "اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کا مکمل مہینہ بہت ہی سخاوت فرماتے ہوئے گذار دیتے تھے" یعنی ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر حال میں اور ہر چیز کے مرحمت فرمانے میں انتہائی درجے کے سخی تھے۔ کوئی شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ باوجود بخشش و عطا کے رمضان مبارک کا پورا کا پورا مہینہ سخاوت ہی فرماتے رہتے تھے۔ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ۔ کَانَ کا اسم ہے اور فِیْ رَمَضَانَ خبر ہے اور مَا مصدریہ ہے یعنی کَانَ کَوْنُہٗ اَجْوَدَ کَائِنًا فِیْ رَمَضَانَ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سخی ہونے کا وقت رمضان میں ہوتا تھا۔ چونکہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دوسرے گیارہ مہینوں

اسماء الرجال حدیث ۱۱/۳۳۷

۱ عبداللہ بن عمران ابوالقاسم القرشی المکی۔ فروی لہ ۔۔۔ عامر بہ ۔۔۔ ابراہیم ۔۔۔ روی عن فضیل و ابراھیم بن سعد وعنہ المصنف وکذا ابن ماجہ والقضاعی وغیرھم مات ۲۴۴ھ الصحاح۔ ابن قمر نے کہا صدوق ہے۔ ۱۲ منہ

۲ ابراھیم بن سعد۔ ابواسحٰق ۔۔۔ زہری ہے۔ یاخذ عن ابیہ والزھری وطائفۃ وعنہ ابن مھدی واحمد وخلق۔ ۱۲ منہ

۳ ابن شہاب۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۱

۴ عبیداللہ۔ یہ ابن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہیں۔ منہ

۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۱

علی القاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ ملا کبیر ابن ابی یکر شاہ نے کہا ہو شخص یہ کہے کہ میرک شاہ نے کہا ہو شخص یہ کہے کہ کبیر ابن ابی یکر نے کہا ہے اکثر نسخوں کی یہی عبارت ہے۔

Marfat.com

کے مقابلہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کی رحمتیں اور بخششیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس بابرکت مہینہ میں نیکیوں میں بہت ہی زیادہ انہماک فرماتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عنایات بے پایان کو حاصل کرتے۔ نیز اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اس عظیم برکات والے مہینہ میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا شکر بجالانے میں زیادہ سے زیادہ سخاوت فرماتے' اور شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات مُتَخَلِّق بِاَخْلَاقِ اللّٰہ تھی۔ لہٰذا سُنتِ الٰہی کی پیروی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مہینہ میں مال و متاع کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ بعضوں نے اَجْوَد کو منصوب پڑھا ہے۔ اس صورت میں وہ کَانَ کی خبر ہوگی، اور کَانَ کا اسم ایک ضمیر مستتر ہوگی۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھرتی ہے۔ بعض نے ما کو موصولہ یا موصوفہ بھی کہا ہے۔ ارشاد ہے "جب جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قرآن مجید سنانے کے لئے حاضر ہوتے"۔ یعنی رمضان مبارک میں جناب جبریلِ امین حاضر ہو کر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قرآن پاک کا دور کرتے تھے حدیث شریف میں ہے۔

"اِنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُہُ الْقُرْاٰنَ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ مَرَّۃً وَاِنَّہُ عَارَضَہُ الْعَامَ مَرَّتَیْنِ (اوکما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحدیث)

یعنی بیشک جبریلِ امین ہر سال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے لیکن جس برس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہونا تھا اس میں دو بار دورہ کیا۔

فَیَاَتِیْہِ میں فَا تعلیل ماسبق کے لئے ہے یعنی رمضان شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی سخاوت اس وجہ سے تھی کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نعمتِ عظمیٰ حاصل ہوتی۔ ارشاد ہے "تو اس ملاقات کے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلائی میں نہایت ہی تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے"۔ یعنی اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کا کوئی حساب نہیں لگا سکتا تھا اور کوئی احاطہ نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وعبر بالمرسلۃ اشعارا بدوم ھبوبھا بالرحمۃ وعموم النفع بجود المصطفٰی

Marfat.com

كما انعم المرسلة سائر ما مرت عليه "

اس مُبارک وقت کی کیفیت کو علامہ موصوف اس طرح بیان فرماتے ہیں.

" والحديث سوق لبيان اثبات افضل الملا ئكة الى افضل الخلق با فضل كلام من افضل متكلم فى افضل وقت "

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ :

"ان صحبة الصلحين مؤثرة فى دين الرجل وعلمه ولذالك قالوا لقاء اهل الخير عمارة القلوب "

اور رمضان المبارک میں سخاوت کی زیادتی کا جواز بھی اس حدیث شریف سے ثابت ہو رہا ہے چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں :۔

"وفيه ندب اكثار الجود فى رمضان ومزيد الانفاق على المحتاجين فيه والتوسعة على عياله واقاربه ومحبيه وعند ملاقاة الصالحين وعقب مفارقتهم شكرا لنعمة الاجتماع بهم ومدارسة القرآن وجواز المبالغة والاغباء فى الكلام كما ذكره القرطبى "

(حاشیہ جمع الوسائل صفحہ ۱۷۰)

حضرت مولینا محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"و دریں حدیث اشارتست بآنکہ اکثار جود در ماہ رمضان مستحب ست"

یعنی اس حدیث شریف میں اس بات کا اشارہ ہے کہ رمضان المبارک میں زیادہ سخاوت کرنا مستحب ہے۔"

حدیث ۱۲/۳۳۸ حدثنا قتيبة[1] بن سعيد حدثنا جعفر[2] بن سليمان عن ثابت[3] عن انس[4] بن مالك قال كان النبى صلى الله عليه وآله وسلم لا يدخر شيئا لغد۔

marfat.com

Marfat.com

اسماء الرجال صفحہ ۴۴۴
۱ قتیبہ بن سعید وبعض شیوخہ
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ
۲ سلیمان وبعض شیوخہ
۳ جعفر بن سلیمان وبعض
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ
۴ ثابت وبعض شیوخہ
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ
۵ انس بن مالک وبعض شیوخہ
باب ماجاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے دن کے لئے کسی چیز کا بھی ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔

حل لغات یُدَّخِرُ۔ ذخیرہ کرتے تھے، جمع کرتے تھے۔ پس اندوختہ کرتے۔
غَدًا۔ آنے والا دن، کل، دوسرا دن، فردا۔

تشریح ارشاد ہے "حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے دن کے لئے کسی چیز کا بھی ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔" یعنی جو کچھ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتا، یا آنجناب کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا سب کا سب تقسیم فرما دیتے، دوسرے دن کے لئے کچھ بھی نہ رکھتے۔ حضرت علامہ محمد الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جب بھی غنیمت، زکوٰۃ یا خراج وغیرہ کا سامان یا روپیہ پیسہ آتا تو نہ اس پر رات گزرتی اور نہ دوپہر، یعنی اگر صبح سویرے آتا تو دوپہر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تقسیم فرما دیتے، اور اگر دن ڈھلے آتا تو رات آنے سے پہلے مستحق لوگوں میں بانٹ دیتے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ درہم و دینار نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں رات نہیں گذاری اگر کبھی کوئی چیز بچ گئی، اس کا لینے والا کوئی موجود نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک مسجد سے اپنے حجرہ مبارک میں تشریف نہیں لے گئے جب تک وہ بھی کسی ضرورت مند کو نہیں دے دی۔" [1]

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں:۔

"ان عدم الادخار آیۃ عظیمۃ علی اعظم التوکل والایثار وھما من محاسن الاخلاق"

یعنی یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم توکل اور ایثار کی بہت ہی شاندار دلیل ہے اور یہ دونوں محاسن اخلاق سے ہیں۔"

حضرت علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

وجہ مناسبۃ الحدیث بعنوان الباب

اس حدیث شریف کی عنوان باب سے یہ

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صفحہ ۱۳۱ مکتبۃ المعارف، داتا گنج بخش روڈ، لاہور

marfat.com
Marfat.com

ان الکرم والجود والتوکل والاعتماد علی واجب الوجود دون الخلق من کمال الخلق "

یہ وجہ مناسبت ہے کہ کرم، سخاوت، توکل اور واجب الوجود پر اعتماد سوائے مخلوق کے کمال خلق سے ہے۔"

حدیث ۱۳ / ۳۳۹

حدثنا هرون[1] بن موسیٰ بن ابی علقمة الفروی المدنی حدثنی ابی[2] عن هشام[3] بن سعد عن زید[4] بن اسلم عن ابیه[5] عن عمر[6] بن الخطاب اَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَسَئَلَهٗ اَنْ یُّعْطِیَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ وَلٰکِنِ ابْتَعْ عَلَیَّ فَاِذَا جَاءَنِیْ شَیْءٌ قَضَیْتُهٗ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَعْطَیْتَهٗ فَمَا کَلَّفَ اللّٰہُ مَا لَا تَقْدِرُ عَلَیْهِ فَکَرِهَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَوْلَ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعُرِفَ الْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ بِقَوْلِ الْاَنْصَارِیِّ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ۔

ترجمہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور پاک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس اس نے سوال کیا تاکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو کچھ عطا فرمائیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس کچھ بھی نہیں البتہ جو لینا ہے وہ خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہے۔ پھر جس وقت میرے پاس کچھ آجائے گا تو میں اسے ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا فرما دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہیں دی، اس چیز کی جس کا کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ نہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات کہنی پسند نہ فرمائی تو انصار میں سے ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! خرچ کیجئے۔ کسی قسم کی کمی کا خوف صاحب عرش سے نہ کیجئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور انصاری کی اس بات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور پر فرخندگی اور تازگی ظاہر ہو رہی تھی۔ پھر ارشاد فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۳ / ۳۳۹

[1] ہارون بن موسیٰ بن ابی علقمۃ الفروی المدنی۔ اخذ عن مالک وعنہ ابنہ ۔ ال کی بہ کی نسبت کی وجہ سے فروی کہا جاتا ہے۔ ذہبی نے کہا صدوق ہے۔ نسائی نے کہا ثقہ ہے۔ ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔

[2] ابی۔ الفروی کے ہیں۔ مجہول من الثالثۃ۔ المصنف الذی کلیہ۔

[3] ہشام بن سعد ابی عباد ابی سعید کیسان ہے۔ الحاکم نے کہا لا یحتج بہ اور ابوداؤد نے کہا لیس بالحافظ۔ ایک جماعت نے اس سے قرن کی ہے۔ ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔

[4] زید بن اسلم۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ۔

[5] ابی۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ۔

[6] عمر بن الخطاب۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ۔

Marfat.com

حل لغات اِبْتَعْ - خریدے۔ بَیْعٌ اس کا مصدر ہے بمعنی خریدنا۔ کَلَّفَ۔ مشقت میں ڈالا۔ تَکْلِیْفٌ مصدر ہے بمعنی سختی اور مشقت میں ڈالنا۔ تُقْدِرُ - بس میں تھا۔ قَدْرٌ و قُدْرَۃٌ مصدر ہے بمعنی کرسکنا۔ طاقت دینا۔ اندازہ کرنا۔ روک رکھنا۔ اِقْلَالاً - کم کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں البتہ جو لینا ہے وہ خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہے" یعنی تمہیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ بازار سے میرے نام پر خرید لے اس کا قرضہ میرے ذمہ ہوگا۔ اس شخص کو میں رقم ادا کردوں گا جس سے تم اپنی ضرورت کی چیز خریدو گے۔ جناب بلال رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو کر حاضرِ خدمت ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو برہنہ دیکھتے تو مجھے اس کے لباس کا بندوبست کروانے کا حکم فرماتے۔ میں کہیں سے قرض وغیرہ کر کے اس کو کپڑے بنوا دیتا کھانا کھلا دیتا وغیرہ وغیرہ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قرضہ کی ادائیگی فرما دیتے۔ ارشاد ہے "تو (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے تو اسے عطا فرما دیا" پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہیں دی اس چیز کی جس کا کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ نہیں" یعنی نرم جواب بھی تو بمنزلۂ عطا و بخشش کے ہے سو وہ تو آپ نے اسے دے دیا ہے یا جو چیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی مرحمت فرما دی اور اب جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ بھی موجود نہیں تو خواہ مخواہ لوگوں کے قرضے اپنے ذمے کیوں لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کے سپرد یہ کام نہیں کیا ہے کہ لوگوں کے قرضے ان کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا کریں۔ ارشاد ہے "تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات کہنی پسند نہ آئی" یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بات اس لئے ناگوار خاطر ہوئی کہ ایک سائل نامراد واپس لوٹتا تھا اور یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ سے بعید تھا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ یہ کلمہ اس لئے ناگوار خاطر نہ تھا کہ خلافِ شریعت تھا۔ ارشاد ہے "انصار میں سے ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ خرچ کیجئے کسی قسم کا خوف صاحبِ عرش سے نہ کیجئے" یعنی وہ ذاتِ اقدس جو عرشِ عظیم کی مالک ہے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمانے والا ہے لہٰذا آپ کسی قسم کی کمی کا اندیشہ یا فکر یا ڈر یا غم نہ کیجئے۔ جل جلالہ و عم نوالہ اپنی بارگاہِ عالیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو عالم یا عالمیان میں سے کسی ایک کو نہیں عطا فرماتا۔ ارشاد ہے "تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

انصاری کی اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اس خوشی کا اظہار طبیعت مبارک اور چہرۂ انور سے بھی ہونے لگا۔ چنانچہ راوی نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخِ انور پر فرخندگی اور تازگی انصاری کی اس بات سے ظاہر ہو رہی تھی۔" نیز ارشاد فرمایا کہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے" یعنی خرچ کروں اور افلاس وفقیری کا کوئی فکر واندیشہ نہ کروں۔

حدیث ۱۴/۳۴۰ حدثنا علیؑ بن حجر حدثنا شریکؒ عن عبد اللہؒ بن محمد بن عقیل عن الربیعؒ بنت معوذ بن عفرا قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقناعٍ من رطبٍ واجرٍ من جرٍ فاعطانی ملأ کفہ حلیاً وذہبا۔

ترجمہ ربیع بنت معوذ بن عفرا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں تازہ کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی ککڑیوں (جن پر خفیف رُواں) کا طباق لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ پس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ مبارک بھر کر زیور وسونا مجھے عطا فرمایا۔

حل لغات قِنَاعٌ۔ طباق جس پر کھانا کھاتے ہیں، اس کو قُنع بھی کہتے ہیں۔ کھجور کی لکڑی کی تھالی جس میں کھانا رکھا جاتا ہے۔ رُطَبٌ۔ تازہ کھجور، پختہ تازہ کھجور۔ اَلْجَرْد۔ چھوٹی چیز، انار ہو یا خربوزہ، یا ککڑی۔ اس کی جمع جَرَاءٌ و اَجُرٌّ آتی ہے اور جمع الجمع اَجَرِیَۃٌ ہے۔ زَغَبٌ۔ نرم روئیں، بال اور پر نکلنا۔ اصل میں زَغَبٌ اس روئیں کو کہتے ہیں جو چوزے کے بدن پر شروع میں نکلتا ہے۔ مَلَأَ۔ بھرنا، لبالب کرنا۔ حُلِیٌّ۔ ہر ایک زیور کو کہتے ہیں۔ ذَھَبٌ۔ زر، سُرخ۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح باب ماجاء فی صفۃ فاکھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۶/۷ میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمالیجئے۔

حدیث ۱۵/۳۴۱ حدثنا علیؑ بن خشرم وغیر واحد قالوا حدثنا عیسیٰؑ بن یونس عن ہشامؒ بن عروۃ عن ابیہؒ عن عائشۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقبل الہدیۃ ویثیب علیہا۔

اسماء الرجال
۱ علی ابن حجر دیکھو حدیث ۳۴۰
۲ ربیع بنت معوذ بن عفرا دیکھو حدیث ۳۴۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۴
۳ عبد اللہ بن محمد بن عقیل دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی فاکہۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ شریک بن عبد اللہ دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی فاکہۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۵ ہشام بن عروۃ دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی فاکہۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۴

Marfat.com

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدل عطا فرماتے تھے۔

حل لغات اَلْهَدِيَّة۔ تحفہ، ہدیہ۔
يُثِيْبُ۔ بدل دیتے۔ ثَوَّبَ سے ہے جس کا معنی بدلہ دینا ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفہ قبول فرماتے تھے۔" یعنی جب کوئی شخص آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں کوئی چیز ہدیۃً اور تحفۃً پیش کرتا تو اسے قبول فرماتے اور رد نہ کرتے۔ ارشاد ہے "اور اس کا بدل عطا فرماتے تھے" یعنی جو شخص تحفۃً یا ہدیۃً کچھ حاضرِ خدمت کرتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بدلہ میں ضرور کچھ نہ کچھ چیز مرحمت فرماتے۔ حضرت شیخ الحدیث محدثِ کبیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ

"جیسے وہ تحفہ ہوتا تو آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی قیمت کی کوئی چیز یا اس سے بھی زیادہ قیمت کی اور بہتر چیز بدلہ میں عطا فرماتے۔ اور کسی تحفہ دینے والے کو خالی ہاتھ رخصت نہ کرتے بلکہ عنایتوں اور بخششوں سے نواز کر رخصت کرتے۔"

جیسا کہ حدیث ۱۴/۳۴۰ میں گذر چکا ہے۔ ایک حدیث شریف میں بہتر بدلہ کے الفاظ مبارک بھی موجود ہیں وَيُثِيْبُ خَيْرًا مِّنْهَا۔ گویا تحفہ سے زیادہ قیمتی بدلہ عطا فرماتے۔

اہلِ سنت وجماعت کے ہاں آج تک یہ معمول ہے کہ حضور پاک صاحبِ لولاک، عالمِ علوم اولین وآخرین صاحب قاب قوسین او ادنیٰ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد مبارک یعنی سادات عظام کے گھروں میں ہدیۃً و تحفۃً جو چیز بھیجتے ہیں تو وہ ضرور کچھ نہ کچھ حسبِ توفیق ان کو بدل میں دیتے ہیں، اور یہ سنت اسی طرح جاری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

○

۱ الاسماء الرجال حدیث ۱ ۱۴
۲ علی بن خشرم کبھی حدیث بنا
باب ماجاء فی لین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳ عیسیٰ بن یونس کبھی حدیث ۲
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ ہشام بن عروہ کبھی حدیث ۳
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۵ ابیہ کبھی حدیث ۴
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۶ عائشہ صدیقہ کبھی حدیث ۵
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

Marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي حَيَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیا کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں دو[۲] احادیث ہیں)

حل لغات الحیَاء بالقصر ہو تو اس کے معنی بارش کے ہیں اور الحیَاء بالمد ہو تو اس کے معنی "کسی چیز سے منقبض ہونا اور ملامت کے خوف سے چھوڑ دینا" کے ہیں۔ اور شرع شریف میں اس کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں :-

"ھوخلق یبعث علیٰ اجتناب القبیح ویمنع من التقصیر فی حق ذوی الحق"

یعنی "وہ خلق ہے جو افعال قبیحہ سے اجتناب کا باعث ہو اور صاحبِ حق کے حق کی تقصیر کرنے سے مانع ہو"

تروتازگی۔ توبہ۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان، عالمِ علومِ اوّلین وآخرین، صاحبِ خلقِ عظیم جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیاء کا ذکرِ خیر ہے۔ علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاء کا یہ عالم تھا کہ کسی چہرہ پر نظریں گاڑ کر گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ اگر اپنی منشا کے خلاف کوئی بات کہنا چاہتے تو اشاروں کنایوں میں کہتے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی تو لوگوں سے دُور کسی میدان وغیرہ میں چلے جاتے اور اس وقت تک کپڑا اُوپر نہ اُٹھاتے جب تک زمین پر بیٹھ نہ جاتے۔" [۱]

[۱] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف لاہور

marfat.com

Marfat.com

سنن ابن ماجہ میں ابی بکرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ الخ" "حیاء ایمان کی نشانی ہے اور ایمان کا ہونا جنتی ہونا ہے۔"

ابن ماجہ کی دُوسری حدیث ابن عباس سے ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

"ان لکل دین خلقا وان خلق الاسلام الحیاء" "یقیناً ہر دین کے لئے ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیاء ہے۔"

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے :-

"الحیاء شعبۃ من الایمان" "حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

بخاری شریف میں ہے عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

"الحیاء لا یاتی الا بخیر" "حیاء سے بھلائی ہی پیدا ہوگی۔"

حدیث ۱/۳۴۲ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابود[2] او دحدثنا شعبۃ[3] عن قتادۃ[4] قال سمعت عبداللہ[5] بن ابی عتبۃ یحدث عن ابی سعید[6] الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشد حیاءً من العذراء فی خدرھا وکان اذا کرہ شیئاً عرف فی وجھہ۔

ترجمہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی بہت زیادہ شرم وحیا رکھتے ہیں جو مکان کے اندر ایک اپنے مخصوص حصہ میں رہتی ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو اس کا اثر رُخِ انور سے معلوم ہو جاتا۔

حل لغات اشد[1] - بہت زیادہ۔ مضبوط۔ العذراء[2] - دوشیزہ، باکرہ، کنواری، دُرِ نا سفتہ اس

Marfat.com

کی جمع العذاری آتی ہے۔ خِدْر۔ پردہ۔ وہ پردہ جو لڑکی کیلئے مکان کے کوگوشہ میں لگادیا جائے، لڑکی کے لئے مکان کا مخصوص حصہ، شیر کی جھاڑی، رات کی تاریکی۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی بہت زیادہ شرم وحیا رکھتے تھے جو مکان کے اندر ایک مخصوص حصہ میں رہتی ہے" حضرت شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ "یہ کنایہ ہے شادی کی پہلی رات سے، اس لئے کہ اس کے شرم وحیا کی اس رات انتہا ہی ہوجاتی ہے" صاحب جمع الوسائل فرماتے ہیں کہ "کنواری لڑکیوں کی تربیت پردہ میں لی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کو دوسری عورتوں کے سامنے بھی نہیں ہونے دیا جاتا۔ اس لئے کہ عام بازاروں میں پھرنے والی کنواری لڑکیوں میں شرم وحیا بہت ہی کم رہ جاتی ہے" حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وفیہ ان الحیاء من الاوصاف المحمودۃ لم ینتہ الی ضعف اوجبن اوخروج عن الحق اوترک اقامۃ حد والا کان مذموما وحیاؤہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان مبراء من ذالک کلہ"

"اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حیاء اوصاف محمودہ میں سے جب تک کہ اس میں کمزوری نامردی، حق سے نکلنا اور حسد کا پیدا ہونا نہ پایا جائے۔ اگر یہ چیزیں پیدا ہوں تو پھر مذموم ہے اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیا تو ان تمام چیزوں سے کلی طور پر پاک اور مبرا تھا۔"

ارشاد ہے "اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو اس کا اثر رُخِ انور سے معلوم ہو جاتا" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از راہِ حیاء اپنی زبان مبارک سے اس ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہ فرماتے بلکہ رُخِ انور سے سمجھ لیا جاتا کہ یہ بات ناپسند ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۲/۳۴۳ حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا وکیع[۲] حدثنا سفین[۳] عن منصور[۴] عن موسیٰ[۵] بن عبد اللہ بن یزید الخطمی عن مولیٰ[۶] لعائشۃ قال قالت عائشۃ[۷] ما نظرت الی فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم او قالت ما رأیت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قط۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محلِ شرم پر نظر نہیں کی، یا فرمایا کہ میں نے کبھی بھی آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔

حل لغات فَرْجٌ۔ شرم گاہ۔

تشریح صاحبِ حلاوۃ المتعلمین حضرت محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یعنی بواسطہ بسیاری شرم وحیا عورت خودرا بوجہی مستور می داشت کہ گاہے نظر من بروی نیفتاد"

یعنی "آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم بوجہ انتہائی شرم وحیا کے اپنی شرم گاہ کو اس طرح ڈھانپے رکھتے کہ میری نظر اس پر کبھی پڑی نہیں۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یغتسل من وراء الحجرات ومارأی احد عورتہ قط"

"کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم حجروں کے پیچھے جاکر غسل کرتے تھے اور کسی نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محل ستر کو کبھی نہیں دیکھا۔"

حضرت استاذِ گرامی فاضلِ اکمل شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا:۔

"کہ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس اسوۂ حسنہ میں مسلمانوں کے لئے عموماً اور امراء و مشائخ کیلئے خصوصاً ایک عظیم درس ہے۔ کاش کہ ہمارے امراء بے شرمی اور

الامام العلامۃ المحدث الحجۃ الحافظ الحجال صدیث
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھیے صدیث ۱۸۴ باب ما جاء ما کان یقول اذا دخل منزلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۲ حاشیہ ۱ ۲ وکیع۔ دیکھیے صدیث ۱۸۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفیان۔ دیکھیے صدیث ۱۸۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۴ منصور۔ دیکھیے صدیث ۱۸۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴
۵ موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید الخطمی۔ ان سے صدیث ۱۸۴ میں ان کے والد اور ابی حبیبہ کے واسطے سے اور اس سے آگے اور بھی بہت سے محدثین نے روایت کی ہے۔ قال الذہبی وثقہ ابن معین۔
۶ مولیٰ لعائشہ۔ دیکھیے صدیث ۱۸۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵
۷ عائشہ صدیقہ۔ دیکھیے صدیث ۱۸۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

Marfat.com

بے حیائی کی محفلوں کو چھوڑ دیں اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عظیم اخلاق یعنی شرم وحیا کو اپنائیں تو ہمارے معاشرہ کی کیفیت ہی بدل جائے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

بَابُ مَاجَآءَ فِی حَیَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِی حِجَامَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضرت رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچھنے (سینگی) لگوانے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات اَلْحِجَامَةَ۔ پچھنے لگانے کا پیشہ۔ حَجْمٌ سے ہے جس کے معنی اُونچا ہونا، بڑھ جانا، چُوسنا، اور روکنا کے ہیں۔ حَجَّامٌ۔ پچھنے (سینگی) لگانے والا۔

تشریح اس باب میں حضور شافع یوم النشور، نبی الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم النبیین، سرورِ کونین جناب احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دونوں شانوں مُبارک اور پُشت قدم مبارک پر پچھنے (سینگی) لگوانے کا ذکر ہے۔ نیز پچھنے لگوانے پر مزدوری ادا کرنے کا بیان بھی ہے۔

پچھنے (سینگی) لگوانا سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول مُبارک اور فعل پاک سے ثابت ہے۔ اطباء نے اس کے بہت سے فوائد تحریر کئے ہیں۔ "ذکرِ جمیل" میں حضرت خطیبِ اسلام مولٰینا مولوی محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ص۲۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے جو خون نکلا وہ ایک قریشی غلام نے پی لیا۔ فَقَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَحْذَرْتَ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ (خصائص کبریٰ، زرقانی ص۲۲۹) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا جا تو نے اپنے نفس کو دوزخ سے بچا لیا۔"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون پی گئے تھے جب کہ

Marfat.com

پچھنے لگوا کر خون ان کو دیا تھا کہ جاؤ کہیں باہر ایسی جگہ چھپا دو جہاں کوئی نہ دیکھے وہ باہر نکل کر پی گئے۔ جب واپس آئے تو فرمایا کہ کیا کر آیا ہے؟ عرض کی ایسی جگہ چھپا کر آیا ہوں جہاں کوئی نہ دیکھے گا۔ فرمایا شاید تو پی آیا ہے۔ عرض کی ہاں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس میں آپ کا خون ہو گا اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔ ارشاد فرمایا جا تو بھی دوزخ کی آگ سے بچ گیا۔ پھر فرمایا افسوس ان لوگوں پر جو تجھے قتل کریں گے اور افسوس کہ تو ان سے نہ بچے گا"

(مستدرک، کنز العمال شریف، بزاز، ابویعلی، بیہقی، خصائص کبری ص۶۸ ج۱ از قاضی ص۲۳ ج۴)

عبداللہ بن زبیر سے کسی نے پوچھا کہ خونِ اقدس کا ذائقہ کیا تھا تو فرمایا شہد کی طرح اور خوشبو کستوری جیسی۔ (شرح شفا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث ۱/۳۴۴ حدثنا علی بن حجر حدثنا اسماعیل بن جعفر عن حمید قال سئل انس بن مالک عن کسب الحجام فقال انس احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجمہ ابوطیبۃ فامر لہ بصاعین من طعام وکلم اھلہ فوضعوا عنہ من خراجہ وقال ان افضل ما تداوی بہ الحجامۃ او ان من امثل ما تداوی بہ الحجامۃ۔

ترجمہ حمید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک سے پچھنے (سینگی) لگوانے کی مزدوری کے متعلق دریافت کیا گیا تو جناب انس نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے (سینگی) لگوائے تھے (اور یہ پچھنے) ابوطیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لگائے تھے۔ پس حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو صاع خوراک دینے کا امر فرمایا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مالک کے ساتھ گفتگو کر کے اس پر سے کمی کروا دی، اور ارشاد فرمایا یقیناً بہتر علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنے لگانا ہے یا افضل کی جگہ امثل فرمایا۔

حل لغات کَسْب۔ جمع کرنا، طلب کرنا، نفع کمانا، روزی تلاش کرنا، کما دینا۔ صَاعَیْن۔ تثنیہ ہے واحد صاع ہے، تقریباً چار سیر کا ایک صاع ہوتا ہے۔ یہ ایک وزن ہے۔ خَرَاج یا خِراج۔ پیداوار

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۴۴
۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱
۲ اسماعیل بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۱
۳ حمید۔ دیکھو حدیث ۲
۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۲
۵ ابوطیبہ۔ ما کی زبر ے اور اس کا نام نافع ہے۔ اور پچھنے کا مولی ہے۔

Marfat.com

وہ محصول جو بادشاہ یا زمین کا مالک وصول کرتا ہے۔ آمدنی۔ تَدَاوٰی۔ خود اپنا علاج کرنا۔

تشریح ارشاد ہے " انس بن مالک سے پچھنے (سینگی) لگوانے کی مزدوری کے متعلق دریافت کیا گیا" یعنی کیا پچھنا (سینگی) لگوانے کی اُجرت لینا جائز ہے یا نہیں۔ جناب علامہ قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :۔

"بعضی شارحان گفتہ اند کہ شاید منشاء سوال آں باشد کہ حدیث وارد ست در خباثت ایں کسب وکسب الحجام خبیث پس توہم کرد سائل کہ اعطاء اجرت بحجام حلال نباشد"

یعنی "بعض شارحین نے فرمایا ہے کہ شاید یہ سوال، اس لئے کیا گیا ہو کہ اس پیشہ کی خباثت میں حدیث کسب الحجام خبیث وارد ہے۔ لہٰذا پوچھنے والے نے یہ وہم کیا کہ شاید حجام کو اُجرت دینی جائز نہیں"

ارشاد ہے " تو جناب انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے (اور یہ پچھنے) ابوطیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لگائے تھے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دو صاع خوراک دینے کا امر فرمایا۔" ابوطیبہ کا نام نافع ہے اور محیصہ کا آزاد کردہ ہے، یہ پچھنے لگانے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ جب ابوطیبہ پچھنے لگا چکا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے بطور مزدوری دو صاع یعنی آٹھ سیر کھانا دے دو چنانچہ اُسے دیا گیا۔ صوفی باصفا حضرت مولینا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں

"پس معلوم شد کہ اعطائے اجرت بحجام مباح است و الا آنسرور حکم نمیکرد بے بدادن چیزے"

"یعنی معلوم ہو گیا کہ حجام کو اُجرت دینا مباح ہے ورنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کسی چیز کے دینے کا حکم نہ فرماتے۔"

ایک روایت میں دو صاع تمر یعنی کھجور بھی آیا ہے۔ گویا دو صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ ارشاد ہے " اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مالک کے ساتھ گفتگو کر کے اس پر سے کمی کروا دی" یعنی وہ جس کا غلام تھا اس سے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے آقا سے سفارش کی کہ اس کا غلام جو روزانہ کا محصول ادا کرتا ہے چونکہ وہ زیادہ ہے لہٰذا اسے کم کرے۔ ابوطیبہ کے آقا کا نام محیصہ بن مسعود تھا۔ اس نے اس شرط پر اس کو چھوڑ دیا تھا کہ وہ تین صاع کھجور روزانہ اپنے مالک کو ادا کرے گا اور اس سے زائد خود لے گا۔ ایسے غلام کو عَبْد مَاذُوْن کہتے ہیں۔

Marfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش پر بجائے تین صاع کے اس کے مالک نے دو صاع کھجور لینا منظور کر لیا۔ بے بس، لاچار اور غلاموں پر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور محبت اتنی تھی جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا اس جذبۂ صادقہ کا اظہار اس مظلوم غلام کی امداد حمایت اور اعانت پر فرمایا۔ ارشاد ہے "یقیناً بہتر علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنے لگانا ہے"۔ صاحب حلاوۃ المتعلمین مولینا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"بعضی گفتہ اند کہ ایں مخصوص است باہل مدینہ کہ ایشاں مداومت دارند بخوردن خرما و ازاں خون غلیظ پیدا می کرد۔"

"بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اہلِ مدینہ منورہ کے لئے ہے وہ اکثر خرما کھاتے ہیں اور اس سے غلیظ (گھاڑا) خون بنتا ہے۔"

چونکہ یہ خون سینگی لگانے سے خارج ہوتا ہے اس لئے سینگی لگانے کا ارشاد فرمایا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کا مزاج گرم ہے اور ان کا خون غلیظ (گاڑھا) ہے تو ان کو پچھنے لگوانا مستحب ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو بہت بار پچھنے لگوائے۔ اطبا نے لکھا ہے کہ وہ لوگ جو سرد مزاج ہیں اور سرد ممالک میں رہتے ہیں ضرورت پڑنے پر فصد ان کے لئے مفید ہے۔ علامہ البیجوری صاحب متوفی ۱۲۷۶ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"ویوخذ من الحدیث حل التداوی بل سنہ واخذ الاجرۃ للطبیب والشفاعۃ عند رب الدین۔"

حدیث ۲/۳۴۵ حدثنا عمرو[1] بن علی حدثنا ابوداؤد[2] حدثنا ورقاء[3] بن عمر عن عبدالاعلی[4] عن ابی جمیلۃ[5] عن علی[6] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَحْتَجَمَ وَاَمَرَنِیْ فَاَعْطَیْتُ الْحَجَّامَ اَجْرَہٗ۔

ترجمہ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور مجھے امر فرمایا پس میں نے اس حجام کو اس کی اُجرت ادا کر دی۔

تشریح ارشاد ہے "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے" (سینگی) پچھنے لگوانا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ ارشاد ہے "اور مجھے امر فرمایا" یعنی مجھے حکم دیا کہ پچھنے لگانے

اسماء الرجال حدیث ۲/۳۴۵

ع۱ عمرو بن علی۔ دیکھو حدیث ۵

باب ماجاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

ع۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱

باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

ع۳ ورقاء بن عمر۔ ابوبشر یکنیٰ ہے ابشکری ہے الوکی ہے مدائن میں سکونت اختیار کی ذہبی نے کہا صدوق صالح اور کہا فیہ لین من السابعۃ۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

ع۴ عبدالاعلیٰ۔ دیکھو حدیث ۳

باب ماجاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الطعام وبعد ما یفرغ منہ۔

ع۵ ابی جمیلہ۔ اس کا نام یزید بن یعقوب الطہوی ہے تابعی ہے من الثانیۃ، اخرج لہ ابوداؤد والنسائی۔

ع۶ علی المرتضیٰ۔ دیکھو حدیث ۵

باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱

marfat.com

Marfat.com

والے کو مزدوری دُوں۔ ارشاد ہے "پس میں نے اس حجام کو اس کی اُجرت ادا کردی" یعنی دو صاع (۸ سیر) طعام پچھنے لگانے کی مزدوری اسے دے دی۔ بخاری شریف باب السعوط میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتجم واعطی الحجام اجرہ واستعط"

"یعنی یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو مزدوری عطا فرمائی اور ناک میں دوا ڈالی۔"

حدیث ۳/۳۴۶ حدثنا ھارون[1] بن اسحٰق الھمدانی حدثنا عبدۃ[2] عن سفین[3] الثوری عن جابر[4] عن الشعبی[5] عن ابن عباس[6] انہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتجم فی الاخدعین وبین الکتفین واعطی الحجام اجرہ ولو کان حراما لم یعطہ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گردن کی دونوں رگوں کی طرف اور دونوں شانوں کے درمیان پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اس کی اُجرت عطا فرمائی اور اگر چہ یہ حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے۔

حل لغات اخدعین۔ تثنیہ ہے اس کا واحد اَخْدَع ہے گردن کی رگ، گردن کے دونوں پہلوؤں پر دو پوشیدہ رگوں کا نام ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں "فلان شدید الاخدع" یعنی فلاں بڑا گردن کش ہے۔ کتف۔ شانہ، مونڈھا۔ کتفین تثنیہ ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "اگر یہ حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے" یعنی پچھنے لگانے کی مزدوری اگر حرام ہوتی تو حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ یا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے یا مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا۔ حضرت امام احمد بن حنبل ممانعت اور غیر ممانعت کی احادیث میں اس طرح تطبیق کرتے ہیں کہ اجازت کی روایات غلاموں کے بارے میں ہیں اور ممانعت کی روایات آزاد افراد کے حق میں ہیں۔ چونکہ ابو طیبہ غلام تھے اس لئے انہیں اُجرت

اسماء الرجال صفحہ ۳۴۴
۱ ہارون بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عامۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حاشیہ ۱
۲ عبدۃ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفین الثوری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ جابر۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۹
۵ الشعبی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۲
۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۷

Marfat.com

ادا کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ جواز کے قائل ہیں۔

حدیث ۳۴۷ حدثنا ھٰرون بن اسحٰق حدثنا عبدۃ عن ابن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَعَا حَجَّامًا فَحَجَمَہٗ وَسَاَلَہٗ کَمْ خَرَاجُکَ فَقَالَ ثَلٰثَۃُ اٰصُعٍ فَوَضَعَ عَنْہُ صَاعًا وَاَعْطَاہُ اَجْرَہٗ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگانے والے کو بلایا اور پچھنے لگوائے اور اس سے پوچھا کہ تیرا روزانہ کا کتنا محصول ہے تو اس نے عرض کیا کہ تین صاع۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صاع کم کروادیا اور اس کو مزدوری بھی عطا کردی۔

حل لغات اٰصُعٌ۔ پیمانے۔ صاع کی جمع اٰصُعٌ اور اَصْوُعٌ آتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اور اس سے پوچھا کہ تیرا روزانہ کا کتنا محصول ہے تو اس نے عرض کیا کہ تین صاع" اس شخص سے مراد ابوطیبہ ہے اس کا نام نافع ہے اور یہ محیصہ بن مسعود کا غلام تھا۔ عرب میں یہ طریقہ رائج تھا کہ غلام کو اس شرط پر چھوڑ دیا جاتا کہ وہ مقررہ مقدار آقا کو دے اور باقی خود لے لے۔ اس قسم کے غلام کو عبد ماذون کہتے ہیں۔ ابوطیبہ بھی اسی طریق کے غلام تھے۔ وہ تین صاع کھانا از قسم کھجور یا گیہوں وغیرہ مالک کو دیتے اور بقیہ جو بھی ہوتا خود لے لیتے، اور یہ پیشہ یعنی پچھنے لگانے کا اختیار کر رکھا تھا۔ حضور پاک شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مالک سے سفارش کرکے اس کے اس روزانہ مقدار سے ایک صاع کم کروادیا۔ نیز اسے دو صاع کھجور بھی عطا فرمادی۔

حدیث ۳۴۸ حدثنا عبدالقدوس بن محمد العطار البصری حدثنا عمرو بن عاصم حدثنا ھمام و جریر بن حازم قالا حدثنا قتادہ عن انس بن مالک قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَحْتَجِمُ فِی الْاَخْدَعَیْنِ وَالْکَاھِلِ

اسماء الرجال حدیث ۳۴۷
۱ ھارون بن اسحاق۔ دیکھو حدیث ۳۴۷ باب ما جاء فی صفۃ عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عبدۃ۔ دیکھو حدیث ۳۴۷ باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳ ابی لیلیٰ۔ ان کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ انصاری ہیں مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ بڑی عمر پائی۔ ۸۳ سال کی عمر میں وفات اختیار کرلی تھی۔
۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۳۴۷ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۳۴۷ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

Marfat.com

وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدَىٰ وَعِشْرِيْنَ ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردن کی دونوں رگوں کی جانب اور مونڈھوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۷، ۱۸، اور ۱۹ تاریخ کو پچھنے لگواتے

حل لغات کَاهِلٌ ۔ گردن کے قریب پیٹھ کا بالائی حصہ، اس کی جمع کَوَاهِلُ ہے ۔ یعنی دونوں مونڈھوں کے درمیان ۔

تشریح حلاوۃ المتعلمین میں حضرت مولینا مولوی محمد عاقل تحریر فرماتے ہیں :۔

"شیخ ابن حجر گفتہ در باب تواریخ مذکورہ احادیث بسیار واقع شدہ تا آنکہ آنسرور فرمودہ کہ حجامت کردن دریں تواریخ شفا و صحت است از ہر مرض"

"یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان مذکورہ تواریخ کے باب میں بہت احادیث واقع ہیں یہاں تک کہ آنحضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان تواریخ میں پچھنے لگوانا بیماری سے صحت و شفا کا باعث ہے۔"

نیز تحریر فرماتے ہیں :۔

"بدانکہ گفتہ اند کہ حجامت روز شنبہ و چہار شنبہ مکروہ است و مورث برص است و از ابن عمر مروی است کہ شنیدم آنسرور کہ می گفت کہ حجامت زیادہ می کند حفظ و عقل را پس حجامت کنید بر اسم خدا و حجامت نکنید روز پنجشنبہ جمعہ و شنبہ و یک شنبہ و حجامت کنید روز دوشنبہ و جزام و برص نازل نمی شود مگر روز چہار شنبہ و ابو داؤد

یعنی "جان لے کہ علماء نے فرمایا کہ حجامت کرنا ہفتہ کے دن اور بدھ کے دن مکروہ ہے۔ اور برص کی بیماری پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : پچھنے لگوانا قوتِ حافظہ اور عقل کی زیادتی کا باعث

marfat.com

Marfat.com

روایت کردہ کہ مکروہ است حجامت روز سہ شنبہ"

ہے لہٰذا اللہ جل جلالہٗ کا اسم پاک لے کر پچھنے لگوایا کرو۔ اور جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو پچھنے نہ لگوایا کرو، مگر ہاں پیر کے دن پچھنے لگوایا کرو، جذام اور برص تو بدھ کے دن ہوتی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ منگل کے دن پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔"

اس تمام بحث کو ختم فرماتے ہوئے قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ تحقیق ظاہر شد از احادیث کہ بہتر روزہا برائے دو شنبہ است دتی کہ موافق افتد تاریخ ہفدہم یا نوزدہم یا بست ویکم را"

یعنی "شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یقیناً احادیث سے ظاہر ہو گیا کہ دنوں میں بہتر دن پچھنے لگوانے کے لئے پیر کا دن ہے جبکہ ۱۷، ۱۹ یا ۲۱ کو یہ دن آئے۔"

حدیث ۶/۳۴۹ حدثنا اسحٰق[۱] بن منصور حدثنا عبد الرزاق[۲] عن معمر[۳] عن قتادۃ[۴] عن انس[۵] بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتجم وھو محرم بملل علی ظہر القدم۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملل کے مقام پر پاؤں مبارک کی پشت پر پچھنے لگوائے اس حال میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے۔

حل لغات

محرم۔ احرام باندھے ہوئے۔

ملل۔ مکہ مکرمہ سے آتے ہوئے مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلہ پر یہ گاؤں ہے۔

ظہر القدم۔ پشت پا۔

اسماء الرجال حدیث نمبر ۳۴۹
۱ اسحاق بن منصور۔ دیکھو صحیح بخاری باب ما جاء فی نبیذ الجر حدیث ۱
۲ عبد الرزاق۔ دیکھو صحیح بخاری باب ما جاء فی شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۳ معمر۔ دیکھو حدیث ۶
باب ما جاء فی شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حدیث ۵
۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱

Marfat.com

تشریح ارشاد ہے" پاؤں مُبارک کی پشت پر پچھنے لگوائے اس حال میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے" یعنی احرام کی حالت میں پشتِ قدم پر پچھنے لگوائے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

"فیہ حل الحجامۃ للمحرم حیث لا ازالۃ شعر والا حرمت بلاضرورۃ"

"محرم کے لئے پچھنے لگوانا جائز ہے بشرطیکہ بال نہ اُکھڑیں۔ ورنہ بلاضرورت حرام ہے"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ حِجَامَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پُورا ہوگیا۔

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضرت رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماءِ مُبارک کے بیان میں ہے

(اِس باب میں دو۲ احادیث ہیں)

حل لغات اَسْمَآءٌ۔ نام۔ اس کا واحد اِسْمٌ ہے۔ صاحب مصباح اللغات صـ۳۷۲ پر لکھتے ہیں۔ "وہ لفظ ہے جو کسی جوہر یا عرض کی تعیین وتمیز کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ اس کا ہمزہ، ہمزۂ وصل ہے۔"

تشریح اس باب میں حضور پاک، رسُولِ کریم، نبی الانبیاء، مومنوں پر رؤف ورحیم، عالمین پر رحمت، صاحبِ لواءِ حمد، عالمِ ماکان ومایکون، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ناموں اور القاب مبارکہ کا ذکرِ خیر ہے۔ حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی سنہ ۱۲۷۶ھ شمائل کی شرح صـ۱۸۳ پر کعب احبار سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اہلِ جنت کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی عبدالکریم ہے۔ اہلِ دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، اہلِ عرش کے نزدیک عبدالمجید، تمام فرشتوں کے نزدیک عبدالحمید، انبیاء کرام کے نزدیک عبدالوہاب، شیاطین کے لئے عبدالقہار، جنات کے نزدیک عبدالرحیم، پہاڑوں میں عبدالخالق، صحراؤں میں عبدالقادر، سمندروں میں عبدالمہیمن، زندوں کے نزدیک عبدالقدوس، حشرات الارض کے نزدیک عبدالغیاث، جنگلی جانوروں میں عبدالرزاق، درندوں میں عبدالسلام، چوپایوں میں عبدالمؤمن، پرندوں میں عبدالغفار، تورات میں موذموذ، انجیل میں طاب طاب، صحف میں عاقب، زبور میں فاروق، اللہ

marfat.com

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ کے نزدیک طٰہٰ ویٰسین، اور مومنین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کنیت ابوالقاسم ہے اس لئے جنتیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کو تقسیم فرمائیں گے۔"

حضرت علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی تحریر فرماتے ہیں :۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سب سے افضل نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جناب انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے تخلیقِ کائنات سے دو ہزار سال قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک محمد رکھا۔"

امام حافظ قاضی ابوبکر بن عربی مالکی اپنی کتاب احوذی میں لکھتے ہیں۔ یہ کتاب ترمذی شریف کی شرح ہے :۔

"کہ بعض صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ہزار ہی نام ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ کے اسماء تو ہزار کے عدد میں محصور نہیں ہو سکتے لیکن حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفاتی نام بھی بے شمار پائے گئے ہیں۔"

قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :۔

"بعضی گفتہ اند کہ ہزار است و بعضی گفتہ اند کہ نود و نہ نام است، و بعضی گفتہ اند کہ سی صد نام اند"

یعنی "بعض علماء نے ایک ہزار نام اور بعض نے ننانوے اور بعض نے تین سو اسماء مبارکہ بتلائے ہیں۔"

علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"حافظ جلال الدین سیوطی "البھجتہ السنیہ فی الاسماء النبویہ" کے عنوان سے ایک رسالہ تالیف کیا، جس میں نبی علیہ السلام کے پانچ سو اسماء گرامی ذکر کئے ہیں۔"

Marfat.com

حدیث ۱/۳۵۰ حدثنا سعید[1] بن عبدالرحمٰن المخزومی وغیر واحد قالوا حدثنا سفین[2] عن الزھری[3] عن محمد[4] بن جبیر بن مطعم عن ابیہ[5] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ لِیْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ یَمْحُوا اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔

ترجمہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ بیشک میرے بہت نام ہیں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میری وساطت سے کفر کو نیست و نابود فرماتا ہے، اور میں حاشر ہوں یعنی لوگ میدانِ حشر میں میرے پیچھے ہو کر چلیں گے، اور میں عاقب ہوں یعنی عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔

حل لغات مُحَمَّدٌ۔ بہت تعریف کیا گیا، بہت ہی عمدہ خصلتوں والا۔ مَاحِیٌ۔ اس کا مصدر مَحْوٌ ہے جس کے معنی مٹ جانا، نشان باقی نہ رہنا، نیست و نابود ہونا کے ہیں۔ حَاشِرٌ اس کا مصدر حَشْرٌ ہے جس کے معنی جمع کرنا، اکٹھا کرنا، شہر بدر کرنا وغیرہ کے ہیں، اور جب الناس کے ساتھ آئے تو جمع کرنا اکٹھا کرنا مراد ہوتا ہے۔ عَاقِبٌ۔ پیچھے سے لپٹنا۔ ایڑی پر مارنا۔ قائم مقام ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ بے شک میرے بہت نام ہیں" امام حافظ ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ شافعی دمشقی نے (جو کہ ابن عساکر کے نام سے مشہور ہیں) اپنی کتاب "تاریخ دمشق" میں باقاعدہ ایک باب باندھا ہے جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے اسماء کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض نام مبارک تو بخاری شریف اور مسلم شریف میں آچکے ہیں اور باقی دوسری کتب احادیث میں موجود ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ محمد، احمد، حاشر، عاقب، مقفّی، ماحی، خاتم النبیین، نبی الرحمۃ، نبی الملحمۃ، نبی التوبۃ، الفاتح، طٰہٰ، یٰسین، عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کرام نے ان ناموں کے ساتھ وہ اسماء مبارکہ بھی جمع کر دیئے ہیں جو کہ قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رکھے ہیں مثلاً رسول، امی، نبی، شاہد، مبشر، نذیر، داعیا الی اللہ باذنہ، سراج، منیر، رؤف، رحیم، مذکر، رحمت، نعمت، ہادی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۵۰
۱ سعید بن عبدالرحمٰن المخزومی وبقیہ حدیث ۲ باب ماجاء فی صفۃ وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۲ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ الزھری۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ محمد بن جبیر بن مطعم ابو الرؤف مناوی لکھتے ہیں علامہ فقہ، عارف بالنسب تابعی ان مسنۃ ماشۃ خرج لہ الستۃ۔
۵ ابیہ۔ یعنی جبیر بن مطعم

Marfat.com

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "البہجۃ السنیہ فی الاسماء النبویہ" کے نام سے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ سو اسماءِ گرامی ذکر کئے ہیں۔ **علامہ یوسف نبہانی** رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"قسطلانی فرماتے ہیں' ایک ہزار اسماءِ مبارکہ سے مُراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے اسماء مذکور ہیں وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحیہ صفتیں ہیں' اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر صفت کے لئے ایک نام ہو گیا' تو جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بے شمار ہیں ایسے ہی اسماءِ گرامی بھی بے شمار ہیں"

ارشاد ہے "میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)" **حضرت شارح شمائل شریف قاضی محمد عاقل صاحب** رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"ایں علم است کہ منقول شدہ از اسم مفعول بمعنی بسیار ستودہ شدہ"

یعنی "یہ اسمِ علم ہے اور اسمِ مفعول بیان کیا گیا ہے جس کے معنی بہت ہی تعریف کیا گیا کے ہیں۔"

علمائے دیوبند کے مشہور و معروف عالم محدث سہارنپوری جناب زکریا صاحب شرح شمائل میں لکھتے ہیں :-

"علماء نے لکھا ہے محمد حمد کا مبالغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت حمد کیا گیا"

چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاء سابقین علیہ السلام' ملائکہ معصومین اور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے آنجناب حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال درجے کی حمد کی ہے۔ اس لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھ دیا۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری اپنی کتاب رحمۃ للعلمین کے صـ۴۱ پر حاشیہ ۱ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"لفظ محمد' حمد سے اسم مفعول ہے یعنی مضاعف سے مبالغہ کے لئے ہے اور احمد بھی حمد سے واقع علی المفعول ہے۔ اسم محمد سے حمد کی کثرت و کمیت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے :-

marfat.com
Marfat.com

ے وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُوالعَرشِ مَحمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّد

خدا نے اس کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ دیکھو رب العرش تو محمود ہے اور آنحضرت محمد ہیں ——— واضح ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمد سے خاص مناسبت ہے حضور کا نام محمد و احمد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ شفاعت کا نام محمود ہے۔ امتِ محمدیہ کا نام حمادون ہے اور آنحضرت کی لواء کا نام لواءِ حمد ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً "

مشہور غیر مقلد صاحبِ لغات الحدیث جناب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں :-

" ایک عجیب امر یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے عرب میں کسی کا نام محمد نہیں ہوا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ لوگوں کو کسی اور کے پیغمبر موعود ہونے کا اشتباہ نہ ہو۔"

ارشاد ہے" اور میں احمد ہوں" یعنی میرا نام احمد ہے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :-

" وایں علم منقول است از افعل تفضیل بمعنی فاعل یعنی ستائش کنندہ بسیار پس او احمد الحامدین است۔"

" یہ علم افعل تفضیل سے فاعل کے معنی میں ہے یعنی بہت ہی زیادہ تعریف بیان کرنے والا، پس حمد بیان کرنے والوں میں بہت ہی زیادہ حمد بیان کرنے والا ہے۔"

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نام نامی و اسم گرامی مرتبت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح لیا تھا۔ اللھم اجعلنی من امۃ احمد " اے میرے اللہ مجھے امتِ احمد سے کیجئے۔ (جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۸۲) اور جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی نام پاک کو لے کر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی فرمایا " وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ "

ارشاد ہے" اور میں ماحی ہوں یعنی میری وساطت سے کفر کو نیست و نابود فرماتا ہے" گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اطہر و مقدس کی بدولت اور وساطت سے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور تمام بلادِ عرب نیز روئے زمین سے کفر و شرک مٹ جائے گا۔

Marfat.com

قاضی محمد عاقل صاحب تحریر کرتے ہیں :۔

" دریں اشارتست بظہور غلبۂ دین بر سائر ادیان وبکثرت فتوح بلاد۔"

"یعنی تمام ادیان پر غلبہ اور بلاد کی فتح کی طرف اشارہ ہے۔"

آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر و شرک کو مٹانے والے ہیں۔ کذابوں اور جھوٹوں کو دلائل و براہین سے شکست دینے والے ہیں۔ نیز اپنی اُمت کے گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ ارشاد ہے " اور میں حاشر ہوں یعنی اگر میدانِ حشر میں میرے پیچھے ہو کر چلیں گے یا سب سے پہلے قیامت کے دن قبر سے اُٹھوں گا اور لوگ میرے بعد اُٹھیں گے میرے قدم پر " ایک حدیث شریف میں ہے :۔

" اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ "

"میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے قبر سب سے پہلے شق کی جائے گی۔"

لہٰذا تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حشر کئے جائیں گے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

" بدانکہ اسناد محو و حشر بسوئے آنحضرت از روئے مجاز است والا محو و حشر حقیقۃً کارِ خدائے تعالیٰ است۔"

"خوب جان لو! کہ محو اور حشر کی نسبت حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف از روئے مجاز ہے، اور حقیقۃً تو محو اور حشر اللہ جل جلالہ کا کام ہے۔"

ارشاد ہے " اور میں عاقب ہوں یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے " گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُل انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لائے ہیں اور اب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے اور نہ ہی آسکتا ہے اور اب جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجّال کذاب اور جھوٹا ہے۔

حدیث ۲/۳۵۱ حدثنا محمدؒ بن طریف الکوفی حدثنا ابوبکرؒ بن عیاشؒ عن عاصمؒ عن ابی وائلؒ عن حذیفۃؓ قال لَقِیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ وَنَبِیُّ التَّوْبَۃِ

Marfat.com

وَاَنَا الْمُقَفَّى وَاَنَا الْحَاشِرُ وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ۔ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا النضر بن شمیل حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم عن زرٍّ عن حذیفة عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحوہ بمعناہ ھکذا قال حماد بن سلمة عن عاصم عن زرٍّ عن حذیفة۔

اسماء الرجال حدیث ۱ ع۱ ثمرن مر لیف الکون۔ دیکھو حدیث ۱ ع۲ باب ماجاء فی صفة شریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ ع۲ ابوبکرن یاش۔ دیکھو حدیث ۲ ع۲ باب ماجاء فی صفة ادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ ع۳ عاصم۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خاتم النبوة ع۴ ابی وائل۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی عیادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵ ع۵ حذیفہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی صفة ادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۶

ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہ میری ملاقات سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینہ منورہ کے بعض راستوں پر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد ہوں، اور احمد ہوں، اور میں نبی رحمت ہوں، اور نبی توبہ ہوں اور تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا ہوں، اور میں حاشر ہوں اور میں نبی جہاد ہوں۔

حل لغات اَلرَّحْمَة۔ نرم دلی، مہربانی، جس کا نتیجہ مغفرت و احسان ہے۔ دردمندی ظاہر کرنا۔
اَلتَّوْبَة۔ باز آنا، گناہ پر نادم اور شرمندہ ہونا، بخش دینا اور دوبارہ مہربان ہونا۔
اَلْمُقَفَّی۔ تَقْفِیَہٌ سے ہے جس کے معنی پیچھے لگانا کے ہیں۔ قَفْوٌ اور قُفُوٌّ۔ پیچھے رہنا۔ آخری ہونا۔
اَلْمَلَاحِم۔ مَلْحَمَةٌ سے ہے جس کے معنی بڑا حادثہ، جنگِ عظیم۔ اس کی جمع مَلَاحِمُ ہے، گھمسان کی جنگ کا موقع۔ جہاد۔

تشریح ارشاد ہے "اور میں نبی رحمت ہوں" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے نبی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے باعثِ رحمت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدر عنا کو رحمۃ اللعالمین کے لباسِ فاخرہ سے مزین فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔
ارشاد ہے "میں نبی توبہ ہوں" یعنی صرف استغفار کرنے سے میری اُمت کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری حلاوۃ المتعلمین میں لکھتے ہیں:۔

"توبہ اُمتِ او مقبول است بمجرد استغفار بخلاف امم سابقہ"

یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی توبہ بمجرد استغفار مقبول ہے بخلاف گذشتہ اُمتوں کے۔"

حضرت شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

اُمت کو نہایت ہی زیادہ استغفار پڑھنے کا اور توبہ کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ نیز خود بھی بہت ہی استغفار پڑھنے والے تھے۔ ارشاد ہے "اور تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا ہوں۔" گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلۂ نبوت کے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں۔ ارشاد ہے "اور میں نبی جہاد ہوں" یعنی کسی ایک پیغمبر نے یا کسی ایک پیغمبر کی اُمت نے اللہ تعالیٰ کے دین اور کلمۂ توحید کو بلند کرنے کے لئے اتنا جہاد نہیں کیا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت نے کیا' اور کرتے رہیں گے یہاں تک کہ دجّال اور اس کے متبعین سے لڑیں گے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب شیخ ابن حجر سے نقل کرتے ہیں :-

"کہ اقتصار برایں اسماء با وجود اسماء دیگر برائے آنست کہ اسماء مذکورہ با مم سابقہ معلوم بود کہ در ایشاں مسطور است"

یعنی "صرف ان اسماءِ مبارکہ کو بیان کرنا باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی بہت اسماءِ مُبارکہ ہیں اس لئے تھا کہ امم سابقہ کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نام مُبارک اپنی کتابوں اور اپنے علماء سے معلوم تھے۔"

کنز العباد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ ننانوے نام لکھے ہیں :-

محمد۔ احمد۔ محمود۔ حامد۔ عاقب۔ فاتح۔ خاتم۔ حاشر۔ ماحی۔ داعی۔ سراج۔ مبشر۔ بشیر۔ نذیر۔ رسول۔ نبی۔ ہادٍ۔ مہتد۔ مہدی۔ خلیل۔ ولی۔ نصیر۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔ مزمل۔ مدثر حبیب۔ کلیم۔ مصطفٰے۔ مرتضٰی۔ مختار۔ مصدق۔ قائم۔ حجہ۔ بیان۔ حافظ۔ شہید۔ عادل حکیم۔ نور۔ مبین۔ برہان۔ مذکر۔ امین۔ واعظ۔ صاحب۔ ناطق۔ مکی۔ مدنی۔ ابطحی۔ عربی۔ ہاشمی۔ قرشی۔ عزیز۔ مضری۔ حریص۔ رؤف۔ رحیم۔ جواد۔ غنی۔ کریم۔ علیم۔ طیب۔ مطیب خطبۃ۔ فصیح۔ سید۔ طاہر۔ مطہر۔ امام۔ اُمّی۔ متقی۔ بار۔ شفاء۔ متوسط۔ سابق۔ مقتصد۔ متین۔ اوّل۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ رحمۃ۔ شافع۔ مشفع۔ محلل۔ آمر۔ ناہی۔ حلیم۔ قریب۔ شکور۔ رقیب۔ مجتبٰی۔ منیب۔ منجی۔ منیر۔ بصیر۔ صادق۔ رشید۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُورا ہوگیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِی عَیْشِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گذر اوقات کے بیان میں ہے۔
(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات عَیْشٌ۔ زندگی۔ کھانا۔ روٹی۔ گذر اوقات۔

تشریح اس عنوان سے پہلے ایک باب گذر گیا ہے اس میں دو احادیث تھیں۔ اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام کی گذر اوقات کا بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح وہ صبر و استقامت کے ساتھ فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتے تھے۔ دوبارہ اسی عنوان سے یہ باب کیوں قائم کیا گیا۔ اس کی توجیہ جناب مولینا محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے۔

"بدانکہ دریں باب امورے آوردہ است کہ در باب بالا نبود پس تکرار محض نشد۔"

یعنی "جان لے کہ اس باب میں وہ باتیں آئی ہیں جو گذرے ہوئے باب میں نہ تھیں لہٰذا محض تکرار نہ ہوا۔"

Marfat.com

حدیث ۱/۳۵۲ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید حدثنا ابو الاحوص[۲] عن سماک[۳] بن حرب قال سمعت النعمان[۴] بن بشیر یقول اَلَسْتُمْ فِیْ طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَیْتُ نَبِیَّکُمْ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم وَمَا یَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا یَمْلَأُ بَطْنَہٗ۔

ترجمہ سماک بن حرب نے کہا کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ آیا کھانے اور پینے میں جو کچھ تم چاہتے ہو تمہیں میسر نہیں ہے۔ البتہ تحقیق میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دیکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پیٹ بھر کر ردی کھجور بھی نہ پاتے۔

حل لغات دَقَلٌ۔ ردی کھجور، بادبان کا ڈنڈا، کہتے ہیں۔ اراک اطول من الدقل وانت تنثر کلامک بنثر الدقل، میں تم کو دیکھتا ہوں کہ بادبان کے ڈنڈے سے بھی زیادہ لمبے ہو اور گفتگو ردی قسم کی کرتے ہو۔

تشریح ارشاد ہے "آیا کھانے اور پینے میں جو کچھ تم چاہتے ہو تمہیں میسر نہیں ہے؟" یعنی جس چیز کی تمہیں خواہش ہوتی آسودگی اور فراخی کی بدولت تمہیں ملتی ہے۔ ارشاد ہے "البتہ تحقیق میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دیکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پیٹ بھر کر ردی کھجور بھی نہ پاتے" یعنی تمہارے نبی برحق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کہ جن کی اتباع اور پیروی کرنا تم پر لازمی ہے گھٹیا قسم کے خرما پر بھی قناعت فرما لیتے تھے اور اس سے بھی شکم سیری نہ ہوتی اور تمہارا یہ عالم ہے کہ تم دنیاوی نعمتوں کی فراوانی میں مستغرق ہو گئے ہو، پس تم پر افسوس ہے کہ تم پیغمبر صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی پیروی اختیار نہیں کرتے اور ان کے مبارک اُسوۂ حسنہ پر عمل نہیں کرتے ہو، یہ حدیث مبارک "باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" حدیث ۲ پر بھی ہے۔

حدیث ۲/۳۵۳ حدثنا ھارون[۱] بن اسحٰق حدثنا عبدۃ[۲] عن ھشام[۳] بن عروۃ عن ابیہ[۴] عن عائشۃ[۵] قالت اِنْ کُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ نَمْکُثُ شَھْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ اِنْ ھُوَ اِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ یقیناً ہم آلِ محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہیں

Marfat.com

ہم پر پورا پورا مہینہ گذر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ نہیں سلگتی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور کوئی غذا نہ ہوتی۔

حل لغات مَنْكُثُ ۔ مُكْثٌ سے ہے جس کے معنی گذرنا، ٹھہرنا کے ہیں۔
نَسْتَوْقِدُ ۔ استقاد سے ہے جس کے معنی آگ جلانا کے ہیں۔

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے "کہ ہم یقیناً آلِ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر پورا پورا مہینہ گذر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ نہیں سلگتی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور غذا نہ ہوتی" یعنی گھر میں چولھا نہ جلتا، روٹی اور سالن پکانے کی نوبت ہی نہ آتی، صرف پانی اور کھجور پر گذر اوقات ہوتا حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں :-

"ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب عروہ سے ارشاد فرمایا اے بھتیجے! خدا کی قسم ہم ایک چاند دیکھتے ہیں وہ مہینہ ختم ہو جاتا ہے دوسرا چاند دیکھتے ہیں وہ بھی ختم ہو جاتا ہے تیسرے مہینہ کا چاند دیکھتے ہیں، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں میں چولھا روشن نہیں ہوتا۔ عروہ نے کہا اے خالہ جان! پھر آپ لوگوں کا گذر کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا کھجور اور پانی پر۔ ہاں ہمارے دو انصاری ہمسایہ ہیں جو کہ صاحب وسعت ہیں، وہ کبھی کبھی دودھ وغیرہ بھیج دیتے ہیں۔ تو ہم حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دیتے ہیں۔"

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کوئی چیز آنے والے دن کے لئے ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کا کھانا تناول فرما لیتے تو صبح کے لئے کچھ نہ ہوتا اور اسی طرح جب صبح کا کھانا تناول فرماتے تو رات کے کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا" ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام صنعاء پہاڑ پر کھڑے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم اس ذات کی جس نے تمہیں حق دے کر بھیجا۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں شام اسی حالت میں آتی ہے کہ ان کے پاس ایک چٹکی آٹا بھی نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کلام اس سے بھی زیادہ صاف سنائی دیا جیسے آسمان سے کسی دھماکے کی آواز سنی جاتی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "آلِ محمد

marfat.com
Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر میں ایک صاع کھانے نے بھی کبھی شام نہیں گذاری۔"

حدیث ۳/۳۵۴

حدثنا عبد[1] اللہ بن ابی زیاد حدثنا سیار[2] حدثنا سھل[3] بن اسلم عن یزید[4] بن ابی منصور عن انس[5] عن ابی[6] طلحۃ قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الجوع ورفعنا عن بطوننا عن حجر حجر فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن بطنہ عن حجرین قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث غریب من حدیث ابی طلحۃ لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ ومعنیٰ قولہ ورفعنا عن بطوننا عن حجر حجر کان احدھم یشد فی بطنہ الحجر من الجھد والضعف الذی بہ من الجوع۔

ترجمہ ابو طلحہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے پیٹوں پر سے کپڑے اٹھائے تو ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا، پس حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شکم مبارک سے اپنے کپڑے کو ہٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

حل لغات شکونا۔ ہم نے شکایت کی۔ شکوٰ یا شکوی یا شکاۃ سے ہے جس کے معنی دردمند ہونا، رنج دینا، شکایت کرنا کے ہیں۔ الجوع۔ بھوک۔

تشریح ارشاد ہے "اور ہم نے اپنے پیٹوں پر سے کپڑے اٹھائے تو ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بھوک کی شدت اور زیادتی کی عملی طور پر شکایت کی۔ کہ اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمایئے کہ ہم میں ہر ایک بھوک سے نڈھال ہے۔ حجر حجر کا تکرار باعتبار تعدد شاکیان ہے اور لفظ عن حجر حجر بدل اشتمال ہے اپنے ماقبل سے باعادہ جار۔ فافھم

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"آوردہ اند کہ عادت اہل عرب یا اہل ریاضت — "یعنی بعض علماء نے کہا ہے کہ اہل عرب یا

اسماء الرجال صفحہ ۳۵۴

۱ عبداللہ بن ابی زیاد۔ عبدالحکم القطوانی کانوا ثقات صدوق من العاشرۃ

خرج لہ ۴

۲ سیار۔ یسار بن نفیر ابو النھال الخ اس کی کنیت ابو النھال ہے فقہ من الرابعۃ خرج لہ الجماعۃ۔

۳ سہل بن اسلم۔ العدوی مولاھم البصری ابو سعید صدوق من الثامنۃ۔

۴ یزید بن ابی منصور۔ الاسدی ابو الوضاح البصری لا بأس بہ۔ وھم من ذکرہ فی الصحابۃ خرج لہ مسلم

۵ انس۔ کمبوبات ص ۱ ما یا ما فی نفق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خادمہ

۶ ابی طلحۃ

Marfat.com

یا اہل مدینہ آنست کہ چوں شکمہائے ایشاں خالی
بود سنگہا بر شکمہائے برمی بستند تا رود ہائے
مسترخی نگردد و حرکت بر ایشاں گراں نباشد
وچوں افزوں می شد سختی گرسنگی سنگِ دیگر
می بستند و شکم محکم گردد و حرکت بسیار آسان گردد"

اہلِ محنت یا اہلِ مدینہ کی یہ عادت تھی کہ جب
ان کے پیٹ خالی ہوتے تو اس پر پتھر باندھ
لیتے تاکہ انتڑیاں نہ اتر جائیں اور چلنا مشکل
نہ ہو جائے۔ اور جب بھوک خوب شدت اختیار
کر لیتی تو ایک پتھر اور باندھ لیتے تاکہ پیٹ مضبوط
ہو جائے اور چلنا پھرنا بہت آسان ہو جائے۔"

حدیث ۳/۳۵۵ حدثنا محمد بن[1] اسماعیل حدثنا آدم[2] بن ابی ایاس حدثنا شیبان[3] ابو معاویۃ حدثنا عبد الملک[4] بن عمیر عن ابی سلمۃ[5] بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ[6] قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ساعۃ لا یخرج فیہا ولا یلقاہ فیہا احد فاتاہ ابو بکر فقال ما جاء بک یا ابا بکر فقال خرجت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانظر فی وجہہ والتسلیم علیہ فلم یلبث ان جاء عمر ما جاء بک یا عمر قال الجوع یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا قد وجدت بعض ذلک فانطلقوا الی منزل ابی الہیثم ابن التیہان الانصاری وکان رجلا کثیر النخل والشاء ولم یکن لہ خدم فلم یجدوہ فقالوا لامراتہ این صاحبک فقالت انطلق یستعذب لنا الماء فلم یلبثوا ان جاء ابو الہیثم بقربۃ یزعبہا فوضعہا ثم جاء یلتزم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویفدیہ بابیہ وامہ ثم انطلق بہم الی حدیقتہ فبسط لہم بساطا ثم انطلق الی النخلۃ فجاء بقنو فوضع فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افلا تنقیت لنا من رطبہ فقال یا رسول اللہ انی اردت ان تختاروا او تخیروا من رطبہ وبسرہ فاکلوا وشربوا من ذلک الماء فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہذا والذی نفسی بیدہ من

اسماء الرجال
۱ محمد بن اسماعیل۔ دیکھو حدیث ۲/۲۵۵
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۶
۲ آدم بن ابی ایاس۔ خراسانی ثم بغدادی زندگی گذاری عابدا من الناسعۃ خرج لہ البخاری وابو داؤد۔
۳ شیبان ابو معاویہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۵۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۴ عبد الملک بن عمیر۔ دیکھو حدیث ۲/۲۵۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۵ ابی سلمۃ بن عبد الرحمن دیکھو حدیث ۲/۲۵۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۶ ابی ہریرۃ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۵۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

Marfat.com

النَّعِيْمِ الَّذِیْ تُسْئَلُوْنَ عَنْهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ظِلٌّ بَارِدٌ وَرُطَبٌ وَطَیِّبٌ وَمَاءٌ بَارِدٌ فَانْطَلَقَ اَبُوالْهَیْثَمِ لِیَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا تَذْبَحَنَّ لَنَا ذَاتَ دَرٍّ فَذَبَحَ لَهُمْ عِنَاقًا اَوْجَدْیًا فَاَتَتْهُمْ بِهَا فَاَکَلُوْا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هَلْ لَکَ خَادِمٌ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْیٌ فَاْتِنَا فَاُتِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِرَاْسَیْنِ لَیْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ فَاَتَاهُ اَبُوالْهَیْثَمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِخْتَرْ مِنْهُمَا فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِخْتَرْ لِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هٰذَا فَاِنِّیْ رَاَیْتُهُ یُصَلِّیْ وَاسْتَوْصِ بِهٖ مَعْرُوْفًا فَانْطَلَقَ اَبُوالْهَیْثَمِ اِلٰی امْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ مَا اَنْتَ بِبَالِغٍ مَا قَالَ فِیْهِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلَّا اَنْ تَعْتِقَهٗ فَقَالَ فَهُوَ عَتِیْقٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَبْعَثْ نَبِیًّا وَلَا خَلِیْفَةً اِلَّا وَلَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْکَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَاْلُوْهُ خَبَالًا وَمَنْ یُوْقَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِیَ ۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز (خلاف عادت شریفہ) سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے جس وقت آپ باہر تشریف نہیں لایا کرتے تھے، اور نہ ہی اس وقت کوئی ایک ملاقات کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آتا۔ دریں اثنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر اس وقت تیرے آنے کا باعث کیا ہے" انہوں نے عرض کیا کہ اس ارادہ و نیت سے گھر سے نکلا ہوں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کروں اور چہرۂ اقدس کو دیکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں سلام عرض کروں۔ پس تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ پس سرورِ کائنات نے ارشاد فرمایا اے عمر تجھے اس وقت کونسی ضرورت لے آئی تو انہوں نے عرض کیا کہ بھوک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ تو میں بھی محسوس کرتا ہوں پھر یہ تینوں حضرات ابی ہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف

Marfat.com

لے گئے اور یہ صاحب کافی کھجور، درخت اور بکریاں رکھتا تھا اس کا کوئی نوکر نہیں تھا۔ یہ انصاری گھر پر موجود نہ تھا اس کی بیوی سے پوچھا تیرا خاوند کہاں ہے اس نے کہا وہ تو ہمارے لئے میٹھا پینے کا پانی لانے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ وہ انصاری پانی سے بھری ہوئی مشک لے آیا جس کو وہ بوجھ کی طرح اٹھا رہا تھا پس فوراً اس مشک کو رکھ دیا پھر آئے اور کہتے ہی فرطِ محبت سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ گئے۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا ماں باپ قربان کرنے لگے، پھر ان تمام حضرات کو اپنے کھجوروں کے باغ میں لے گئے، ان بزرگوں کے لئے بچھونے بچھائے، پھر ایک درخت کی جانب گیا اور کھجور کا خوشہ لے آیا (جس میں کچی پکی آدھ کچری کھجوریں تھیں)، اور ان گرامی قدر بزرگوں کے آگے پیش کر دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو نے ہمارے لئے پکی کھجور چھانٹ کر کیوں نہ توڑی۔ تو ابوالہیثم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ چاہتا تھا کہ آپ خود پکی اور کچی کھجوریں پسند فرما کر تناول فرما دیں۔ تینوں حضرات نے وہ کھجوریں نوش فرمائیں اور اس پانی سے پانی پیا۔ پھر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ بھی اس نعیم میں داخل ہے جس کا سوال قیامت میں ہوگا، ٹھنڈا سایہ، تازہ کھجوریں، اور ٹھنڈا پانی۔ ابوہیثم جانے لگے تاکہ مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہمارے لئے دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا۔ تو ان حضرات کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا وہ ان صاحبان کے سامنے پکا کر پیش کر دیا۔ ان حضرات نے اسے تناول فرمایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تیرا خادم کوئی نہیں ہے؟ ابوہیثم نے عرض کیا کہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بھی غنائم میں غلام آئیں تو مجھے یاد کرنا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو غلام پیش کئے گئے۔ ابوہیثم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لے۔ ابوہیثم نے عرض کیا اے اللہ پاک کے نبی آپ ہی میرے لئے ایک منتخب فرمالیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ غلام لے لے۔ کیونکہ میں نے اسے نماز ادا کرتے دیکھا ہے اور میری ایک وصیت اس کے حق میں قبول کر، وہ یہ کہ اس کے ساتھ نیکی کرتا رہ، ابوہیثم اپنی بیوی کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اسے بتایا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس غلام کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے تو اس کو پورا نہیں کر سکتا سوائے اس

marfat.com
Marfat.com

بات کے تو اسے آزاد کر دے۔ فوراً ابو ہیثم نے کہا کہ غلام آزاد ہے تو (جب اس کی آزادی کی اطلاع آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو پہنچی) نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر نبی اور اس کے جانشین کے لئے دو باطنی مشیر اور صلاح کار پیدا کرتا ہے جن میں سے ایک مشیر بھلائی کا امر کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور ایک مشیر تباہ و برباد کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ اور جو شخص بُرے مشیر سے بچا لیا جائے وہ ہر قسم کی برائی سے بچا لیا گیا۔

حل لغات اِنْطَلَقُوْا چلے گئے: اِنْطِلَاقٌ۔ چلا جانا۔ مَنْزِلٌ۔ مکان، جگہ۔ یَسْتَعْذِبُ۔ اِسْتِعْذَابٌ سے ہے جس کے معنی پانی پلانا، میٹھا پانی لانا، پینے کا پانی لانا کے ہیں۔ قِرْبَۃٌ۔ مشک، اس کی جمع قِرَبٌ اور قِرْبَاتٌ آتی ہے۔ یَنْعَبُ۔ نَعْبٌ سے ہے جس کے معنی بھری ہوئی مشک اٹھانا، کاٹنا، بھرنا، آواز کرنا وغیرہ وغیرہ کے ہیں۔ یَلْتَزِمُ۔ اِلْتِزَامٌ سے ہے گلے سے لگانا، فرط محبت سے چمٹ جانا۔ بِسَاطاً۔ بچھونا، فرش۔ اس کی جمع بسط ہے۔ قِنْوٌ اور قُنْوٌ۔ خوشہ۔ تَنَقَّیْتَ۔ تو نے چھانٹا اِنْقَاءٌ سے ہے جس کے معنی ہیں صاف کرنا، کچرا نکال ڈالنا۔ رُطَبٌ۔ پکی کھجور۔ بُسْرٌ۔ بسورٌ بھی آتا ہے گدر کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ ملانا۔ ذَاتُ دَرٍّ۔ دودھ والا جانور۔ اَلْعَنَاقُ۔ بکری کا بچہ۔ ابن حجر کے کہنے کے مطابق بکری کا وہ مادہ بچہ جو کہ چار ماہ کا ہو۔ اَلْجَدْیُ۔ بکری کا نر بچہ۔ ابن حجر کے کہنے کے مطابق بکری کا وہ نر بچہ جو کہ ایک سال کا نہ ہو۔ سَبْیٌ۔ قید کرنا، لوٹنا، غارت کرنا، لونڈی غلام بنانا۔ مُؤْتَمِنٌ۔ اسم مفعول ہے جس کے معنی امین کے ہیں۔ اِسْتَوْصِ امر ہے اِسْتِیْصَاءٌ سے جس کے معنی وصیت قبول کرنا کے ہیں۔ تُعْتِقَہٗ۔ تو اس کو آزاد کر دے عِتْقٌ سے ہے جس کے معنی آزاد کرنا کے ہیں۔ بِطَانَۃٌ۔ راز، بھید، دلی دوست، مشیر۔ اَلْخَبَالُ۔ فساد، نقصان ہلاکت، بردباری، زہر قاتل۔ وُقِیَ۔ بچایا گیا۔ اَلْوَقْیُ وَالْوِقَایَۃُ۔ بچانا۔ نگاہ داشتن۔

تشریح ارشاد ہے "انہوں نے عرض کیا کہ اس ارادہ و نیت سے گھر سے نکلا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ملاقات کروں اور ان کے چہرۂ اقدس کو دیکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں سلام عرض کروں" امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے استفسار پر اپنے حاضر ہونے کے تین مقاصد عرض کئے۔ سبحان اللہ! محبت اطاعت اور عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کتنے پیارے اور عاشقانہ انداز میں اظہار فرما رہے ہیں۔ جناب قاضی محمد عاقل

Marfat.com

صاحب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے وقت میں باہر تشریف لانے کی کیا ہی خوب وجہ تحریر کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

" آوردہ اند کہ ظن آنست پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنور نبوت دانست کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ طالب ملاقات اوست پس برآمد در آں وقت بخلاف عادت و ابوبکر ظاہر گشت بنور ولایت کہ آنحضرت دریں وقت برآمدہ است برائے او، تا مطلوبش محصل گردد۔"

یعنی علمائے کرام کا بیان ہے کہ حقیقت یہ ہے۔ حضور عالمِ علوم اوّلین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حاضر ہونا نورِ نبوت سے (یعنی علم غیب سے) جان لیا تھا اسی لئے اپنی عادت شریفہ کے خلاف اس وقت باہر تشریف فرما ہوئے۔ ادھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نورِ ولایت (یعنی کرامت) کی طاقت سے موجود ہو گئے کیونکہ اسی نورِ ولایت کی بدولت آپ کو معلوم ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ملاقات کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں تاکہ جناب صدیق رضی اللہ عنہ کی ضرورت پوری فرما دیں۔"

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ضرورت کیا تھی۔ وہ ان کے جواب سے ظاہر ہے کہ ملاقات کروں۔ رُخِ انور کو دیکھوں اور سلام عرض کروں۔

ارشاد ہے "اے عُمر تجھے اس وقت کونسی ضرورت لے آئی" یعنی تیرا اس وقت خلافِ معمول آنا کیسے ہوا۔ یہ وقت تو ملاقات کا نہیں ہے" ارشاد ہے "تو انہوں نے عرض کیا بھوک یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" یعنی مجھے اس وقت نہایت ہی شدید بھوک لگی ہوئی ہے اور حاضرِ خدمت ہوا ہوں۔ جناب حضرت قاضی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف تحریر فرماتے ہیں:۔

" آوردہ مرا گرسنگی اے پیغمبر خدا تا تسلی و آرام شود نظرِ سوئے مبارک تو چنانچہ اہل مصر برائے

"یعنی جناب عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! مجھے بھوک لے آئی ہے، تاکہ آنحضور

Marfat.com

تسلی خاطر خود میکرد ند در زمانِ یوسف صلوٰۃ
اللہ علیہ وعلی نبینا۔"

سراپا حسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
مُبارک سے میری تسلّی ہو اور مجھے چین نصیب
ہو. چنانچہ اہلِ مصر اس طرح کرتے تھے اور تسلی
خاطر کے لئے جناب یُوسف علیہ السلام کے رُخِ انور کو
آکر دیکھ لیتے۔"

ارشاد ہے "پھر یہ تینوں حضرات ابی ہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے" حضرت علامہ شیخ الدرس مولٰینا مولوی حافظ گل فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ پشاوری کا فرمانا ہے کہ :-

"اس سے معلوم ہوتا ہے بلند مرتبہ والا یعنی وہ شخص کہ جس کی پرہیزگاری اور تقدس کی وجہ سے اس کے ساتھی اس کا احترام اور عزت کرتے ہیں، اگر اپنے احباب کے گھر بغیر اطلاع کے کھانے پینے کے لئے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

ارشاد ہے "تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ وہ انصاری پانی سے بھری مشک لے آیا جس کو وہ بوجھ کی طرح اٹھا رہا تھا، پس فوراً اس مشک کو رکھ دیا" حضرت استاذ گرامی شیخ الحدیث والتفسیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ :-

"حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص خواہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو گھر والوں کی خدمت اور ان کے حوائج ضروریہ کو پُورا کرنا بزرگی اور بڑائی کے منافی نہیں ہے، بلکہ اس میں تو کمال تواضع اور حسن خلق ہے۔"

ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہمارے لئے دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا" حضرت شیخ الدرس مولٰینا مولوی محدثِ جلیل حافظ فقیر احمد صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ :-

"آنجناب شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری پر اور اس کے اہل وعیال پر کمال درجے کی شفقت فرمائی، یہ منع فرما کر کہیں یہ صاحب فرطِ محبت میں آکر ایسا جانور ذبح نہ کر ڈالے جو دُودھ دے رہا ہو یا عنقریب بچہ جن کر دُودھ دینے والا ہو. یہ ہی شفقت اور ہمدردی کی وجہ تھی۔"

marfat.com
Marfat.com

ارشاد ہے "ابوہیثم آئے" یعنی وہ بات یاد دلانے کے لئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب نے غلام عطا کرنے کا ارشاد فرمایا تھا' اب چونکہ دو غلام آگئے ہیں لہٰذا میری اس ضرورت کو پورا فرما دیجئے۔ ارشاد ہے "تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے" یعنی مشورہ دینے والے کو ایسا مشورہ دینا چاہیئے جس سے مشورہ چاہنے والے کو فائدہ اور بھلائی پہنچے اور اس مشورہ کی برائی اور اچھائی کو خوب اچھی طرح سے وضاحت سے بیان کرے تاکہ بد دیانت نہ کہلائے کیونکہ اس پر اعتماد' اعتبار' یقین اور بھروسہ کیا جاتا ہے۔ ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غلام لے لے' کیونکہ میں نے اس کو نماز ادا کرتے دیکھا ہے اور میری ایک وصیت اس کے حق میں قبول کر' وہ یہ اس کے ساتھ نیکی کرتا رہ۔" یعنی اس کے ساتھ احسان' بھلائی اور نیکی کرنا۔ استاذِ گرامی فاضل جلیل حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ

"یہی معنی مناسب اور درست ہیں کیونکہ یہاں پر مَعْرُوْفًا مفعول بہ واقع ہے اور اگر مَعْرُوْفًا کو مفعول مطلق تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس جملہ کے یہ معنی ہوں گے قبول کر میری وصیت اس کے حق میں جو کہ قبول کی جانی ہے کہ نیک ہے۔"

جب ابوہیثم کی بیوی نے یہ بات سُنی تو خاوند کو کہا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ چنانچہ ابوہیثم نے اسے فوراً آزاد کر دیا۔

حدیث ۵/۳۵۶ حدثنا عمر[1] بن اسماعیل بن مجالد بن سعید حدثنی ابی[2] عن بیان[3] حدثنی قیس[4] بن ابی حازم قال سمعت سعد[5] بن ابی وقاص یقول انی لاول رجل اھراق دما فی سبیل اللہ وانی لاول رجل رمی بسھم فی سبیل اللہ لقد رایتنی اغزو فی العصابۃ من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما نأکل الا ورق الشجر والحبلۃ حتی تقرحت اشداقنا حتی ان احدنا لیضع کما تضع الشاۃ وابعیر وا صبحت بنو اسد یعزرونی فی الدین لقد خبت اذا وضل عملی۔

ترجمہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کافر

اسماء الرجال وضاحت نمبر ۵/۳۵۶
۱ عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابی دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ بیان دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ قیس بن ابی حازم دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵ سعد بن ابی وقاص

Marfat.com

کا لہو بہایا ہے اور یقیناً سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا ہے۔ بے شک میں جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک ایسے گروہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتا تھا جن کا گذارا وقات صرف درختوں کے پتے اور ببول کے کانٹے ہوتے۔ جن سے ہمارے جبڑے پھٹ گئے۔ اور ہم میں سے ہر ایک بکری اور اونٹ کی طرح پاخانہ کرتا۔ اس کے باوجود قبیلہ بنو اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں اور میری ناواقفیت کا یہ عالم ہے تو میرے عمل اکارت ہو گئے۔

حل لغات اِهْرَاقٌ۔ لہو بہایا۔ سَهْمٌ۔ تیر۔ عِصَابَةٌ۔ مہذب میں ہے "آدمیوں اور جانوروں کا گروہ" صاحب قاموس لکھتے ہیں "دس سے لیکر چالیس آدمیوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔
حُبْلَة۔ سمر کا پھل جو لوبیہ کے مشابہ ہوتا ہے بعضوں نے فرمایا ہے کہ جنگلی کانٹے دار درخت کا پھل۔ منتہی الارب میں ہے۔ سمر طلح کا درخت، طلح جنگل کے بڑے درخت کو کہتے ہیں یعنی ببول۔ تَقَرَّحَتْ۔ زخمی ہو گئے، پھٹ گئے اَلْقَرْحٌ۔ زخم، پھوڑا، پھٹ۔ اَشْدَاقٌ۔ جبڑے۔ يُعَزِّرُوْنَنِيْ۔ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں، مجھ کو ملامت کرتے ہیں۔ میرا عیب بیان کرتے ہیں۔ عَزْرٌ سے ہے جس کے معنی ملامت کرنا، سزا دینا، تادیب کرنا وغیرہ وغیرہ کے ہیں جب احکام اور فرائض کے ساتھ آئے تو اس کے معنی "فرائض اور احکام سے واقف کرا دینا یا سکھانا کے آتے ہیں۔ خِبْتُ۔ میری ناواقفیت یہ ہے۔ اَلْخِبْتَة سے ہے جناب مولینا محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"بدانکہ خبت ماخوذ از خبتہ، در تاج بیہقی آوردہ الخبتہ بے بہرہ ماندن و نا اُمید شدن"

"جان لے خبت خبتہ سے ماخوذ ہے۔ تاج بیہقی میں ہے کہ الخبتہ بے بہرہ رہنا، ناواقف رہنا اور مایوس ہو جانا کے ہیں۔"

تشریح ارشاد ہے "سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یقیناً پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالےٰ کے راستے میں کافر کا خون بہایا ہے" شیخ ابن حجر ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی ملنساری سے عبادت کیا کرتے تھے۔ پہاڑوں اور درروں میں جا کر یادِ الٰہی کرتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً مکہ مکرمہ کے پہاڑوں میں صحابہ مشغولِ عبادت تھے کہ مشرکوں کا ایک گروہ اچانک نمودار ہوا اور برا کہہ کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ سعد بن ابی وقاص کے قریب ہی اونٹ کا ایک جبڑا پڑا ہوا تھا انہوں نے

Marfat.com

اُٹھا کر مشرکوں پر ہلّہ بول دیا۔ سات مشرکین کے سر اس جبڑے سے پھٹ گئے اور ان کے سروں سے خُون بہنا شروع ہوگیا۔ سعد بن وقاص کا یہ فرمانا اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ارشاد ہے" اور یقیناً سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں پہلے تیر پھینکا ہے " بقول مواہب شریف سنہ ۲ھ میں ابوسفیان کی زیر سرکردگی مشرکین کا لشکر آیا جو کہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا' اسلام کا سب سے پہلا لشکر عبیدہ بن حارث کی زیر امارت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تاکہ اس کا حملہ روکا جائے۔ چنانچہ رابغ کے مقام پر مشرکین سے مسلمانوں کا آمنا سامنا ہُوا۔ اس جہاد میں مسلمانوں کا جھنڈا سفید تھا۔ اسی جہاد میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے تیر چلانے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ارشاد ہے" بیشک میں جناب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک ایسے گروہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتا تھا جن کا گذر اوقات صرف درخت کے پتے اور ببول کے کانٹے ہوتے جن سے ہمارے جبڑے پھٹ گئے ہم میں سے ہر ایک بکریوں اور اُونٹ کی طرح پاخانہ کرتا " یعنی جب سنہ ۸ھ میں تین سو مہاجرین و انصار کی قیادت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرحمت فرما کر مدینہ منورہ سے پانچ روز کی منزل پر سمندر کے کنارے قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔ اس سریہ میں سعد بن وقاص بھی تھے۔ یہ سریہ بہت سخت تھا اور مسلمانوں نے انتہائی مشقتوں، مصیبتوں، صعوبتوں اور تکالیف کو برداشت کیا یہاں تک کہ جنگلی درختوں کے پتے اور کانٹے جھاڑ کر کھانے کی نوبت آئی۔ اسی لئے اس جہاد کو" سریہ الخبط "کہتے ہیں۔ خبط کے معنی ہی پتے جھاڑنے کے ہیں۔ جناب سعد بن وقاص نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس حدیث شریف کا ترجمۃ الباب یہی ٹکڑا ہے۔ ارشاد ہے" اس کے باوجود قبیلہ اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں" اگر میری ناواقفیت کا یہ عالم ہے تو پھر میرے عمل اکارت ہو گئے " یعنی جب امیرالمومنین عُمر فارُوق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جناب سعد بن وقاص کو کوفہ کا امیر مقرر کیا گیا تو حسبِ عادت کوفہ والوں نے جناب سعد بن وقاص کے خلاف بھی سازشیں کیں اور ان سازشوں میں ایک یہ سازش تھی کہ جناب عمر فارُوق کو شکایت کی کہ امیر کوفہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے ہیں۔ جناب امیرالمومنین نے انہیں مدینہ منورہ طلب کیا اور اس شکایت سے انہیں آگاہ کیا جس کے جواب میں جناب سعد نے ان الفاظ میں اپنی صفائی پیش کی۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ میں تو اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح حضور رسُولِ کریم صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ والہ وسلم کو میں نے نماز پڑھتے دیکھا ہے اس میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں کرتا۔

حدیث ۶/۳۵۷ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا صفوان[2] بن عیسیٰ حدثنا عمرو[3] بن عیسیٰ ابونعامۃ العدوی قال سمعت خالد[4] بن عمیر وشویس[5] ابا الرقاد قالا بَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُتْبَةَ بْنَ غَزْوَانَ وَقَالَ انْطَلِقْ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِيْ اَقْصٰى اَرْضِ الْعَرَبِ وَاَدْنٰى بِلَادِ الْعَجَمِ فَاقْبِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْمِرْبَدِ وَجَدُوْا هٰذَا الْكَذَّانَ فَقَالُوْا مَا هٰذِهِ قَالُوْا هٰذِهِ الْبَصْرَةُ فَسَارُوْا حَتّٰى اِذَا بَلَغُوْا حِيَالَ الْجِسْرِ الصَّغِيْرِ فَقَالُوْا هٰهُنَا اُمِرْتُمْ فَنَزَلُوْا فَذَكَرُوْا الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ قَالَ فَقَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَسَابِعُ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى تَقَرَّحَتْ اَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدٍ فَمَا مِنَّا مِنْ اُولٰئِكَ السَّبْعَةِ اَحَدٌ اِلَّا وَهُوَ اَمِيْرُ مِصْرٍ مِنَ الْاَمْصَارِ وَسَتُجَرِّبُوْنَ الْاُمَرَاءَ بَعْدَنَا۔

ترجمہ خالد بن عمیر اور شویس ابا الرقاد فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو مقرر فرما کر حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ یہاں تک کہ منتہائے سرزمین عرب پر پہنچو جس جگہ سے سرزمین عجم بہت ہی نزدیک رہ جاتی ہے پس وہ لشکر روانہ ہوا یہاں تک کہ مربد پہنچا۔ انہوں نے وہاں سفید پتھر دیکھے، لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے پھر چل پڑے یہاں تک کہ چھوٹے پل کے قریب پہنچ گئے۔ تو انہوں نے آپس میں کہا کہ یہ جگہ وہی ہے جس جگہ ہمیں اترنے کا حکم دیا گیا تھا تو وہاں انہوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ پھر تمام واقعہ راویوں نے مفصل بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان نے کہا البتہ تحقیق مجھ پر ایک ایسا دور گذرا ہے کہ میں حضور سرورِ عالم دعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں سے ساتواں فرد تھا ہمارے پاس کچھ بھی کھانے کا نہیں ہوتا تھا مگر درختوں کے پتے۔ ان کے کھانے سے ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے تھے۔ نیز مجھے ایک دفعہ ایک چادر ملی جو کہ نصف میں نے اور نصف سعد نے لے لی۔ پس (آج یہ عالم ہے) ہم ان سات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک صحابی

---

[1] محمد بن بشار رہ وھو صدوق ۳۵۷
[2] صفوان بن عیسیٰ الزھری ابو عمرو البصری ثقہ ۳۵۷
[3] عمرو بن عیسیٰ العدوی ذہبی نے کہا ثقہ ۳۵۷
[4] خالد بن عمیر العدوی بصری ہے مخضرم ہے ۳۵۷
[5] شویس ابا الرقاد العدوی البصری من الثالثۃ ۳۵۷

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۳۵۷

له الجماعة ۔ له البخاری والنسائی و ابن ماجه ۔ له مسلم وابوداؤد ۔ له القاسم البصری ۔ ذہبی نے کہا وثق ۔ یقال تغیر قبل موته ۔ خرج له

Marfat.com

کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے' اور عنقریب تم ہمارے بعد کے حکام کو آزما کر دیکھو گے۔

حل لغات مِرْبَد۔ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں اونٹ اور بکریاں رات رہتی ہیں یعنی تھان، باڑہ۔ نیز اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں میوہ توڑ کر سکھاتے ہیں' کھجور خشک کرنے کی جگہ، اور مجلس کو بھی مربد کہتے ہیں۔ اَلْکَذَّان۔ سنگ ہائے نرم وسفید کہ کلوخ نما باشند۔ حجارۃ رخوۃ کانھا مدر مائلۃ الی البیاض۔ نرم اور سفید پتھر۔ اَلْبَصْرَہ۔ شہر کا نام ہے۔ یہ دجلہ وفرات کے دوآبہ کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ لَقْطٌ۔ زمین سے اٹھالینا۔ سُتَجَرِّبُوْنَ۔ عنقریب آزماؤ گے۔ تَجْرِبَۃٌ سے ہے، آزمانا' پرکھنا۔

تشریح ارشاد ہے "جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو مقرر فرما کر حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ جب منتہائے سرزمینِ عرب پر پہنچو جس جگہ سے سرزمینِ عجم بہت ہی نزدیک رہ جاتی ہے۔" جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ چلا کہ یزدجرد نے عجم سے امداد منگوائی ہے اور وہ عرب پر اس راستہ یعنی بصرہ سے آئے گی تو جناب امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تین سو مجاہدینِ اسلام کا ایک لشکر عتبہ بن غزوان کی زیرِ قیادت روانہ فرما کر یہ حکم دیا۔ ارشاد ہے "پھر تمام واقعہ راویوں نے مفصل طور پر بیان کیا۔" یعنی خراسان کے لشکر کے آنے کا اور جناب عتبہ بن غزوان کے فتح کرنے کا پورا قصہ بیان کیا۔ چونکہ اس مقام پر باب کی مناسبت کے لحاظ سے ان کے گذر اوقات کی تنگی کا بیان کرنا مقصود تھا اس لئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ واقعات چھوڑ دیئے اور اصل مقصود بیان فرما دیا کہ ہم پر تکلیف ومصائب کے ایسے دور بھی گذرے ہیں کہ ہم پتے کھا کر پیٹ بھر لیتے تھے۔ اگر کہیں گری پڑی چادر مل جاتی تو باہم آدھی آدھی کر لیتے تھے اور آج یہ عالم ہے کہ وہ سات کے سات آج کسی نہ کسی جگہ کے حاکم ہیں۔ اور فرمایا "اور عنقریب تم ہمارے بعد کے حکام کو آزما دیکھو گے" یعنی ان کو ہماری طرح نہ پاؤ گے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"گفتہ اند دریں اخبار است بآنکہ امراء بعد ایشاں در عدالت وامانت واعراض از دنیا مثل آنہا نخواہند بود وتجربہ رسید کہ چناں باشد"

یعنی علماء نے فرمایا ہے کہ ان کے اس ارشاد میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ صحابۂ کرام کے بعد عدالت' امانت اور اعراض دنیا ان کی

marfat.com
Marfat.com

مثل حکام پیدا نہیں ہوں گے۔ اور یہ بات تجربہ نے ثابت کردی ہے کہ ایسا ہی ہوا۔"

حدیث ۳۵۸ حدثنا عبد اللہ[1] بن عبد الرحمٰن حدثنا روح[2] بن اسلم ابو حاتم البصری حدثنا حماد[3] بن سلمۃ حدثنا ثابت[4] عن انس[5] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقد اُخِفتُ فی اللہِ وما یخاف احدٌ ولقد اُوذیتُ فی اللہِ وما یوذی احدٌ ولقد اتت علیّ ثلثون من بین لیلۃٍ ویومٍ ومالی ولبلالٍ طعامٌ یاکلہ ذو کبدٍ الا شیءٌ یواریہ ابطُ بلالٍ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا ڈرایا گیا ہوں اتنا کسی ایک کو بھی نہیں ڈرایا گیا اور قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا دُکھ مجھے دیا گیا ہے کسی ایک شخص کو اتنا دُکھ نہیں دیا گیا ہے۔ اور قسم ہے کہ گذرتے تھے مجھ پر تیس دن رات، حالانکہ میرے لئے اور بلال کے لئے کھانا نہیں ہوتا تھا کہ ہم کھاتے جس کو کوئی جاندار کھا سکے بجز اس تھوڑے سے کھانے کے جو بلال کی بغل میں چھپا ہوا ہوتا۔

حل لغات اُخِفتُ۔ میں ڈرایا گیا ہوں، دھمکایا گیا ہوں۔ اَخَافَۃٌ سے ہے جس کے معنی ڈرانا، دھمکانا خوف دلانا، گھبراہٹ میں ڈالنا۔ ذُوکَبِدٍ۔ جگر والا یعنی جاندار۔ اِبطٌ۔ بغل۔

تشریح ارشاد ہے "قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا میں ڈرایا گیا ہوں" یعنی جب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ توحید کا اعلان عام فرمایا اور تبلیغ اسلام شروع کی تو آپ کو ہر ممکن طریقہ سے ڈرایا دھمکایا گیا۔ تاکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ نہ کریں۔ ارشاد ہے "اور قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا دُکھ مجھے دیا گیا ہے کسی ایک شخص کو اتنا دُکھ نہیں دیا گیا" یعنی دین اسلام کی اشاعت، وحی الٰہی کے پہنچانے اور کلمۂ توحید کو غالب کرنے میں جتنی ایذا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی اور پہنچائی گئی کسی شخص کو بھی اتنا دُکھ نہیں دیا گیا۔ ارشاد ہے "اور قسم ہے کہ گذرتے تھے مجھ پر تیس دن رات حالانکہ میرے لئے اور بلال کے لئے کھانا نہیں ہوتا تھا کہ ہم کھاتے

اسماء الرجال حدیث ۳۵۸

۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن۔ دیکھو صفحہ ۱۷۴ باب ما جاء فی فضائل صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۷

۲ روح بن اسلم ابو حاتم البصری۔ ابن حبان نے کہا کہ ضعیف ہے۔ من التاسعۃ

۳ حماد بن سلمۃ۔ دیکھو صفحہ ۱۷۴ باب ما جاء فی فضائل صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۷

۴ ثابت۔ دیکھو صفحہ ۱۷۴ باب ما جاء فی فضائل صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۷

۵ انس۔ دیکھو صفحہ ۱۷۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۷

Marfat.com

جس کو کوئی جاندار کھا سکے، بجز اس تھوڑے سے کھانے کے جو بلال کی بغل میں چھپا ہوا ہوتا" یعنی آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے گذر اوقات کی یہ کیفیت تھی۔

حدیث ۸ / ۳۵۹ حدثنا عبد[1] اللہ بن عبد الرحمٰن انبانا عفان[2] بن مسلم حدثنا ابان[3] بن یزید العطار حدثنا قتادۃ[4] عن انس[5] بن مالک اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمْ یَجْتَمِعْ عِنْدَہٗ غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ اِلَّا عَلٰی ضَفَفٍ قَالَ عَبْدُ اللہِ قَالَ بَعْضُھُمْ ھُوَ کَثْرَۃُ الْاَیْدِیْ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستر خوان پر صبح اور شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت جمع نہیں ہوا مگر بہت مہمانوں کی موجودگی میں۔ عبد اللہ نے کہا کہ بعض نے کہا ہے کہ ضَفَف کے معنی ہیں کھانے میں بہت ہاتھ۔

حل لغات غَدَاءٌ۔ صبح کا کھانا۔ عَشَاءٌ۔ شام کا کھانا۔
ضَفَف۔ مال کی قلت، حاجت، کمزوری، جلد بازی، اہل وعیال کی کثرت۔

تشریح جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مبارک میں جب مہمانوں کی کثرت ہوتی تو روٹی اور گوشت مہیا کیا جاتا ورنہ جیسے بھی ہوتا گذر اوقات فرما لیتے۔ مشہور لغوی عالم ابو زید کے نزدیک ضَفَف کے معنی "شدت" کے ہیں اور فراء کے نزدیک "حاجت" کے ہیں تو اس لحاظ سے یوں معنی ہوگا کہ کھانا میسر نہ ہوتا مگر بھوک کی سختی کے وقت۔"

حدیث ۹ / ۳۶۰ حدثنا عبد[1] بن حمید حدثنا محمد[2] بن اسماعیل بن ابی فدیک حدثنا ابن ابی[3] ذئب عن مسلم[4] بن جندب عن نوفل[5] بن الھذلی قَالَ کَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَنَا جَلِیْسًا وَکَانَ نِعْمَ الْجَلِیْسُ وَاِنَّہٗ اَقْلَبَ بِنَا ذَاتَ یَوْمٍ حَتّٰی اِذَا دَخَلْنَا بَیْتَہٗ وَدَخَلَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَاُتِیْنَا بِصَحْفَۃٍ فِیْھَا خُبْزٌ وَلَحْمٌ فَلَمَّا وُضِعَتْ بَکٰی عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

اسماء الرجال حدیث ۸
۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عفان بن مسلم۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی تقنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳ ابان بن یزید العطار۔ دیکھو حدیث ۱۸ باب ما جاء فی صفۃ اواني رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۱۷ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۹
۱ عبد بن حمید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک۔ دیکھو حدیث ۳
۳ ابن ابی ذئب۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ مسلم بن جندب۔ المدنی القرشی۔ کانی تھا۔ ثقہ ہے۔ سنہ وفات ۱۰۱ھ۔ خرجہ البخاری۔
۵ نوفل بن ایاس الھذلی۔

Marfat.com

فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ هَلَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلَمْ يَشْبَعْ هُوَ وَاَهْلُ بَيْتِهٖ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ فَلَا اُرَانَا اُخِّرْنَا لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَنَا.

ترجمہ نوفل بن ایاس ہذلی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہم نشین تھے اور وہ ایک بہترین نیک ہم نشین تھے۔ ان کے ساتھ واپسی پر ایک دن ہم آئے تو ان کے گھر چلے گئے وہ اندر تشریف لے گئے غسل فرمایا پھر باہر آئے۔ ہمارے سامنے ایک بڑا کاسہ لایا گیا جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ جب وہ رکھ دیا گیا تو عبدالرحمٰن رو پڑے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابو محمد کونسی ایسی بات تھی جس کی وجہ سے آپ پر گریہ طاری ہوا۔ انہوں نے فرمایا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے مگر انہوں نے اور اُن کے اہلِ بیت نے جَو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی، پس میرے خیال میں جو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وقت دیا گیا ہے تو یہ آسودگی کی حالت ہمارے لئے کچھ اچھی نہیں۔

حل لغات اَلْجَلِيْس۔ ہم نشین۔ اُتِيْنَا۔ لایا گیا ہمارے لئے۔ اتیان مصدر ہے جس کا معنی حاضر کرنا، لانا ہے، مجہول ہے۔ صَفْحَة۔ بڑا چوڑا پیالہ، کاسہ جس سے پانچ آدمی سیر ہو جائیں۔ اُرَانَا مجہول ہے۔ یرأی رَأْیٌ رُؤْيَةٌ وَرَاءَةٌ وَرِئْيَانًا۔ بصارت یا بصیرت سے دیکھنا۔ یرأی کی اصل رَأَیَ ہے اور اصل کا استعمال نادر ہی ہوتا ہے۔ مضارع کا صیغہ "گمان" کے معنی میں مجہول ہی سنا گیا ہے لہٰذا اُرَانَا کا معنی ہوگا "میرا خیال ہے" اُخِّرْنَا کا مصدر تَاْخِيْرٌ ہے جس کے معنی پیچھے کرنا، مہلت دینا ہے۔ اُخِّرْنَا کے معنی ہمیں مہلت دی گئی۔ ہمیں پیچھے رکھا گیا۔

تشریح ارشاد ہے "عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہم نشین تھے" عبدالرحمٰن بن عوف کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ زہری قرشی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، قدیم الاسلام ہیں، حبشہ اور مدینہ منورہ کو ہجرت کی تھی۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام جہادوں میں شریک ہوئے۔ اُحد کی جنگ میں انتہائی پامردی اور استقلال کا ثبوت دیا۔ آپ کو اُحد کی جنگ میں بیس زخم آئے تھے۔ اسی لڑائی میں ایک ٹانگ کام آئی۔ عام الفیل سے دس برس پہلے پیدا ہوئے تھے اور ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی عمر ۷۲ برس تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عَيْشِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہو گیا۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ سِنِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور سید الانبیاء جناب رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات سِنّ۔ بالکسر۔ اس کی اَسْنَان آتی ہے۔ دانت، دراتی یا کنگھی وغیرہ کا دندانہ، قلم میں تراشنے کی جگہ۔ ریڑھ کی ہڈیوں کا کنارہ، چرمیدگی، عمر، کہا جاتا ہے۔ وَھُوَحَدِیْثُ السِنِّ۔ وہ نئی عمر کا ہے۔ ھُوَکَبِیْرُ السِنِّ۔ وہ بوڑھا ہے۔ ھُوَسِنٌّ فُلَانٌ وہ فلاں کا ہم عُمر ہے۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، نبی الانبیاء جناب سیدنا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کا ذکر ہے۔

حضرت علامہ مولینا مولوی علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ پر فرماتے ہیں، کہ میرک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

"فی قدر عمرہ ثلاث روایات احداھا انہ توفی وھو ابن ستین سنۃ والثانیہ خمس وستون والثالثہ ثلاث وستون"

یعنی حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف کے متعلق تین روایتیں ہیں، پہلی یہ کہ عمر مبارک ساٹھ برس تھی، دوسری یہ کہ عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) برس تھی، تیسری یہ کہ عمر مُبارک تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔"

اور فرماتے ہیں :۔

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۳۶۶

حدثنا اسحٰق[1] بن موسی الانصاری حدثنا معن[2] حدثنا مالك[3] بن انس عن ربیعة[4] بن ابی عبد الرحمٰن عن انس[5] بن مالك انه سمعه یقول كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَاْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَاْسِ سِتِّیْنَ سَنَةً وَلَیْسَ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَیْضَآءَ. حدثنا قتیبة ابن سعید عن مالك بن انس عن ربیعة بن ابی عبد الرحمٰن عن انس بن مالك نحوه.

ترجمہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ انس بن مالک سے میں نے سُنا کہ وہ فرماتے تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ دراز قد تھے، نہ پستہ قد، نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی رنگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس برس کی عمر شریف میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد دس برس مکہ مکرمہ میں اور دس برس تک مدینہ منورہ میں جلوہ افروز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اور حل لغات حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملاحظہ کیجئے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ سِنِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم
پورا ہوگیا۔

○

[1] اسحٰق بن موسی الانصاری حدیث ۳۶۶ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
[2] معن۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی تنزیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
[3] مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
[4] ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
[5] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِس باب میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مُبارک کا ذکر ہے ۔

(اِس باب میں چودہ احادیث ہیں)

حل لغات

وَفَاۃ بمعنی موت ہے اور وفی بالتخفیف ہو تو ستہ اجلہ یعنی وقت پُورا ہو گیا۔
صاحبِ حلاوۃ المتعلمین جناب محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"یا از قول عرب کہ وفی فلاناً یعنی داد آں را حق او پس مراد آنست کہ داد اللہ تعالیٰ حق او را از حیات"

یعنی "قول عرب ہے کہ وفی فلاناً یعنی فلاں کو اس کا حق دیا گیا۔ پس مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی کا حق دے دیا ہے۔"

حضرت محدثِ کبیر علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔

"اومن وفی فلانا اعطاہ حقہ لان اللہ اعطاہ حقہ من الحیاۃ"

تشریح

اس باب میں نبی کریم، رؤف و رحیم، بشیر و نذیر، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرض وفات کی کیفیت اور وصالِ مُبارک کا ذکر ہے۔

انبیاء کرام پر آن کی آن موت وارد ہوتی ہے اور پھر وہی حیاتِ جاودانی ان کو نصیب ہوتی ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مستطاب انباء الازکیاء بحیات الانبیاء" میں فرماتے ہیں:۔

"کہ احادیثِ متواترہ اور علمِ قطعی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاءِ کرام کی زندگی

Marfat.com

ترجمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت وصال فرمایا جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔

تشریح حضرت استاذ گرامی شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ "یہ حدیث شریف پہلی اور دوسری حدیث کی تائید کرتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ برس ہی تھی"۔

حدیث ۳۶۴ حدثنا احمد[1] بن منیع و یعقوب[2] بن ابراھیم الدورقی قالا حدثنا اسماعیل[3] بن علیۃ عن خالد[4] الحذاء حدثنی عمار[5] مولیٰ بنی ھاشم قال سمعت ابن عباس یقول توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو ابن خمس وستین۔

ترجمہ عمار مولیٰ بنی ہاشم نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پینسٹھ برس کی تھی۔

تشریح ارشاد ہے "جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پینسٹھ برس تھی" شمائل شریف مطبوعہ قرآن محل کراچی صـ ۳۲ ع ۲۰ پر ہے:۔

"توفی وھو ابن ثلاث وستین، ھذا مما اختلف فیہ قال الامام النووی فی کتاب تھذیب الاسماء واللغات توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وله ثلاث وستون سنة وقیل خمسون وستون سنة وقیل ستون سنة۔ والاول اصح وقد جاءت الاقوال الثلثة فی الصحیح قال العلماء الجمع بین الروایات

یعنی "سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ الامام النووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا، بعضوں نے پینسٹھ برس اور بعضوں نے کہا کہ ساٹھ برس کی عمر میں وصال ہوا۔ مگر پہلا قول نہایت ہی صحیح ہے۔ یہ تینوں اقوال روایات میں آتے ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ

Marfat.com

ان من روی ستین لم یعتبر مدۃ الکسور، ومن روی نساوستین عد سنتی المولد والوفات ومن روی ثلثا وستین لم یعدھما والصحیح ثلاث وستون۔"

روایات میں اس طرح توفیق وتطبیق ہے جنہوں نے ساٹھ برس روایت کی ہے۔ انہوں نے کسور کو نظر انداز کر دیا ہے اور جنہوں نے پینسٹھ برس روایت کی ہے۔ انہوں نے سال ولادت اور سال وفات کو مستقل شمار کیا ہے۔ نیز جنہوں نے ترسٹھ برس روایت کی ہے انہوں نے ان دونوں برسوں کو نہیں گنا اور یہ صحیح ترسٹھ برس ہی ہے۔"

حدیث ۵/۳۶۵ حدثنا محمد[1] بن بشار و محمد[2] بن ابان قالا حدثنا معاذ[3] بن هشام حدثنی ابی[4] عن قتادۃ[5] عن الحسن[6] عن دغفل[7] بن حنظلۃ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبض وَھُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّیْنَ سَنَۃً قَالَ اَبُوْعِیْسٰی وَدَغْفَلٌ لَا نَعْرِفُ لَہٗ سَمَاعًا مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَکَانَ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَجُلًا۔

ترجمہ دغفل بن حنظلہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح مبارک قبض کی گئی جبکہ عُمر شریف پینسٹھ برس کی تھی۔ صاحب شمائل ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ دغفل کو ہم نہیں پہچانتے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سُنی ہو لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ جوان تھا۔

تشریح صاحبِ ترمذی کے قول کے مطابق اگرچہ دغفل بن حنظلہ جوان تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا حدیث سُننا ثابت نہیں ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری تحریر فرماتے ہیں:-

"لم یثبت انہ اجتمع بہ" یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی ملاقات ثابت نہیں"

اسماء الرجال حدیث نمبر
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ محمد بن ابان۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ماجاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو کنت متخذا خلیلا
۳ معاذ بن ہشام۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ ابی۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ قتادہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ الحسن۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں لعلہ البصری
۷ دغفل بن حنظلہ الدوسی۔ الاصابۃ۔ مختصر۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی تھی۔

Marfat.com

"وهي اصحها واشهرها رواها البخاري من رواية ابن عباس ومعاوية ايضاً واتفق العلماء على ان اصحها ثلاث وستون"

"اور یہی صحیح و مشہور تریسٹھ برس کی عمر شریف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس اور معاویہ سے بھی یہی روایت کی ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عائشہ صدیقہ، ابن عباس اور معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی روایت کی ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ برس ہونے پر اتفاق فرمایا ہے۔"

حدیث ۱/۳۶۱ حدثنا احمد[۱] بن منیع حدثنا روح[۲] بن عبادة حدثنا زکریا[۳] بن اسحٰق حدثنا عمرو[۴] بن دینار عن ابن[۵] عباس قال مکث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمکة ثلاث عشرة سنة یوحٰی الیہ وبالمدینة عشرا وتوفی وھو ابن ثلث وستین.

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ[۱۳] برس مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے، اس حال میں آنجناب پر وحی ہوتی رہی، اور دس برس مدینہ منورہ میں گذارے اور وصال مبارک ہوا جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

حل لغات مکث۔ ٹھہرے، اقامت کی۔ مکثاً مصدر ہے جس کے معنی اقامت کرنا، ٹھہرنا کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ برس مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے" یعنی نبوت مبارکہ کا دعویٰ اور اعلانِ عام فرمانے کے بعد تیرہ برس مکہ مکرمہ میں جلوہ فرما رہے، چالیس برس کی عمر مبارک میں دعویٰ نبوت فرما کر اعلانِ عام فرمایا پھر تیرہ برس مکہ مکرمہ میں تبلیغ کر کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آنجناب صلی اللہ

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۶۱

۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۱۰

باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ روح بن عبادۃ۔ ابو محمد کنیت ہے القیسی ہے۔ الحافظ ہے البصری ہے۔ له تالیف۔ خرج له البخاری فی تاریخه۔ ۲۵۰ھ میں فوت ہوا۔

۳ زکریا بن اسحٰق۔ المکی ہے نقہ ہے۔ رمی بالقدر۔ خرج له من السادسة۔

۴ عمرو بن دینار ابو محمد کنیت ہے الجمحی ہے المکی ہے۔ الامام ہے ثبت۔ خرج له فقیہ۔ ۱۲۸ھ میں فوت ہوا۔

۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

Marfat.com

علیہ والہ وسلم کی عُمر شریف اس وقت ۵۳ برس کی تھی۔ ہجرت کے بعد دس برس مدینہ منوّرہ میں بسر کئے۔ گویا تریسٹھ برس کی عُمر مبارک میں وصال ہُوا۔

حدیث ۲/۳۶۲ حدثنا محمد بن بشار[1] حدثنا محمد بن جعفر[2] عن شعبة[3] عن ابی اسحٰق[4] عن عامر بن سعد[5] عن جریر[6] عن معاویة[7] انہ سمعہ یخطب قال مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو ابن ثلث وستین وابو بکر وعمر وانا ابن ثلث وستین۔

ترجمہ جریر نے امیر معاویہ سے سُنا جبکہ وہ خطبہ دے رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال اس وقت ہُوا جبکہ ان کی عُمر مُبارک تریسٹھ برس تھی۔ ابوبکر اور عُمر کی عمر بھی اتنی ہی تھی اور اس وقت میری عمر بھی تریسٹھ برس ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اس وقت میری عمر بھی تریسٹھ برس ہے" شمائل کے حاشیہ میں ہے کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے۔

"انا متوقع ان اموت فی ھذہ السن فی موافقتہ لھم قال میرک لکن لم ینل مطلوبہ بل مات وھو قریب من ثمانین"

یعنی میں امید کرتا ہوں کہ تریسٹھ برس کی عُمر میں مروں تاکہ ان حضرات کی عُمر کی موافقت ہو جائے میرک نے فرمایا امیر معاویہ کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی اور اسی یا چھیاسی برس کی عمر میں انتقال کیا۔"

ترجمۃ الباب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عُمر شریف تریسٹھ برس تھی

حدیث ۳/۳۶۳ حدثنا حسین[1] بن مھدی البصری حدثنا عبد الرزاق[2] عن ابن جریج[3] عن الزھری[4] عن عروۃ[5] عن عائشۃ[6] ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مات وھو ابن ثلث وستین سنۃ۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۳۶۲
۱ محمد بن بشار ۔ دیکھو حدیث ۲
۲ محمد بن جعفر ۔ دیکھو حدیث ۲
۳ شعبہ ۔ دیکھو حدیث ۲
۴ ابی اسحٰق ۔ دیکھو حدیث ۲
۵ عامر بن سعد بن ابی وقاص ہے الزہری ہے المدنی ہے ثقہ ثبت فقیہ تابعی کبیر ہے فرحم اللہ اجمعین ۹۳ھ میں فوت ہوا۔
۶ جریر بن عازم ہے الازدی ہے حضر جنازۃ ابی الطفیل بمکۃ وسمع رجاء العطاردی والحسن وعنہ ابنہ وابن مھدی ثقۃ لکنہ اختلط فی آخرہ ۔ دیکھو تہذیب ۲
۷ معاویہ ۔ رضی اللہ عنہ ۔ دیکھو حدیث ۱

اسماء الرجال حدیث ۳/۳۶۳
۱ حسین بن مھدی البصری ابوعلی ہے الابار ہے صدوق ہے ابن ماجہ نے اکیس سے تخریج کی ہے ۔ تہذیب ۲
۲ عبدالرزاق ۔ دیکھو حدیث ۱
۳ ابن جریج ۔ دیکھو حدیث ۲
۴ الزہری ۔ دیکھو حدیث ۲
۵ عروۃ بن الزبیر ۔ دیکھو حدیث ۱
۶ عائشہ ۔ رضی اللہ عنہا ۔ دیکھو حدیث ۱

Marfat.com

ہمارے عُلماء (علماءِ اہل سُنّت وجماعت) کے نزدیک دلائل سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اس حال میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں۔"

نیز اسی حدیث کو ابونعیم نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:۔

"کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔"

بیہقی نے کہا کہ انبیاء کے وصال کرنے کے بعد ان کی زندگی ثابت کرنے کے لئے دلائل موجود ہیں چنانچہ واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعتِ انبیاء میں ہر ایک جماعت کو ملے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا پس جب نماز کا وقت آیا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"کہ انبیاء کرام اور شہداء کی قبر کی زندگی بعینہٖ دنیوی زندگی کی طرح ہے اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ثبوت کے لئے کافی ہے۔ چونکہ نماز پڑھنے کے لئے جسم ضروری ہے اور معراج شریف کی رات یہ تمام صفتیں انبیاء کرام میں کلی طور پر موجود تھیں لہٰذا ان کی حیات ثابت ہے۔"

حضرت علامہ شیخ علی القاری رحمہ الباری "درۃ المضیئۃ فی زیارۃ المصطفویہ" میں فرماتے ہیں:۔

"کہ ان احادیث سے معلوم ہو گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔"

حضرت محدثِ کبیر استاذ العلماء مولینا مولوی محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ دلائل براہین بیان فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:۔

marfat.com

Marfat.com

"ہم اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور ان کا جسم زمین نہیں کھا سکتی اور تمام انبیاء بھی اسی طرح زندہ ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک میں کوئی اور کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی اور اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسا کہ دنیا میں زندہ تھے۔" [1]

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام کی زندگی شہداء کی طرح ہوتی ہے مگر حضرت علامہ محقق شیخ الہند عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مستطاب اشعۃ اللمعات" میں تحریر فرماتے ہیں :-

"وحیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلافے نیست۔ حیات جسمانی، حقیقی دنیوی، نہ حیات روحانی معنوی چنانکہ شہدا را است۔"

"انبیاء کرام کی زندگی شہداء کی طرح نہیں ہوتی، کیونکہ ان کی زندگی معنوی رُوحانی ہے اور انبیاء کرام کی زندگی دنیوی جسمی اور حقیقی ہے۔"

صاحب مظاہر حق جلد اوّل صـ۴۵۶ سطر ۲۰ تا ۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"اور اخیر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے نہ حیات معنوی رُوحانی جیسے شہداء کو ہے۔"

تحفۃ الفحول میں حضرت محدثِ کبیر مولینا مولوی محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں :-

"شیخ محمد عابد السندھی نے اپنی شرح مسند امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے کہ علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں، اس کی طرف دیکھتے ہیں، اس پر خبردار ہیں جس اوقات اللہ تعالیٰ زائر کے دل کی خبر آپ کو دیتا ہے اور جو کچھ اس کے دِل میں ہے، اس کی بھی اطلاع دیتا ہے۔ اور جس کو یہ حضوری حاصل ہو وہ ہر کمال کے ساتھ مزین ہے۔" انتھی۔

Marfat.com

الثالث بملك الموت فاستاذنه فی قبض روحه الشریفه فاذن له ففعل"

کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ظاہر تو سکرات الموت ہے لیکن باطن میں معاملہ ذات باری تعالیٰ اور ملائکۃ المقربین کے ساتھ تھا، جس ذاتِ گرامی صفات کی مزاج پرسی کے لئے جبریل علیہ السلام پورے تین دن آپ کے پاس رہیں اور اس مرض الموت کے دوران ہر روز یہ کہتے رہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف اس غرض سے بھیجا ہے کہ آپ سے سوال کرے، درآنحالیکہ وہ آپ کے حال کو آپ سے زیادہ جانتا ہے۔ محبوب تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے اور بتائیے تیرا منشا کیا ہے۔ اور پھر جبریل نے یہ بھی کہا کہ یہ مزاج پرسی اس شرافت اور عظمت اور فضیلت کے اظہار کے لئے ہے جو آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہے اس عیادت کے تیسرے روز ہی جبکہ جبریل کی زبان سے کَیْفَ تَجِدُکَ (آپ کا منشا مبارک کیا ہے؟) کا جملہ نکلا تو ملک الموت درِ اقدس پر حاضر ہو کر رُوح مکرّم و مقدّس کو قبض کرنے کی اجازت مانگنے لگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور ملک الموت نے اپنا کام کیا۔

Marfat.com

حدیث ۴ / ۳۷۰

حدثنا الحسن[1] بن الصباح البزاز حدثنا مبشر[2] بن اسماعیل عن عبد الرحمن[3] ابن العلاء عن ابیہ[4] عن ابن عمر[5] عن عائشۃ[6] قالت لا اغبط احدا بہون موت بعد الذی رایت من شدۃ موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو عیسیٰ سالت ابا زرعۃ فقلت لہ من عبد الرحمن بن العلاء ھذا قال ھو عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی تکلیف دیکھنے کے بعد اب مجھے کسی ایک آدمی کے مرض الموت میں تکلیف نہ ہونے پر رشک نہیں ہوتا

حل لغات اَغْبِطُ۔ میں رشک نہیں کرتی ہوں۔ اَلْغِبْطَۃُ۔ حسن حال، خوشی، رشک۔ یہاں یہ آخری معنی مُراد ہے۔ رشک کے معنی دوسرے کے مال وجاہ کی آرزو کرنا اس کے زوال کی خواہش نہ کرے اگر دوسرے کا زوال چاہ کر اپنے لئے خواہش کرے تو وہ حسد ہے۔ ھَوْنٌ۔ آسانی، نرم، سہل۔

تشریح صاحب لغات الحدیث کتاب غ جلد ۴ صـ۸ پر تحریر کرتے ہیں :-

"معلوم ہوا کہ موت کی سختی عمدہ چیز ہے جب ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سختی ہوئی۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے تھی۔ حالانکہ آپ پر کوئی ایسی زیادہ سختی نہیں ہوئی تھی، بلکہ ملک الموت نے نہایت نرمی سے رُوح مُبارک کو قبض کیا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے کوئی اضطراب نہیں فرمایا صرف پیشانی پر پانی ملتے رہے اور وفات تک نماز کی وصیت فرماتے رہے اور آخری کلمہ آپ نے یہ فرمایا اَللّٰھُمَّ لَمَلحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔

حدیث ۵ / ۳۷۱

حدثنا ابوکریب[1] محمد بن العلاء حدثنا ابو معاویۃ[2] عن عبد الرحمن[3] ابن ابی بکر ھو ابن الملیکی عن ابن ابی ملیکۃ[4] عن عائشۃ[5] قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیئا ما نسیتہ قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب

اسماء الرجال
ع۱ ابوکریب محمد بن العلاء۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
ع۲ ابو معاویہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
ع۳ عبد الرحمن بن ابی بکر ھو ابن الملیکی۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ما جاء فی صفۃ آدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۷
ع۴ ابن ابی ملیکۃ۔ دیکھو حدیث ۱۷ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۷
ع۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱

Marfat.com

کا صحابہ کو احساس ہوا تو ان کی کیفیت بدل گئی اور ان پر ایک قسم کا سرور و حال کا عالم طاری ہو گیا جس کی وجہ سے صحابہ میں اضطراب پیدا ہوا مگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرما کر ان کو اپنی اپنی جگہ پر جمے رہنے کا ارشاد فرمایا۔ بس پھر کیا تھا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ہی نظرِ عنایت سے اضطراب جاتا رہا اور صحابۂ کرام نے اطمینان و سکون سے جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نمازِ فجر ادا کی۔ حضور گھر مبارک تشریف لے گئے اور پھر اسی دن (یعنی پیر کے دن) وصال فرمایا۔ جس حجرہ مبارک میں وصال فرمایا وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔

حدیث ۲/۳۶۸ حدثنا حمید[1] بن مسعد البصری حدثنا سلیم[2] بن اخضر عن ابن[3] عون عن ابراھیم[4] عن الاسود[5] عن عائشۃ[6] قالت کنت مسندۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی صدری او قالت الی حجری فدعا بطست لیبول فیہ ثم بال فمات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے کے آسرے پر لئے ہوئے تھی یا یہ فرمایا کہ حجری میری گود میں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سلفچی منگوائی تاکہ اس میں چھوٹا پیشاب کریں۔ پھر چھوٹا بول کیا پھر وصال ہوا۔

حل لغات مسندۃ۔ چپڑ، ٹیک، آسرا، تکیہ۔ صدر۔ سینہ۔ حجر۔ گود۔ طست۔ الطشت سے ہے جس کے معنی ہیں ہاتھ دھونے کے لئے تانبے کا برتن۔ سلفچی، چلمچی، لگن

تشریح ارشاد ہے "یا یہ فرمایا" یعنی یہ راوی کا شک ہے کہ صدری فرمایا یا حجری فرمایا، بہرحال معنی اور مفہوم ایک ہی ہے۔

اسماء الرجال حضرات محدثین رحمہم اللہ

[1] حمید بن مسعدۃ البصری ابو ہبل ہے صدوق ہے خرج لہ الجماعۃ الا البخاری ۲۴۴ھ میں فوت ہوئے وفی نسخۃ صحیحۃ محمد بن مسعدۃ۔

[2] سلیم بن اخضر البصری ہے اخذ عن سلیمان التیمی و ابن عوف وعنہ احمد بن حنبل وغیرہ۔ ثقہ ہے عمدۃ حافظ ہے۔ خرج لہ مسلم و ابوداؤد والنسائی۔

[3] ابن عون یعنی عبداللہ بن عون۔ البصری ہے ثقہ ثبت ہے عبدالرحمن مغفل الذی کانوا یقولون احدالاعلام ہے۔ ثبت حجۃ ہے حسان نے کہا میری آنکھوں نے اس کی مثل نہیں دیکھا۔ خرج لہ الجماعۃ ۱۵۱ھ میں فوت ہوئے۔

[4] ابراہیم علقمہ بن قیس النخعی ہے۔ کان ینفی بیانہ اذا ابراھیم حدث عنہ۔ ثقہ فقیہ ثبت ہے خرج لہ الجماعۃ۔

[5] اسود۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ

[6] عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۳/۳۶۹ حدثنا قتیبۃ[1] حدثنا اللیث[2] عن ابن الھاد[3] عن موسیٰ بن سرجس[4] عن القاسم[5] بن محمد عن عائشۃ[6] انھا قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو بالموت وعندہ قدح فیہ ماء فجعل یدخل یدیہ فی القدح ثم یمسح وجھہ بالماء ثم یقول اللھم اعنی علی المنکرات الموت او قال علی سکرات الموت۔

ترجمہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ وصال کے وقت پڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کاسہ میں ہاتھ ڈالتے، پھر اس پانی سے اپنا چہرۂ اقدس تر فرماتے۔ پھر فرماتے جاتے اے میرے اللہ موت کی سختیوں پر میری مدد فرما، یا یہ فرمایا کہ بجائے منکرات کے سکرات فرمایا۔

تشریح ارشاد ہے "اے میرے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما" حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وھذا انما کان بحسب ما یظھر للناس مما یتعلق بحالہ الظاھر لاجل زیادۃ رفع الدرجات والترقی فی اعلی المقامات والکرامات اما حالہ مع الملئکۃ والملاء الاعلیٰ فکان علی خلاف ذالک فان جبریل اتاہ فی مرضہ الشریف ثلاثۃ ایام یقول لہ کل یوم ان اللہ ارسلنی الیک اکراما و اعظاما وتفضیلا یسئلک مما ھو اعلم بہ منک کیف تجدک وجاءہ فی یوم

"منکرات الموت سے مراد نزع کی سختی ہے کیونکہ اس وقت ایسی تکالیف وارد ہوتی ہیں یا منکرات الموت کی جگہ سکرات الموت کے کلمات استعمال کئے جس سے مراد شدائد کے بحر میں ڈوبنا ہے لیکن ان سب تکالیف و آلام کا ظہور فقط ظاہری امر ہے جو کہ اس وقت میت کے حسب حال نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں یہ سب کچھ میت کے درجات کی ترقی اور اس کے عند اللہ مقام کی رفعت اور انعام و اکرام کی زیادتی پر دال ہے لیکن محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم

اسماء الرجال
[1] رایئے دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
[2] اللیث دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
[3] ابن الھاد ان کا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الھاد اللیثی المدنی ہے ثقہ ہے، امام مالک کا شیخ ہے، خرجلہ الجماعۃ۔
[4] موسیٰ بن سرجس۔ علامہ مناوی لکھتے ہیں۔ مستور خرج لہ الجماعۃ۔
[5] قاسم بن محمد
[6] عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی مشرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

خلاصۃ الوفا میں حضرت امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ ابن جوزی سے نقل کرتے ہیں :۔
"کہ ابن مسیب نے فرمایا۔ حرّہ کی رات کو میں نے مسجد نبوی میں دیکھا (جبکہ مسجد نبوی میں بغیر میرے کوئی نہیں تھا) جس وقت بھی نماز کا وقت آتا تھا حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز آتی تھی اور اقامت نماز ہوتی تھی تو میں بھی نماز پڑھتا۔"

حدیث ۳۶۷ حدثنا ابو عمار[1] الحسین بن حریث وقتیبۃ[2] بن سعید وغیر واحد قالوا حدثنا سفین[3] عن عینیہ عن الزہری[4] عن انس[5] بن مالک قال اٰخر نظرۃ نظرتہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکشف الستارۃ یوم الاثنین فنظرت الی وجہہ کانہ ورقۃ مصحف والناس یصلون خلف ابی بکر فکاد الناس ان یضطربوا فاشار الی الناس ان اثبتوا وابو بکر یؤمہم والقی الستجف وتوفی من اٰخر ذالک الیوم۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آخری دفعہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو مجھے دیکھنا نصیب ہوا تو وہ اُس وقت تھا جبکہ پیر کے دن آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ ہٹا کر نمازیوں کو دیکھا۔ پس جب میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے مبارک پر نظر ڈالی تو گویا وہ قرآنِ مجید کا ایک ورق نظر آیا صحابہ کرام جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔ صحابہ مضطرب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو اور ابوبکر تمہارا امام ہو اور پردہ گرا دیا اور اسی دن پچھلے پہر وصال پا گئے۔

حل لغات نظرۃ۔ ایک نگاہ۔ اِستارۃ۔ پردہ۔ یوم الاثنین۔ روز دوشنبہ، پیر کا دن۔ مُصحف قرآنِ مجید۔ اَلسِّجف۔ دروازہ کا پردہ۔ بعض کہتے ہیں کہ سِجف اس پردے کو کہتے ہیں جس کے دو ٹکڑے ہوں، جیسے دروازہ کے دو پٹ ہوتے ہیں۔

ترجمہ ارشاد ہے "آخری دفعہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو مجھے دیکھنا نصیب ہوا تو اس وقت تھا جبکہ

[1] امام الرجال صدیث ۱۲ منہ
[2] الاعمار الحسین بن حریث ۱۲
[3] کمیدہ حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خاتمۃ النبوۃ عائشہ ۱۲
[4] قتیبہ بن سعید وکمیدہ حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۱۲
[5] سفین بن عیینہ وکمیدہ حدیث ۱۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۱۲
[6] الزہری۔ وکمیدہ حدیث ۱۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۱۲
[7] انس بن مالک۔ وکمیدہ حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۱۲

Marfat.com

پیر کے دن آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ ہٹا کر نمازیوں کو دیکھا" یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر کے دن صبح کی نماز کے وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کے دروازہ سے پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں نمازیوں کو دیکھا۔ ارشاد ہے "پس جب میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے مبارک پر نظر ڈالی تو گویا وہ قرآن مجید کا ایک ورق نظر آیا۔" حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"در صفا و سفیدی و روشنی و حسن و جمال و ہدایت و حاصل تشبیہ آنست کہ از دیدن روئے مبارک اقتدا حاصل می شود۔ چنانچہ از دیدن ورق مصحف زیرا کہ روئے مبارک او جامع محاسن بود"

یعنی آنحضور سراپا حُسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخ انور صفائی، سفیدی، روشنی، حُسن، جمال اور ہدایت میں قرآن پاک کی طرح تھا اور حاصل تشبیہ یہ کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے مبارک سے ہدایت ملتی ہے جو کہ جامع محاسن ہے جس طرح قرآن پاک سے ہدایت نصیب ہوتی ہے۔"

حضرت محدثِ کبیر علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"و وجہ التشبیہ حسن الوجہ و صفاء البشرۃ و سطوع الجمال لما افیض علیہ من مشاھدۃ جمال الذات"

"یعنی اس تشبیہ سے یہ مراد ہے کہ جو فیضان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رُویت باری تعالیٰ سے حاصل ہوا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک چہرۂ اقدس کی پاکیزگی اور انتہائے جمال کی صُورت میں جلوہ افگن تھا۔"

ارشاد ہے "صحابۂ کرام جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ علیہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔" یعنی جس وقت سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرۂ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر صحابہ کو ملاحظہ فرمایا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جناب سیدنا امیر المؤمنین ابوبکر صدیق امامت کروا رہے تھے، اور یہ وقت صبح کی نماز کا تھا۔ ارشاد ہے "صحابہ مضطرب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو۔" یعنی جب حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری

Marfat.com

اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ ادْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ .

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہوگئیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے جسے میں نے نہیں بھولا ہے فرمایا تھا کہ انبیاء کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کرو۔

تشریح ارشاد ہے "جب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہوگئیں" یعنی کسی کی رائے تھی کہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں، کسی کی رائے تھی کہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں، کسی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کی قبر انور کے قریب دفن کیا جائے۔" ارشاد ہے" تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے جسے میں نے نہیں بھولا ہے" یعنی مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے، یا وہ بات میں بھول ہی نہیں سکتا ہوں۔ ارشاد ہے "فرمایا تھا کہ انبیاء کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ پسند کرتے ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کرو" چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد قبول کرلیا گیا اور جہاں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تھا، وہاں ہی دفن کئے گئے۔ بعض شارحین رحمہم اللہ اجمعین نے اس ٹکڑا کا یہ ترجمہ بیان کیا ہے "کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایک پیغمبر کو وصال نہیں دیا مگر اس جگہ کہ پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ کہ اس کو اسی جگہ دفن کیا جائے" اور یہ جگہ حجرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حدیث ۶/۳۷۲ حدثنا محمد بن بشار وعیاش العنبری وسوار بن عبد اللہ وغیر واحد قالوا حدثنا یحییٰ بن سعید عن سفین الثوری عن موسیٰ بن ابی عائشۃ عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس وعائشۃ رضی اللہ عنہم ان ابا بکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ما مات .

Marfat.com

ترجمہ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوما۔

حل لغات قَبَّلَ۔ چوما، بوسہ دیا۔ اس کا مصدر تقبیل ہے یعنی چومنا، بوسہ دینا۔

تشریح ارشاد ہے "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوما" یعنی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"تیمنا وتبرکا" یعنی تیمن اور تبرک کے لئے بوسہ دیا"

نیز فرماتے ہیں:۔

"اقتداء تقبیلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن مظعون" نیز چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو وفات کے بعد چوما تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی پیروی کی۔"

حضرت الشیخ ابراہیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ ص۱۹۵ پر لکھتے ہیں:۔

"فتقبیل المیت سنۃ" یعنی میت کا بوسہ لینا سنت ہے"

حدیث ۳۷۴ حدثنا نصر[1] بن علی الجہضمی حدثنا مرحوم[2] بن عبدالعزیز العطار عن ابی[3] عمران الجونی عن یزید[4] بن بابنوس عن عائشۃ[5] ان ابابکر رضی اللہ عنہ دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وفاتہ فوضع فمہ بین عینیہ ووضع یدیہ علی ساعدیہ وقال وانبیاہ واصفیاہ واخلیلاہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تشریف لائے۔ دونوں آنکھوں کے درمیان منہ رکھا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور فرمایا ہائے نبی، ہائے صفی، ہائے خلیل۔

اسماء الرجال حدیث ۳۷۴

۱ نصر بن علی الجہضمی۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی نکاح خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ مرحوم بن عبدالعزیز العطار الاوسی البصری۔ ثقہ عابد مات ۱۵۰ھ وقیل ۱۵۲ھ۔ خرج لہ الستۃ۔

۳ ابی عمران الجونی۔ تابعی من الاسناد۔ اسمہ عبدالملک بن حبیب البصری الازدی۔ علماء بصرہ میں ثقہ ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۱۲۸ھ میں فوت ہوا

۴ یزید بن بابنوس البصری۔ خرج لہ البخاری فی الادب والجماعۃ۔ وثقہ ابن معین وقال ابن حجر صدوق۔ ملا علی قاری نے کہا۔ معتزلی من الثالثۃ علی ما نقلہ میرک عن التقریب۔

۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۵

Marfat.com

حل لغات فَمّ۔ مُنہ ۔ سَاعِد۔ بازو۔

تشریح ارشاد ہے "جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تشریف لائے" یعنی جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کی اطلاع پہنچی، تو آپ رضی اللہ عنہ حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تشریف لائے۔ ارشاد ہے "دونوں آنکھوں کے درمیان مُنہ رکھا" یعنی دونوں آنکھوں مُبارک کے درمیان پیشانی کو بوسہ دیا" ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے" یعنی کمال محبت سے آپ پر جھکے۔ جناب حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :۔

"وَدریں دلیل است بر جواز ساس میت" "اس میں دلیل ہے میّت کو ہاتھ لگانے کے جواز پر"

ارشاد ہے "فرمایا ہائے نبی، ہائے صفی، ہائے خلیل" یعنی ہائے نبی، ہائے برگزیدہ، ہائے دوست۔ ہائے کا لفظ عربی میں اظہارِ افسوس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، مقصود رنج اور دُکھ کا اظہار ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمۃ الباری جمع الوسائل جلد دوم صفحہ ۲۰۹ پر امام احمد کی روایت نقل فرماتے ہیں :۔

"اتاہ من قبل راسہ فحدر فاہ فقبّل جبھتہ ثم قال وانبیاہ ثم رفع وحدر فاہ وقبّل جبھتہ ثم قال واصفیاہ ثم رفع رأسہ وحدر فاہ وقبّل جبھتہ وقال واخلیلاہ"

"یعنی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس کی طرف سے تشریف لائے اور چہرۂ انور پر سر جھکایا اور پیشانی مُبارک کو چُوما، پھر فرمایا ہائے نبی؛ پھر سر اٹھایا اور روئے مبارک پر پھر سر جھکایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا پھر فرمایا ہائے برگزیدہ۔ پھر سر اٹھایا اور پھر روئے اظہر پر سر جُھکایا اور پیشانی مبارک کو بوسہ دیا پھر فرمایا ہائے دوست۔"

نیز حضرت علامہ اپنی کتاب میں ابن ابی شیبہ سے نقل کرتے ہیں۔

"فوضع فمہ علی جبینہ فجعل یقبلہ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر

Marfat.com

ویبکی ویقول بابی انت وامی طبت حیاو میتا "

مُنہ رکھا اور بوسہ لینا شروع کر دیا اور روتے بھی جاتے تھے اور فرماتے بھی جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بھی پاک اور وصال بھی پاک"

حضرت استاذ گرامی شیخ الدرس حافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی برگزیدہ عالم محقق یا شیخ طریقت کے وصال پر اس کے اچھے اوصاف بیان کرنا مستحب ہے۔ اس لئے کہ یہ خلفاءِ راشدین کا طریقہ تھا کہ وہ برگزیدہ حضرات کی وفات کے بعد اوصافِ حسنہ بیان کرتے تھے۔"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"وھذا یدل علی جواز عد اوصاف المیت بلا نوح بل ینبغی ان یندب لانہ من سنۃ الخلفاء الراشدین والائمۃ المھتدین وقد صار ذالک عادۃ فی رثاء العلماء بحضور المحافل العظیمہ والمجالس الفخیمۃ"

"یہ دلیل ہے میت کے اوصاف بیان کرنے کے جواز پر بشرطیکہ اس بیان میں کسی قسم کا نوحہ نہ پایا جائے بلکہ یہ مندوب ہے اس لئے کہ یہ سنت خلفاءِ راشدین اور ائمہ مہتدین ہے اور یہ علماءِ کرام کی عادت ہو چلی ہے، بڑی بڑی محفلوں اور مجالس میں اسی طرح بیان کرتے ہیں"

حدیث ۸ / ۳۷۴ حدثنا بشر بن ہلال الصواف البصری حدثنا جعفر بن سلیمان عن ثابت عن انس قال لما کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ اضاء منھا کل شیئ فلما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منھا کل شیئ وما نفضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی انکرنا قلوبنا۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں

Marfat.com

تشریف فرما ہوئے تو مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور ہو گیا۔ سو جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اور ہم نے قبر مبارک کی مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے اور ہم تدفین میں مصروف تھے مگر ہمارے دل یہ ماننے کے لئے آمادہ نہ تھے کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

حل لغات اَضَاءَ۔ تابان ہو گیا، منور ہو گیا۔ ضَوْءٌ مصدر ہے چمک اٹھنا روشن ہونا۔ اَظْلَمَ۔ تاریک ہو گیا۔ اندھیرا چھا گیا۔ اس کا مصدر ظُلْمٌ ہے تاریک ہونا۔ نَفَضْنَا۔ ہم نے جھاڑے۔ اس کا مصدر نَفْضٌ ہے، جھاڑنا، بیشفاندن۔

تشریح ارشاد ہے "جس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور ہو گیا" یعنی مدینہ منورہ کی ہر شے چمک اٹھی اور روشن ہو گئی حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"از پرتو جمال باکمال او در و دیوار ہمہ روشن شدہ بود و تمام مدینہ را روشنی محیط گشتہ"

یعنی "حضور نور مجسم سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال باکمال کے پرتو سے در و دیوار مدینہ منورہ سب کے سب روشن ہو گئے اور تمام مدینہ منورہ کو اس نور نے احاطہ کر لیا تھا"

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری متوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وفی قولہ کل شئ مبالغۃ لطیفۃ کان کل شئ فی العالم اقتبس النور واخذہ من المدینۃ فی ذالک الیوم والاصح ان المراد بہ ان کل جزء من اجزاء المدینۃ اضاء ذالک الیوم حقیقۃ ولا تجرید و کیف لا یضئ لہ ذالک وقد کانت ذاتہ کلہا نورا وسماہ اللہ نورا فقال سبحانہ

"یعنی حدیث شریف میں جو کل شئ آیا ہے، یعنی ہر ایک شے۔ یہ ایک لطیف مبالغہ ہے اس لئے کہ کائنات کی ہر چیز اسی نور سے مستفید ہو رہی ہے اور اس دن مدینہ منورہ بھی اسی نور سے تابناک ہو رہا تھا اور صحیح بات تو یہی ہے کہ مدینہ منورہ کا ہر ایک گوشہ حقیقتاً اس دن روشن تھا اور کیوں نہ روشن نہ ہوتا، جب کہ

Marfat.com

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین فکان نورا اضاء للعالمین وسراجا منیرا" [1]

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سراپا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نور رکھا۔ سو ارشاد فرمایا سبحانہ وتعالیٰ نے کہ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تمام جہانوں کو روشن کرتا ہے اور ان کا پیکر جمیل روشن چراغ ہے۔"

حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے ہیں :-

"ای استنار من المدنیۃ الشریفۃ کل شئ نورا حسیا ومعنویا لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور الانوار والسراج الوھاج ونور الھدایۃ العامۃ ورفع الظلمۃ الطامۃ " [2]

"یعنی مدینہ منورہ کی ہر شے حسیاتی و معنوی طور پر نور سے منور ہوگئی اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس نور الانوار، نہایت ہی روشن چراغ، ہدایت عامہ کے نور اور کمال تاریکی کو دور کرنے والی ہے۔"

[1] المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۰۹ و ۲۱۰ حاشیہ

[2] شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی ج ۲ ص ۱۹۶

ارشاد ہے" سو جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا۔" گویا ہر شے پر غم کا عالم طاری تھا۔ ہر ایک شخص پریشان اور مضطرب تھا گویا ہر طرف تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"از غم فراق آنسرور چناں حالت روئداد کہ گویا تاریک گشتہ در و دیوار ہائے مدینہ و تاریکی محیط گشت"

یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق کے غم میں ایسی کیفیت ہوگئی کہ تمام مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا گویا مدینہ پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔"

ارشاد ہے" اور ہم نے قبر مبارک کی مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے اور تدفین میں مصروف تھے مگر ہمارے دل یہ ماننے کے لئے آمادہ نہ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

تحریر فرماتے ہیں :۔

"کہ انکار کردیم و بد گفتیم دلہائے خود را کہ چوں راضی شدید بر پختن خاک بر قبر آنسرور"

"ہم پسند نہیں کرتے تھے اور اپنے دلوں کو بُرا کہا کہ اے ہمارے قلوب تم کس طرح قبر مبارک پر مٹی ڈالنے پر راضی ہوئے۔"

شرح السنۃ میں جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم دفن کرکے جنابہ سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا جگر گوشہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا :۔

"یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا التراب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

"اے انس کیا تیرا دل اس کام سے خوش ہُوا کہ تو حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقدِ انور پر مٹی نچھاور کرے۔"

اور فرماتے ہیں :۔

"واخذت من تراب القبر الشریف فوضعته علی عینها وانشدت :

ماذا علیٰ من شم تربة احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

صبت علیٰ مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا"

یعنی "سیدۃ النساء خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبر شریف سے تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں سے لگائی اور یہ دو شعر پڑھے۔ (۱) سیدنا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تربت مبارک کی خاک شریف جو شخص سُونگھے گا اس کا کیا حکم ہے؟ تو اس کے لئے یہ حکم ہے ------ کہ جب تک زمانہ ہے ایسی خوشبو کبھی نہ سُونگھے گا۔ (۲) اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب کے تشریف لے جانے کے بعد مجھ پر کچھ ایسی مصیبتیں نازل ہوئیں کہ اگر وہ روزِ روشن پر نازل ہوتیں تو وہ بھی شب بلدا بن جاتا۔"

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۹/۳۷۵ حدثنا محمد[1] بن حاتم حدثنا عامر[2] بن صالح عن هشام[3] بن عروه عن ابیه[4] عن عائشة[5] قالت توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر (دوشنبہ) کے دن وصال پایا۔

حل لغات تُوُفِّیَ۔ وفات دی گئی۔ مجہول کا صیغہ ہے۔

تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روز وصال تمام علماء اور محدثین کے نزدیک پیر کے دن ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"متفق علیہ بین ارباب النقل" "مورخین علماء کے نزدیک اسی پر اتفاق ہے"

حدیث ۱۰/۳۷۶ حدثنا محمد[1] بن ابی عمر حدثنا سفین[2] بن عیینة عن جعفر[3] بن محمد عن ابیه[4] قال قبض رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یوم الاثنین فمکث ذالک الیوم ولیلة الثلاثاء ودفن من اللیل وقال سفین وقال غیرہ یسمع صوت المساحی من آخر اللیل۔

ترجمہ امام باقر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف پیر کے دن ہوا، پس یہ دن اور منگل (سہ شنبہ) کا دن وجود اطہر گھر میں رہا اور بدھ کی رات (یعنی شب چہار شنبہ) دفن کئے گئے سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام باقر کی حدیث میں تو اتنا ہی ہے لیکن اور روایت میں یہ بھی ہے کہ رات کے آخری پہر میں پھاوڑوں کی آواز آتی تھی۔

حل لغات مَکَثَ۔ ٹھہرے رہے۔ مَکْثًا مصدر ہے جس کے معنی ٹھہرنا، اقامت کرنا کے ہیں۔
اَلْمَسَاحِیْ۔ پھاوڑے۔ مہذب میں ہے۔ پائے روب از آہن۔ اس کا واحد مِسْحَاۃٌ ہے۔

تشریح پیر کے دن وصال شریف ہوا، پیر اور منگل کے دن لوگ زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ غسل اور تدفین

اسماء الرجال حدیث ۹/۳۷۵
۱ محمد بن حاتم۔ السمؤدب البغدادی روی عن ہشیم وطبقتہ وعنہ النسائی والمصنف وخلق کثیر ثقہ۔ ۲۵۳ھ وقیل ۲۵۴ھ
۲ عامر بن صالح بن رستم الزبیری ابو عامر البصری الواسطی نزیل مکہ۔ ابو حاتم نے کہا قوی لیس بہ۔ واقد بن حبان نسبہ للوضع قیل ہو عامر بن صالح بن عبداللہ بن عروۃ بن الزبیر اذہو الراوی عن ہشام وعنہ احمد ویعقوب الدورقی۔ امام احمد نے کہا ثقہ ہے۔ ابو یعلیٰ یکذب۔ اور ابن معین نے کہا کذاب فقیل لہ فاحدث عنہ قال مالہ حسن۔ اور دارقطنی نے کہا متروک ہے۔
۳ ہشام بن عروۃ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۲
۴ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم عائشہ ۲
۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۱۰/۳۷۶
۱ محمد بن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یختضب عائشہ ۱

marfat.com
Marfat.com

کا انتظام کرتے رہے۔ صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے اور منگل اور بدھ کی درمیانی شب دفن کئے گئے۔ قاضی محمد عاقل نے بھی تحریر فرمایا ہے:۔

"پس معلوم شد کہ دفن در آخر شب واقع شد" یعنی "معلوم ہوا کہ رات کے آخری حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن فرمائے گئے۔"

جمہور کا بھی یہی قول ہے۔ یہ حدیث مُرسل ہے۔

حدیث ۱۱/۳۷۷ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا عبدُ العزیز بن محمد عن شریکِ بن عبد اللہ بن ابی نمر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن بن عوف قال تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَدُفِنَ یَوْمَ الثُّلَاثَا قال ابو عیسیٰ ھٰذا حدیث غریب۔

ترجمہ ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن ہوا اور منگل کے دن دفن کئے گئے۔ ابو عیسیٰ یعنی صاحب ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح حدیث ۱۱/۳۷۷ میں منگل اور بدھ کی درمیانی شب تدفین کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث شریف میں منگل کے دن کا بیان ہے۔ لہٰذا علماء کرام نے دونوں احادیث میں اس طرح توفیق فرمائی ہے۔ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"شروع در تجہیز و تکفین از روز سہ شنبہ شدہ باشد و فراغ در آخر شب چہار شنبہ" یعنی "تجہیز و تکفین منگل کے دن شروع ہوا ہوگا اور دفن سے فراغت بدھ کی شب آخر کو ہوئی ہوگی۔"

Marfat.com

حدیث ۱۲ / ۳۷۸

حدثنا نصر[1] بن علی الجهضمی حدثنا عبد[2] الله بن داؤد قال حدثنا سلمة[3] بن نبیط اخبرنا عن نعیم[4] بن ابی هند عن نبیط[5] بن شریط عن سالم[6] بن عبید وکانت له صحبة قال اغمی علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فی مرضه فافاق فقال حضرت الصلوٰة فقالوا نعم فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل الناس او قال بالناس ثم اغمی علیه فافاق فقال حضرت الصلوٰة قالوا نعم فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت عائشة ان ابی رجل اسیف اذا قام ذالک المقام بکی فلا یستطیع فلو امرت غیره قال ثم اغمی علیه فافاق فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل بالناس فانکن صواحب او صواحبات یوسف قال فامر بلال فاذن وامر ابا بکر فصلی بالناس ثم ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وجد خفة فقال انظروا الی من اتکی علیه فجاءت بریرة ورجل اخر فاتکاء علیهما فلما راٰه ابوبکر ذهب لینکص فاومأ الیه ان یثبت مکانه حتی قضی ابوبکر صلوته ثم ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قبض فقال عمر والله لا اسمع احدا یذکر ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قبض الا ضربته بسیفی هذا قال الناس امیین لم یکن فیهم نبی قبله فامسک الناس قالوا یا سالم انطلق الی صاحب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فادعه فاتیت ابابکر وهو فی المسجد فاتیته ابکی دهشا فلما رانی قال لی اقبض رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قلت ان عمر یقول لا اسمع احدا یذکر ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قبض الا ضربته بسیفی هذا فقال لی انطلق فانطلقت معه فجاء هو والناس قد دخلوا علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال یا ایها الناس افرجوا لی فجاء حتی اکب علیه ومسه فقال انک میت وانهم میتون ثم قالوا یا صاحب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اقبض رسول الله صلی الله علیه واله وسلم

اسماء الرجال

۱ نصر بن علی ابو عمرو الجهضمی ثقہ ۲۵۰ھ
صحیح بخاری، دیکھو خاتمہ ابواب ما جاء فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۲ عبد اللہ بن داؤد۔ دیکھو صحیح ۲۱ باب ما جاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۳ سلمۃ بن نبیط۔ ابو الحارث الاشجعی الکوفی ثقہ۔ اخطأ من الخامسۃ خرج لہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ
۴ نعیم بن ابی ہند۔ النہمان بن ایاس الاشجعی ثقہ۔ رمی بالنصب من الرابعۃ۔ ۱۱۰ھ
۵ نبیط بن شریط۔ ابو الحارث الاشجعی الکوفی ہے۔ صحابی صغیر خرج لہ الستۃ
۶ سالم بن عبید۔ الاشجعی صحابی ہے۔ اہل صفہ سے ہے۔ خرج لہ الاربعۃ ومسلم

Marfat.com

قَالَ نَعَمْ فَعَلِمُوْا اَنْ قَدْ صَدَقَ قَالُوْا یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ نَعَمْ قَالُوْا وَکَیْفَ قَالَ یَدْخُلُ قَوْمٌ فَیُکَبِّرُوْنَ وَیَدْعُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ ثُمَّ یَخْرُجُوْنَ ثُمَّ یَدْخُلُ قَوْمٌ فَیُکَبِّرُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ وَیَدْعُوْنَ ثُمَّ یَخْرُجُوْنَ حَتّٰی یَدْخُلَ النَّاسُ قَالُوْا یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَیُدْفَنُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ نَعَمْ قَالُوْا اَیْنَ قَالَ فِی الْمَکَانِ الَّذِیْ قَبَضَ اللّٰہُ فِیْہِ رُوْحَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَقْبِضْ رُوْحَہٗ اِلَّا فِیْ مَکَانٍ طَیِّبٍ فَعَلِمُوْا اَنْ قَدْ صَدَقَ ثُمَّ اَمَرَھُمْ اَنْ یُغَسِّلَہٗ بَنُوْ اَبِیْہِ وَاجْتَمَعَ الْمُھَاجِرُوْنَ یَتَشَاوَرُوْنَ فَقَالُوا انْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اِخْوَانِنَا مِنَ الْاَنْصَارِ نُدْخِلْھُمْ مَعَنَا فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِیْرٌ وَمِنْکُمْ اَمِیْرٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَنْ لَہٗ مِثْلُ ھٰذِہِ الثَّلٰثِ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا مَنْ ھُمَا قَالَ ثُمَّ بَسَطَ یَدَہٗ فَبَایَعَہٗ وَبَایَعَہُ النَّاسُ بَیْعَۃً حَسَنَۃً جَمِیْلَۃً۔

ترجمہ صحابیٔ رسول سالم بن عبید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ بیماری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو جاتی اور پھر آرام ہو جاتا تو ارشاد فرماتے کیا نماز کا وقت ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں۔ ارشاد فرمایا بلال کو کہو کہ اذان کہے۔ اور ابوبکر صحابہ کو نماز پڑھائیں۔ پھر بے ہوشی طاری ہوئی اور پھر آرام ہو گیا تو ارشاد فرمایا کیا نماز کا وقت ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں! ارشاد فرمایا بلال کو کہو اذان دے اور ابوبکر صحابہ کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ صدیقہ نے عرض کیا کہ بیشک میرا باپ رقیق القلب ہے جب وہ آپ کے مصلّٰی پر کھڑا ہو گا تو بے ساختہ رو پڑے گا۔ لہٰذا وہ آپ کی جگہ پر نہیں کھڑا ہو سکے گا۔ لہٰذا آرزو رکھتی ہوں کہ کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے۔ سالم بن عبید نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوئی اور پھر آرام ہو گیا، تو ارشاد فرمایا بلال کو کہو اذان کہے اور ابوبکر کو کہو صحابہ کو نماز پڑھائے۔ پس یقیناً تم یوسف علیہ السلام کے واقعہ والی عورتیں بن رہی ہو۔ سالم بن عبید نے فرمایا کہ چونکہ بلال کو امر کیا گیا تو اس نے اذان دی، اور ابوبکر کو امر کیا گیا، تو انہوں نے نماز پڑھائی۔ پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ آرام محسوس فرمایا، تو ارشاد فرمایا دیکھو کوئی ہے جس پر

marfat.com
Marfat.com

سہارا لے کر مسجد تک جاؤں۔ جنابہ بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں پر سہارا لیا۔ پس جب ابوبکر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ یہاں تک کہ ابوبکر نے نماز پوری کر لی۔ بالآخر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس نے بھی یہ بات کہی اور میں نے سُنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہُوا ہے اس کی گردن اپنی تلوار سے اُڑا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ لوگ عام طور پر ناخواندہ تھے، نیز ان میں پہلے کوئی نبی بھی نہ ہُوا تھا۔ لہٰذا لوگ چپ ہوگئے۔ صحابہ نے کہا اے سالم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کو بلا لو۔ ابوبکر صدیق (اپنے محلہ کی) مسجد میں تھے کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں روتا ہُوا دہشت زدہ ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے۔ میں نے کہا کہ عُمر فرماتے ہیں کہ میں جس کو یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ چلو۔ سو میں ان کے ساتھ آگیا۔ اُس وقت صحابہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کے گرد جمع ہوگئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اے لوگو مجھے راہ دے دو۔ پس آئے یہاں تک کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گر پڑے اور وجود مُبارک سے لپٹ گئے اور فرمایا یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انتقال کرنا ہے اور بیشک انہوں نے بھی مرنا ہے۔ پھر صحابہ نے کہا اے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق! کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ آپ نے جواب دیا ہاں۔ پس صحابہ کو یقین آگیا۔ صحابہ نے کہا اے رفیقِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز پڑھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح؟ فرمایا کہ ایک گروہ داخل ہو پس تکبیر کہیں، دعا کریں اور نماز پڑھیں۔ پھر وہ باہر چلے آئیں۔ پھر دوسرا گروہ آئے تکبیر کہے، نماز پڑھے اور دُعا کہے پھر باہر چلا آئے حتیٰ کہ ساری مخلوق اسی طرح حجرہ مبارکہ میں داخل ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے رفیقِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا جائے گا؟ انہوں نے فرمایا ہاں! صحابہ نے کہا کہ کہاں؟ ابوبکر صدیق نے فرمایا جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہُوا ہے وہی مدفن ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک جگہ میں کیا ہے۔ پس صحابہ جان گئے کہ انہوں نے صحیح صحیح فرمایا ہے پھر ابوبکر صدیق نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ کے بیٹوں کو فرمایا کہ تم غسل دو۔ اور مہاجر جمع ہو کر باہم دگر

marfat.com

Marfat.com

مشورے کر رہے تھے۔ سو مہاجرین نے ابوبکر صدیق کو کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں انصار کی طرف چلیں تاکہ وہ بھی اس مشورہ میں شریک ہو جائیں۔ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم سے ہو۔ تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ کون ہے جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہیں" صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے کہ غم نہ کھا' بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے" تم جانتے ہو وہ دونوں کون سی ہستیاں تھیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر عمر نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر صدیق کے ہاتھ بیعت کی۔ ابوبکر صدیق کے دست مبارک پر لوگوں نے بیعت کر لی۔ بیعت نیک اور بہترین۔

حل لغات اُغْمِیَ۔ بے ہوشی طاری ہوئی۔ اِغْمَاءَۃ۔ بے ہوش رہنا۔ برابر ہونا۔ اَسِیْفٌ۔ رقیق القلب' غمگین۔ اَسَفٌ سے ہے جس کے معنی حزن اور بکا کے ہیں۔ خِفَّۃٌ۔ ہلکا پن محسوس کیا۔ یَنْکُصُ۔ انکوص سے ہے جس کے معنی لوٹنا' پیچھے ہٹنا' برگشتن کے ہیں۔ اَکَبَّ۔ جھکا۔ اِکْبَابٌ۔ جھک پڑنا۔

تشریح ارشاد ہے" بیماری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو جاتی" درحقیقت یہ ضعف بدن تھا نہ کہ قطعی بے ہوشی۔ ارشاد ہے" پس یقیناً تم یوسف علیہ السلام کے واقعہ والی عورتیں بن رہی ہو" یعنی اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو زلیخا کی مثل بن رہی ہے۔ گویا یہ تشبیہ ہے کہ جس طرح زلیخا نے تمام زنانِ مصر کی عزت و تکریم کے ساتھ دعوت کی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھ مجھے معذور جانیں۔ اسی طرح تو جو یہ کہہ رہی ہے کہ وہ رقیق القلب ہے۔ جب آپ کے مصلیٰ پر کھڑا ہوگا تو بے ساختہ رو پڑے گا لہٰذا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ پر نہیں کھڑا ہو سکے گا" تو اس کا مطلب یہ ہے۔

"بتو ہم آنکہ مردم نسبت تشائم بوے خواہند کرد
پس تو ہم مثل زلیخا شدی"[1]

"اس وہم کی وجہ سے کہ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف نحوست کی نسبت کریں گے لہٰذا تو بھی زلیخا کی طرح ہو گی۔"

یعنی جو بات دل میں ہے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ارشاد ہے جناب بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں پر سہارا لیا" یعنی ان دونوں پر سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ جناب بریرہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز تھیں' اور اس وقت جب دوسرے صاحب پر سہارا لیا تھا بقول شیخ ابن حجر

[1] حلاۃ المتعلمین از حضرت مولانا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ وہ نوبہ رتھے۔ رضی اللہ عنہما۔

ارشاد ہے "یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کرلی" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بیماری کے عرصہ میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازوں کی امامت کروائی۔ علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

"سبع عشر صلوٰۃ کما نقلہ الدمیاطی" "یعنی سترہ نمازیں پڑھائیں جیسا کہ الدمیاطی نے نقل کیا ہے۔"

"بالآخر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا" یعنی اس نماز کے بعد جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر مسجد میں تشریف لائے تھے۔ وصال مبارک ہوا اور یہ نماز صبح کی تھی۔ ارشاد ہے "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو مجھے راہ دے دو، پس آئے حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گر پڑے اور وجود مبارک سے لپٹ گئے" یعنی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا۔ حاشیہ شمائل شریف میں ہے۔

"انہ قبل ناصیتہ علیہ السلام" یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک کو چوما"

ارشاد ہے "صحابہ نے کہا اے رفیق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز پڑھیں؟ انہوں نے نے فرمایا ہاں، صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح؟ انہوں نے فرمایا ایک گروہ داخل ہو پس تکبیر کہیں، دعا کریں اور نماز پڑھیں، پھر وہ باہر چلے آئیں تو دوسرا گروہ داخل ہو" یعنی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں لوگ حجرہ مبارکہ میں جائیں، تکبیر، دعا اور صلوٰۃ پڑھ کر واپس چلے آئیں۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اور حضرت امام الاولیاء اسد اللہ الغالب علی کل غالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشاد کے مطابق :۔

"کہ امامت نکند کسے از شما بر پیغمبر خدا زیرا کہ اوست امام شما در حالہ حیات و حالہ ممات" [1]

"کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تم سے کوئی شخص نمازِ جنازہ کی امامت نہ کرے اس لئے کہ حالتِ حیات اور حالتِ ممات میں وہ تمہارے امام ہیں۔"

[1] علامۃ المتعلمین حضرت مولانا قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ سیرۃ النبی شبلی ص ۱۴۵ پر لکھتے ہیں :۔

marfat.com

Marfat.com

"جنازہ تیار ہوگیا تو لوگ نماز کے لئے ٹولے (جنازہ حجرے کے اندر تھا باری باری سے لوگ تھوڑے تھوڑے کر کے جاتے تھے) پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے نماز پڑھی لیکن کوئی امام نہ تھا۔"

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"مردم گروہی بعد گروہی می درآمدند و بر حضرت نماز جنازہ تنہا تنہا می خواندند تا آنکہ بعد مردان زنان درآمدند و نماز جنازہ خواندند و بعد زنان خوردان آمدند و نماز خواندند' اما ہمہ تنہا تنہا بے امام نماز خواندند"

"یعنی ایک گروہ کے بعد دُوسرا گروہ حجرۂ اقدس میں داخل ہوتا اور اکیلا اکیلا نمازِ جنازہ پڑھتا مردوں کے بعد عورتوں نے اسی طرح نماز پڑھی اور پھر چھوٹوں نے مگر اکیلے اکیلے بغیر امام کے نماز پڑھتے تھے۔"

جناب جعفر پھلواری صاحب لکھتے ہیں :۔

"جنازہ تیار ہونے کے بعد سب سے پہلے اہلِ قرابت نے' پھر مہاجرین نے' پھر انصار نے' پھر عام مسلمانوں نے' پھر عورتوں نے' پھر بچوں نے نمازِ جنازہ پڑھی' حجرہ کے اندر کم و بیش دس دس آدمی جاتے تھے کیونکہ حجرہ تنگ تھا اور صلوٰۃ و سلام کے ساتھ کچھ دُعائیں پڑھ کر واپس آجاتے تھے۔ یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ تھی۔ جو گروہ اندر جاتا اس کا امام نہ ہوتا تھا۔" [1]

[1] تذکرہ حبیب، ہفت روزہ رسول نمبر دہلی ۱۹۵۹ء

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"در روایتے آمدہ کہ اوّل ملائکہ نماز جنازہ خواندند گروہ گروہ پستر اہلبیت پستر مردم دیگر پستر ازواج مطہرات"

یعنی "ایک روایت میں آیا ہے کہ پہلے گروہ ملائکہ نے' پھر اہل بیت نے' پھر اور لوگوں نے پھر ازواج مطہرات نے نماز جنازہ ادا کی۔"

جناب قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں :۔

"نماز جنازہ پہلے کنبے والوں نے' پھر مہاجرین نے' پھر انصار نے' مردوں اور عورتوں نے' پھر بچوں

Marfat.com

نے اوا کی' اس نماز میں کوئی امام نہیں تھا..... نماز یہ تھی - ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما . اللھم ربنا لبیک وسعدیک صلوٰۃ اللہ البر الرحیم. والملائکتہ المقربین والنبیین والصدیقین والصالحین وما سبح لک من شئ یارب العلمین علیٰ محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العلمین الشاھد المبشر الداعی باذنک السراج المنیر وبارک وسلم " [1]

ارشاد ہے " ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا ہے وہی مدفن ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک جگہ میں کیا ہے۔" علامہ عبد الرؤوف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :-

" اخرج ابن الجوزی فی الوفاء عن عائشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال لی علی رضی اللہ عنہ انہ لیس فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض فیھا نفس نبیہ قال الشریف السمھودی فھذا اصل الاجماع علی تفضیل البقعۃ التی ضمت اعضاء ہ علی جمیع الارض حتی من الکعبۃ " [2]

"یعنی الوفاء میں ابن جوزی تخریج کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہو گئیں پس مجھے علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین پر اس جگہ سے افضل کوئی مقام نہیں جہاں اس کے نبی کا وصال شریف ہوا ہو۔ الشریف السمہودی نے فرمایا یہ حدیث اجماع (امت) کی اصل ہے۔ اس بات پر کہ تمام روئے زمین حتیٰ کہ کعبۃ اللہ سے بھی وہ جگہ افضل ہے جہاں حضور اقدس نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مطہر کے اعضاء

[1] رحمۃ للعالمین ۱۲۰ طبع ۳۲۲ مطبوعہ شیخ غلام علی
[2] جمع الوسائل ۲۰۷ حاشیہ

Marfat.com

شریفہ لگے ہوئے ہیں۔"

ارشاد ہے" پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ کے بیٹوں کو فرمایا کہ تم غسل دو" یعنی عصبہ نسبی کو فرمایا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل شریف میں حضرت عباس، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عباس کے دونوں بیٹے فضل اور قثم، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید اور صالح حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین شریک تھے۔ اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اجازت سے اوس بن خولی انصاری سعد بن وقاص کے کنویں سے پانی بھر کر لاتے تھے اور حجرۂ انور میں پہنچاتے تھے۔ حجرۂ انور کا دروازہ بند تھا اور صرف یہ چھ حضرات اندر تھے۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"اختلاف افتاد در آنکہ حضرت را در جامہ غسل دہند یا برہنہ سازند مانند موتیٰ دیگر"

یعنی "اس بات پر اختلاف ہوا کہ آیا سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیا جائے یا دوسرے مُردوں کی طرح برہنہ کر کے نہلایا جائے"

"پس حق تعالیٰ دریں وقت نیم خوابی بر ایشاں غالب گردانید کہ ذقنہائے خود بر سینہائے خود نہادند"

"پس اللہ تعالیٰ نے ان حضرات پر نیم خوابی کا عالم طاری کر دیا کہ انہوں نے اپنی ٹھوڑیوں کو اپنے سینوں پر پہنچا دیا یعنی خوب اونگھ گئے"

"ناگاہ شخصے از زاویہ خانہ آوازے برآورد کہ برہنہ نکنید پیغمبرِ خدائے را، در پیرہن او غسل دہید او را"

"اچانک گھر مبارک کے ایک کونہ سے ایک شخص کی صدا آئی کہ خدا کے پیغمبر کو برہنہ نہ کرو، اور اس کے کپڑوں ہی میں اسے غسل دو۔"

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ارشاد ہے" اور مہاجر جمع ہو کر باہم دگر مشورے کر رہے تھے" یعنی مہاجرین آپس میں بیٹھ کر امرِ خلافت کے حل کرنے میں مشورے کر رہے تھے کہ یہ اہم مسئلہ کس طرح طے ہو۔ ارشاد ہے" پھر مہاجرین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں انصار کی طرف چلیں تاکہ اس اہم مشورہ میں وہ بھی شریک ہو جائیں" یعنی مہاجرین اور انصار مل کر صلاح و مشورہ کے ساتھ اس امرِ خلافت کو احسن طریقہ پر حل کریں تاکہ ایسے نازک وقت میں تشتت و افتراق پیدا نہ ہو۔ چنانچہ دونوں نے باہم مشورہ شروع کر دیا۔ یہ مشورہ

marfat.com
Marfat.com

سقیفہ میں ہوا۔ ارشاد ہے "انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو۔" یعنی مہاجرین کا بھی ایک امیر ہو اور انصار کا بھی ایک امیر ہو۔ ارشاد ہے "تو عمر بن الخطاب نے کہا کون ہے جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہیں:۔

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

یعنی "پہلی فضیلت ثَانِیَ اثْنَیْنِ دوسری فضیلت اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اور تیسری فضیلت اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

لہٰذا کون سا ایسا دوسرا شخص موجود ہے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جس میں یہ تینوں فضیلتیں موجود ہیں۔ ارشاد ہے "تم جانتے ہو وہ دونوں کیسی ہستیاں تھیں" یعنی تم خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ ایک پیغمبرِ اسلام تھے اور دوسرے یہی ابوبکر صدیق۔ یہ استفہام تقریری ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اور اس پر اجماعِ اُمت ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مصاحبت سے انکار کرتا ہے وہ نصِ قطعی کا انکار کرتا ہے۔ ارشاد ہے "راوی کہتا کہ پھر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دستِ مُبارک پر لوگوں نے بیعت کر لی، نیک بیعت اور بہترین" یعنی نہایت ہی خوشی کے ساتھ احسن طریقہ پر برضا و رغبت تمام مہاجر اور انصار نے بیعت کر کے جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسُول اللہ اور امیر المومنین منتخب کر لیا۔

حدیث ۱۳/۳۷۹ حدثنا نصر[1] بن علی حدثنا عبد[2] اللہ بن الزبیر شیخ باھل قدیم بصری حدثنا ثابت[3] البنانی عن انس[4] بن مالك قال لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَاهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا كَرْبَ عَلٰی اَبِیْكِ بَعْدَ الْیَوْمِ اِنَّهٗ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِیْكِ مَا لَیْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَدًا اَلْوَفَاةُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

Marfat.com

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت انتقال کے وقت تکلیف محسوس فرما رہے تھے تو وہ تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی گذر رہی تھی تو جنابہ فاطمہ نے فرمایا ہائے میرے ابا جان کی تکلیف۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے میری بیٹی) آج کے دن کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی یقیناً تیرے باپ پر وہ چیز موجود ہوئی ہے جو قیامت تک کسی ایک سے ٹلنے والی نہیں۔

حل لغات کَرْبٌ۔ شاق ہونا، سخت ہونا، بٹنا، تنگ کرنا، تکلیف میں ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "ہائے میرے ابا جان کی تکلیف" یعنی سیدۃ النسا جگر گوشۂ رسول الثقلین خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ افسوس کا اظہار ہوا۔ آنجنابہ رضی اللہ عنہا کو اس دنیاوی جدائی اور فراق کا بہت ہی شدید غم تھا جس کا اظہار اپنے پیارے ابا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کرنے کے بعد جناب انس سے اس طرح فرمایا۔

"یا انس اطابت نفسک ان تحثوا علیٰ رسول اللہ التراب"

"اے انس کیا تیرا دل اس کام سے خوش ہوا کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر مٹی ڈالو۔" [1]

اور لکھتے ہیں:۔

"واخذت من تراب القبر الشریف فوضعته علی عینها وانشدت:

ماذا علی من شم تربة احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیالیا

یعنی "سیدۃ النساء خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے قبر شریف سے تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں سے لگائی اور یہ اشعار پڑھے:

(۱) (سیدنا) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تربت کی خاک شریف جو شخص سونگھے گا اس کا کیا حکم ہے؟ تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جب تک زمانہ ہے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھے گا (۲) اے حضور صلی اللہ

[1] حاشیہ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ سعید ایچ ایم سعید کراچی

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب کے تشریف لے جانے کے بعد
مجھ پر کچھ ایسی مصیبتیں نازل ہوئیں کہ اگر وہ روزِ
روشن پر نازل ہوجاتیں تو وہ بھی شب یلدا بن جاتا "

علامہ یوسف بنہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب وسائل الوصول الیٰ شمائل الرسول میں حدیث شریف نقل کرتے ہیں :-

"عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ غم سے نڈھال ہوگئے۔ بہت سے لوگوں کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے اپنے کپڑے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک ڈھانپ دیا' لوگ مختلف باتیں کرنے لگے' کسی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت نہیں ہوئی' کسی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے ان کا قلع قمع کریں گے۔ حضرت عمر نے جواب دیا جو یہ کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوگئی ہے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ مختلف باتوں سے شور و شغب ہوگیا۔ حضرت علی نڈھال ہوکر گھر بیٹھ گئے۔ عثمان غنی پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا لوگ کوئی بات پوچھتے تو ہاتھ کے اشاروں سے جواب دیتے۔ مصیبت اور غم و اندوہ کے اس طوفان میں جس کو اپنے ہوش و حواس پر مکمل قابو تھا وہ صرف ابوبکر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر ابوبکر کی مدد فرمائی اور انہیں ثابت قدم رکھا۔ ابوبکر نے جب یہ آیت لوگوں کو پڑھ کر سنائی تو لوگ مطمئن ہوگئے

انک میت وانھم میتون۔ ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون۔"

حدیث ۱۲ / ۳۸۰ حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحییٰ البصری ونصر بن علی قالا حدثنا عبد ربہ بن بارق الحنفی قال سمعت جدی ابا امی سماک بن الولید یحدث انہ سمع ابن عباس یحدث انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من کان لہ فرطان من امتی ادخلہ اللہ تعالیٰ بھما الجنۃ فقالت لہ عائشۃ فمن کان لہ فرط من امتک قال ولمن کان لہ فرط یا موفقۃ قالت فمن لم یکن لہ فرط من امتک

ع۱ ابو الخطاب۔ دیکھو حدیث ۱۲
ع۲ نصر بن علی۔ دیکھو حدیث ۱۲
ع۳ عبد ربہ بن بارق الحنفی۔ الکوفی ہے۔ ثقہ ہے۔ صدوق یخطیٔ۔ امام احمد نے کہا۔ لا باس بہ یحییٰ نے کہا لیس بشیٔ من الناشئۃ۔
ع۴ جدی ابا امی سماک بن الولید۔ ابوزمیل کنیت ہے۔ کوفی ہے۔ کئی نے ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم نے کہا، صدوق ہے۔ لا باس بہ خرج لہ الجماعۃ۔ من الناشئۃ۔
ع۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۲

Marfat.com

قَالَ اَنَا فَرَطُ لِاُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ.

ترجمہ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کے میری اُمت سے دو چھوٹے بچے فوت ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی فوتیدگی کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ عائشہ صدیقہ نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت سے اگر کسی کا ایک چھوٹا بچہ ہی فوت ہوا ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں جس کا ایک چھوٹا بچہ بھی فوت ہوا ہو اے عائشہ تو نیک اُمور میں توفیق دی گئی ہے۔ عائشہ صدیقہ نے پھر عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے اگر کسی کا ایک بچہ بھی فوت نہ ہوا ہو تو پھر۔ تو ارشاد فرمایا تو ان کے لئے میں ذخیرۂ آخرت ہوں اس لئے کہ میرے وصال کا رنج آل اولاد سب سے زیادہ ہوگا۔

حل لغات فَرَطٌ۔ بچے کا چھٹپن میں مرجانا۔ قافلہ پہنچنے سے پہلے ایک شخص کا مقامِ مقررہ پر پہنچ کر پانی اور چارے وغیرہ کا بندوبست اور انتظام کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "جس شخص کے میری امت سے دو چھوٹے بچے فوت ہو جائیں" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی میں سے کسی ایک شخص کے دو چھوٹے بچے مرجائیں تو یہ دونوں اس کیلئے آخرت کا ذخیرہ ہوں گے۔ یہ اس شخص کی سفارش کریں گے اور اس کی بخشش کا ذریعہ ہوں گے، ان کی بدولت یہ جنت میں جائے گا۔ گویا اس کے دخولِ جنت کا یہ بچے وسیلہ بنیں گے۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے استفسار پر تو اس شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرما دیا کہ اگر ایک چھوٹا بچہ فوت ہوا تو وہ بھی ذخیرہ بن جائے گا۔ نیز اُمت میں وہ لوگ کہ جن کا کوئی چھوٹا بچہ فوت نہ ہوا ہو تو ان کے متعلق ارشاد ہے "تو ان کے لئے میں ذخیرۂ آخرت ہوں" چونکہ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتِ اجابت ہے اس لئے اس کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے حدیث شریف میں ہے۔

"انا فرطکم علی الحوض" "میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں"

یعنی پہلے جا کر تمہارے لئے تمام سہولت اور آرام کا انتظام کرنے والا ہوں۔ اس لئے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو تعلیم دی کہ جب تمہارا چھوٹا بچہ فوت ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ میں یہ دُعا پڑھا کرو:۔

Marfat.com

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا" "یا اللہ! اس بچے کو ہمارا پیش خیمہ بنا"

یعنی یہ جو ہم سے آگے آیا ہے اس کو آخرت میں کام آنے کے لئے ہمارے لئے اجر اور ثواب بنا یا ہمارا سفارشی بنا دے۔ ایک حدیث شریف میں ہے "صغر سن بچہ جو گذر گیا ہو اپنے ماں باپ کی سفارش کرے گا"

ارشاد ہے "میرے وصال کا رنج آل اولاد سب سے زیادہ ہوگا" یعنی میری اُمت کو میرا یہ دُنیاوی فراق ناقابلِ قبول صدمہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے "جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری جُدائی کی مصیبت سے تسلی حاصل کرے" حضرت احمد عبد الجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں [1]

" وکان الرجل من اھل المدینۃ الشریفۃ اذا اراد من یعزی اباہ عزاہ فی النبی قبل ان یعزیہ فی مصیبتہ "

[1] الاخلاق الربانیہ ص ۲۰

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مِیْرَاثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات مِیْرَاثٌ۔ ترکہ۔ میّت کا چھوڑا ہوا مال، خواہ کسی صورت میں ہو۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ کون و مکان، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، صاحب قاب قوسین اَو اَدنیٰ جناب احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ کا بیان ہے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب کا سب ترکہ صدقہ ہے۔ اس مسئلہ میں اہل سنّت وجماعت متفق ہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ میں ہتھیار، ایک سفید خچر اور کچھ زمین تھی جو کہ صدقہ فرمادی۔ اسلحہ خود، نیزہ، تلوار اور زرہ پر مشتمل تھا۔ صاحب اتحافات الربانیہ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی صـ۴۰۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

" وفی الباب سبعة احادیث ومنه ندرك ان هذا الرسول العظیم قد ودع الدنیا بمثل ماجاء هالم یکنز الاموال ولم یترك القصور، ان ما کان عف الید واللسان، طاهر النفس والقلب، نظیف

"یعنی اس باب میں سات احادیث ہیں ان احادیث سے ہم سمجھے ہیں کہ اِس عظیم شان والے رسول نے دنیائے فانی کو اس حالت میں چھوڑا ہے جس حالت میں پایا تھا، نہ تو دولت کے ڈھیر لگائے اور نہ ہی اپنے بعد محلات چھوڑے، اِس

Marfat.com

السبرة والثياب، مسكينا من المساكين،
ونفسه اعلىٰ من نفوس الملوك وتلاميذه
اساتذة العالمين، ولقد انتقل الى الرفيق
الاعلىٰ ولم يترك شيئا من الحطام
الفانی، وانما ترك لنا ما ان تمسكنا
به لن نضل بعده ابدا، كتاب الله
وسنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
يا امة الاسلام! ان ميراث نبيكم
في كتاب الله والسنة الهادية فحافظوا
عليهما تكونوا من الصالحين"

میں کوئی شک نہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہاتھوں اور زبان سے عفت اور پاکیزگی ظاہر
ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس پاک
دِل مقدس، سیرت عمدہ اور کپڑے ستھرے
تھے، اگرچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس
تمام مسکینوں میں سے ایک مسکین جیسا تھا،
لیکن شان یہ تھی کہ دنیا کے تمام شہنشاہوں
سے ارفع و اعلیٰ، اور آپ کے شاگرد
یعنی صحابۂ کرام تمام دُنیا کے اساتذہ تھے،
اور یقیناً جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محبوبِ حقیقی سے واصل ہوئے، اس وقت
حقیر و فانی دنیا کی کوئی چیز نہیں چھوڑی،
اور درحقیقت ہمارے لئے ایک ایسی چیز
چھوڑی ہے کہ اگر ہم اس کو مضبوطی سے
پکڑ لیں تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوں گے اور وہ
قرآنِ مجید اور سُنّتِ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہے۔ اے ملّتِ اسلامیہ! بیشک
آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث
قرآنِ مجید اور سُنّت ہے جو کہ ہدایت کے
راستے پر پہنچا دیتی ہے۔ پس ان دونوں چیزوں
کی حفاظت کرو تو صالح بن جاؤ گے۔"

marfat.com

Marfat.com

حدیث ۱/۳۸۱ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا حسین[2] بن محمد حدثنا اسرائیل[3] عن ابی اسحاق[4] عن عمرو[5] بن الحارث اخی جویریہ لہ صحبۃ قال ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا سلاحہ وبغلتہ وارضا جعلہا صدقۃ۔

ترجمہ عمرو بن الحارث جو کہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اپنے ہتھیار، ایک اپنی خچر اور کچھ زمین جو کہ صدقہ فرما دی۔

حل لغات سلاحہ۔ ہتھیار۔
بغلۃ۔ خچر۔

تشریح شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "یہ حصر اضافی ہے کیونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدن مبارک کے کچھ کپڑے اور کچھ گھر کا سامان بھی چھوڑا تھا یا شاید ان چیزوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ بہت تھوڑی تھیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خچر کا نام دلدل تھا اور اس کا رنگ سفید تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار، خود نیزہ، تلوار اور زرہ تھی۔

حدیث ۲/۳۸۲ حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنا ابو الولید[2] حدثنا حماد[3] بن سلمۃ عن محمد[4] بن عمرو عن ابی سلمۃ[5] عن ابی ہریرۃ[6] قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر رضی اللہ عنہما فقالت من یرثک فقال اہلی وولدی فقالت مالی لا ارث ابی فقال ابو بکر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا نورث ولکنی اعول من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعولہ وانفق علی من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینفق علیہ۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (خاتون جنت) فاطمۃ الزہرا علیہا السلام جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما ہوئیں اور فرمایا آپ کا وارث کون ہوگا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے گھر والے اور میری اولاد۔ تو سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وارث کیوں

اسماء الرجال حدیث ۳۸۱
۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۳۸۱
۲ حسین بن محمد البصری ثقہ
۳ اسرائیل۔ دیکھو حدیث ۳۸۱
۴ ابو اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۳۸۱
۵ عمرو بن الحارث صحابی ہیں۔ المصطفیٰ ہیں مدرج ہے الجامعہ۔

اسماء الرجال حدیث ۳۸۲
۱ محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۳۸۱
۲ ابو الولید۔ دیکھو حدیث ۳۸۱
۳ حماد بن سلمۃ۔ دیکھو حدیث ۳۸۱
۴ محمد بن عمرو۔ دیکھو حدیث ۳۸۱
۵ ابو سلمۃ۔ دیکھو حدیث ۳۸۱
۶ ابو ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۳۸۱

marfat.com
Marfat.com

نہیں بن سکتی۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہماری وراثت نہیں ہے اور لیکن میں روٹی کپڑا ان کو دیتا ہوں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روٹی کپڑا مرحمت فرماتے تھے اور میں ان لوگوں پر خرچ کروں گا جن پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرچ فرماتے تھے۔

حل لغات اَعُوْلُ۔ میں روٹی کپڑا دیتا رہوں گا۔ عِیَالَۃٌ مصدر ہے جس کے معنی خبر گیری کرنا، پرورش کرنا اور روٹی کپڑا دینا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "آپ کا وارث کون ہوگا" یعنی اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کا وصال ہو جائے گا تو پھر آپ کے ترکہ کا وارث کون ہوگا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "میرے گھر والے اور میری اولاد" یعنی یہ وارث ہوں گے تو سیدۃ النساء علیہا السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "میں اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وارث کیوں نہیں بن سکتی ہوں" شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فاطمہ رضی اللہ عنہا ایں سوال برائے آں کرد کہ شنیدہ بود از ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ از پیغمبر خدا ارث بردہ نمی شود تا استدلالے کند"

"یعنی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے یہ استدلال اس لئے کیا تھا کہ ان کو یہ معلوم ہوا تھا کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورثہ نہیں ہے لہٰذا یہ سوال کیا۔"

ارشاد ہے "پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہماری وراثت نہیں ہے" یعنی ہم (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ تمام سامان قوم کی ملکیت ہوتا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کچھ چھوڑ کر گئے ہی نہیں۔ بخاری شریف کتاب "وصایا" میں عمرو بن الحارث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

"مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهٗ

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت نہ تو کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم، نہ غلام، نہ لونڈی، نہ کچھ اور مگر ایک سفید خچر اور کچھ

marfat.com
Marfat.com

الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً۔"

اسلحہ' اور کچھ زمین' جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کر دیا تھا۔"

نیز ابوداؤد میں ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا :۔

"مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا بَعِيْرًا وَلَا شَاةً "

یعنی "جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کوئی دینار چھوڑا' نہ درہم' نہ اونٹ' نہ بکری"

اسی لئے ارشاد فرمایا :۔

" لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ "

(کتاب الجہاد۔ بخاری شریف)

"یعنی ہم (انبیاء) کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔"

حدیث ۳/۳۸۳ حدثنی[1] محمد بن المثنی حدثنا یحییٰ[2] بن کثیر العنبری ابو غسان حدثنا شعبۃ[3] عن عمرو بن مرۃ[4] عن ابی البختری[5] اَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَآءَ اِلٰى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ يَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَنْتَ كَذَا اَنْتَ كَذَا فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدٍ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَسَمِعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ كُلُّ مَالِ نَبِيٍّ صَدَقَةٌ اِلَّا مَا اَطْعَمَهٗ اِنَّا لَا نُوْرَثُ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ۔

ترجمہ ابوالبختری سے روایت ہے یہ کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس حال میں کہ دونوں حضرات باہم جھگڑ رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے تو جناب عمر نے جناب طلحہ' جناب زبیر' جناب عبدالرحمٰن بن عوف اور جناب سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب فرما کر فرمایا۔ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ وہ فرماتے تھے نبی کا سارا کا سارا مال صدقہ ہوتا ہے مگر صرف اتنا جو کہ وہ اپنے اہل وعیال کو کھلائے ہماری وراثت نہیں ہے اور اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔

---

[1] اسماء الرجال حدیث نمبر ۳۸۳
محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۲
ما جاء فی خلق رسول اللہ
باب ما جاء فی خلق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] یحییٰ بن کثیر العنبری ابو غسان البصری ثقہ ہے۔ من التاسعۃ۔ خرج لہ الجماعۃ
۲۰۸ھ میں فوت ہوئے۔
[3] شعبہ۔ دیکھو حدیث ۲
ما جاء فی خلق رسول اللہ
باب ما جاء فی خلق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[4] عمرو بن مرہ۔ دیکھو حدیث ۲۳
باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حاشیہ ۱
[5] ابو البختری صاحب اتحاف الزمانہ کہتے ہیں اسمہ سعید بن عمران وقیل فیروز

Marfat.com

اسماء الرجال وبقیہ ۳۸۴ ع ۴
ط قدیمی الشیخ دہلی
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
ع ۲ صفوان بن عیسیٰ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
ع ۳ اسامہ بن زید دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
ع ۴ الزہری دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
ع ۵ عروۃ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
ع ۶ عائشہ دیکھو حدیث ۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

حل لغات

اَنْشُدُکُمْ۔ میں تم کو قسم دلاتا ہوں۔ نَشْدٌ مصدر ہے قسم دلانا یا اللہ تعالیٰ کا نام یاد دلاکر کوئی بات پوچھنا۔

تشریح

ارشاد ہے" دونوں باہم جھگڑا کر رہے تھے" یعنی سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ کے متعلق جھگڑا کر رہے تھے۔ ارشاد ہے" ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے" یعنی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جناب عباس رضی اللہ عنہ کو کہہ رہے تھے کہ چونکہ آپ چچا ہیں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک قرابت رکھتے ہیں، اور میں چچا زاد ہوں، قرابت دار ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی فرزندی میں قبول کیا تھا، میری پرورش خود بنفسِ نفیس فرمائی تھی۔ دوسری طرف حضرت عباس بھی اسی طرح کی کلام فرما رہے تھے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" کہ اس جھگڑے میں اسی قسم کی باتیں ہو رہی تھیں، کوئی اور کسی قسم کا گالی گلوچ یا سب وشتم نہ تھا۔" ارشاد ہے" اور اس حدیث میں ایک واقعہ ہے" یعنی جتنا ٹکڑا اس باب میں تعلق رکھتا تھا وہ صاحبِ شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کر دیا ہے۔ چونکہ باقی واقعہ عنوان باب سے متعلق نہیں تھا اس لئے اسے ذکر نہیں کیا۔

حدیث ۴ / ۳۸۴ حدثنا محمد[۱] بن المثنی حدثنا صفوان[۲] بن عیسیٰ عن اسامۃ[۳] بن زید عن الزہری[۴] عن عروۃ[۵] عن عائشۃ[۶] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا فَھُوَ صَدَقَۃٌ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے" جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے" یعنی انبیاءِ کرام جو کچھ بھی چھوڑ کر وصال پا جائیں وہ سب کا سب صدقہ ہوتا ہے۔ حضرت علامہ مولینا عبد الرؤف صاحب المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"قال الحافظ ابن حجر الذی یظھر — "یعنی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو

Marfat.com

ان ما ترك النبي بعد من جنس الاوقاف المطلقة ينتفع بها من يحتاج اليها وتقر تحت يد من يؤتمن عليها ولهذا كان له عند سهل قدح وعند انس اٰخر وعند عبد الله ابن سلام اٰخر وكان الناس يشربون منها تبركا وكانت جبة عند اسماء بنت ابي بكر الى غير ذالك مما هو معروف"

بات اس سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جو چیز رہ گئی ہے وہ محض وقف تھی جو اس کا محتاج ہوتا تھا وہ اس سے نفع حاصل کرتا' نیز وہ چیز اسی کے قبضہ میں رہی جو امانت سمجھ کر استعمال کرتے تھے۔ اسی واسطے حضرت سہل کے پاس ایک پیالہ تھا' حضرت انس کے پاس ایک دوسرا پیالہ تھا اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس ایک تیسرا پیالہ تھا' اور صحابہ کرام اور دیگر حضرات ان پیالوں میں پانی ڈال کر بطور تبرک پیتے تھے۔ اور اسماء بنت ابی بکر کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک تھا۔ ان معروف اشیاء میں سے یہ مشہور چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔"

حدیث ۵ / ۳۸۵ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدي حدثنا سفين[3] عن ابي الزناد[4] عن الاعرج[5] عن ابي هريرة[6] عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لا يقسم ورثتي دينارا ولا درهما ما تركت بعد نفقة نسائي ومؤنة عاملي فهو صدقة۔

ترجمہ ابی ہریرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (میرے وارث) تقسیم نہ کریں میرے مال سے آپس میں دینار کو یا درہم کو' جو کچھ میری بیویوں اور میرے عامل کے خرچہ کے

اسماء الرجال حدیث ۵ صفحہ ۳۸۵
۱ محمد بن بشار ۔ دیکھو حدیث ۳
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۱
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی ۔ دیکھو حدیث ۲
حدیث ۲ باب ما جاء في نعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۲
۳ سفیان ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۳
۴ ابی الزناد ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۴
۵ الاعرج ۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۵
۶ ابی ہریرہ ۔ دیکھو حدیث ۱
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حاشیہ ۶

Marfat.com

بعد خرچ جائے وہ صدقہ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "(میرے وارث) تقسیم نہ کریں میرے مال سے آپس میں دینار یا درہم کو" یہ نفی نہی کی ہے ارشاد ہے "جو کچھ میری بیویوں اور میرے عامل کے خرچہ کے بعد بچ جائے وہ صدقہ ہے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر خرچ کرنا ہے، ان کو نان ونفقہ ادا کرنا ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں "کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد شادی کرنا حرام ہے لہٰذا انکو نان و نفقہ ادا کرنا فرض ہے" حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"گفتہ اند کہ عدت بر ایشاں نیست کہ نبی علیہ السلام وسائر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ اند باجساد در قبر خود ہا"

"یعنی محدثین نے فرمایا ہے کہ ازواجِ مطہرات پر عدت نہیں ہے کیونکہ نبی علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں اپنے وجود کے ساتھ زندہ ہیں"

اور عامل سے مراد خلیفہ ہے جو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مقرر ہو، بعض علماء نے فرمایا ہر وہ عاقل جو مسلمان ہو درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی عامل ہے۔

حدیث ۶/۳۸۶ حدثنا الحسن بن علی الخلال حدثنا بشر بن عمر قال سمعت مالک بن انس عن الزہری عن مالک بن اوس بن الحدثان قال دخلت علی عمر فدخل علیہ عبد الرحمن بن عوف وطلحۃ وسعد وجاء علی والعباس یختصمان فقال لہم عمر انشدکم بالذی باذنہ تقوم السماء والارض اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فقالوا اللہم نعم وفی الحدیث قصۃ طویلۃ۔

ترجمہ مالک بن اوس فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں عبد الرحمن بن عوف

Marfat.com

طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم بھی تشریف لے آئے اور علی المرتضیٰ اور عباس رضی اللہ عنہم بھی باہم جھگڑتے ہوئے آگئے تو حضرت عمرؓ نے ان صحابہ کبار کو مخاطب کر کے فرمایا تمہیں اس ذات اقدس کی قسم جس کے حکم و ارادہ سے یہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہماری وراثت نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پس ان تمام حضرات نے کہا اے اللہ! ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ایک طویل واقعہ ہے۔

تشریح حدیث ۳ اسی باب میں اس کی شرح گذر چکی ہے۔ یہاں اس کے اسناد مختلف ہیں۔

حدیث ۳۸۷ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن بن مہدی حدثنا سفیان عن عاصم بن بہدلۃ عن زر بن حبیش عن عائشۃ قالت ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینارا ولا درہما ولا شاۃ ولا بعیرا قال واشک فی العبد والامۃ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں وصال کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو دینار نہ ہی درہم، نہ ہی بکری اور نہ ہی اونٹ چھوڑا۔ راوی فرماتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے غلام اور لونڈی کا ذکر نہیں فرمایا۔

تشریح دوسری روایت میں آتا ہے جو کہ بخاری میں جریر یہ سے ہے وہ فرماتی ہیں "ولا عبدا ولا امۃ" کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ غلام اور نہ ہی لونڈی وصال کے بعد چھوڑی۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مِیْرَاثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ رُؤْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الْمَنَامِ

اِس باب میں جناب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا بیان ہے
(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات رُؤْیَةٌ۔ دیکھنا (آنکھ سے یا دِل سے) رَاءَةٌ یا رَأْیَةٌ یا رِئْیَانٌ۔ گمان کرنا۔ سُلگانا۔ پھیپھڑے پر مارنا۔

الْمَنَام۔ خواب، نیند۔ اس کی جمع مَنَامَات ہے۔

تشریح اس باب میں حضور فخرِ کون ومکان، سیّد الانس والجان، صاحب شفاعتِ کبریٰ، سیّد العرب والعجم، احمد مجتبیٰ جناب سیّدنا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس نے نیند میں دیکھا اُس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی دیکھا۔ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں نہیں آسکتا، کا ذِکر ہے۔

حضرات عُلماءِ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین اہلِ سُنّت وجماعت نے اِس امر کو بھی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ حضور پاک شفیع المذنبین سردارِ کُل انبیاء جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری میں اولیاء اللہ کو زیارت نصیب ہوئی ہے۔ ائمہ شافعیہ میں غزالی بارزی ابن السبکی اور یافع رحمہم اللہ علیہم جیسے حضرات فرماتے ہیں۔

"ان جماعة من ائمة الشريعة نصوا على ان من كرامته الولى انه يرى النبى صلى الله عليه وآله وسلم ويجتمع

یعنی "ائمہ شریعت کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی کرامت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

marfat.com

Marfat.com

به فی الیقظة ویاخذ عنه ما قسم له من معارف ومواهب"

بحالتِ بیداری بھی کرسکتا ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر بھی ہوسکتا ہے بلکہ اپنی استعداد کے مناسب علوم ومعارف کا استفادہ بھی کرسکتا ہے۔"

مالکیہ میں امام قرطبی، حافظ ابن ابی جمرہ، امام ابن الحاج وغیرہ حضرات بعض اولیاءِ کرام کے حالات المدخل میں نقل کرتے ہیں[1]۔

"انه حضر مجلس فقیه فروی ذالك الفقیه حدیثا فقال له الولی هذا الحدیث باطل فقال الفقیه ومن این ذالك هذا فقال هذا النبی صلی الله علیه وآله وسلم واقف علی راسك یقول انی لم اقل هذا الحدیث وکشف للفقیه فراٰه۔"

"یعنی وہ کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ اس فقیہ نے کوئی روایت بیان کی یہ ولی بولے یہ حدیث تو باطل ہے۔ اس فقیہ نے کہا تم نے یہ کیسے حکم لگا دیا۔ اس ولی اللہ نے کہا یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سامنے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے نہیں کہی ہے۔ اس فقیہ کو بھی اس امر کا انکشاف ہوگیا اور اس نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا۔"

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ولو حجبت عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم طرفة عین ما عددت نفسی من المسلمین"

یعنی "اگر میرے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی حجاب پڑ جائے تو میں اپنے آپ کو زمرۂ مسلمین میں شمار نہ کروں۔"

حضرت الشیخ سراج الدین بن الملقن طبقات الاولیاء میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب

[1] الحاوی۔ ج ۲ ص ۱۶۳
بحوالہ ترجمان السنہ۔ ج ۴ ص ۳۸۱

Marfat.com

غوث الاعظم السید شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی" نیز فرماتے ہیں :-

"وکان الشیخ عبدالغفار یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی کل ساعۃ"

"حضرت الشیخ عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے"

علامہ عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر جلد ۱ صـ ۱۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"قال الشیخ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الیقظۃ بضعا وسبعین مرۃ وقلت لہ فی مرۃ منھا ھل انا من اھل الجنۃ یارسول اللہ فقال نعم فقلت من غیرہ عذاب لیسبق فقال لک ذالک"

"حضرت علامہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحالت بیداری کچھ اوپر ستر مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں جنتی ہوں۔ ارشاد فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا کیا عذاب کے بغیر؟ ارشاد فرمایا جاؤ تمہارے لئے یہ بھی سہی"

حدیث ۱/۳۸۸ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن بن مھدی حدثنا سفین عن ابی اسحٰق عن ابی الاحوص عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ.

ترجمہ جناب عبداللہ سے روایت ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۸۸
۱ محمد بن بشار دیکھو حدیث ۳۸۸
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۲ عبدالرحمٰن بن مہدی دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۴ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
۵ ابی الاحوص
۶ عبداللہ۔ دیکھو حدیث ۱۵ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱

marfat.com
Marfat.com

تشریح ارشاد ہے "کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا" یعنی شیطان کو یہ قدرت اور طاقت ہی نہیں کہ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شکل وصورت میں ظاہر ہو سکے۔ صاحبِ اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی اپنی شرح کے صفحہ ۴۰۶ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"وھذا معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" یعنی "اور یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معجزہ ہے۔"

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ کے حاشیہ پر ہے :-

"لانہ سبحانہ وتعالیٰ جعلہ رحمۃ للعالمین ھادیا للضالین محفوظا عن وسواس الشیاطین واذا تنور العالم بنور وجودہ ورجمت الشیاطین لمیلادہ وھدمت بنیان الکھنۃ فکیف یتصور ان یتمثل الشیطان بصورۃ"

"جبکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنایا، گمراہوں کے لئے ہادی بنایا، ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھا اور جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود کے نور کے نور سے کل عالم کو منور فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیدائش کے وقت شیطانوں پر سنگباری کر دی گئی اور اسی وقت کہانت کی بنیادوں کو گرا دیا گیا تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے اور تصور کیا جا سکتا ہے کہ شیطان (نعوذ باللہ) آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔"

حدیث ۲/۳۸۹ حدثنا محمد[۱] بن بشار ومحمد[۲] بن المثنی قالا حدثنا محمد[۳] بن جعفر حدثنا شعبۃ[۴] عن ابی حصین[۵] عن ابی صالح[۶] عن ابی ھریرۃ[۷] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطن لا یتصور او قال لا یتشبہ بی۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

جس نے مجھے خواب میں دیکھا' پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا' اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا یا فرمایا میری مانند نہیں ہوسکتا۔

حل لغات لَا یَتَصَوَّرُ۔ وہ میری صُورت میں نہیں آسکتا۔ اَلتَّصَوُّر۔ خیال میں لانا' ذہن میں لانا۔ صورت شدن، صورت بستن، تصوّر باندھنا۔ لَا یَتَشَبَّهُ۔ وہ میری مانند نہیں ہوسکتا۔ اَلتَّشَبُّه۔ مانند گی کردن، مانند ہونا۔

تشریح اگرچہ شیطان کو یہ قدرت اور طاقت حاصل ہے کہ وہ انسانی صُورت وشکل میں ظاہر ہو مگر شیطان کی ہرگز ہرگز یہ قدرت وطاقت نہیں کہ وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی شکل وصورت مبارک اختیار کرسکے۔ حضرت استاذ گرامی شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ

"شیطان جبکہ نیند کی حالت میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نُورانی شکل بنانے پر قادر نہیں تو عالمِ بیداری میں قطعاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل' صُورت اور جسم کی مانند بن کر نہیں آسکتا۔ لہٰذا اِس عالمِ بیداری میں جن گرامی قدر حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت النور ہی سے مشرف ہوئے ہیں۔"

حدیث ع۳ ۳۹۰ حدثنا قتیبۃ[ع۱] حدثنا خلف[ع۲] بن خلیفۃ عن ابی[ع۳] مالك الاشجعی عن ابیہ[ع۴] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ قال ابوعیسیٰ وابومالك ھذا ھو سعد بن طارق بن اشیم وطارق بن اشیم ھو من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث وسمعت علی بن حجر یقول قال خلف بن خلیفۃ رایت عمرو بن حریث صاحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا غلام صغیر۔

ترجمہ طارق بن اشیم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھے نیند میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔

اسماء الرجال حدیث ۳۹۰
ع۱ قتیبہ دیکھو حدیث ۱ ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما لفظہ
ع۲ خلف بن خلیفہ۔ ماسبق
ع۳ ابی مالک الاشجعی ہے۔ الکوفی ہے۔ واسطی ہے ثقات میں ہے۔ پھر بغداد چلا آیا۔ صدوق اختلط اخیرا۔ زعموا نہ رأی عمرو بن حریث الصحابی وانکر علیہ۔ من اثبات اللقاء۔ ۱۸۱ھ میں فوت ہوا۔ روی لہ الجماعۃ۔
ع۴ ابیہ۔ طارق بن اشیم نام ہے۔ الاشجعی ہے۔ صحابی ہے۔ ۶۰ھ کے بعد فوت ہوئے اور کوفی ہے۔ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے۔ خرج لہ البخاری مسلم وغیرھما۔

Marfat.com

تشریح یعنی کوئی اور حضورِ سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل وصورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جس نے بھی خواب میں یا بیداری میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو وہ یقیناً آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارتِ پاک سے ہی مشرف ہوا ہے۔ بخاری اور مسلم شریف میں ہے۔

"مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ"

"جس نے مجھے نیند میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔"

محدثِ کبیر استاذ الاساتذہ حضرت مولینا مولوی محمد ایوب صاحب خطیب جامع مسجد سنگِ مرمر پشاور (رحمۃ اللہ علیہ) تحفۃ الفحول میں تحریر فرماتے ہیں۔ "ائمہ کرام کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری کے عالم میں دیکھنے کے ممکن ہونے اور واقع ہونے کی قائل ہے۔"

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مجامیع سے تحریر کیا ہے کہ میرے سردار حضرت احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری دی تو کچھ دیر توقف کے بعد حجرہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا — فتقبل الارض عنی فہی نائبتی
وہذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت — فامدیدک تحظی بہا شفتی

جب یہ اشعار پڑھے تو سیدِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک قبر شریف سے رونق افروز ہوا تو دستِ مبارک پر حضرت سیدی سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے بوسہ دیا۔"

حدیث ۴/۳۹۱ حدثنا قتیبۃ[1] ھو ابن سعید حدثنا عبد[2] الواحد بن زیاد عن عاصم[3] بن کلیب حدثنی ابی[4] انہ سمع ابا ھریرۃ[5] یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُنِیْ قَالَ اَبِیْ فَحَدَّثْتُ بِہٖ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ قَدْ رَاَیْتُہٗ فَذَکَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ فَقُلْتُ شَبَّہْتُہٗ

[1] ابو رجاء کنیت ہے۔ [2] ابو سہل کنیت ہے۔ [3] ابو الحارث کنیت ہے۔ [4] ابو شہاب کنیت ہے۔ [5] عبد الرحمٰن نام ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔

Marfat.com

بِهٖ فَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ كَانَ يُشْبِهُهٗ ۔

ترجمہ کُلَیب فرماتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے نیند میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ کلیب فرماتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ حدیث بیان کی، اور میں نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ پس مجھے حسن بن علی علیہما السلام یاد آگئے۔ سو میں نے (ابن عباس کو) کہا کہ وہ شبیہہ مبارک جو خواب میں میں نے دیکھی تھی وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے زیادہ مشابہ تھی۔ پھر ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ بے شک وہ ان کے ہم شکل تھے۔

تشریح ارشاد ہے "پس مجھے حسن بن علی علیہما السلام یاد آگئے۔" یعنی امام حسن علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکلِ نورانی ملتی جلتی ہے۔ ارشاد ہے "پھر ابن عباس نے فرمایا بے شک وہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اِن (علیہ السلام) کے ہم شکل تھے" جناب سیدنا امیر المومنین امام حسن علیہ السلام سر سے لے کر سینہ تک اور جناب شہیدِ کربلا، امامِ ہمام، سیدنا امام حسین علیہ السلام سینہ سے نیچے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ حضرت اسد اللہ الغالب امام الاولیاء سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"الحسن اشبه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما بين الصدر الى الرأس والحسين اشبه النبى صلى الله عليه وآله وسلم ما كان اسفل من ذالك"

یعنی "(امام) حسن (علیہ السلام) سر سے سینہ تک اور (امام) حسین (علیہ السلام) سینہ سے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔"

حدیث ۵/۳۹۲ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابن ابی عدی ومحمد بن جعفر قالا حدثنا عوف بن ابی جميلة عن يزيد الفارسی وكان يكتب المصاحف قال رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي الْمَنَامِ فَقَالَ بْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ

اسماء الرجال حدیث ۵/۳۹۲
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳۹۲
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۲ ابن ابی عدی۔ محمد بن ابراہیم بن ابی عدی ہے۔ دیکھو حدیث ۳
۳ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۳
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳
۴ عوف بن ابی جمیلہ الاعرابی العبدی البصری ہے۔ ثقة رمی بالقدر وبالتشیع من السادسة خرج له الستة۔
۵ یزید الفارسی۔ ہم نہ پتا سکے
۶ المرئی الیقظی ہے تابعی
۷ خرج له مسلم وابوداؤد والنسائی۔ ذہبی نے کہا کان راس الموالی یوم الحرة وهو والد عبدالله الفقیه بقی الی سنة مائة

marfat.com

Marfat.com

الشَّيْطٰنَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَتَشَبَّهَ بِیْ فَمَنْ رَاٰنِیْ فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَاٰنِیْ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ رَاَيْتَهٗ فِی النَّوْمِ قَالَ نَعَمْ اَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ جِسْمُهٗ وَلَحْمُهٗ اَسْمَرُ اِلَى الْبَيَاضِ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ حَسَنُ الضَّحِكِ جَمِيْلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ قَدْ مَلَاَتْ لِحْيَتُهٗ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ قَدْ مَلَاَتْ نَحْرَهٗ قَالَ عَوْفٌ وَلَا اَدْرِیْ مَا كَانَ مَعَ هٰذَا النَّعْتِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَاَيْتَهٗ فِی الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ اَنْ تَنْعَتَهٗ فَوْقَ هٰذَا۔ قال ابوعیسیٰ ویزید الفارسی هو یزید بن هرمز وهو اقدم من یزید الرقاشی وروی یزید الفارسی عن ابن عباس رضی الله عنهما احادیث ویزید الرقاشی لم یدرك ابن عباس وهو یزید بن ابان الرقاشی وهو یروی عن انس بن مالك ویزید الفارسی ویزید الرقاشی فلاهما من اهل البصرة وعوف بن ابی جمیلة هو عوف الاعرابی حدثنا ابوداؤد سلیمان بن سلم البلخی حدثنا النضر بن شمیل قال قال عوف الاعرابی انا اکبر من قتادة۔

ترجمہ یزید الفارسی سے روایت ہے اور وہ قرآن مجید لکھا کرتے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند میں دیکھا۔ اس وقت ابن عباس زندہ تھے۔ میں نے یہ خواب ابن عباس کو بیان کی تو ابن عباس نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً فرماتے تھے کہ بیشک شیطان طاقت نہیں رکھتا کہ میری صورت پہ آسکے لہٰذا جس نے مجھے نیند میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ کیا تو اس (صلی اللہ علیہ وسلم) شخص کی صورت مبارک کو جسے تو نے خواب میں دیکھا ہے بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہے کہا کہ ہاں میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک اور قد مبارک دونوں درمیانہ اور معتدل تھے۔ رنگ مبارک گندمی مائل بسفیدی تھا، آنکھیں مبارک سرگیں، خندہ رو، خوبصورت، گول چہرہ اقدس، گھنی داڑھی مبارک چہرۂ اقدس کو گھیرے ہوئے تھی، سینۂ پاک پر آئی ہوئی تھی۔ عوف فرماتے ہیں کہ یزید الفارسی نے اور جو جو صفتیں بیان کیں وہ مجھے یاد نہیں رہیں۔ پھر ابن عباس نے فرمایا (اے یزید الفارسی) اگر تو سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحالتِ بیداری بھی دیکھتا تو اس توصیف سے بڑھ کر حلیۂ مبارک کے اوصاف بیان نہ کر سکتا۔

تشریح یعنی یزید الفارسی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیۂ مبارک بیان کرنے میں کوئی کسر باقی

Marfat.com

نہیں چھوڑی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مُبارکہ مقدسہ مطہرہ ومنورہ سے خواب میں مشرف ہوتا ہے۔ وہ بعینہٖ اسی طرح مشرف ہوتا ہے جس طرح حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس ہیں۔

حدیث ۶ ع ۳۹۳

حدثنا عبدُ اللہ بن ابی زیاد حدثنا یعقوبؒ بن ابراھیم بن سعد حدثنا ابن اخی ابن شھاب الزھری عن عمہ قال قال ابوسلمۃ قال ابوقتادۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ یَعْنِیْ فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔

ترجمہ جناب ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا یعنی نیند میں بے شک اس نے حق دیکھا۔

حل لغات حَقَّ۔ یقین کرنا، واجب ہونا، ثابت ہونا۔ الحق، اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے کیونکہ حقیقتاً موجود وہی ہے۔ باقی سب چیزوں کا وجود مثل عدم کے ہے جو زوال پذیر ہے۔

تشریح ارشاد ہے "جس نے مجھے دیکھا یعنی نیند میں بے شک اس نے حق دیکھا۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے اس حدیث شریف کے بہت معانی بیان فرمائے ہیں۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری کرمانی سے نقل کرتے ہیں:۔

"ای الثابتۃ لا اضغاث فیہ ولا احلام" — یعنی "یہ اسی طرح صحیح اور درست ہے جس طرح کہ دیکھا گیا ہے اس میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔"

الطیبی فرماتے ہیں:۔ "الحق ھنا" حق یہی ہے۔" زین العرب فرماتے ہیں:۔" الحق ضد الباطل" "حق کی ضد باطل ہے۔" یعنی یہ خواب حق ہی ہے۔

حضرت علامہ موصوف فرماتے ہیں:۔

"نعم یصح ان یراد بہ الحق سبحانہ علی تقدیر مضاف ای رأی مظھر الحق او مظھرہ" — یعنی "ہاں صحیح ہے اگر بتقدیر مضاف اس "الحق" سے مراد حق سبحانہٗ وتعالیٰ مراد لیا جائے گویا مظہر

اسماء الرجال حدیث ۶ ع ۳۹۳
ع۱ عبداللہ بن ابی زیاد
ع۲ یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری ہے۔ البشت ۱۱ المجمۃ الوسیع۔
ع۳ ابن اخی ابن شہاب الزہری ھو محمد بن مسلم وابن اخی محمد بن عبداللہ بن مسلم من اکابر الائمۃ وسادات الامۃ۔ محمد بن مسلم ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن عبداللہ بن مسلم من الرابعۃ اخرج لہ الستۃ۔
ع۴ عمہ۔ الزہری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
ع۵ ابوسلمہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
ع۶ ابوقتادہ

marfat.com

Marfat.com

ومن رآنی فسیرالله سبحانه لان من رأی
النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی المنام
فسیراه یقظة فی دارالسلام فیلزم منه
انه یرالله فی ذالك المقام ولا یبعد ان
یکون المعنی من رآنی فی المنام فسیری
الله فی المنام فان رؤیتی له مقدمة
اومبشرة لذالك المرام وقال الحنفی
الحق مفعول به ای الامرالثابت الذی
هوانا فیرجع الی معنی قوله فقدرآنی"

حق کو دیکھا یا اس کے مظہر کو (یعنی حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس سبحانہٗ وتعالیٰ کے
مظہر ہیں) اور جس نے مجھے دیکھا عنقریب
اللہ جل جلالہٗ کو دیکھ لے گا' اس لئے کہ جس نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا خواب میں' تو
عنقریب وہ بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت سے دارالسلام میں مشرف ہوگا۔ لہٰذا
ضروری ہے کہ وہ اللہ جل جلالہٗ کی زیارت اس
مقام پر کرے گا اور یہ بھی محال نہیں ہے کہ اس کا
یہ معنی ہو کہ جس نے مجھے نیند میں دیکھا تو وہ
عنقریب اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کو نیند میں دیکھے
گا۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
اس امر کا پیش خیمہ اور خوشخبری ہے کہ وہ شخص
اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔"

حضرت الشیخ الامام والحبر البحر الھمام' شیخ العارفین ومربی السالکین قطب الزمان ومرشد الاوان الشیخ عبدالغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ ونفعنا بہ وبعلومہٖ آمین فصوص الحکم کی شرح جواہر النصوص فی حل کلمات الفصوص جلد دوم صـ۲۴۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

" قال تعالیٰ وتراهم ینظرون الیك
ولا هم لا یبصرون . وقال علیه السلام
من رآنی فقد رأی الحق (واخبر الحق
تعالیٰ نفسه عباده بذالك)"

" یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو
دیکھتے کہ وہ آپ کی طرف نگاہ کرتے ہیں حالانکہ
وہ نہیں دیکھتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
ہے مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ یعنی جس نے مجھے

Marfat.com

دیکھا، واقعی اس نے خدا کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو ذات سے اس بات کی خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ صورتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔"

حدیث ۳۹۴ حدثنا عبدُ اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا معلیٰ بن اسد حدثنا عبد العزیز ابن المختار حدثنا ثابتٌ عن انسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَخَیَّلُ بِیْ قَالَ وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّۃِ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔ پس یقیناً شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس جزء میں سے ایک جزو ہوتا ہے۔

حل لغات التخیل۔ خیال بستن مراد تمثل است۔ تخیل کے معنی تصور کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا۔ پس یقیناً شیطان میری مثل نہیں بن سکتا" حضرت علامہ محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"نمی تواند کہ صورت من گرفتہ در خواب کسے ظاہر شود یا صورت آدم دیگر شدہ از نام من نمودار گردد۔"

"یعنی شیطان یہ طاقت نہیں رکھ سکتا کہ میری صورت بنا کر کسی شخص کو خواب میں آئے یا کسی دوسرے آدمی کی شکل میں ہو کر میرے نام پہ نمودار ہو۔"

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رُؤْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الْمَنَامِ پورا ہو گیا۔

Marfat.com

تتمّہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دو احادیث اس کتاب کے آخیر میں درج کی ہیں، جن کا تعلق اس باب یا اس کتاب کے موضوع سے نہیں ہے مگر نصیحت ضرور ہے۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:۔

(۱) "اِذَا ابْتُلِیْتَ بِالْقَضَاءِ فَعَلَیْکَ بِالْاَثَرِ"

"جب تو قضا کے ساتھ آزمایا جائے تو اس پر عمل کر"

یعنی اگر تو قاضی بنایا جائے تو تو اپنے لئے ضروری کرلے اور لازم پکڑے کہ تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، خلفاءِ راشدین کے ارشادات پر عمل کرنا ہے تاکہ گمراہی کے دلدل میں کہیں پھنس نہ جائے۔

(۲) ابنِ سیرین فرماتے ہیں:۔

هٰذَا الْحَدِیْثُ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ۔

"یہ حدیث شریف کا علم دین ہے پس خوب تحقیق کرلو کہ تم کس شخص سے اپنا دین اخذ کر رہے ہو۔"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مقصود ازیں کلام آنست کہ دین مبنی بر حدیث است، پس واجب است کہ آں را از ثقات باید گرفت تا در دین خللی نشود و از بدعت ہا مامون گردد"

"اس کلام سے یہ مقصود ہے کہ دین حدیث پر مبنی ہے پس ضروری ہے کہ اسے برگزیدہ لوگوں سے حاصل کیا جائے۔ تاکہ دین میں خلل پیدا نہ ہو اور بدعتوں سے محفوظ رہے۔"

Marfat.com

شیخ ابن حجر کا قول ہے :۔

"کتاب کو ان دو حدیثوں پر ختم کرنے کی وجہ یہ ہے علم حدیث کے حصول کی ترغیب دینا ہے، خصوصاً اس علم کے حصول میں انتہائی احتیاط اور اہل دین و تقویٰ سے یہ علم حاصل کرنا چاہیئے نہ بے دین، گمراہ بدعقیدہ لوگوں سے تاکہ دین مستقیم ہو اور توہمات سے رہائی حاصل ہو۔"

الحمد للہ

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید اور مدد کے ساتھ یہ شرح ۱۵ شعبان ۱۳۸۹ھ میں شروع کی گئی اور ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ بروز بدھ مکمل ہوئی۔ کل ۳ ماہ ۱۹ دن صرف ہوئے۔

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی

marfat.com

Marfat.com

مُعنون

اُن پاک حضرات کے نام

— جنہوں نے —

اپنی مُبارک اور پاکیزہ زندگی کا آخری لمحہ بھی
اپنے پیارے محبُوب، عالمِ علومِ اوّلین و آخرین،
شفیع المذنبین، رحمتہ للعالمین، صاحبِ خُلقِ عظیم،
سرورِ عالم و عالمیان، صاحبِ قابَ قوسین اَو اَدنیٰ،
جناب احمدِ مجتبیٰ، حضرت سیدنا و مولٰینا
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت
اور فرمانبرداری میں گذار دیا۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

marfat.com

Marfat.com